بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲

یہ (قرآن) وہ کتاب ہے جس (کے کلام اللہ ہونے) میں کوئی شک نہیں ہے
(یہ) ہدایت ہے ان پرہیزگاروں کیلئے

کتاب مستطاب

جلد ششم

فیضان الرحمٰن

فی تفسیر القرآن

از افاداتِ عالیہ

مفسر قرآن حجۃ الاسلام حضرت العلام مجتہد العصر والزمان مد ظلہ العالی
آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین النجفی

ناشر
مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

Presented by Ziaraat.Com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فیضان الرحمٰن

جلد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جلد ششم

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی دام ظلہٗ

کمپوزنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فضل عباس سیال (الحمد گرافکس لاہور)

ڈیزائننگ وسیٹنگ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قلب علی سیال فون:0301-7229417

سال اشاعت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔2013ء

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

ہدیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملنے کا پتہ

قرآن سینٹر 24 الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور

فون نمبرز۔ 042-37314311,0321-4481214

Presented by Ziaraat.Com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عرضِ ناشر

قارئین کرام!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ !مصباح القرآن ٹرسٹ۔۔۔۔۔عہدِ حاضر کی بعض عظیم ترین تفاسیر وتالیفات کی نشرواشاعت کے سلسلہ میں ایک عظیم اور پُروقار مرکز کی حیثیت سے اُمت مسلمہ کیلئے اپنی عاجزانہ خدمات انجام دے رہا ہے۔ادارہ ھذا کی یہ شہرت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ حضرات کی تائید واعانت کا ثمرہ ہے۔

مہربان، رحیم وکریم خالق نے ''انسان'' کو اپنی تمام مخلوقات میں عزت وشرف کے تاج سے مزیّن فرما کر فلکِ نیلگوں کے زیرِ سایہ نعماتِ انواع واقسام سے سرشار،فکری ونظری نشانیوں سے مرصع ایسے قطعۂ ارض پر متمکن فرمایا۔جہاں ہر روز آفتابِ عالمِ ظلمات الّیل کو فاش کرتے ہوئے نجوم وقمر کے تسلط کو دامنِ فلک میں گوشہ نشین کر دیتا ہے اور اپنے فیوضاتِ پُروقار سے ہر ذی روح کے اندر زندگی کی ہلچل کو تیز تر کر دیتا ہے۔

نظامِ شمس وقمر کی ان ضیاؤں سے ہر ذی روح اپنی اپنی استطاعتِ بصارت وبصیرت کے مطابق فیض یاب ہوتا ہے۔نباتات اپنی صغیر کلیوں اور حسین پھولوں کے ذریعے شبنم وقمر کی مٹھاس سے لطف اندوز ہوتے ہیں چرندو پرند سورج کی کرنوں سے سینۂ ارض پر غذائی نعمات پا کر مسرور ہوتے ہیں۔درندے تاریکیوں کو جال سمجھ کر اور روشنیوں کو غنیمت جان کر دھرتی پہ جلوہ فگن حُسنِ زندگی کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتے ہیں۔سورج کی تمازت خیز کرنیں ہوں یا چاند کی دلنشیں شعاعیں،صاحبانِ بصیرت کیلئے تاریکیوں سے نکل کر اُجالوں سے مستفیض ہونے کی نوید ہیں۔

لٰہذا وہ پاکیزہ نفوس کے حامل اہل بصیرت جو روشنیوں کے منتظر ہوتے ہیں،وہ خوابِ غفلت میں مدہوش گہری نیند نہیں سوتے بلکہ جونہی ظلمات اللیل اٹھتے ہیں،وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتے ہیں۔مگر وہ مریض نفوس جنہیں قدرت کی ایسی عظیم نعمتوں سے فیضیاب ہونا ہی نہیں آتا وہ سورج کے اس نورِ بے کراں کے سامنے بے فیض ہو کر اپنے مستقبل سے بے خبر،مایوسیوں کے شکنجے میں مقفس، پردے کی اوٹ میں چادر اُوڑھ

Presented by Ziaraat.Com

کر معمول کی گہری نیند سو جاتے ہیں۔

''انسان''، جسم وروح سے مرکب، عقل سلیم کے زیور سے آراستہ اپنے اندر صفاتِ جمیلہ وصفات رذیلہ ہر ایک کے ارتقاء کی قوت رکھتا ہے۔ رذائل کا ارتقاء حیوانات سے بھی بدتر درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ جبکہ صفات جمیلہ کے ارتقاء سے انسان ملائکہ سے بھی افضل قرار پاتا ہے۔ مایوس اور مریض نفوس کی شفایابی کیلئے، صفاتِ رذیلہ کے خاتمے اور صفاتِ جمیلہ کے ارتقاء کیلئے ہمیشہ حکیمِ روحانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ روحانی تسکین اور معرفتِ الٰہی سے فیض یاب ہونے کیلئے قرآنی آیات پر غور وفکر کرنا، ان کے رموز وحقائق کو سمجھنا اور قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگی گزارنا، آخرت کی کامیابی وکامرانی کا باعث ہے۔

بلاشبہ دنیا کا ہر شخص دوسری زبانوں کے علاوہ اپنے ملک اور اپنی قومی زبان، بلکہ اپنے علاقے کی زبان سے زیادہ مانوس ہوتا ہے۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر پاکستان میں علاقائی ذوقِ زبان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور عقائد کی اصلاح اور ان کی پختگی اور اعمال کی اہمیت اور ان کی درستگی کیلئے 10 جلدوں پر مشتمل زیرِ نظر تفسیری مجموعہ ''**فیضان الرحمٰن**'' قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ تفسیری مجموعہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مدظلہ العالی کی عظیم مساعی جمیلہ اور شب وروز کی محنت کا ثمرِ نایاب ہے۔ خداوند عالم اُن کا سایہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے اور انہیں طاقت وصحت کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔

اراکین مصباح القرآن ٹرسٹ قبلہ موصوف کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنہوں نے ادارہ ھذا کو یہ تفسیری مجموعہ پرنٹ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مزید برآں آپ ہماری تمام کتب بشمول تفسیر فیضان الرحمٰن ''مصباح القرآن ٹرسٹ'' کی ویب سائٹ www.misbahulqurantrust.com کے ذریعے گھر بیٹھے پڑھ سکتے ہیں۔

ہمیں اُمید ہے کہ صاحبانِ علم وتحقیق حسبِ سابق ''مصباح القرآن ٹرسٹ'' کی اس کوشش کو بھی پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور اس گوہرِ نایاب سے بھرپور علمی وعملی استفادہ فرمائیں گے۔ اور ادارہ کو اپنی قیمتی تجاویز وآراء سے ضرور مستفید فرمائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ والسلام

اراکین

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان

Presented by Ziaraat.Com

فہرست مضامین جلد ششم

اس واقعہ سے حاصل شدہ چند نتائج وعواقب کا تذکرہ ---------------------- ۲۲
۲۔ اگر خلاف شرع کوئی کام واقدام دیکھا جائے تو اس پر نکیر لازم ہے ------------- ۲۴
۳۔ انبیاء اوران کے اوصیاء کے سہو ونسیان کا مسئلہ: ---------------------- ۲۴
۴۔ اکثر وبیشتر اعتراضات کم علمی کا نتیجہ ہوتے ہیں ---------------------- ۲۵
۵۔ نیک والدین کا اچھا اثر اولاد پر اور بری اولاد کا برا اثر والدین پر پڑتا ہے --------- ۲۵
اس داستان میں وارد شدہ بعض چیزوں کی تشریح ----------------------- ۲۶
لمحہ فکریہ: --- ۲۷
۴۸) ویسئلو نك عن ذی القرنین---الآیۃ -------------------- ۳۰
ان آیات کی شانِ نزول -------------------------------- ۳۰
اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہنے کی وجہ؟ --------------------------- ۳۱
ذوالقرنین نبی تھا یا صرف بندہ صالح؟ ---------------------------- ۳۲
ذوالقرنین کے بعض قرآنی علامات کا تذکرہ: ------------------------ ۳۲
وہ دیوار کہاں ہے جو ذوالقرنین نے بنائی تھی؟ ------------------------ ۳۳
یاجوج وماجوج کون ہیں؟ ------------------------------- ۳۴
اب ذیل میں بعض تشریح طلب الفاظ وعبارات کی تفسیر کی جاتی ہے --------------- ۳۶
اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو کارساز سمجھنے والوں کو دھمکی ---------------------- ۳۹
ایمان وعمل کا بنیادی فرق؟ ------------------------------ ۴۰
نجات کے لئے صرف عمل صالح کی بجاآوری کافی نہیں -------------------- ۴۰
کلمات اللہ سے کیا مراد ہے؟ ----------------------------- ۴۱
قل انما انا بشر مثلکم کا مفہوم --------------------------- ۴۳

Presented by Ziaraat.Com

سورہ مریم کا مختصر تعارف ---------------------------- ۴۵

وجہ تسمیہ: -- ۴۵

مقام وتاریخ نزول: ------------------------------------ ۴۵

سورہ مریم کے مضامین کی اجمالی فہرست -------------------- ۴۵

سورہ مریم کی تلاوت کا ثواب ------------------------------ ۴۶

کچھ لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ (نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث) ---------- ۵۰

نبوت عطا ہونے کا معیار اور سن وسال کیا ہے؟ ---------------------- ۵۰

حضرت یحییٰ اور حضرت امام حسینؑ کے قصہ میں مماثلت ------------------ ۵۲

ایک شبہ اور اس کا جواب ------------------------------ ۵۷

یہ منادی کون تھا؟ ------------------------------------ ۵۷

چپ کا روزہ سابقہ دور میں جائز تھا ---------------------------- ۵۸

اے ہارون کی بہن! اس فقرہ کا مفہوم کیا ہے اور ہارون سے مراد کون ہے؟ ------------ ۵۸

انبیاء ومرسلین کے آباء وامہات موحد اور مسلمان ہوتے ہیں ------------------ ۶۲

چچا اور بھتیجا کی باہمی گفتگو کا نتیجہ؟ ---------------------------- ۶۳

جناب موسیٰ کا اجمالی تذکرہ ------------------------------ ۶۶

نبی اور رسول میں فرق: -------------------------------- ۶۶

اللہ کے متکلم ہونے کے مفہوم کی وضاحت ------------------------ ۶۷

ایفائے عہد کی اہمیت ---------------------------------- ۶۸

یہ اسماعیلؑ کون بزرگ تھے؟ ------------------------------ ۶۸

جناب ادریسؑ کا مختصر تذکرہ ------------------------------ ۶۸

جناب ادریسؑ کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا بیان -------------------- ۶۹

توبہ کے برکات -- ۷۰

Presented by Ziaraat.Com

اس آیت کی شانِ نزول ---------------------------------- ۷۰
یہاں انسان سے کون انسان مراد ہے؟ -------------------- ۷۳
لفظ شیعہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی کی وضاحت -------------- ۷۴
ان منکم کے مخاطب کون ہیں اور ورود کا مفہوم کیا ہے؟ ---------------- ۷۴
اس آیت کا شان نزول ---------------------------------- ۷۶
کافروں پر شیطانوں کے چھوڑنے کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ ---------------- ۷۹
کفار کے معاملہ میں جلدی نہ کرنے کا مفہوم ---------------- ۷۹
کچھ شفاعت کے بارے میں ---------------------------------- ۸۰
خدا کی اولاد کی نفی کا بیان ---------------------------------- ۸۰
اس پر زور نفی کی وجہ: ---------------------------------- ۸۱
یہ آیت اہلبیتؑ بالخصوص حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے ---------------- ۸۱

سورہ طٰہٰ کا مختصر تعارف ---------------- ۸۴

وجہ تسمیہ: ---------------------------------- ۸۴
اس سورہ کا زمانہ نزول: ---------------------------------- ۸۴
اس سورۃ کے موضوعات ومضامین کی اجمالی فہرست ---------------- ۸۴
اس سورہ کے پڑھنے کے فضائل ---------------------------------- ۸۵
اس آیت کی شان نزول ---------------------------------- ۸۸
سرّ اور اخفیٰ میں فرق؟ ---------------------------------- ۸۹
جناب موسیٰؑ کے اس قصہ کا پس منظر ---------------------------------- ۹۰
خلاصہ کلام: ---------------------------------- ۹۱
جناب موسیٰؑ کی دعائیں ---------------------------------- ۹۵
۴۔ میرے بھائی ہارونؑ کو میرا وزیر اور شریک کار نبوت بنا۔ ---------------- ۹۷

Presented by Ziaraat.Com

خداوند عالم نے جناب موسیٰؑ کی درخواست منظور کر لی ---------------- ۹۷

علیؑ و ہارونؑ کے درمیان مماثلت ---------------- ۹۷

مادر موسیٰؑ کا نام کیا تھا؟ ---------------- ۹۸

یہ راز تھا جناب موسیٰؑ کے دوسری عورتوں کے دودھ نہ پینے میں ---------------- ۹۹

وعظ و پند کے آداب ---------------- ۱۰۰

انسان کے زمین سے پیدا ہونے کا مفہوم؟ ---------------- ۱۰۴

حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کے مصر چھوڑنے کا قصہ ---------------- ۱۱۱

بخشش گناہان کے شرائط ---------------- ۱۱۳

قوم موسیٰؑ کا عذر لنگ ---------------- ۱۱۳

حضرت ہارونؑ کی قوم کو فہمائش ---------------- ۱۱۷

جناب ہارونؑ کا حقیقی عذر ---------------- ۱۱۷

سامری کے جواب کا صحیح مفہوم کیا تھا؟ ---------------- ۱۱۸

سامری کون تھا؟ ---------------- ۱۱۹

ایک علمی لطیفہ ---------------- ۱۱۹

سامری کے گوسالہ کا انجام ---------------- ۱۲۰

اس آیت کی شان نزول ---------------- ۱۲۲

قیامت کے دن ایک داعی کی پکار پر لوگوں کا لبیک کہنا ---------------- ۱۲۳

کچھ شفاعت کے بارے میں ---------------- ۱۲۳

جو ظالم ہے وہ خائب و خاسر ہوگا ---------------- ۱۲۴

اعمال کی قبولیت کا دارومدار ایمان پر ہے ---------------- ۱۲۵

قرآن کو عربی میں نازل کرنے کی حکمت ---------------- ۱۲۵

وحی مکمل ہونے سے پہلے قرآن پڑھنے میں جلدی کرنے کی ممانعت ---------------- ۱۲۵

Presented by Ziaraat.Com

پیغمبر اسلامؐ کی اپنے علم میں اضافہ کی خدا سے دعا کرنا ---------- ۱۲۶

آدمؑ کے ترک اولیٰ کا تذکرہ ---------- ۱۲۶

جناب آدمؑ اور ابلیس کا قصہ ---------- ۱۲۹

جناب آدمؑ کو خدا کی یاد دہانی ---------- ۱۲۹

یاد خدا سے روگردانی کرنے سے تنگ زندگی کا مفہوم ---------- ۱۳۰

قانون مکافات عمل کا بیان ---------- ۱۳۱

عذاب استیصال کے نازل نہ ہونے کی وجہ؟ ---------- ۱۳۳

لوگوں کی زیادتیوں پر پیغمبر اسلامؐ کو صبر کا حکم دیا جاتا ہے ---------- ۱۳۳

ان اوقات مخصوصہ میں تسبیح کرنے سے کیا مراد ہے ---------- ۱۳۴

اس آیت کی شان نزول ---------- ۱۳۵

اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دینا ---------- ۱۳۵

آنحضرت کا نو ماہ تک نماز کے وقت علی و بتول علیہما السلام کے دروازہ پر جانا اور آیت تطہیر کا پڑھنا - ۱۳۶

کفار کا ایراد اور اس کا جواب ---------- ۱۳۶

خدا اتمام حجت کے بغیر عذاب نازل نہیں کرتا ---------- ۱۳۷

سورۃ الانبیاء کا مختصر تعارف ---------- ۱۳۹

وجہ تسمیہ ---------- ۱۳۹

عہد نزول: ---------- ۱۳۹

اس سورہ کے مضامین وموضوعات کی اجمالی فہرست ---------- ۱۳۹

اس سورہ کی فضیلت اور اس کی تلاوت کرنے کا ثواب ---------- ۱۴۰

قیامت کے قریب ہونے کا مطلب ---------- ۱۴۳

قرآن قدیم نہیں ہے ---------- ۱۴۴

کفار کے انکار کے وجوہ؟ ---------- ۱۴۴

Presented by Ziaraat.Com

کفار کے خرافات اور ان کا جواب ---------------------------- ۱۴۵
کفار کا ایک اور مطالبہ اور اس کا جواب ---------------------------- ۱۴۶
کفار کے بشریت انبیاء والے ایراد کا جواب ---------------------------- ۱۴۶
لمحہ فکریہ ---------------------------- ۱۴۶
خدا نے اپنے وعدے ہمیشہ سچے کر دکھائے ---------------------------- ۱۴۷
یہاں ذکر سے کیا مراد ہے؟ ---------------------------- ۱۴۷
بقاء اصلح کا قانون قدرت ---------------------------- ۱۵۱
تکذیب حق کرنے والوں کی حالت راز کی تصویر کشی ---------------------------- ۱۵۱
کافروں اور جاہلوں کا نظریہ حیات اور اس کا ابطال ---------------------------- ۱۵۲
توحید پروردگار کا ثبوت اور شرک کا بطلان ---------------------------- ۱۵۳
توحید پروردگار پر دلیل تمانع ---------------------------- ۱۵۳
ایک غلط استدلال کا ابطال ---------------------------- ۱۵۴
تمام داعیان حق یعنی انبیاء کی مرکزی دعوت ایک تھی ---------------------------- ۱۵۵
خدا کی اولاد کی نفی کا اعلان ---------------------------- ۱۵۵
اصول کی ہمہ گیری کا اظہار ---------------------------- ۱۵۶
قرآن کتاب ہدایت ہے علم ہیئت یا سائنس کی کوئی کتاب نہیں ہے ---------------------------- ۱۵۸
اس آیت کا مفہوم؟ ---------------------------- ۱۵۹
شب و روز اور آفتاب و ماہتاب کی خلقت کے بعض فوائد ---------------------------- ۱۶۰
اجرام فلکی کے افلاک میں گردش کرنے کا تذکرہ ---------------------------- ۱۶۰
انسان کو رنج و راحت میں مبتلا کرنے کا فلسفہ ---------------------------- ۱۶۲
کفار کی حالت پر نکیر ---------------------------- ۱۶۲
انسان کا عجلت پسند ہونا ---------------------------- ۱۶۲

Presented by Ziaraat.Com

بروز قیامت کفار کی حالت زار کا بیان ------------------------- ۱۶۳
اس آیت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ ------------------------------ ۱۶۵
مشرکین کے خود ساختہ خداؤں کی بے بسی ------------------------- ۱۶۵
ان لوگوں کی سرکشی کا سبب ------------------------- ۱۶۶
میزان عدل کا اجمالی تذکرہ ---------------------------- ۱۶۷
توراۃ کا تذکرہ ---------------------------------- ۱۶۷
قوم کا سوال اور جناب خلیل کا حکیمانہ جواب ---------------- ۱۷۳
فیصلہ ہو گیا کہ ابراہیم کو آگ میں جلا دیا جائے --------------- ۱۷۴
اس موقع پر جناب خلیل کی دعا ---------------------------- ۱۷۴
ایک روایت صادق کا تذکرہ ---------------------------- ۱۷۵
امام ہدایت و امام غوایت کا تذکرہ ---------------------------- ۱۷۵
جناب داؤد و سلیمان کی خدمت میں پیش کردہ مقدمہ کی تفصیل ------------- ۱۸۰
ایک ایراد اور اس کا جواب ------------------------- ۱۸۰
جناب داؤد کے دو معجزات کا تذکرہ ---------------------------- ۱۸۱
معجزہ کا حقیقی فاعل خدا ہوتا ہے -------------------------- ۱۸۱
جناب سلیمان کے دو معجزات کا تذکرہ ---------------------------- ۱۸۲
ایک سوال اور اس کا جواب:- ---------------------------- ۱۸۲
باپ بیٹے کی تسخیر میں باریک فرق:- ---------------------------- ۱۸۳
جناب ایوب کے بعض مصائب و شدائد کا تذکرہ ------------------ ۱۸۴
جناب ایوب کے مشکلات و مصائب کا دور و کافور ہونا ---------------- ۱۸۴
اس واقعہ سے درس عبرت ---------------------------- ۱۸۵
جناب ذوالکفل کا تذکرہ ---------------------------- ۱۸۵

Presented by Ziaraat.Com

جناب یونس کا اجمالی تذکرہ ---------------------- ۱۸۶
تمام انبیاء کے تین مشترکہ صفات ---------------------- ۱۸۷
عمل صالح کی جزاء ایمان کے ساتھ مشروط ہے ---------------------- ۱۹۰
اس آیت کے بارے میں مفسرین کی سراسیمگی ---------------------- ۱۹۱
یاجوج وماجوج کا اجمالی تذکرہ ---------------------- ۱۹۱
اس وعدہ حق سے مراد قیامت ہے ---------------------- ۱۹۲
مشرکین اوران کے معبود جہنم کا ایندھن ہیں ---------------------- ۱۹۲
وہ خوش قسمت لوگ جن کیلئے خدا کی طرف سے بھلائی مقدر ہوچکی ہے ---------------------- ۱۹۳
شیعان حیدر کرار بھی انہی قسمت افراد سے ہیں ---------------------- ۱۹۳
زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے ---------------------- ۱۹۴
وما ارسلنٰك الا رحمة للعالمين ---------------------- ۱۹۵

سورہ حج کا مختصر تعارف ---------------------- ۱۹۷

وجہ تسمیہ ---------------------- ۱۹۷
تاریخ نزول ---------------------- ۱۹۷
اس سورہ کے مضامین وعنادین کی اجمالی فہرست ---------------------- ۱۹۷
اس سورہ کی تلاوت کرنے کا ثواب ---------------------- ۱۹۸
کردار سازی میں تقویٰ کی اہمیت ---------------------- ۲۰۱
فنائے عالم کبیر اور قیامت کا سماں ---------------------- ۲۰۲
اسرافیلؑ کے نفخ صور کا واقعہ ---------------------- ۲۰۲
زلزلہ قیامت کی ہولنا کی کا تذکرہ ---------------------- ۲۰۳
یہاں اس مجادل انسان سے کون مراد ہے؟ ---------------------- ۲۰۳
منکرین قیامت سے خطاب اوراسکے امکان پر استدلال ---------------------- ۲۰۳

Presented by Ziaraat.Com

انسان کی پیدائش کے بعد تین حالتوں کا بیان ---------------------- ۲۰۴
قیامت کے برحق ہونے کی دوسری دلیل ---------------------- ۲۰۴
بعض احمقوں کا ذکر ---------------------------- ۲۰۵
عبادت گزاروں کی ایک خاص قسم کا تذکرہ ---------------------- ۲۰۸
سابق الذکر مذبذب مسلمان کا مزید بیان ---------------------- ۲۰۸
مومنین صالحین کے اچھے انجام کا بیان ---------------------- ۲۰۹
اس آیت کے ترجمہ وتفسیر میں شدید اختلاف ہے ---------------------- ۲۰۹
خدا قیامت کے دن مختلف ملل و مذاہب کی حقانیت کا عملی فیصلہ کرے گا ------------ ۲۱۰
کائنات ارضی وسماوی کی ہر چیز تکوینی یا تشریعی طور پر خدا کو سجدہ کرتی ہے ------------ ۲۱۱
یہ دو خصم یا دو فریق کون ہیں؟ ---------------------------- ۲۱۲
کافروں کی سزا کا بیان ---------------------------- ۲۱۲
مومنین صالحین کی جزا کا بیان ---------------------------- ۲۱۴
خانہ کعبہ پورے عالم اسلام کی بین الاقوامی عبادت گاہ ہے ---------------------- ۲۱۵
والی حجاز کے فرائض ---------------------------- ۲۱۵
مکان وزمان اور گنہگار کی حیثیت بدلنے سے گناہ کی نوعیت بدل جاتی ہے ---------------------- ۲۱۶
جناب خلیلؑ کا اعلان حج کرنا ---------------------------- ۲۱۸
جس نے جتنی بار لبیک کہی تھی وہ اتنی بار حج کرتا ہے ---------------------- ۲۱۹
ضامر سے کیا مراد ہے؟ ---------------------------- ۲۱۹
حج کے وجوب کا فلسفہ ---------------------------- ۲۱۹
اسلامی قربانی کوئی نیا حکم نہیں ہے ---------------------- ۲۲۵
مخبتین کے اوصاف چہارگانہ کا تذکرہ ---------------------- ۲۲۵
مشرکین عرب کے طریقہ کار کی اصلاح ---------------------- ۲۲۶

Presented by Ziaraat.Com

اہل ایمان کو خدائی مدافعت کی بشارت ---------------------- ۲۲۷
دفاعی جہاد کی اجازت -------------------------- ۲۳۰
اگر خدائے قدیر بعض لوگوں کو دوسرے بعض سے دفع نہ کرتا تو تمام عبادت گاہیں منہدم ہو جاتیں - ۲۳۰
اسلامی حکومت کے خدوخال اور سربراہ کے فرائض کیا ہیں ------------- ۲۳۱
پیغمبر اسلامؐ کو تسلی دی جا رہی ہے -------------------------- ۲۳۲
اللہ کے نزدیک ایک سال تمہارے ہزار کے برابر ہونے کا مفہوم کیا ہے؟ ------------ ۲۳۳
ایک ایراد اور اس کا جواب ---------------------------- ۲۳۴
پیغمبرؐ کا فرض منصبی ---------------------------- ۲۳۶
اس آیت کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ -------------------------- ۲۳۷
ایک جعلی افسانہ اور اس کی تردید ------------------------ ۲۳۷
محقق علماء نے اس روایت کو رد کر دیا ہے ---------------------- ۲۳۹
مہاجر کی تعریف اور اس کے بعض اقسام کا بیان -------------------- ۲۴۲
بتوں کی درماندگی اور پجاریوں کی حماقت کی بہترین تمثیل -------------- ۲۵۱
جہاد کے اقسام ------------------------------ ۲۵۳

سورۃ المومنون کا مختصر تعارف ---------------------- ۲۵۷

وجہ تسمیہ: ------------------------------ ۲۵۷
عہد نزول: ------------------------------ ۲۵۷
اس سورہ کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست ------------------ ۲۵۷
اس سورت کی تلاوت کرنے کا ثواب ---------------------- ۲۵۸
عقد متعہ کے جواز پر ایراد اور اس کا جواب ------------------ ۲۶۲
جواز متعہ کے بارے میں حضرت علیؑ اور ابن عباسؓ کا قول -------------- ۲۶۴
متعہ کو جناب عمر نے حرام قرار دیا ہے ---------------------- ۲۶۴

Presented by Ziaraat.Com

متعہ سے نفرت کی وجہ کیا ہے؟ ---------------------------- ۲۶۴
انسانی تخلیق کے مراحل ومنازل کا تذکرہ -------------------- ۲۶۵
اہل زیغ وضلال کے ایک غلط استدلال کا ابطال -------------- ۲۶۶
بشریت انبیاء وآئمہ پر علامہ سید علی نقی کا تبصرہ ------------ ۲۷۰
انبیاء کو کفار کے مجنون کہنے کی وجہ ---------------------- ۲۷۰
تمام رسولوں کو خطاب کرنے کا مفہوم --------------------- ۲۸۰
ایک غلط استدلال کا ابطال ------------------------------ ۲۸۱
دنیاداروں کی ایک غلط سوچ اور اس پر تنبیہ ------------------ ۲۸۲
ایک حدیث قدسی کا تذکرہ ------------------------------ ۲۸۲
اہل ایمان کی علامات وخصوصیات ------------------------- ۲۸۲
ہمیشہ تکلیف بقدر وسعت ہوتی ہے ------------------------ ۲۸۳
نامہ اعمال کا تذکرہ ------------------------------------ ۲۸۴
مشرکوں کی حالت زار کا بیان ---------------------------- ۲۸۴
پروردگار عالم کی وحدانیت کے مقدمات -------------------- ۲۹۱
توحید پروردگار پر برہان تمانع کا بیان ---------------------- ۲۹۲
اس آیت کی شان نزول --------------------------------- ۲۹۶
دفاع احسن کا حکم اور اس کا مفہوم؟ ---------------------- ۲۹۶
شیطان اور اس کے وسوسوں سے پناہ مانگنے کی حکمت ----------- ۲۹۷
مرتے وقت کفار ومجرمین کی حالت ----------------------- ۲۹۷
عالم برزخ کا اجمالی تذکرہ ------------------------------ ۲۹۸
قیامت کے دن تمام رشتے ناطے ختم ہوجائیں گے ------------- ۲۹۹
ایک ایراد اور اس کا جواب ------------------------------ ۲۹۹

Presented by Ziaraat.Com

میزان کے بھاری اور ہلکا ہونے کا اجمالی تذکرہ ---------------- ۳۰۰
انسان کو عبث پیدا نہیں کیا گیا ہے ---------------- ۳۰۱
مشرکین کے پاس اپنے شرک پر کوئی دلیل نہیں ہے ---------------- ۳۰۱
جو کافر ہیں وہ کبھی فوز و فلاح نہیں پائیں گے ---------------- ۳۰۲

سورۃ النور کا مختصر تعارف ---------------- ۳۰۳

وجہ تسمیہ: ---------------- ۳۰۳
عہد نزول: ---------------- ۳۰۳
اس سورہ کے مضامین کی اجمالی فہرست ---------------- ۳۰۳
اس سورہ کی تلاوت کرنے کے فضائل ---------------- ۳۰۴
سورہ کا اصطلاحی مفہوم ---------------- ۳۰۷
زنا کاری کی تباہ کاریاں ---------------- ۳۰۸
اس آیت میں بیان کردہ سزا غیر محصن زانی اور زانیہ کی ہے ---------------- ۳۰۸
محصن اور محصنہ کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا ہے ---------------- ۳۰۸
اس سنگسار کرنے کا مدرک کیا ہے؟ ---------------- ۳۰۸
یہی کوڑے یا رجم ہی وہ سبیل ہے جس کا تذکرہ سورہ نساء میں ہے ---------------- ۳۰۹
اس آیت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ ---------------- ۳۱۰
جرم قذف کی سزا ---------------- ۳۱۲
لعان کا بیان اور اس کے احکام ---------------- ۳۱۳
واقعہ افک کا خلاصہ ---------------- ۳۱۶
لمحہ فکریہ: ---------------- ۳۱۸
دو باتوں کی وضاحت: ---------------- ۳۱۸
شیطان کے نقش قدم پر چلنے کے نقصانات ---------------- ۳۲۳

Presented by Ziaraat.Com

اس آیت کی شان نزول ---------------------------- ۳۲۵
بروز قیامت اعضاء وجوارح کے مجرموں کے خلاف گواہی دینے کا تذکرہ ------------ ۳۲۵
اس آیت کے صحیح مفہوم کی تعیین ---------------------------- ۳۲۶
اس آیت کے صحیح مفہوم کا تعین! ---------------------------- ۳۲۶
بعض اسلامی آداب معاشرت کا تذکرہ ---------------------------- ۳۳۱
۱)استیذان کا حکم: ---------------------------- ۳۳۱
استیذان کا طریقہ: ---------------------------- ۳۳۱
۲۔اہل خانہ کوسلام کرنا: ---------------------------- ۳۳۲
پردہ کا شرعی حکم اوراس کے احکام ---------------------------- ۳۳۳
حرمت نظر: ---------------------------- ۳۳۳
حرمت دست درازی: ---------------------------- ۳۳۴
نمائش حسن کی ممانعت: ---------------------------- ۳۳۴
اظہار زینت کی ممانعت ---------------------------- ۳۳۴
پہلا استثناء: ---------------------------- ۳۳۴
دوسرا استثناء: ---------------------------- ۳۳۵
رنڈووں اور رانڈوں کو عقد ثانی کرنے کا حکم ---------------------------- ۳۳۶
غلاموں اور کنیزوں کے نکاح کرنے کا حکم ---------------------------- ۳۳۷
مکاتبہ کی حقیقت کا بیان ---------------------------- ۳۳۸
۱) مطلق: ---------------------------- ۳۳۸
۲)مشروط: ---------------------------- ۳۳۸
تفسیر الآیات ---------------------------- ۳۴۲
آیت نور کی تفسیر ---------------------------- ۳۴۲

Presented by Ziaraat.Com

خدا پر نور کا اطلاق مجازی ہے اور اس کی تاویل ---------------- ۳۴۲

مثل نورہ کمشکوٰۃ کی تشبیہ بلیغ کی وجہ شبہ ---------------- ۳۴۳

اس تمثیل وتشبیہ سے کیا مراد ہے ---------------- ۳۴۳

کفار کے اعمال کے بے کار ہونے کی دو مثالیں ---------------- ۳۴۵

ارباب عقل وخرد کے لئے لمحہ فکریہ! ---------------- ۳۴۶

جو کوئی آسمان وزمین میں ہے خدا کی تسبیح کرتا ہے ---------------- ۳۴۹

حقیقی اہل ایمان کی روش ورفتار کا تذکرہ ---------------- ۳۵۴

دارین کی کامیابی کا راز کس بات میں مضمر ہے؟ ---------------- ۳۵۵

منافقین کی حالت زار کا تذکرہ ---------------- ۳۵۵

آیت استخلاف کی تفسیر ---------------- ۳۵۶

یہاں چند امور مہمہ کی تنقیح کرنا ضروری ہے: ---------------- ۳۵۶

اس استخلاف سے کیا مراد ہے؟ ---------------- ۳۵۶

یہ وعدہ کن لوگوں سے کیا گیا ہے؟ ---------------- ۳۵۷

اس خلافت سے مراد کلی خلافت ہے یا جزوی؟؟ ---------------- ۳۵۷

یہ وعدہ کب پورا ہوا؟ ---------------- ۳۵۸

نتیجۃ الکلام: ---------------- ۳۵۸

اسلامی طرز معاشرت کا ایک اور آئین ---------------- ۳۶۱

لڑکے اور لڑکی کی بلوغت کی پہچان کیا ہے؟ ---------------- ۳۶۲

ایمان کا معیار اور پیغمبر اسلامؐ سے طریق معاشرت کا اظہار؟ ---------------- ۳۶۷

سورۃ الفرقان کا مختصر تعارف ---------------- ۳۷۰

نام: ---------------- ۳۷۰

عہد نزول: ---------------- ۳۷۰

Presented by Ziaraat.Com

اس سورہ کے مضامین وموضوعات کی اجمالی فہرست ------------------- ۳۷۰

اس سورہ کی تلاوت کرنے کا ثواب ------------------------- ۳۷۱

تبارك الذى کامفہوم --------------------------- ۳۷۳

پیغمبر اسلامؐ کی ذات عالمین کے لئے بشیر ونذیر ہیں ------------ ۳۷۴

ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے -------------------------- ۳۷۵

مشرکین عرب بدیہیات کے منکر تھے --------------------- ۳۷۵

مشرکین کی کٹ حجتیاں --------------------------- ۳۷۶

خدائے تعالیٰ خبیر وقدیر کا جواب ------------------------- ۳۷۶

مشرکین پینترا بدلتے ہیں ---------------------------- ۳۷۷

کفار ومشرکین کا تصور نبیؐ -------------------------- ۳۷۷

مشرکین کی کٹ حجتیاں --------------------------- ۳۷۸

خدا لوگوں کی تجویز کردہ چیزوں سے زیادہ عطا کرنے کی قدرت رکھتا ہے ---------- ۳۸۰

کفار کے انکار کی اصلی وجہ ------------------------- ۳۸۱

جہنم کو تنگ جگہ کہنے کی وجہ؟ ------------------------ ۳۸۱

ایک ایراد اور اس کا جواب -------------------------- ۳۸۲

معبودان باطل سے خدا کا سوال کہ آیا تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا؟ ---------- ۳۸۲

مشرکین کی بے چارگی کی انتہا ------------------------- ۳۸۳

ان معبودان باطل کے ایک جملہ معترضہ کا مفہوم ---------------- ۳۸۳

کفار کے ایراد کا جواب --------------------------- ۳۸۴

Presented by Ziaraat.Com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

Presented by Ziaraat.Com

آیات القرآن

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ
عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾
فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ِۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ
يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ
شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ
سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ
فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ
وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ
مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿۸۰﴾ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ
يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ
لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا
صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً
مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ
صَبْرًا ؕ ﴿۸۲﴾

ترجمۃ الآیات

خضرؑ نے کہا کیا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے (۷۵) موسیٰؑ
نے کہا (اچھا) اگر اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے متعلق پوچھوں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ

Presented by Ziaraat.Com

رکھیں۔ بے شک آپ میری طرف سے عذر کی حد تک پہنچ گئے ہیں (اب آپ معذور ہیں) (۷۶) اس کے بعد وہ دونوں آگے چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے اور ان سے کھانا طلب کیا۔ مگر انہوں نے مہمان داری کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں نے وہاں ایک دیوار پائی جو گرا چاہتی تھی۔ تو خضرؑ نے اسے (بنا کر) سیدھا کھڑا کر دیا۔ (اس پر) موسیٰؑ نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس کام کی (ان لوگوں سے) کچھ اجرت ہی لے لیتے (۷۷) خضرؑ نے کہا بس (ساتھ ختم ہوا) اب میری اور تمہاری جدائی ہے اب میں تمہیں ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہ کر سکے (۷۸) جہاں تک کشتی کا معاملہ ہے تو وہ چند مسکینوں کی تھی جو دریا پر کام کرتے تھے۔ میں نے چاہا کہ اسے عیب دار بنا دوں کیونکہ ادھر ایک (ظالم) بادشاہ تھا جو ہر (بے عیب) کشتی پر زبردستی قبضہ کر لیتا تھا (۷۹) اور جہاں تک اس بچے کا معاملہ ہے تو اس کے ماں باپ مومن تھے ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ (بڑا ہو کر) ان کو بھی سرکشی اور کفر میں مبتلا کر دے گا (۸۰) تو ہم نے چاہا کہ ان کا پروردگار اس کے عوض انہیں ایسی اولاد دے جو پاکیزگی میں اس سے بہتر ہو اور مہر و محبت میں اس سے بڑھ کر ہو (۸۱) باقی رہا دیوار کا معاملہ تو وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان بچوں کا خزانہ (دفن) تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ وہ بچے اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں اور (یہ سب کچھ) پروردگار کی رحمت کی بناء پر ہوا ہے اور میں نے جو کچھ کیا ہے اپنی مرضی سے نہیں کیا (بلکہ خدا کے حکم سے کیا) یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر تم صبر نہ کر سکے (۸۲)

تفسیر آلایات

۴۷) قال الم اقل لك... الآیه

اس واقعہ سے حاصل شدہ چند نتائج و عواقب کا تذکرہ

جناب موسیٰؑ و خضر علیہما السلام کے اس قصہ سے بہت سے قیمتی نتائج اور گرانقدر اسباق حاصل ہوتے ہیں ان میں سے بعض کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ ظواہر پر حکم لگانے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے

جناب خضرؑ نے تین کام کئے جن کا ظاہر خراب تھا۔

(١) کشتی میں سوراخ کیا۔

(٢) بلا وجہ ایک نوخیز لڑکے کو قتل کیا۔

(٣) ان لوگوں کی گرتی ہوئی دیوار کو کھڑا کیا جنہوں نے ان کو مہمان بنانے اور کھانا کھلانے سے انکار کر دیا تھا۔

اور اسی وجہ سے جناب موسیٰؑ نے ان کے ہر کام و اقدام پر نکیر کی اور اعتراض کیا۔ لیکن ان کاموں کی تہہ میں چونکہ بہتری ہی بہتری تھی یہی وجہ ہے کہ جب جناب خضرؑ نے ان کاموں کی حقیقت بیان کی جو انہوں نے اپنی مرضی اور رائے سے نہیں بلکہ اپنے پروردگار کے حکم سے انجام دیئے تھے۔ تو جناب موسیٰؑ بول اٹھے کہ آپ نے سب ٹھیک اور صحیح کیا تھا۔ فرمایا۔ کشتی چند غریبوں کی تھی اور میں نے اسے عیب دار اس لئے بنایا کہ وہاں ایک ظالم بادشاہ موجود تھا جو ہر بے عیب کشتی پر زبردستی غاصبانہ قبضہ کر لیتا تھا۔ تا کہ اس وجہ سے غصب ہونے سے بچ جائے اور بچے کو قتل اس لئے کیا کہ اس کے والدین مومن تھے اور اندیشہ تھا کہ یہ بڑا ہو کر ان کو کافر اور سرکش نہ بنا دے۔ ان کا ایمان بچانے کے لئے یہ اقدام کیا گیا۔ اور دیوار اس لئے کھڑی کی کیونکہ وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی جن کا باپ نیکو کار تھا اور اس کے نیچے ان کا خزانہ دفن تھا تا کہ بڑے ہو کر نکال سکیں اور دیوار گرنے سے ان کا نقصان نہ ہو جائے۔ اس واقعہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے اور یہ درس ملتا ہے کہ کسی کے ظاہری اقدام پر جلد کوئی سخت فتویٰ جاری نہیں کرنا چاہیے جب تک حقیقت حال کا انکشاف نہ ہو جائے۔ چنانچہ بعض احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ چیزیں تین قسم کی ہوا کرتی ہیں۔

(١) کھلا ہوا حلال

(٢) کھلا ہوا حرام

(٣) مشتبہ

فرمایا ظاہر ہے کہ کھلے ہوئے حلال پر عمل کیا جائے گا۔ اور کھلے حرام سے اجتناب کیا جائے گا اور جہاں تک مشتبہ بات کا تعلق ہے تو اس کے پاس توقف کرنا ہلاکت میں کودنے سے بہتر ہے۔ الوقوف عند الشبهة خير من الا قتحام فى الهلكة۔ کیونکہ جو مشتبہات میں داخل ہوتا ہے وہ حرام میں واقع ہو سکتا ہے۔ (خصال شیخ صدوقؒ)

Presented by Ziaraat.Com

٢۔ اگر خلاف شرع کوئی کام واقدام دیکھا جائے تو اس پر نکیر لازم ہے

بعض مدعیان معرفت جناب خضرؑ کے اقدام سے غلط استفادہ کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور؟ لہٰذا ہر دور میں جناب خضرؑ کی طرح کوئی غوث اور قطب ہوتے ہیں جن کے قول وفعل کو شریعت کے معیار پر نہیں پرکھا جاتا۔ الیٰ غیر ذالك من الخرافات

یہ بات بالکل غلط ہے یہ اقطاب وابدال والی صوفیوں کی اصطلاحیں شرعی نقطہ نگاہ سے بالکل غلط ہیں اور قرآن وسنت میں ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور یہ بات کھلا ہوا مغالطہ ہے۔ لہٰذا جو بڑے سے بڑا شخص شریعت مقدسہ کے اصول واحکام کے خلاف کوئی کام کرے گا اسے واجباً روکا ٹوکا جائے گا۔ جناب خضرؑ نبی ہیں خصوصی وحی الٰہی کے تحت، خصوصی مصلحت الٰہی کے تحت اور اپنے مخصوص علم الٰہی کے تحت چند کام کرتے ہیں جب کہ وہ آخر میں فرماتے ہیں کہ وما فعلتہ عن امری۔۔۔ کہ میں نے جو کچھ کیا ہے اپنی مرضی اور اپنی رائے سے نہیں کیا۔ یعنی خصوصی وحی الٰہی اور امر ربی کے تحت کیا ہے اور پھر جناب موسیٰؑ خصوصی اہتمام سے علم حاصل کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں تاہم جب وہ خضرؑ کو حسب ظاہر خلاف شرع کام کرتے دیکھتے ہیں تو اپنے سب وعدے وعید نظر انداز کر کے فوراً نکیر کرتے ہیں اور صبر نہیں کرتے۔ ہاں البتہ ان کا یہ اضطراب اس وقت ختم ہوجاتا ہے جب جناب خضرؑ وضاحت کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ سب کچھ خدا کے خصوصی احکام کے تحت کیا ہے اپنی مرضی اور رائے سے نہیں کیا۔ بناء بریں ہم کسی شخص کے خلاف شرع حکم وکام پر کس طرح خاموش رہ سکتے ہیں؟ اور ہمارے پاس قرآن وسنت کے علاوہ کسی کے حق بجانب ہونے کا میزان کیا ہے؟ خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی پابند شرع شخص کے لئے کسی خلاف شرع کام پر خاموش رہنا حرام ہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا واجب ہے۔

٣۔ انبیاء اور ان کے اوصیاء کے سہو ونسیان کا مسئلہ:

اس واقعہ میں جناب موسیٰؑ اور ان کے خلیفہ جناب یوشع بن نون کی طرف نسیان کی نسبت دی گئی ہے تو آیا انبیاء اور ان کے اوصیاء کے لئے یہ بھول چوک جائز ہے یا نہ؟ اس میں امت مسلمہ کے درمیان قدیمی اور معرکتہ الاراء اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور اس پر مستقل کتب ورسائل لکھے گئے ہیں۔ طویل مباحث کے بعد جس بات پر محققین کی رائے مستقر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ان ذوات مقدسہ کو شیطانی سہو ونسیان تو نہیں ہوتا کیونکہ یہ ان کی شان عصمت کے منافی ہے۔ ہاں البتہ کبھی کبھی کسی خاص مصلحت کے تحت خود رب رحمن چاہے تو انہیں سہو ونسیان میں وقتی طور پر اور وہ بھی زندگی کے عام عادی اور روزمرہ کے غیر اہم امور میں مبتلا کر دے تو یہ ممکن ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

یہ ان کی شان اقدس کے خلاف نہیں ہے البتہ تبلیغ نبوت اور تشریح شریعت کے مرحلہ میں کسی قسم کے سہو ونسیان یا خطا واشتباہ کا کوئی جواز یا امکان نہیں ہے اور یہاں جس قسم کے نسیان کا ذکر موجود ہے وہ پہلی قسم سے متعلق ہے۔ دوسری قسم سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور جہاں تک جناب موسیٰؑ کے ساتھی جوان (جناب یوشع) کے مچھلی کے بھولنے کو شیطان کی طرف نسبت دینے کا تعلق ہے تو اس کی توجیہہ ہم بڑی تفصیل سے سورہ انعام کی آیت (۶۸) وامایُنسینک الشیطان۔۔۔الآیہ کی تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۴۔ اکثر وبیشتر اعتراضات کم علمی کا نتیجہ ہوتے ہیں

اس واقعہ سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ اکثر اعتراضات جہالت کی پیداوار ہوتے ہیں۔انسان کی فطرت ہے کہ وہ جس چیز کا علمی احاطہ نہیں رکھتا وہ اس پر اعتراض جڑ دیتا ہے ارشاد قدرت ہے وکذبوا بما لم یحیطوا بعلمه کہ جو چیز لوگوں کے دائرہ علمی سے باہر ہوتو وہ اسے جھٹلا دیتے ہیں۔

وکم من عائب قولا صحیحا

وافته من الفهم السقیم

یعنی کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو صحیح بات پر نکتہ چینی کرتے ہیں حالانکہ دراصل وہ بات غلط نہیں ہوتی بلکہ نکتہ چینی کرنے والے شخص کا اپنا دماغ خراب ہوتا ہے لہٰذا اگر جاہل لوگ علماء کرام کی تقریر یا تحریر پر اعتراض کریں تو انہیں ان سے رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیے کیونکہ کل اناء بالذی فیه یترشح ہر برتن سے وہی برآمد ہوتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے ؟

الناس اعداء لما جهلوا

۵۔ نیک والدین کا اچھا اثر اولاد پر اور بری اولاد کا برا اثر والدین پر پڑتا ہے

جناب خضرؑ کے گرتی ہوئی دیوار یہ کہہ کر بنانے سے کہ نیک باپ کی اولاد کی حق تلفی نہ ہو۔یہ واضح ہوتا ہے کہ خدا اور رسول کو نیکوکار ماں باپ کی رعایت سے ان کی اولاد کا کس قدر خیال ہوتا ہے؟ اور بچہ کے قتل کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض نابکار اولادیں اپنے اچھے خاصے شریف اور نیکوکار والدین کے ایمان اور نیک کام کو بھی ضائع کر دیتی ہیں اور ان کی سالہا سال کی لگاتار اور مسلسل محنت سے بنی بنائی عزت وعظمت کو چند لمحوں میں برباد کر دیتی

Presented by Ziaraat.Com

ہیں۔ انما اولاد کم واموالکم فتنۃ۔لہٰذا ایک دانشمند آدمی کو اس پہلو سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

۶۔ اس واقعہ میں جناب موسیٰؑ کے مودبانہ کلام هل اتبعك على ان تعلمنی مما علمت رشدا سے واضح ہوتا ہے کہ آدمی کا علمی و عملی مقام جس قدر بلند و بالا ہو۔مگر جب وہ کسی سے کچھ حاصل کرنا چاہے تو اس کا ادب واحترام مدنظر رکھنا ضروری ہوتا ہے۔کیونکہ ع

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اس داستان میں واردشدہ بعض چیزوں کی تشریح

اس واقعہ میں واردشدہ بعض الفاظ وعبارات اور بعض اجمالی واقعات کی یہاں قدرے وضاحت کردینا ضروری ہے۔

۱۔ حقب: جناب موسیٰؑ اپنے ساتھی سے فرماتے ہیں۔ لا ابرح حتى ابلغ مجمع البحرين او امضی حقبا حقباء حقب کی جمع ہے جس کے معنی زمانہ یعنی ایک سال یا زیادہ سال کے ہیں۔اور بعض (اسی) ۸۰ سال کو حقب کہتے ہیں۔خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ دراز کو حقب کہا جاتا ہے۔

۲۔ سرب: سرب کے معنی سرنگ کے ہیں جو پہاڑوں میں کھودی جاتی ہے۔اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب وہ بھونی ہوئی مچھلی دریا میں گئی تو وہ جس طرف جاتی تھی پانی میں سرنگ بنتی جاتی تھی۔ وماذالك على الله بعزيز۔

۳۔ عام طور پر مفسرین اسلام میں مشہور ہے کہ وہ بچہ جسے جناب خضرؑ نے قتل کیا تھا وہ نابالغ تھا۔مگر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بالغ تھا اور کافر تھا اور اپنے مومن والدین پر مسلسل دباؤ ڈال رہا تھا کہ وہ بھی کفر اختیار کریں۔اس لئے جناب خضرؑ نے اسے قتل کیا۔(مجمع البیان)

۴۔ اس بچہ کے قتل کے سلسلہ میں مذکور ہے کہ جناب خضرؑ نے کہا کہ خدا اس بچے کے والدین کو اس کا نعم البدل ایسی اولاد دے گا۔جو نفس کی پاکیزگی اور والدین سے محبت اور صلہ رحمی کرنے میں اس سے بہتر ہوگی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ پھر خدا نے اس کے والدین کو نعم البدل کیا دیا تھا؟ ایک روایت کے مطابق فرمایا: خدا نے انہیں ایک بیٹی عطا کی تھی جس کی شادی ایک نبی سے ہوئی اور اس سے نبی پیدا ہوا۔(مجمع البیان) اور دوسری روایت کے مطابق فرمایا: ”خدا نے ان کو ایک ایسی نیک بخت بیٹی عطا فرمائی جس کی نسل سے ستر نبی پیدا ہوئے۔(مجمع البیان)

Presented by Ziaraat.Com

لمحہ فکریہ:

عام لوگ لڑکوں کو پسند کرتے ہیں اور لڑکیوں کے نام سے بھی گھبرا جاتے ہیں ان کے لئے اس واقعہ میں لمحہ فکریہ ہے کہ وہ غور کریں کہ آیا وہ لڑکا بہتر ہے جو اپنے مومن والدین کو بھی بے ایمان بنا دے یا وہ لڑکی بہتر ہے جس کی نسل سے ستر نبی پیدا ہوں؟ سبحان اللہ... واللہ یعلم وانتم لا تعلمون

۵۔ بعض اخبار و روایات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ خزانہ جو اس دیوار کے نیچے دفن تھا وہ کوئی سونے چاندی کا خزانہ نہیں تھا بلکہ وہ ایک روحانی خزانہ تھا یعنی ایک سنہری تختی تھی جس پر چند حکمت آمیز کلمات لکھے ہوئے تھے۔ عجبت لمن ایقن بالموت کیف یفرح، عجبت لمن ایقن بالقدر کیف یحزن، عجبت لمن ایقن ان البعث حق کیف یظلم، عجبت لمن یری الدنیا و تصریف اھلھا حالا بعد حال کیف یطمئن الیھا۔

مجھے اس بندے پر تعجب ہے جسے موت کا یقین ہے کہ وہ کس طرح خوش ہوتا ہے؟ مجھے تعجب ہے اس بندے پر جو قضا وقدر پر ایمان رکھتا ہے کہ وہ کس طرح غمناک ہوتا ہے؟ مجھے تعجب ہے اس بندے پر جسے مرنے کے بعد روز قیامت دوبارہ اٹھنے پر یقین ہے کہ وہ ظلم کس طرح کرتا ہے؟ مجھے تعجب ہے اس بندے پر جو دنیا کے ادلتے بدلتے حالات دیکھ رہا ہے پھر وہ کس طرح اس پر مطمئن ہوتا ہے؟ (تفسیر نور الثقلین والبرہان)

۶۔ اس شہر کا نام کیا تھا۔ جس کے باشندوں نے حضرت موسیٰؑ و خضر علیہما السلام کو مہمان بنانے سے انکار کر دیا تھا؟ کہا جاتا ہے کہ انطاکیہ تھا اور ایک روایت میں جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس کا نام ناصرہ بتایا گیا ہے۔ واللہ العالم (مجمع البیان)

آیات القرآن

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾ اِنَّا
مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾
حَتّٰٓي اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ
عِنْدَهَا قَوْمًا ڛ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ

Presented by Ziaraat.Com

فِيۡهِمۡ حُسۡنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنۡ ظَلَمَ فَسَوۡفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ
فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكۡرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ
اۨلۡحُسۡنٰى ۚ وَسَنَقُوۡلُ لَهٗ مِنۡ اَمۡرِنَا يُسۡرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا
بَلَغَ مَطۡلِعَ الشَّمۡسِ وَجَدَهَا تَطۡلُعُ عَلٰى قَوۡمٍ لَّمۡ نَجۡعَلْ لَّهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهَا
سِتۡرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَقَدۡ اَحَطۡنَا بِمَا لَدَيۡهِ خُبۡرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾
حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيۡنَ السَّدَّيۡنِ وَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمَا قَوۡمًا ۙ لَّا يَكَادُوۡنَ
يَفۡقَهُوۡنَ قَوۡلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوۡا يٰذَا الۡقَرۡنَيۡنِ اِنَّ يَاۡجُوۡجَ وَمَاۡجُوۡجَ مُفۡسِدُوۡنَ
فِى الۡاَرۡضِ فَهَلۡ نَجۡعَلُ لَكَ خَرۡجًا عَلٰٓى اَنۡ تَجۡعَلَ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَهُمۡ
سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىۡ فِيۡهِ رَبِّىۡ خَيۡرٌ فَاَعِيۡنُوۡنِىۡ بِقُوَّةٍ اَجۡعَلۡ بَيۡنَكُمۡ
وَبَيۡنَهُمۡ رَدۡمًا ﴿۹۵﴾ اٰتُوۡنِىۡ زُبَرَ الۡحَدِيۡدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيۡنَ الصَّدَفَيۡنِ
قَالَ انْفُخُوۡا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوۡنِىۡۤ اُفۡرِغۡ عَلَيۡهِ قِطۡرًا ﴿۹۶﴾ فَمَا
اسۡطَاعُوۡۤا اَنۡ يَّظۡهَرُوۡهُ وَمَا اسۡتَطَاعُوۡا لَهٗ نَقۡبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحۡمَةٌ مِّنۡ
رَّبِّىۡ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ رَبِّىۡ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعۡدُ رَبِّىۡ حَقًّا ﴿۹۸﴾ وَتَرَكۡنَا
بَعۡضَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ يَّمُوۡجُ فِىۡ بَعۡضٍ وَّنُفِخَ فِى الصُّوۡرِ فَجَمَعۡنٰهُمۡ جَمۡعًا ﴿۹۹﴾
وَّعَرَضۡنَا جَهَنَّمَ يَوۡمَئِذٍ لِّلۡكٰفِرِيۡنَ عَرۡضَا ﴿۱۰۰﴾ اۨلَّذِيۡنَ كَانَتۡ اَعۡيُنُهُمۡ فِىۡ
غِطَآءٍ عَنۡ ذِكۡرِىۡ وَكَانُوۡا لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ سَمۡعًا ﴿۱۰۱﴾

ترجمۃ الآیات

(اے رسولؐ) لوگ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے
کہ میں عنقریب ان کا کچھ حال تمہیں سناتا ہوں (۸۳)۔ ہم نے اسے زمین میں اقتدار عطا

Presented by Ziaraat.Com

کیا تھا اور اسے ہر طرح کا ساز و سامان مہیا کر دیا تھا (٨٤) پھر اس نے (ایک مہم کے لئے)
ساز و سامان کیا (٨٥) یہاں تک کہ وہ (چلتے چلتے) غروب آفتاب کے مقام پر پہنچ گیا تو
اسے ایک سیاہ چشمے میں غروب ہوتا ہوا پایا (محسوس کیا) اور اس کے پاس ایک قوم کو (آباد)
پایا۔ ہم نے کہا اے ذوالقرنین! (تمہیں اختیار ہے) خواہ انہیں سزا دو یا ان کے ساتھ حسن
سلوک کا رویہ اختیار کرو (٨٦) ذوالقرنین نے کہا کہ (ہم بے انصافی نہیں کریں گے) جو ظلم و
سرکشی کرے گا ہم اسے ضرور سزا دینگے اور پھر وہ اپنے پروردگار کی طرف پلٹایا جائے گا تو وہ
سخت سزا دے گا (٨٧) اور جو کوئی ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا اس کے لئے اچھی
جزاء ہے (٨٨) اور ہم بھی اس کے ساتھ معاملہ میں نرم بات کریں گے (٨٩) پھر اس نے
(دوسری مہم کے لئے) ساز و سامان کیا (٩٠) یہاں تک کہ (چلتے چلتے) وہ طلوع آفتاب کی
جگہ پہنچا۔ تو اسے ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتا ہوا پایا کہ جس کے لئے ہم نے سورج کے سامنے
کوئی پردہ نہیں رکھا ہے (٩١) ایسا ہی تھا اور جو کچھ ذوالقرنین کے پاس تھا اس کی ہم کو پوری خبر
ہے (٩٢) پھر (ایک مہم کی) تیاری کی۔ یہاں تک کہ (جب چلتے چلتے) وہ (دو پہاڑوں کی)
دیواروں کے درمیان میں پہنچا تو ان کے ادھر ایک ایسی قوم کو پایا۔ جو (ان کی) کوئی بات نہیں
سمجھتی تھی (٩٣) انہوں نے (اشارہ سے) کہا اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج اس
سرزمین میں فساد کرنے والے ہیں تو کیا (یہ ممکن ہے کہ) ہم آپ کے لئے خرچ کا کچھ انتظام
کر دیں تا کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی دیوار تعمیر کر دیں (٩٤) ذوالقرنین نے کہا
جو طاقت میرے پروردگار نے مجھے دے رکھی ہے وہ (تمہارے سامان سے) بہتر ہے۔ تم
بس اپنی (بدنی) قوت سے میری مدد کرو۔ تو میں تمہارے اور ان کے درمیان بند باندھ دوں
گا (٩٥) میرے پاس لوہے کے بڑے بڑے ٹکڑے لاؤ (چنانچہ وہ لائے) یہاں تک کہ
جب دو پہاڑوں کے (درمیانی خلا کو پر کرکے) دونوں کے سروں کے درمیان کو برابر کر دیا۔ تو
کہا آگ پھونکو۔ یہاں تک کہ جب اس (آہنی دیوار) کو بالکل آگ بنا دیا تو کہا اب پگھلا
ہوا تانبا لاؤ تا کہ اس پر انڈیل دوں (٩٦) (چنانچہ یہ دیوار اتنی مضبوط بن گئی کہ) یاجوج و
ماجوج نہ اس پر چڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اس میں سرنگ لگا سکتے تھے (٩٧) ذوالقرنین نے کہا
یہ میرے پروردگار کی رحمت ہے تو جب میرے پروردگار کے وعدے کا وقت آجائے گا تو وہ

Presented by Ziaraat.Com

اسے ڈھا کر زمین کے برابر کر دے گا اور میرے پروردگار کا وعدہ برحق ہے (۹۸) اور ہم اس (قیامت کے) دن اس طرح چھوڑ دیں گے کہ دریا کی لہروں کی طرح گڈمڈ ہو جائیں گے۔ اور صور پھونکا جائے گا اور پھر ہم سب کو پوری طرح جمع کر دیں گے (۹۹) اور اس دن ہم دوزخ کو کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے (۱۰۰) جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا (کہ میری آیات نہیں دیکھتے تھے) اور وہ سن نہیں سکتے تھے (۱۰۱)

تفسیر الآیات

۴۸) ویسئلونك عن ذی القرنین ... الآیة

ان آیات کی شانِ نزول

جیسا کہ اصحاب کہف کے قصہ کے سلسلہ میں بیان کیا جا چکا ہے کہ یہود کی انگیخت پر کفار قریش نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور امتحان تین سوال کئے تھے اصحاب کہف، موسیٰؑ وخضرؑ اور ذوالقرنین کی داستان کیا ہے۔ جب پہلے دو سوالوں کے جوابات دیئے جا چکے تو اب تیسرے سوال کا جواب شروع ہو رہا ہے۔

(مجمع البیان وروح المعانی) یہاں مرحلہ وار چند چیزوں کے بارے میں تحقیقی گفتگو کرنا ضروری ہے۔

۱۔ یہ ذوالقرنین کون تھا؟

۲۔ اس کو ذوالقرنین کہنے کی وجہ کیا ہے؟

۳۔ اس کے تین طویل سفر کن جہتوں میں تھے اور ان کے مقاصد کیا تھے؟

۴۔ وہ سد (دیوار) کہاں ہے جو ذوالقرنین نے تعمیر کی تھی؟

۵۔ یاجوج وماجوج سے کون لوگ مراد ہیں؟

قدیم الایام سے مفسرین اسلام کے درمیان یہ موضوع معرکتہ الآراء بنا ہوا ہے کہ یہ ذوالقرنین جن کی یہاں داستان بیان کی گئی ہے کون تھے؟ اس کے بارے میں مختلف اقوال ونظریات ہیں۔

۱) قدیم مفسرین کا رجحان تو سکندر مقدونی کی طرف تھا۔ جو اپنی غیر معمولی فتوحات کی بناء پر عالمگیر شہرت کا مالک ہے لیکن قرآنی آیات اور تاریخی واقعات سے اس کی تائید نہیں ہوتی کیونکہ ذوالقرنین کا مومن و

Presented by Ziaraat.Com

موحد ہونا ثابت ہے جبکہ سکندر مقدونی یونانی تھا اور اہل یونان سب بت پرست تھے اور اس کا مسلک بھی یہی تھا۔

۲) دوسرا نظریہ جسے ابن ہشام نے اپنی مشہور ''سیرت النبیؐ'' میں اور فاضل بیرونی نے اپنی کتاب ''الآثار الباقیہ'' میں پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس سے یمن کا بادشاہ مراد ہے جس کا تعلق قبیلہ حمیر سے تھا اور اس کا زمانہ سکندر مقدونی سے قریباً ہزار سال پہلے کا ہے اور یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا معاصر تھا۔ اور صاحب البدایہ و النہایۃ نے جناب خلیلؑ سے اس کی ملاقات کرنے اور جناب خلیل کا اس کو کچھ نصیحتیں اور وصیتیں کرنے کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ اس بات کی بھی تاریخی حقائق وشواہد سے تائید نہیں ہوتی۔

۳) جدید مفسرین میں سے سب سے پہلے مولانا ابوالکلام آزاد نے جو نظریہ پیش کیا ہے اور پہلے ترجمان القرآن میں بڑی تفصیل سے اور پھر ایک مستقل رسالہ لکھ کر اسے محقق ومبرھن کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس ذوالقرنین سے جو قرآن میں مذکور ہے مراد ایران کا مشہور بادشاہ سائرس ہے۔ جسے یہودی خورس، یونانی سائرس، فارسی گورش اور عرب خسرو کہتے ہیں۔ اس کا زمانہ جناب خلیلؑ سے بہت بعد تھا۔ اور وہ جناب دانیال نبی کا معاصر تھا۔ اور اس کے عروج کا زمانہ قریباً ۵۴۹ سال قبل از مسیح ہے۔

مولانا موصوف لکھتے ہیں کہ ''(پہلے تو یہ صرف گمان تھا) لیکن ۱۹۳۸ء کے ایک انکشاف نے اس قیاس کو ایک تاریخی حقیقت ثابت کر دیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ فی الحقیقت شہنشاہ سائرس کا لقب ذوالقرنین تھا۔

یہ سائرس کی ایک سنگی تمثال ہے جو اصطخر کے کھنڈروں میں دستیاب ہوئی ہے اس میں سائرس کے دونوں طرف عقاب کے پر بھی ہیں اور سر پر مینڈھے کی طرح دو سینگ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ مینڈھا یا فارس کا شہنشاہ ہونے کے باعث سائرس ذوالقرنین کے لقب سے پکارا جاتا تھا (ترجمان القرآن)

مولانا آزاد مرحوم کے بعد جن جدید مفسرین نے قرآن پر کام کیا ہے جیسے صاحب معارف القرآن، صاحب تفہیم القرآن، صاحب ضیاء القرآن، صاحب تدبر القرآن یا ہمارے ایرانی بھائی صاحب تفسیر نمونہ نے اسی تحقیق جدید کی طرف اپنا رجحان ظاہر کیا ہے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہم یقین واذعان کے ساتھ تو کچھ نہیں کہہ سکتے مگر ہمارا میلان بھی اسی قول کی طرف ہے۔ واللہ العالم

اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہنے کی وجہ؟

اس کو ذوالقرنین کہنے کی متعدد وجوہ بیان کی گئی ہیں:

۱۔ اس کے سر پر دو سینگوں کی شکل والی کوئی چیز تھی۔

۲۔ اس کے سر کے دونوں جانب تلوار پڑی تھی اور اس کے نشان تھے۔ اس نے اپنی قوم کو

Presented by Ziaraat.Com

تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا انہوں نے اس کے ایک جانب تلوار ماری وہ کچھ عرصہ کے لئے غائب ہو گئے پھر آئے اور قوم کو پرہیز گاری اختیار کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اس کے سر کی دوسری جانب تلوار ماری۔ یہی ان کے قرن تھے۔

۳۔ اس کے دو گیسو تھے۔

۴۔ اس نے قرنی الشمس یعنی سورج کے طلوع وغروب کے آخری نقطوں کا مشاہدہ کیا (تفسیر بتیان للطوسی ومجمع البیان للطبرسی)

ذوالقرنین نبی تھا یا صرف بندہ صالح؟

مفسرین میں ذوالقرنین کے بارے میں ایک اور اختلاف بھی ہے اور وہ یہ کہ آیا وہ نبی تھا یا صرف ایک صالح ونیکوکار آدمی تھا؟ بعض علماء جیسے ابوحیان اندلسی، ابن تیمیہ، ابن القیم اور مولانا ابوالکلام آزاد اس کی نبوت کے قائل ہیں اور ہمارے علامہ سید علی نقی نے اپنی تفسیر فصل الخطاب میں اس کے نبی ہونے کی طرف اپنا میلان ظاہر کیا ہے۔ مگر عام طور پر مشہور یہ ہے کہ وہ ایک عبد صالح اور نیکوکار بادشاہ تو ضرور تھا مگر نبی نہیں تھا۔ اور یہی بات حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: انہ کان عبدا صالحاً کہ وہ ایک عبد صالح تھا۔ واللہ العالم (مجمع البیان وتفسیر صافی)

بعض روایات میں مروی ہے کہ پوری دنیا پر حکومت کرنے والے چار بادشاہ ہوئے ہیں۔ جن میں سے دو مومن تھے اور دو کافر۔ مومن یہ ہیں سلیمان اور ذوالقرنین اور کافروں میں سے نمرود اور بخت نصر۔ (تفسیر البرہان)

ذوالقرنین کے بعض قرآنی علامات کا تذکرہ:

جس انداز سے قرآن مجید میں ذوالقرنین کا تذکرہ ہوا ہے۔ اس سے چند باتیں صراحت کے ساتھ معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ وہ ایک بہت بڑا بادشاہ اور فاتح اعظم تھا۔ جسے خدا نے زمین پر حکمرانی عطا فرمائی تھی اور اس کے لئے فتوحات کے سارے ساز وسامان کر دیئے تھے۔

۲۔ وہ موحد وخدا پرست اور عادل بادشاہ تھا کیونکہ خدا نے اس کی اس صفت کا نمایاں طور پر ذکر کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۳۔ اس نے تین بڑے سفر کئے اور تین مہمیں کیں۔ پہلے اس نے مغرب کی جانب سفر کیا اور مغربی علاقوں کو فتح کرتے ہوئے ایشیائے کوچک کے کنارے تک پہنچ گیا۔ جہاں زمین ختم ہوئی اور پانی شروع ہوا۔ اور اس سمندر کا پانی کیچڑ سے ملا ہوا گدلا تھا۔ اور انہیں ایسا محسوس ہوا کہ سورج اسی پانی میں ڈوب رہا ہے کیونکہ وہاں حدنگاہ تک پانی ہی پانی تھا۔ اور خشکی کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ بظاہر اس سے بحر اسود کے خلیج نما ساحل کی طرف اشارہ ہے۔ پھر اس نے مشرق کی جانب سفر شروع کیا۔ اور چلتے چلتے طلوع آفتاب کے مقام پر پہنچا اور وہاں اسے وحشی قبائل کی ایسی ٹولیاں ملیں جو کھلے میدان میں زندگی آزادنہ بسر کرتے تھے۔ اور انہیں مکان بنانے اور کپڑا بننے کا علم نہیں تھا۔ اور وہ تہذیب وتمدن سے بالکل بیگانہ تھے۔ تمازت آفتاب ستاتی تو پہاڑوں کی غاروں میں چلے جاتے سورج ڈوب جاتا تو باہر نکل آتے تھے اور پھر وہ تیسرے سفر پر نکلا اس مہم کے دوران وہ اس مقام پر پہنچا جہاں دو پہاڑوں نے دو دیواروں کی شکل اختیار کر لی تھی۔ یاجوج وماجوج اسی درے سے ادھر آتے تھے اور ان بستیوں میں لوٹ مار کا بازار گرم کرتے تھے۔ وہاں کے باشندوں نے جوذوالقرنین کی بات سمجھتے نہیں تھے۔ بظاہر اشاروں اشاروں سے استدعا اور اپنا مدعا بیان کیا کہ یاجوج وماجوج بڑے مفسد فی الارض ہیں۔ وہ لوٹ مار کرتے ہیں نیکوں کو قتل کرتے ہیں اور مال ودولت لوٹ کر لیجاتے ہیں۔ لہٰذا ہم خرچ کا انتظام کرتے ہیں آپ یہاں ایک اتنی دیوار کھڑی کریں کہ جسے پھلانگ کر یاجوج وماجوج یہاں نہ آسکیں۔ ذوالقرنین نے کہا جو کچھ خدا نے مجھے دیا ہے وہ تمہارے سرمایہ سے کہیں بہتر ہے۔ مجھے رقم کی ضرورت نہیں البتہ تمہاری بدنی طاقت کی ضرورت ہے۔ لوہے کی سلیں لاؤ۔ چنانچہ انہوں نے بہت سے لوہے کا انتظام کیا جس سے انہوں نے دونوں پہاڑوں کے درمیانی خلا کو دیوار بنا کر پاٹ دیا پھر فرمایا ایندھن لاؤ اور آگ جلاؤ اور اسے پھونکو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور جب لوہا آگ کی طرح لال پیلا ہو گیا یعنی پگھل گیا تو اس پر پگھلا ہوا تانبا انڈیل دیا گیا لوہے اور تانبے کی مضبوط آمیزش سے ایک ایسی آہنی مضبوط دیوار بن گئی کہ جس کا پھاندنا یا اس میں نقب لگانا یاجوج وماجوج کے لئے ممکن نہ رہا اور ان کا راستہ بالکل بند ہو گیا۔ جو ۵۰ میل لمبی ۲۹ فٹ بلند اور دس فٹ چوڑی تھی جس کے آثار اب بھی پائے جاتے ہیں۔ (فتوح البلدان)

وہ دیوار کہاں ہے جو ذوالقرنین نے بنائی تھی؟

اس بات میں بھی مفسرین کے درمیان خاص اختلاف پایا جاتا ہے کہ وہ سد ذوالقرنین کہاں ہے؟ حقیقت سے ناواقف لوگ تو دیوار چین کو سد سکندری سمجھتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ کیونکہ وہ شمال کی بجائے مشرق اقصیٰ میں ہے۔ جبکہ قرآن میں اس کا شمال میں واقع ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ یہ دیوار چین سد سکندری سے قریباً تین سو

Presented by Ziaraat.Com

سال بعد بنائی گئی ہے جو نہ لوہے اور تانبے کی ہے اور نہ ہی کسی کوہستانی درے میں ہے۔ بلکہ عام مصالحے سے بنی ہوئی ہے۔ بہت سے مورخین جیسے مسعودی، اصطخری وحموی نے اس سے دربند اور داریال کے مقام پر کوہ قفقاز کے جنوبی علاقے میں جو دیوار موجود ہے وہ مراد لی ہے اور وہ اسے سد ذوالقرنین بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کئی سیاحوں نے اس کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔ جو داغستان یا کاکیشیا کے علاقہ باب الابواب کے دربند میں بحرخزر پر واقع ہے اور معارف القرآن اور تدبر القرآن اور تفہیم القرآن کے مصنفین نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے مگر فاضل دریابادی اس سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''یہ وہ دربند نہیں جو بحر قزوین کے مشرقی ساحل پر علاقہ قفقاز میں واقع ہے جیسا کہ بعض جدید مفسرین کو دھوکہ ہوا ہے۔ بلکہ یہ وہ دربند ہے جو علاقہ وسط ایشیاء کے مشرقی حصہ میں ضلع حصار میں واقع ہے بخارا سے کوئی ۱۵۰ میل جنوب مشرق میں ۲۸ درجہ شمال عرض بلد ۲۷ درجہ مشرق طول بلد ہے اس کا ذکر مشہور یورپین سیاح مارکو پولو نے اپنے سفر نامہ میں کیا ہے۔ نیز انسکا ئیکلو پیڈیا آف برٹانیکا طبع یازدہم جلد ۱۳ ص ۵۲۶ پر ہے اور مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں ''قرآن میں ہے کہ ذوالقرنین دو پہاڑی دیواروں کے درمیان پہنچا اس نے آہنی تختیوں سے کام لیا۔ پگھلا ہوا تانبا استعمال کر کے یہ تعمیر کی۔ یہ تمام خصوصیات دربند کی دیوار پر صادق نہیں آتیں۔ یہ پتھر کی بڑی سلوں کی دیوار ہے اور پہاڑی دیواروں کے درمیان بھی نہیں بلکہ سمندر سے پہاڑ کے بلند حصے تک چلی گئی ہے۔ اس میں آہنی تختیوں اور پگھلے ہوئے تانبے کا کوئی نشان نہیں ملتا پس یہ قطعی ہے کہ ذوالقرنین والی سد کا اطلاق اس پر نہیں ہوسکتا۔ البتہ درہ داریال کا مقام ٹھیک ٹھیک قرآن کی تصریحات کے مطابق ہے۔ یہ دو پہاڑی چوٹیوں کے درمیان ہے اور جو سد تعمیر کی گئی ہے۔ اس نے درمیان کی راہ بالکل مسدود کر دی ہے۔ چونکہ اس کی تعمیر میں آہنی سلوں سے کام لیا گیا تھا اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جارجیا میں ''آہنی دروازہ'' کا نام قدیم سے مشہور چلا آتا ہے۔ بہرحال ذوالقرنین کی اصلی سد یہی سد ہے۔ (ترجمان القرآن ج ۲)

چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما ؟

بہرحال ہمارا رجحان مولانا آزاد کی تحقیق کی طرف ہے۔ وللناس فیما یعشوق مذاھب ...

واللہ العالم

یاجوج وماجوج کون ہیں؟

اس سلسلہ کی آخری بات یاجوج وماجوج کی تحقیق ہے کہ اس سے مراد کون لوگ ہیں؟

یاجوج وماجوج کا ذکر قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ ایک یہاں اور دوسرا سورۂ انبیاء میں حتی اذا

Presented by Ziaraat.Com

فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون (انبیاء۔۹۶) اور جب یاجوج و ماجوج (سدسکندری کی قید) سے آزاد کر دیئے جائیں گے تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نکل کھڑے ہوں گے۔

غیر مستند روایات میں ان کے بڑے عجیب وغریب حالات و واقعات اور صفات بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً ان کی عمریں اس قدر لمبی ہوتی ہیں کہ ایک شخص اس وقت مرتا ہے جب اس کی صلب سے ہزار لڑکے پیدا ہو جاتے ہیں اور ان کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ ایک قسم ایک طویل القامۃ شامی درخت کی طرح طویل ہیں۔

۲۔ دوسری قسم وہ ہے جس کا طول وعرض برابر ہے۔ وہ اتنے طاقتور ہیں کہ پہاڑ ہو یا لوہا ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔

۳۔ تیسری قسم وہ ہے کہ جن کے کان اتنے بڑے ہیں کہ وہ اپنے کان کو بطور بستر نیچے بچھا لیتے ہیں اور دوسرے کان کو بطور چادر اوپر تان لیتے ہیں وہ جس حیوان کے پاس سے گزرتے ہیں وہ خواہ حلال ہو یا حرام یہ اسے کھا جاتے ہیں اور ان کا اگلا حصہ شام میں ہوتا ہے تو پچھلا حصہ خراسان میں اور وہ پینے پہ آئیں تو مشرق کی تمام نہریں اور طبریہ کا بحیرہ پی جاتے ہیں۔ (تفسیر نورالثقلین)

بہرحال غور طلب سوال یہ ہے کہ اس سے کون سی قوم مراد ہے؟

تمام تاریخی قرائن متفقہ طور پر بتا رہے ہیں کہ اس سے مقصود ایک ہی قوم ہو سکتی ہے اس کے سوا کوئی نہیں۔ یعنی شام مشرقی میدانوں کے وہ وحشی مگر طاقتور قبائل جن کا سیلاب قبل از وقت تاریخ عہد سے لے کر نویں صدی تک برابر مغرب کی طرف امنڈتا رہا جن کے مشرقی حملوں کی روک تھام کے لئے چینیوں کو سینکڑوں میل لمبی دیوار بنانی پڑی۔ جن کی مختلف شاخیں تاریخ میں مختلف ناموں سے پکاری گئی ہیں اور جن کا آخری قبیلہ یورپ میں لیگر کے نام سے روشناس ہوا اور ایشیاء میں تاتاریوں کے نام سے۔ اور اسی کے حملوں کی روک تھام کے لئے سائرس نے سد تعمیر کی تھی۔ شمال مشرق کے علاقوں کا بڑا حصہ اب منگولیا کہلاتا ہے۔ اس کا قدیم نام "موگ" تھا۔ اور یہی عبرانی میں ماجوج ہو گیا۔ قرآن نے سورہ انبیاء میں ان کے جس خروج کی خبر دی ہے وہ منگولیا کے تاتاریوں کا آخری خروج تھا۔ بہرحال اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یاجوج وماجوج سے مقصود یہی منگولین قوم اور اس کے تمام صحرانورد اور وحشی شاخیں مراد ہیں (ترجمان القرآن ج ۲) یعنی یاجوج سے تاتاری مراد ہیں اور ماجوج سے مغول مراد ہیں (تفسیر مراغی) ایک اور روایت میں مروی ہے کہ ترک، صقالیہ، یاجوج وماجوج اور چین والے جناب نوحؑ کے نالائق بیٹے یافث کی اولاد ہیں۔ (علل الشرائع)

Presented by Ziaraat.Com

اب ذیل میں بعض تشریح طلب الفاظ وعبارات کی تفسیر کی جاتی ہے

اگرچہ اب تک پیش کئے گئے توضیحی بیانات سے اس رکوع میں بیان کردہ داستان ذوالقرنین کی پوری حقیقت ذہن نشین ہوجاتی ہے تاہم اگر کوئی جملہ یا لفظ تشریح طلب ہے تو ذیل میں بڑے اختصار کے ساتھ اس کی وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

۴۹)من کل شئی سببا ۔۔۔الآیۃ

سبب کا مفہوم وہ ذریعہ ہے جس سے ہر مقصد تک رسائی حاصل ہوسکے۔یعنی ہم نے ذوالقرنین کو اقتدار عطا کیا اور ہر چیز تک رسائی کرنے کے اسباب وذرائع ،از قسم علم وقوت اور آلات بھی عطا فرمائے۔

۵۰)وجدھا تغرب ۔۔۔الآیۃ

اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سورج کا حقیقی غروب تھا۔بلکہ مطلب صرف یہ ہے کہ انہیں سمندر کے کنارے یوں محسوس ہوا کہ سورج ایک سیاہ چشمہ میں غروب ہورہا ہے جیسے کہ سمندر کے کنارے کھڑے ہوئے ہر شخص کو سورج سمندر میں غروب ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

۵۱)قلنا یاذالقرنین ۔۔۔الآیۃ

جو لوگ ذوالقرنین کی نبوت کے قائل ہیں وہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ خداوند عالم بذریعہ وحی ذوالقرنین سے کلام کررہا ہے کہ ہم نے اس سے کہا کہ تم ان لوگوں کو (ان کے کفر کی وجہ سے) سزا دو۔یا (جو کافر حربی نہیں ہیں) ان سے حسن سلوک کا رویہ اختیار کرو۔اور اس طرح کی وحی اور کلام نبی سے ہی کیا جاتا ہے۔مگر یہ بات اس مقصد میں ایسی نص صریح نہیں ہے کہ جس کی تاویل نہ ہوسکے۔بلکہ اس کی کئی طرح تاویل کی جاسکتی ہے۔

۱۔ ہم نے ذوالقرنین سے کہا یعنی اسے الہام کیا۔اور یہ الہام غیر انبیاء کو بھی ہوتا رہتا ہے۔ جیسے واوحینا الی ام موسیٰ (قصص۔۷)

۲۔ یعنی ان کو تمکنت وقدرت دے کر گویا خدا نے زبان حال سے فرمایا کہ اے ذوالقرنین اب تمہارا امتحان ہے کہ تم ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو اور جناب ذوالقرنین کا جواب بھی اس مطلب سے بالکل مربوط ہے۔

۵۲)تطلع علی قوم ۔۔۔الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

اوپر اس کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ وہ انتہائی غیر مہذب اور غیر متمدن قوم تھی۔ اور گھر در کی تعمیر سے واقف نہ تھی بلکہ خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتی تھی۔ جب سورج کی گرمی ستاتی تو غاروں میں چلی جاتی تھی اور جب دھوپ ختم ہوتی تو باہر نکل آتی تھی۔

۵۳) قال ھذا رحمةٌ ... الآية

ذوالقرنین اتنا بڑا عظیم کارنامہ انجام دینے اور اتنی بڑی آہنی دیوار کھڑی کرنے کے بعد کسی قسم کے تکبر وغرور کا اظہار نہیں کرتا کہ میں نے یہ کیا اور میں نے وہ کیا بلکہ پورے تواضع اور فروتنی کے ساتھ کہتا ہے کہ یہ سب کچھ میرے پروردگار کی رحمت ہے کہ میں نے یہ ناقابل تسخیر دیوار کھڑی کر دی ہے۔ اور یہی اللہ کے نیک بندوں کا شیوہ وشعار ہوتا ہے۔

۵۴) فاذا جآء وعد ربي ... الآية

اس دیوار کا ناقابل تسخیر ہونا تب تک ہے جب تک میرے پروردگار کی مقرر کردہ معیاد کا وقت نہیں آتا۔ جب اس کا وقت آئے گا تو وہ اسے گرا کر زمین بوس کر دے گا۔ اب اس معیار سے دیوار گرانے کی میعاد بھی مراد ہوسکتی ہے یاجوج وماجوج کے خروج کا وقت بھی ہوسکتا ہے اور قیامت کی معیاد بھی مراد ہوسکتی ہے۔

شیخ مراغی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس وعدہ سے چنگیز خان کے خروج کا وقت مراد ہے جس نے اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں قتل عام کیا اور رازی لکھتے ہیں کہ اس وعدہ سے مراد قیامت ہے اور شیخ طبرسی لکھتے ہیں کہ اس وعدے کا وقت قتل دجال کے بعد آئے گا۔ واللہ العالم

کئی روایات میں وارد ہے کہ تقیہ وہ سد سکندری ہے کہ جس کی موجودگی میں تمہارے مخالفین تمہیں نقصان وزیاں نہیں پہنچا سکتے۔ (تفسیر قمی وصافی)

۵۵) وتركنا بعضھم ... الآية

اس میں بظاہر دیوار کے خراب ہونے اور یاجوج وماجوج کے خروج کی طرف اور اس کے بعد رونما ہونے والے واقعات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ سمندر کی موجوں کی طرح لوگوں سے گتھم گتھا ہوجائیں گے اور ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کا جینا حرام کردینگے۔ مخفی نہ رہے کہ یاجوج وماجوج کے بارے میں ہماری سابقہ تحقیق کو پیش نظر رکھتے ہوئے شیخ مراغی کا قول وزنی نظر آتا ہے ورنہ بقول صاحب کاشف اگر اس وعدہ سے مراد قتل دجال کے بعد کا زمانہ لیا جائے یا قیامت کا دن تو پھر تو لازم تھا کہ آج وہ سد ذوالقرنین موجود ہوتی اور لو کان لبان

Presented by Ziaraat.Com

اور گر ہوتی تو پھر ہر کس و ناکس پر ظاہر ہو جاتی اور جب نہیں ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ تاتاریوں اور مغولوں کے حملوں کے وقت سے وہ ٹوٹ چکی ہے۔ واللہ العالم

آیات القرآن

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ
اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ١٠٢ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ
اَعْمَالًا ١٠٣ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ
اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ١٠٤ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَاۗىِٕهٖ
فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ١٠٥ ذٰلِكَ
جَزَاۗؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ١٠٦ اِنَّ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ
نُزُلًا ١٠٧ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ١٠٨ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ
مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا
بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ١٠٩ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ
وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ
بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ١١٠

ترجمۃ الآیات

کیا کافروں کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز اور سرپرست بنالیں گے؟ (اور ہم باز پرس نہیں کریں گے) بے شک ہم نے دوزخ کو کافروں کی مہمانی کے لئے تیار کر رکھا ہے (١٠٢) (اے پیغمبرؐ) آپ کہہ دیجئے (اے لوگو) کیا ہم تمہیں

Presented by Ziaraat.Com

بتادیں کہ اعمال کے اعتبار سے سب سے زیادہ گھاٹے میں کون ہے (۱۰۳) جن کی دنیا کی زندگی کی تمام سعی وکوشش اکارت ہوگئی حالانکہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ بڑے اچھے کام کررہے ہیں (۱۰۴) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کا اور اس کی بارگاہ میں حاضری کا انکار کیا پس ان کے سارے اعمال ضائع ہوگئے۔ اس لئے ہم قیامت کے دن ان کے لئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے (۱۰۵) یہ ان کی سزا ہے جہنم۔ ان کے کفر کرنے اور میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑانے کی پاداش میں (۱۰۵) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے تو ان کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہیں (۱۰۷) جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے وہاں سے منتقل ہونا پسند نہیں کریں گے (۱۰۸) کہہ دیجئے! کہ اگر میرے پروردگار کے کلمات لکھنے کے لئے سمندر سیاہی بن جائے تو وہ ختم ہوجائے گا قبل اس کے کہ میرے پروردگار کے کلمات ختم ہوں اگرچہ ہم اس کی مدد کے لئے ویسا ہی ایک سمندر لے آئیں (۱۰۹) (اے رسولؐ) کہہ دیجئے! کہ میں (بھی) تمہاری طرح ایک بشر (انسان) ہوں البتہ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے پس جو کوئی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا امیدوار ہے۔ اسے چاہیے کہ نیک عمل کرتا رہے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے (۱۱۰)

تفسیر الآیات

۵۶) افحسب الذین۔۔۔ الآیۃ

اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو کارساز سمجھنے والوں کو دھمکی

جو بد بخت خدا جیسے قادر و کریم کو چھوڑ کر اس کی مخلوقات میں سے بعض کو اپنا کارساز جانتے ہیں۔ کیا ان کا خیال ہے کہ ہم ان کی اس قبیح حرکت سے غافل ہیں؟ اور ان کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا؟ ہم نے جو دوزخ تیار کر رکھی ہے وہ کس کے لئے ہے؟ کافروں کے لئے ہی تو ہے۔ مخفی نہ رہے کہ نزل کے معنی منزل کے بھی ہیں اور مہمانی کے بھی اس لئے مختلف مترجمین نے اس کے مختلف ترجمے کئے ہیں۔ ہمیں اس کا دوسرا معنی زیادہ موزوں محسوس ہوا ہے۔ لہٰذا ہم نے اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۵)قل ھل ننبئکم بالا خسرین۔۔۔ الآیۃ

ایمان وعمل کا بنیادی فرق؟

اس آیت مبارکہ میں یہ حقیقت واضح کردی گئی ہے کہ اخروی فوز وفلاح حاصل کرنے کے لئے اگرچہ ایمان وعمل ہر دو کی ضرورت ہے۔لیکن ان دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اگر ایمان ہو مگر عمل میں کوتاہی ہوجائے تو گنہگار مومن کی بخشش کی امید ہے کہ شفاعت سے یا سزا بھگت کر انجام کار نجات حاصل ہوجائے گی۔ لیکن اگر ایمان میں خلل ہو یعنی اگر آدمی کافر ہو یا مشرک یا منافق تو بے ایمان کی نجات کا کوئی امکان نہیں ہے۔

نجات کے لئے صرف عمل صالح کی بجاآوری کافی نہیں

آج کل کچھ جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں ایک نیا تصور پھیل رہا ہے کہ نجات میں عقیدے اور ایمان کا کوئی دخل نہیں ہے اس مقصد کے لئے صرف نیک اعمال بجالانا ورفاہ عامہ کے کام کرنا کافی ہیں۔ان لوگوں کے لئے لمحہ فکر یہ ہے کہ وہ اس آیت مبارکہ کو مدنظر رکھ کر اپنے اس نظریہ کا جائزہ لیں۔ یہ لوگ جن کی زندگانی دنیا کی تمام تر کوششیں وکاوشیں رائیگاں ہوگئیں اور آخر کار جہنم ان کا ٹھکانہ قرار پائی۔ نیک عمل تو وہ بھی کرتے تھے اور رفاہ عامہ کے بڑے بڑے اچھے کام بھی کرتے تھے۔ پھر ان کے یہ عمل کیوں ضائع ہوئے اور محنت کیوں برباد ہوئی؟ قرآن جواب دیتا ہے کہ وہ کافر تھے۔لیعنی ان کا عقیدہ صحیح نہیں تھا اور دولت ایمان سے محروم تھے۔اس سے واضح ہوگیا کہ نجات کے لئے اگرچہ ایمان وعمل لازم وملزوم ہیں مگر مرکزی حیثیت عقیدہ وایمان کو حاصل ہے۔کفر و شرک ونفاق سے تمام کے تمام اعمال پر پانی پھر جاتا ہے اور سب کوشش وکاوش اکارت ہوجاتی ہے۔ بالخصوص وہ جاہل مرکب قسم کے لوگ جنہیں ایمان و بے ایمانی، خیر وشر اور نیکی و برائی کا علم ہی نہیں ہے بلکہ وہ ایمان کو بے ایمانی اور بے ایمانی کو ایمان، خیر کو شر اور شر کو خیر اور نیکی کو برائی اور برائی کو نیکی سمجھتے ہیں۔ان کی نجات کا ابدالآباد تک کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ

ہر کس کہ ند ا ندو ندا ند کہ ندا ند
درجہل مرکب ابد الدھر بماند

ایضاح:

مخفی نہ رہے کہ ایک چیز تو وہ ہے جس کی وجہ سے سب عمل حبط وضبط ہوجاتے ہیں جس کا یہاں تذکرہ کیا

Presented by Ziaraat.Com

گیا ہے اور وہ کفر وانکار ہے خواہ اللہ کا ہو یا رسول کا یا قیامت کا یا دیگر ضروریات دین کا۔ اسی طرح اگر دوسری آیات وروایات کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ محبت ومئودت اہلبیت نبوتؑ وہ اسلامی فریضہ ہے کہ اجر رسالت ہونے کی وجہ سے سارے دین کی قبولیت کا اس پر دارومدار ہے۔ قل لا اسئلکم علیه اجر الا المودة فی القربی۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اہلبیت سے مودت رکھنے کی بجائے الٹا ان سے بغض وعداوت رکھتا ہے تو وہ بھی اسی زمرہ میں داخل ہے جس کی نجات کا کوئی امکان نہیں ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ سلم فرماتے ہیں:

لو ان عبدا جاء یوم القیامة بعمل سبعین نبیاً ما قبل الله ذالك منه حتی تلقاه یولایتی وولایة اهلبیتی

اگر کوئی شخص کل بروز قیامت ستر نبیوں کے عملوں کے برابر بھی عمل لے کے آئے تو جب تک اس میں میری اور میرے اہلبیت کی ولایت درج نہ ہوگی تب تک اللہ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔ (سابع بحار الانوار وغیرہ

کیونکہ ع

بے حب اہلبیت عبادت حرام ہے

۵۸) ان الذین امنوا ... الآیة

کافروں کو جہنم کی وعید وتہدید کرنے کے بعد اب ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں سے خداوند علیم وحکیم جنت الفردوس کا وعدہ فرما رہا ہے۔ جنت الفردوس عام جنت سے بلند وبالا منزل کا نام ہے۔ اسی لئے حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے فرمایا۔ اذا سئلتم الله سئلوه الفردوس کہ جب خدا سے کچھ مانگو تو جنت الفردوس مانگو۔ (مجمع البیان ج ۵ تفسیر کاشف ج ۵)

حول کے معنی نقل وانتقال کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ خداوند کریم صالح مومنین کو جنت الفردوس عطا فرمائے گا۔ جس سے وہ کہیں منتقل نہیں ہونا چاہیں گے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وذالك هو الفوز العظیم

۵۹) لو کان البحر مداداً ... الآیة

کلمات اللہ سے کیا مراد ہے؟

علامہ طبرسی نے اور دوسرے مفسرین نے کلمات اللہ کے متعدد معانی بیان کئے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۔ مقدرات الہیہ یعنی جو کچھ اللہ مقدر کرتا ہے۔

۲۔ نیکوکاروں کا ثواب اور بدکاروں کا عذاب۔

۳۔ عجائبات قدرت۔

۴۔ اللہ کے کلمات کے مطالب ومعانی۔

۵۔ قرآن اور آسمانی کتابوں کے مطالب ومعانی۔

۶۔ اس سے مراد علم ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ **وفوق کل ذی علم علیم** وغیرہ وغیرہ ۔(مجمع البیان)

اسی قسم کی ایک آیت سورہ لقمان میں بھی ہے۔ **ولو ان مافی الارض من شجرۃ اقلام و البحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ۔** (لقمان۔۲۷)

زمین میں جتنے درخت ہیں اگر وہ سب قلمیں بن جائیں اور سمندر اس کی سیاہی بنے اور جب وہ ختم ہو جائے تو سات سمندر سیاہی بن جائیں تو بھی خدا کے کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ مگر چونکہ ان سب اقوال کو قول معصوم کی تائید حاصل نہیں ہے۔ اس لئے ان پر یقین واذعان نہیں کیا جاسکتا۔ نیز عقل سلیم بھی ان کو صحیح تسلیم کرنے سے اباو انکار کرتی ہے۔ ہاں البتہ اگر ان کلمات سے خدا کی صفات جمال اور صفات کمال مراد لی جائیں تو اگرچہ قول معصوم کی تو اسے بھی تائید حاصل نہیں مگر عقل سلیم اسے ضرور تسلیم کرتی ہے۔ کیونکہ اللہ کی ذات غیر متناہی اور غیر محدود ہے۔ اور اس کی صفات حقیقیہ یعنی صفات ذات بھی عین ذات ہونے کی وجہ سے غیر متناہی اور غیر محدود ہیں اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی محدود ومتناہی غیر محدود اور غیر متناہی کا احاطہ نہیں کرسکتا کیونکہ یہ بات عقلاً محال ہے۔

زہے ذاتے صفا تش عین ذات است
عقولا از ادراک آن ہیہات ہیہات
اے برتراز خیال وقیاس وگمان ووہم
وزہر چہ گفتہ اندو شنید یم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بیابان رسید عمر
ما ہم چناں در اول و صف تو ماندہ ایم

۶۰) **قل انما انا بشر مثلکم۔۔۔الآیۃ**

قل انما انا بشر مثلکم کا مفہوم

اس موضوع پر ایک سے زائد مختلف مقامات پر مفصل گفتگو ہو چکی ہے کہ انبیاء و مرسلین انسانی نوع کے ہی افراد کاملہ ہوتے ہیں۔ اور انہیں انسان ہی ہونا چاہیے۔ کیونکہ ایک تو اس لئے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور دوسرے اس لئے کہ چونکہ وہ بھیجے انسانوں کی طرف جاتے ہیں۔ اس لئے بھی ان کا انسان ہونا لازم ہے۔ لان الجنی الی الجنس یمیل۔ اور یہ آیت بھی اس بات کی نا قابل تاویل محکم دلیل ہے کہ سید الانبیاء اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بشر وانسان ہی ہیں۔ نہ جن ہیں نہ ملک اور نہ ہی کسی اور نوع کے فرد۔ **وھو المطلوب** اور قرآن مجید کی نصوص صریحہ کے باوجود بشریت انبیاء کا انکار کرنا انکار قرآن کے مترادف ہے۔ مگر قابل غور بات ہے کہ یہاں اس مماثلت سے کیا مراد ہے؟ کہ میں بھی تمہاری طرح یا تم جیسا بشر اور انسان ہوں۔ جبکہ ہمارے اور ان کے صفات وکمالات میں خواہ علمی ہوں یا عملی بعد المشرقین موجود ہے ہم خاک وہ اکسیر، ہم پتھر ہیں وہ گوہر، ہم سنگ خارا وہ پارس ہم جاہل، وہ عالم، ہم ناقص وہ کامل، ہم مثل قالب ہیں اور وہ جان عالم۔ بناء بریں ماننا پڑتا ہے کہ یہ مماثلت مخلوقیت میں ہے کہ میں بھی تمہاری مانند مخلوق ہوں۔ اور اس واضح فرق کو ''یوحی الی'' میں اجمالاً بیان کر دیا گیا ہے۔ کہ بے شک میں تمہاری طرح انسان ہوں مگر مجھ پر وحی آتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ اس میں آپ کے خصوصی امتیاز کو واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ آپ پر وحی آتی ہے۔ جو ہم پر نہیں آتی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وحی کس پر آتی ہے؟ آیا وہ ہر کس و ناکس پر آتی ہے؟ حاشا وکلا وہ صرف اسی پر آتی ہے جو نبوت کا اہل ہوتا ہے۔ اب قابل غور یہ ہے کہ نبوت کا اہل کون ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت کا اہل وہ ہوتا ہے جو معصوم ہوتا ہے۔ یعنی

الف۔ جس کا دامن مہد سے لحد تک تمام گناہان صغیرہ وکبیرہ سے پاک ہوتا ہے۔

ب۔ جو عالم علم لدنی ہوتا ہے یعنی جس کا دامن جہالت کے دھبے سے پاک وصاف ہوتا ہے۔

ج۔ جو حسب ونسب اور دیگر تمام محاسن ومحامد میں سرآمد روزگار ہوتا ہے۔

د۔ جو علم وعمل، ہدو تقویٰ، شجاعت وشہامت اور جود وسخاوت غرضیکہ تمام انسان صفات کمال میں اپنی امت سے افضل واعلیٰ ہوتا ہے۔

ہ۔ جو صاحب معجزہ بھی ہوتا ہے جو عقلاً ناممکن نہیں ہوتا ہے مگر خارق عادت ہوتا ہے جس کے دیکھنے سے سب پر واضح وعیاں ہو جاتا ہے کہ وہ منجانب اللہ بھیجا ہوا ہے۔ اور یہ حقیقت بھی کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔ کہ نوع کے ایک ہونے سے اس کے افراد کا مقام ایک جیسا نہیں ہو جاتا بلکہ ہر نوع کے افراد میں بالبداہت مرتبہ و

Presented by Ziaraat.Com

مقام کا تفاوت واختلاف پایا جاتا ہے اور ہر نوع کے تحت افضل ومفضول اور کامل وناقص افراد موجود ہوتے ہیں۔

۶۰)فمن کان یرجو لقاء۔۔۔الآیۃ

اللہ کی ملاقات سے مجاز اللہ کی بارگاہ میں حاضری وحضوری مراد ہے جس کی کئی جگہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ جسم وجسمانیت اور مکان ومکانیت سے اس کے منزہ ہونے کی وجہ سے اس سے مادی اور جسمانی ملاقات نہیں ہوسکتی۔ بہرحال اس آیت سے بھی اور دوسری تمام آیات وروایات سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس کی خوشنودی کا پروانہ حاصل کرنے کے لئے مسلسل عمل صالح کرنا اور شرک کے دوسرے اقسام (ذاتی، صفاتی اور افعالی) کی طرح بالخصوص شرک عبادتی سے احتراز کرنا واجب ولازم ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جہاں غیر اللہ کی عبادت کرنا یا اسے سجدہ کرنا (جو مخ العبادہ ہے) شرک جلی ہے جس سے اجتناب واجب ہے، وہاں ریا وسمعہ سے بھی احتراز ضروری ہے جو کہ شرک اصغر ہے۔ واللہ الموفق

Presented by Ziaraat.Com

سورہ مریم کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ:

چونکہ اس سورہ میں جناب مریمؑ بتول سلام اللہ علیہا کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے اس لئے اس سورہ مبارکہ کو آپ کے نام نامی واسم گرامی سے موسوم کر دیا گیا ہے۔

مقام وتاریخ نزول:

اگر چہ ماہ وسال کا تعین تو نہیں کیا جا سکتا۔مگر تاریخی قرائن شہادت دیتے ہیں کہ یہ سورہ مبارکہ بعثت کے پانچویں سال سے پہلے اتری ہے۔کیونکہ ہجرت حبشہ پانچ بعثت میں واقع ہوئی تھی۔اور جب کفار قریش کے اکابر کی بے پناہ کوششوں کے باوجود نجاشی مسلمان مہاجرین کو حبشہ سے نکالنے پر آمادہ نہ ہوا جو گیارہ مرد اور چار خواتین تھیں پھر یکے بعد دیگرے چند دن کے اندر اندر مہاجرین کی تعداد ۸۳ مرد و گیارہ خواتین اور سات غیر قریشی مسلمان ایک سو ایک ہوگئی۔تو ان کفار مکہ نے نجاشی کے دل میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کا بیج بونے کے لئے تا کہ وہ مشتعل ہو کر مسلمانوں کو وہاں سے نکال دے۔یہ غلط پروپیگنڈہ کیا کہ مسلمان جناب عیسیٰؑ کے بارے میں بڑا غلط نظریہ رکھتے ہیں۔چنانچہ جب نجاشی نے مہاجرین کو دربار میں بلا کر جناب عیسیٰؑ کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کرنے کو کہا تو جناب جعفر طیارؓ نے بڑی مومنانہ جرأت و بے باکی کے ساتھ سورہ مریم کا دوسرا رکوع پڑھنا شروع کیا جس میں جناب مریمؑ اور جناب عیسیٰؑ کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔

دربار میں سناٹا تھا جناب جعفرؓ سورہ مریم کی تلاوت کر رہے تھے،اور نجاشی برابر رو رہا تھا یہاں تک کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اور جناب جعفرؓ کی تلاوت ختم ہونے کے بعد نجاشی نے ایک تنکا اٹھا کر کہا کہ جناب عیسیٰؑ کے بارے میں تم نے جو کچھ بیان کیا جناب عیسیٰؑ اس سے اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں۔اس طرح کفار قریش کی یہ سازش بھی ناکام ہوئی۔بہر حال اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورہ پانچ بعثت سے پہلے مکہ میں نازل ہو چکی تھی۔

سورہ مریم کے مضامین کی اجمالی فہرست

ا۔ جناب زکریاؑ کی اولاد کے لئے بارگاہ خدا میں دعا والتجا اور جناب یحییٰؑ کی ولادت باسعادت کا تذکرہ۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۔ جناب عیسیٰؑ کی معجزانہ شان وشوکت سے ولادت اوران کے چند اوصاف جلیلہ کا تذکرہ۔

۳۔ جناب عیسیٰؑ کے بارے میں افراط وتفریط سے ہٹ کراسلام کا عادلانہ نظریہ اوران کے ابن اللہ ہونے کی رد۔

۴۔ جناب ابراہیمؑ کا تذکرہ، ان کا انداز تبلیغ، اوراپنے چچا آزر سے ان کی گفتگو۔

۵۔ جناب موسیٰؑ کا تذکرہ۔

٦۔ جناب اسماعیلؑ صادق الوعد کا ذکر خیر۔

۷۔ جناب عیسیٰؑ کا تذکرہ اوران کے عالم بالا کی طرف بلند ہونے کا ذکر۔

۸۔ بعض بزرگ اورنیکو کار شخصیات کی بدکار اولاد کا تذکرہ جنہوں نے راہ راست سے انحراف کیا۔

۹۔ بہشت عنبر سرشت کے بعض اوصاف کا تذکرہ۔

۱۰۔ قیامت کا اثبات اورمنکرین قیامت کی غلط فہمیوں کا ازالہ۔

۱۱۔ دنیا اوراس کے مال ومتاع کی ناپائیداری کا ذکراور باقیات صالحات کی بجا آوری کی دعوت۔

۱۲۔ دوزخ اوراس کے عذاب وعقاب کا ذکر۔

۱۳۔ شفاعت کا اثبات۔

۱۴۔ اللہ کے لئے اولاد ذکور واناث کی نفی۔

۱۵۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر قرآن کے آسان ہونے کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ۔

سورہ مریم کی تلاوت کا ثواب

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص سورہ مریم کی ہمیشہ تلاوت کرے تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک خدا اسے اپنی ذات، مال اوراولاد میں تونگر نہیں کردے گا۔ اور آخرت میں جناب عیسیٰؑ کے اصحاب میں سے ہوگا اوراسے آخرت میں جناب سلیمانؑ کی سلطنت کے برابر اجر دے گا (مجمع البیان)

نیز انہی جناب سے مروی ہے کہ سورہ مریم کو لکھ کر اورکسی تنگ منہ والی شیشی میں بند کرکے رکھنے سے گھر میں خیر وبرکت ہوتی ہے۔ (تفسیر البرہان)

نیز اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ جو شخص سورہ مریم کو لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ خواب میں اچھائی دیکھے گا۔

نیز اسی تفسیر میں بحوالہ فوائد القرآن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب کوئی

Presented by Ziaraat.Com

شخص کسی ایسے جابر حاکم کے پاس جائے جس کے شر سے خائف ہو تو کھیعص پڑھتا جائے اور ایک ایک حرف پر اپنے دائیں ہاتھ کی ایک ایک انگلی بند کرتا جائے۔ پھر حمعسق پڑھتا جائے اور ایک ایک حرف پر اپنے بائیں ہاتھ کی ایک ایک انگلی بند کرتا جائے اور جب حاکم کے سامنے پہنچے تو یہ پڑھے۔ عنت الوجوہ للحی القیوم وقد خاب من حمل ظلما اس کے بعد انگلیاں کھول دے اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔ انشاءاللہ

آیات القرآن

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كٓهٰيٰعٓصٓ ۟ۚ ﴿١﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ
زَكَرِيَّا ﴿٢﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿٣﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ
وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَاِنِّيْ
خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ
وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾
يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ
سَمِيًّا ﴿٧﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ
بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ
خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ
اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ
الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ
الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ
وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ
يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾

Presented by Ziaraat.Com

ترجمۃ الآیات

شروع (کرتا ہوں) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ کاف۔ ہا۔ یا۔ عین۔ صاد (۱) (اے رسولؐ) آپ کے پروردگار نے اپنے (خاص) بندے زکریاؑ پر جو (خاص) رحمت کی تھی یہ اس کا تذکرہ ہے (۲) جب انہوں نے اپنے پروردگار کو چپکے چپکے پکارا (۳) کہا اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر میں بڑھاپے کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں۔ (بال سفید ہوگئے ہیں) اور میرے پروردگار میں کبھی تجھ سے دعا مانگ کر نامراد نہیں رہا ہوں (۴) اور میں اپنے بھائی بندوں سے ڈرتا ہوں۔ اور میری بیوی بانجھ ہے سو تو ہی مجھے (خاص) اپنے پاس سے ایک وارث عطا کر (۵) جو میرا بھی وارث بنے اور آل یعقوب کا بھی اور اے میرے پروردگار! تو اسے پسندیدہ بنا (۶) (ارشاد ہوا) اے زکریا! ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ جس کا نام یحییٰ ہوگا جس کا اس سے پہلے ہم نے کوئی ہمنام نہیں بنایا (۷) زکریاؑ نے (ازراہ تعجب) کہا اے میرے پروردگار! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا؟ جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچا ہوا ہوں (۸) ارشاد ہوا۔ ایسا ہی ہوگا۔ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے اور میں نے ہی اس سے پہلے تمہیں پیدا کیا جبکہ تم کچھ بھی نہ تھے (۹) زکریاؑ نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! میرے لئے کوئی علامت قرار دے۔ ارشاد ہوا کہ تمہارے لئے علامت یہ ہے کہ تم تندرست ہوتے ہوئے بھی برابر تین رات (دن) تک لوگوں سے بات نہیں کرسکوگے (۱۰) پس وہ عبادت گاہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں اشارہ سے کہا کہ صبح وشام (خدا کی) تسبیح وتقدیس کرو (۱۱) (جب حکم خدا کے مطابق وہ لڑکا پیدا ہوا اور بڑھا تو ہم نے کہا: اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑو اور ہم نے اسے بچپن ہی میں علم وحکمت سے نوازا (۱۲) اور خاص اپنے پاس (سے) رحمدلی اور پاکیزگی عطا کی اور وہ پرہیزگار تھا (۱۳) اور وہ اپنے والدین سے نیکی کرنے والا تھا اور قروہ سرکش ونافرمان نہ تھا (۱۴) سلام ہو اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وفات پائے گا اور جس دن وہ زندہ کرکے اٹھایا جائے گا (۱۵)

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۱) کھیعص ۔۔۔ الآیہ

ہم سورہ بقرہ کے اوائل میں اور بعض دوسری سورتوں کے آغاز میں یہ حقیقت کئی بار واضح کر چکے ہیں کہ یہ حروف مقطعات ان متشابہات میں سے ہیں کہ جن کی اصل حقیقت کو خدا اور راسخون فی العلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ ویسے بعض اخبار و آثار میں ان حروف کے کئی معانی و مطالب بیان کئے گئے ہیں۔ جیسے معانی الاخبار میں ایک طویل حدیث کے اندر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

فرمایا کہ کاف سے الکافی، ہا سے الہادی، یا سے الولی، عین سے العالم، اور صاد سے الصادق مراد ہے۔ یعنی خدا فرماتا ہے کہ انا الصادق الهادی الولی العالم الصادق الوعد اور کتا اکمال الدین واتمام النعمۃ میں۔

ایک طویل روایت ہے جو صاحب العصر والزمانؑ سے مروی ہے اس میں کاف سے کربلا ھا سے عترت رسول کی ہلاکت یا سے یزید پلید، عین سے عطش اور صاد سے صبر مراد لیا گیا ہے۔ (واللہ العالم)

۲) ذکر رحمت ربك عبده زكريا ۔۔۔ الآیہ

قبل ازیں سورہ آل عمران کی آیت ۳۸ سے لیکر آیت ۴۱ تک جناب زکریاؑ کے حالات کا تذکرہ کیا جا چکا ہے کہ وہ جناب ہارونؑ کی نسل سے تھے اور بنی اسرائیل کے دور کے عظیم نبی تھے اور رشتہ میں جناب مریم کے خالو تھے اور آپ کے والد ماجد جناب عمران کی وفات کے بعد جناب مریمؑ کی پرورش کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہوئی جس طرح ہر شخص کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے ان کے دل و دماغ میں بھی یہ خواہش مدت سے کروٹیں لے رہی تھی اور جب جناب مریمؑ کے پاس بے موسم کے پھل دیکھے تو یہ خواہش آتش فشاں بن کر پھٹ پڑی۔ اور بارگاہ خدا میں یوں چپکے سے التجا کی کہ اگر تو مریمؑ کو بے موسم کے پھل دے سکتا ہے تو مجھے بھی بے موسم کا پھل یعنی اولاد عطا فرما۔

عام مورخین کے بیان کے مطابق اس وقت جناب زکریاؑ کی عمر ایک سو اٹھارہ سال تھی۔ اور ان کی بیوی بھی بانجھ تھی۔ الغرض جو قصہ یہاں موجود ہے یہ قریباً انہی الفاظ کے ساتھ سورہ آل عمران کی آیت ۴۱ میں مذکور ہے۔ اور اس مقام پر اس کی تفسیر اور اس پر ہمارا عمومی تبصرہ گزر چکا ہے۔

قارئین اس مقام کی طرف رجوع فرمائیں۔ یہاں اس کے اعادہ و تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۳) وانی خفت الموالی من وراءِی ۔۔۔ الآیه

اس جگہ اس قصہ میں یہ اضافہ ہے کہ جناب زکریاؑ نے اس لئے بھی اولاد اور وارث کی خواہش کی تھی کہ مجھے اپنے بھائی بندوں اور چچا زاد بھائیوں سے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ میرے مال و متاع پر قابض نہ ہو جائیں۔

کچھ لوگوں کے لئے لمحہ فکریہ (نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث)

جو لوگ ایک خود ساختہ حدیث کی بناء پر اس بات کے قائل ہیں کہ نہ انبیاء کسی کا ورثہ پاتے ہیں اور نہ ان کا ورثہ کسی کو ملتا ہے۔ان کے لئے اس آیت اور اس جیسی بعض دوسری آیتوں میں لمحہ فکریہ موجود ہے۔ کہ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو جناب زکریاؑ اپنے ترکہ کا ذکر کیوں کرتے اور اس پر اپنے چچا زادوں کے قبضہ کرنے سے کیوں ڈرتے؟ اور اگر یہ کہا جائے کہ یہاں ترکہ سے مراد علم نبوت ہے جیسا کہ جلالین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد العلم والنبوہ ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبوت ہو یا علم نبوت کیا وہ بھی کوئی ایسی چیز ہے کہ جسے غصب کر کے اس پر ناجائز قبضہ کر لیا جائے؟ اس سے واضح ہے کہ یہ ترکہ از قسم مال و متاع ہے علم یا نبوت نہیں۔ اور اگر کوئی کہے کہ ان کے چچا زاد بنی اسرائیل تھے اور وہ شرارتی لوگ تھے۔ان سے خطرہ تھا کہ کہیں دین کو خراب نہ کر دیں تو اگر یہ بات تھی تو پھر خدا سے یہ کہتے یا اللہ! تو اپنے دین کی حفاظت کا کوئی انتظام کر دے اپنے ہاں اولاد ہونے کی تمنا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ دین کا محافظ تو کوئی بھی اور کسی بھی خاندان کا چشم و چراغ ہو سکتا تھا۔

۴) یا یحییٰ خذ الکتاب ۔۔۔ الآیه

نبوت عطا ہونے کا معیار اور سن و سال کیا ہے؟

یہاں کافی عبادت محذوف ہے مفہوم یہ ہے کہ ہم نے جناب زکریاؑ کو وہ لڑکا عطا فرمایا جس کی اسے بشارت دی تھی اور وہ بڑھا اور خاندان نبوت کی روایات کے مطابق جب تین برس کا ہوا تو ہم نے اسی لڑکپن میں اسے علم و حکمت یا فیصلہ کرنے کی قوت یا پھر نبوت عطا فرمائی۔ ہمارے مذہبی عقیدہ کے مطابق خدا دار دنیا میں جن ہستیوں کے سر پر تاج نبوت رکھنا چاہتا ہے انہیں پیدائش کے ساتھ ہی خاص خصوصیات سے نواز کر پیدا کرتا ہے کیونکہ ع

Presented by Ziaraat.Com

سایے کہ نکواست از بہارش پیدا

وہ عوام کی طرح شکم مادر سے علم وفضل سے عاری اور ہنر وکمال سے خالی پیدا نہیں ہوتے۔ ہاں البتہ پھر جب خدائے علیم وحکیم کی مصلحت کا تقاضا ہوتا ہے تو ان کو مبعوث فرماتا ہے اور ان سے اعلان نبوت کراتا ہے۔ خواہ جھولے میں کرائے جیسے جناب عیسیٰؑ سے کرایا، یا تین سال کی عمر میں کرائے جیسے جناب یحییٰ سے کرایا یا چالیس سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد کرائے جیسے پیغمبر اسلامؐ سے کرایا۔ البتہ جب کسی کو ظاہر مرتبہ نبوت پر فائز کرتا ہے تو انہیں خصوصی طور پر علم وفہم اور فضل وکمال کی نعمت سے نوازتا ہے۔ علی بن اسباط بیان کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں جناب امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب کہ ان کی عمر کل پانچ سال تھی میں نے غور سے ان کی طرف دیکھا تا کہ اپنے اصحاب کو ان کی وضع قطع بتا سکوں تو امام نے فرمایا خدا کا امامت کے معاملہ میں بھی وہی قانون ہے جو نبوت کے بارے میں ہے کہ کبھی بھرپور جوانی میں عطا کرتا ہے۔ فرماتا ہے **فلما بلغ اشدہ واستویٰ آیتناہ حکماً وعلماً** کہ جب وہ (موسیٰ) اپنی بھرپور جوانی کی منزل میں پہنچے تو ہم نے انہیں خاص حکم اور علم عطا فرمایا۔ اور کہیں فرماتا ہے **اتیناہ بحکم صبیا**۔ کہ جب ہم نے یحییٰ کو بچپن میں خاص حکم عطا فرمایا تو جس طرح یہ جائز ہے کہ خدا چالیس سال کی عمر میں حکم عطا فرمائے اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ لڑکپن میں ہی عطا کردے۔ (تفسیر مجمع البیان)

جناب یحییٰ خود پوری تندہی سے توراۃ پر عمل کرتے تھے اور لوگوں سے بھی کراتے تھے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معاملہ میں بڑے سخت گیر تھے دور افتادہ علاقوں میں تشریف لے جاتے تھے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے اور فاسقوں فاجروں کو توبہ کرا کے متقی و پرہیز گار بناتے اور ان کے حلقہ دعوت وتبلیغ صرف عوام الناس تک ہی محدود نہ تھا بلکہ شاہی دربار بھی ان کی دعوت عزیمت سے لرزتا ہوا نظر آتا تھا چنانچہ اس دور کے بادشاہ کا اپنی بھتیجی پر دل آ گیا اور اسے گھر میں ڈالنا چاہا تو جناب یحییٰ نے مزاحمت کی اور اعلانیہ روکا کہ بھائی کی بیٹی سے نکاح جائز نہیں ہے اس پر وہ لڑکی برافروختہ ہوئی اور بادشاہ سے خواہش کی کہ اگر مجھ سے شادی کرنا ہے تو حق مہر میں یحییٰ کا سر تھال میں رکھ کر پیش کر۔ چنانچہ اس بدبخت نے ایسا ہی کیا۔ (تفسیر کاشف بحوالہ قصص الانبیاء)

جناب یحییٰ نے راہ حق میں سر کٹوا کر **یایحیٰ خذ الکتاب بقوۃ** کے فرمان کی تعمیل کی۔

چہ خوش رسے بنا کر وند بخاک و خون غلطیون
خدا رحمت کنداں عاشقاں پاک طینت را

Presented by Ziaraat.Com

حضرت یحییٰ اور حضرت امام حسینؑ کے قصہ میں مماثلت

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے لے کر کربلا تک حضرت امام حسینؑ ہر منزل پر جناب یحییٰ کا ذکر کرتے تھے اور فرماتے تھے **ومن هوان الدنيا على الله عزوجل ان راس يحيىٰ بن زكريا اهدى الى بغي من بغايا بني اسرائيل۔** اللہ کی نگاہ میں دنیا کی پستی کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی کہ جناب یحییٰ بن زکریا کا سر بنی اسرائیل کے حرام زادوں میں سے ایک حرام زادے (ھیرودیس) کے حضور پیش کیا گیا۔ (مجمع البیان وکاشف)

بالکل اسی طرح سید الشہداء کا سر اقدس بنی امیہ کے بغایا میں سے ایک بغی کے سامنے طشت طلائی میں رکھ کر پیش کیا گیا۔

فليبك على الاسلام من كان باكيا

۵) والسلام عليه يوم ... الآيه

مروی ہے کہ انسان کی زندگی میں تین دن خصوصی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور بڑے سخت ہوتے ہیں

۱۔ جس دن انسان شکم مادر سے پیدا ہوتا ہے اور سابقہ مقام کو چھوڑ کر نئی دنیا میں آ کر قیام کرتا ہے۔

۲۔ جب وہ دار دنیا کو چھوڑ کر عالم آخرت کی طرف سفر اختیار کرتا ہے اور وہ مخلوق دیکھتا ہے جو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

۳۔ جس دن میدان حشر میں حاضر ہوگا اور ساری زندگی کے اعمال کا حساب وکتاب دے گا۔

خدا نے جناب یحییٰؑ پر ان تینوں مواقع پر سلامتی نازل کی ہے اور انہی تین نازک مراحل پر جناب عیسیٰؑ نے اپنے اوپر سلامتی کی دعا کی ہے۔ **والسلام على يوم ولدت ويوم اموت ويوما بعث حيا۔** (مریم۔۳۳)

سلامتی ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوں اور سلامتی مجھ پر اس دن جب میں وفات پاؤں گا اور سلامتی ہو مجھ پر جب زندہ ہو کر محشور ہوں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

آیات القرآن

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾
فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا
بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ
اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ
غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ
هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا
مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا
الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ
نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ
سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾
فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ
نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا
تَحْمِلُهٗ ۭ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ
اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾ فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا
كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۣ اٰتٰىنِيَ
الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ﴿۳۰﴾ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ
بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ

Presented by Ziaraat.Com

جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ
اُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ
يَمْتَرُوْنَ ﴿٣٤﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا
فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٣٥﴾ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا
صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٣٦﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ
لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿٣٧﴾ اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ يَوْمَ
يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ
الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّا نَحْنُ
نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٤٠﴾

ترجمۃ الآیات

(اے رسولؐ) اس کتاب میں مریم کا ذکر کیجئے۔ جب کہ وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک مشرقی مکان میں گئیں (١٦) اور پھر اس نے ان لوگوں کی طرف سے پردہ کر لیا پس ہم نے اس کی طرف اپنی جانب سے روح (یعنی فرشتہ) بھیجا تو وہ اس کے سامنے ایک تندرست انسان کی صورت میں نمودار ہوا (١٧) مریم نے (گھبرا کر) کہا کہ اگر تو پرہیزگار آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمن کی پناہ مانگتی ہوں (١٨) اس (فرشتہ) نے کہا میں تو تمہارے پروردگار کا فرستادہ ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا دوں (١٩) مریم نے کہا میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جبکہ کسی بشر نے مجھے چھوا تک نہیں ہے اور نہ ہی میں بدکردار ہوں (٢٠) فرشتہ نے کہا یونہی ہے (مگر) تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے وہ کام میرے لئے آسان ہے۔ اور یہ اس لئے بھی ہے کہ ہم اسے لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی قرار دیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ ایک طے شدہ بات ہے (٢١) پس وہ اس (لڑکے) کے ساتھ حاملہ ہو گئی پھر وہ اس حمل کو لئے ہوئے دور جگہ چلی گئی (٢٢) اس کے بعد درد زہ اسے کھجور کے درخت کے تنا کے پاس لے

Presented by Ziaraat.Com

گیا (اور) کہا کاش میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بالکل نسیاً منسیاً (بھولی بسری)
ہوگئی ہوتی (۲۳) اور ایک منادی نے اس کے نیچے سے آواز دی کہ (اے مریم) رنجیدہ نہ ہو۔
تیرے پروردگار نے تیرے نیچے ایک چھوٹی سی نہر جاری کردی ہے (۲۴) اور کھجور کے تنا کو پکڑ
کر اپنی طرف ہلا۔ وہ تم پر تروتازہ اور پکی ہوئی کھجوریں گرائے گی۔ (۲۵) پس تو (خرمے)
کھا اور (نہر کا پانی) پی اور (بیٹے کو دیکھ کر) اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ پھر اگر کسی آدمی کو دیکھے اور
(وہ تم سے کچھ پوچھے) تو (اشارہ سے) کہہ دینا کہ میں نے خدائے رحمن کے لئے (چپ
کے) روزہ کی منت مانی ہے میں آج کسی آدمی سے بات نہیں کروں گی (۲۶) اس کے بعد وہ
بچہ کو (گود میں) اٹھائے اپنی قوم کے پاس لائی۔ انہوں نے کہا اے مریم تو نے بڑا بُرا کام
کیا ہے (۲۷) اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ بُرا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی (۲۸)
مریم نے (نومولود) بچہ کی طرف اشارہ کیا (کہ اس سے پوچھو کہ کہاں سے آیا؟) وہ لوگ کہنے
لگے کہ ہم اس سے کس طرح بات کریں گے جو ابھی گہوارہ میں (کمسن) بچہ ہے؟ (۲۹) (مگر)
وہ بچہ بولا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے (۳۰) اور
اس نے مجھے نماز (پڑھنے) اور زکوٰۃ (دینے) کا حکم دیا ہے جب تک کہ میں زندہ ہوں (۳۱)
اور اس نے مجھے اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے سرکش اور بدبخت
نہیں بنایا (۳۲) سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن
زندہ کرکے اٹھایا جاؤں گا (۳۳) یہ ہے عیسیٰ بن مریم (اور یہ ہے) اس کے بارے میں وہ سچی
بات جس میں لوگ شک کرتے ہیں (۳۴) یہ بات اللہ کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنا
بیٹا بنائے۔ پاک ہے اس کی ذات جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے ہوجا تو وہ
(کام) ہوجاتا ہے (۳۵) (عیسیٰؑ نے کہا) بے شک میرا اور تمہارا پروردگار اللہ ہے پس تم اس
کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے (۳۶) پھر مختلف گروہ آپ کے بارے میں اختلاف
کرنے لگے تو جن لوگوں نے کفر کو اختیار کیا ان کے لئے ہلاکت ہے جب وہ ایک بہت بڑے
سخت دن کا سامنا کریں گے (۳۷) جس دن وہ ہمارے پاس آئیں گے تو اس دن ان کے
کان کیسے سننے والے اور آنکھیں کیسی دیکھنے والی ہوں گی۔ مگر آج یہ ظالم کھلی ہوئی گمراہی میں
مبتلا ہیں (۳۸) اور (اے رسولؐ) انہیں حسرت وندامت کے دن سے ڈرائیں جبکہ ہر بات کا

Presented by Ziaraat.Com

(آخری) فیصلہ کردیا جائے گا۔ اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہیں اور ایمان نہیں لاتے (۳۹) (آخرکار) ہم ہی زمین کے اور جو کچھ اس کے اوپر ہے اس کے وارث ہوں گے اور سب ہماری طرف لوٹائے جائیں گے (۴۰)

تفسیر الآیات

٦) واذ کر فی الکتاب مریم...الآیۃ

ہم سورہ آل عمران کی آیت ۳۵ اور اس کے بعد والی آیات کی تفسیر میں واضح کر آئے ہیں کہ جناب مریمؑ کی والدہ ماجدہ نے اپنی منت کے مطابق جناب مریمؑ کو عبادت کے لئے بیت المقدس میں بٹھا دیا تھا اور ان کی کفالت جناب زکریاؑ نے اپنے ذمہ لے لی تھی۔ اور یہ بھی بیان کیا جاچکا ہے کہ جناب مریمؑ بیت المقدس کی ایک محراب میں الگ تھلگ بیٹھ گئی تھیں اور وہ محراب بیت المقدس کے مشرقی حصہ میں تھی اور انہوں نے وہاں ایک خاص قسم کا پردہ بھی لٹکا رکھا تھا تاکہ نہ وہ کسی اجنبی کو دیکھ سکیں اور نہ کوئی اجنبی ان کو دیکھ سکے۔ لہٰذا جن بعض فضلاء نے جیسے مولانا ابوالکلام آزاد نے ترجمان القرآن میں مشرقی مکان سے ناصرہ بستی مراد لی ہے ان کو اشتباہ ہوا ہے کیونکہ ناصرہ بیت المقدس کے شمال میں واقع ہے اس کی مشرقی جانب نہیں ہے۔

۷) فارسلنا الیھا روحنا...الآیہ

بالاتفاق یہاں روحنا سے مراد جبرائیل ہیں جو ایک تندرست و توانا اور مکمل انسان کی شکل میں اچانک جناب مریمؑ کے سامنے آ گئے۔ ایک پاکدامن لڑکی جو لوگوں سے الگ تھلگ اور پردہ لٹکا کر پوری یکسوئی کے ساتھ اپنے خالق و مالک کی عبادت میں ہمہ تن مصروف ہو تو جب اس کو اچانک اس قسم کے منظر کا سامنا کرنا پڑے تو یقیناً وہ گھبرا جائے گی۔ چنانچہ جناب مریمؑ گھبرا گئیں اور کہنے لگیں کہ اگر تیرے دل میں خوف خدا ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔ جبرائیل نے اس وقت یہ کہہ کر ان کی گھبراہٹ دور کردی کہ میں انسان نہیں بلکہ آپ کے پروردگار کا فرستادہ فرشتہ ہوں۔ جو تمہیں ایک پاک و پاکیزہ فرزند کی بشارت دینے آیا ہوں۔ جبرائیلؑ کا یہ جواب سن کر جناب مریمؑ کی وہ گھبراہٹ دور تو ہوگئی مگر ایک دوسری وجہ سے پریشان ہوگئیں کہ بچہ تو مرد و زن کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے خواہ بطور نکاح ہو یا بطور زنا اور مجھے تو کسی مرد نے چھوا بھی نہیں؟ تو جبرائیلؑ نے ان کے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے وضاحت کردی کہ تمہارا پروردگار کہتا ہے کہ میرے لئے بن باپ کے بچہ پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے بلکہ بالکل آسان ہے وہ فرماتا ہے کہ ہم عام عادی اسباب کے

Presented by Ziaraat.Com

خلاف اس لئے پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ اس مولود کو اپنی قدرت کاملہ کا معجزہ اور لوگوں کے لئے ذریعہ رحمت قرار دیں ان سب باتوں کا قبل ازیں سورہ آل عمران کی آیت ۴۵ قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسنی بشر اور اس کی بعد والی آیتوں میں تفصیل سے تذکرہ کیا جاچکا ہے۔ اور اسی مقام پر یہ بھی واضح کیا جاچکا ہے کہ جناب اسماعیل واسحاق اور جناب یحییٰ وعیسیٰ علیہم السلام کی ولادتیں نیچریوں کے لئے تازیانہ عبرت ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اس کائنات کی ہر چیز اس طرح علل واسباب کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے کہ اگر خدا بھی اس قانون کے خلاف کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا (العیاذ باللہ)

کیا یہ ولادتیں نیچر کے نظام کے خلاف نہیں ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو متعلقہ حضرات نے تعجب کیوں کیا؟ اور سوال و جواب کیوں کیا؟ بہرحال خدا مسبب الاسباب ہے وہ اسباب کا پابند نہیں ہے۔ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید؟ الغرض آثار حمل کے نمودار ہونے کے بعد جناب مریمؑ کا اپنے عبادت والے مقام سے لے کر دور کے مقام یعنی بیت اللحم چلا جانا ایک فطری امر تھا۔ یہ ساری باتیں اس بات کی ناقابل رد دلیل ہیں کہ جناب عیسیٰؑ بن باپ کے صرف معجزانہ طور پر پیدا ہوئے۔ ورنہ مریمؑ کو یہ سب کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

۸) لاھب لك ... الآية

ایک شبہ اور اس کا جواب

یہاں چونکہ جبرائیلؑ نے بچہ عطا کرنے کی نسبت اپنی طرف سے دی ہے ''کہ میں تمہیں لڑکا عطا کروں''۔ اسی سے بعض غلو نواز حضرات استدلال کیا کرتے ہیں کہ اولاد دینے کی نسبت غیر اللہ کی طرف جائز ہے تو اس کا جواب ظاہر ہے کہ جبرائیل چونکہ خوشخبری دینے والے بن کے آئے تھے۔ لہٰذا ان کی طرف یہ عطا کرنے کی نسبت مجازاً دے دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مریم نے بن شوہر کے اولاد پیدا ہونے پر تعجب کیا تو جبرائیل نے کہا قال ربك ھو علی ھین تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ یہ کام میرے لیے آسان ہے اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ لڑکا دینا خدا کا کام ہے جبرئیل کا کام صرف خوشخبری دینا ہے اور بس۔

۹) فناداھا من تحتھا ... الآیہ

یہ منادی کون تھا؟

اس کے بائیں طرف سے ایک منادی نے ندا دی۔ یہ منادی کون تھا؟ جبرائیل یا نومولود بچہ؟ مفسرین کے درمیان اس میں اختلاف ہے بعض نے اسے جبرائیل کو اور بعض نے نومولود بچہ یعنی عیسیٰؑ کو مراد لیا ہے کہ اس

Presented by Ziaraat.Com

نے ماں کو تسلی دی کہ رنجیدہ نہ ہو خدا نے آپ کی خورد نوش کا بھی انتظام کر دیا ہے کہ چشمہ بھی ہے اور تازہ کھجوریں بھی۔ اور تیری عزت کی حفاظت کا بھی اہتمام کر دیا ہے کہ جب یہ نومولود گہوارہ میں کلام کرے گا تو شکوک و شبہات کے سب بادل چھٹ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ فاضل طبرسی نے جناب عیسیٰ کے منادی ہونے کے قول کو ترجیح دی ہے کہ اگر اس سے مراد جبرائیل ہوتے تو وہ اوپر سے ندا دیتے نیچے سے نہ دیتے۔ اور علاوہ بریں جناب عیسیٰؑ کا ندا دینا جناب مریمؑ کی پریشانی کے ازالے کے لئے زیادہ موثر ہے۔ (مجمع البیان)

۱۰)فاما ترین من البشر احداً... الآیہ

چپ کا روزہ سابقہ دور میں جائز تھا

بن بیاہی پارسا اور نیکوکار لڑکی کا اس طرح بچہ گود میں لے کر قوم کے سامنے آنا کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ بڑا صبر آزما مرحلہ تھا۔ لہٰذا خدائے علیم و حکیم نے اس مرحلہ کے خوش اسلوبی سے طے کرنے کا یہ انتظام کیا کہ اس منادی کے ذریعہ سے جناب مریم کو کہہ دیا گیا کہ اگر کوئی آدمی دکھائی دے اور وہ اس سلسلہ میں کچھ پوچھ گچھ کرنا چاہے تو اسے اشارہ سے کہہ دینا کہ میں نے خدائے رحمٰن کی خوشنودی کے لئے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے۔ لہٰذا میں نے کسی انسان سے بات نہیں کرنا ہے۔ اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس دور میں چپ کا روزہ جائز تھا۔ مگر شریعت اسلامیہ میں ایسا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

۱۱)یا اخت ھارون... الآیہ

اے ہارون کی بہن! اس فقرہ کا مفہوم کیا ہے اور ہارون سے مراد کون ہے؟

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد جناب موسیٰؑ کے بھائی حضرت ہارون ہیں۔ اور چونکہ جناب مریمؑ انہی کے خاندان سے تھیں تو قاعدہ عرب کے مطابق جب کسی فرد کو کسی قبیلہ کی طرف منسوب کرنا ہو تو وہاں اخ اور اخت کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ یہ ایک بڑا پرہیزگار شخص تھا جس کی طرف نسبت کا مطلب یہ تھا کہ تم تو نیکی اور پارسائی میں ہارون کی بہن لگتی تھیں۔ نہ تیرا باپ برا تھا اور نہ ماں بدکار تھیں۔ پھر تم نے یہ کیا کیا؟ اور بعض کا خیال ہے کہ یہ ہاروں کوئی بدکردار آدمی تھا۔ اور ان لوگوں نے جناب مریمؑ کو طنزاً اخت ہارون کہا ہے۔ (تفسیر قمی)

Presented by Ziaraat.Com

۱۲) فاشارت الیہ... الآیہ

قوم کی سخت داروگیراور بڑے ایرادواعتراض کے باوجود جناب مریم بالکل خاموش رہیں اور حسب الحکم نومولود بچے کی طرف اشارہ کردیا۔ مطلب یہ تھا کہ مجھ سے کیوں پوچھتے کہ میں یہ بچہ کہاں سے لائی خود بچہ سے پوچھو کہ وہ کہاں سے آیا؟ وہ لوگ پہلے ہی غصہ سے بھرے ہوئے تھے اب جناب کی یہ کاروائی دیکھ کران کے غصہ کا پارہ اور بھی چڑھ گیا کہ تو ہم سے مذاق کرتی ہے۔ بھلا ہم اس بچے سے کس طرح کلام کریں جو ہنوز گہوارے میں آرام کررہا ہے۔ پس ان لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ وہ نومولود بچہ قدرت خدا سے گویا ہوا اور کہا۔ انی عبداللہ۔ میں خدا کا بندہ ہوں۔ یعنی خدا یا خدا کا بیٹا نہیں ہوں۔ اس نے مجھے کتاب اور نبوت عطا فرمائی ہے اور جہاں بھی جاؤں اس نے مجھے مبارک و مامون بنایا ہے بس عیسیٰؑ کا یہ کہنا تھا کہ معترضین کی زبانوں پر تالے لگ گئے اور زبانیں گنگ ہوگئیں، تنی ہوئی گردنیں جھک گئیں اور ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ جس ماں کا بیٹا نبی ہو وہ بدکار نہیں ہوسکتی۔

۱۳) والسلام علی... الآیہ

ابھی اوپر آیت ۱۵ میں جناب یحییٰؑ کے تذکرہ میں ان تین مواقع کی اہمیت اور ان مواقع پر سلامتی کے مفہوم کی وضاحت کی جاچکی ہے۔

۱۴) ذالک عیسیٰ بن مریم... الآیہ

یہ ہے عیسیٰؑ ابن مریمؑ اور یہ ہے ان کے بارے میں سچی بات اور صحیح عقیدہ کہ وہ اللہ کے بندہ خاص اور صاحب شریعت رسول ہیں۔ وہ خدا نہیں ہیں اور نہ ہی خدا کے بیٹے ہیں اور نہ ہی تین (خدا، روح القدس اور عیسیٰ) میں سے ایک ہیں انہوں نے بارہا قوم سے کہا کہ میرا اور تمہارا پروردگار اللہ ہی ہے۔ اسی کی عبادت کرنا ہی سیدھا راستہ ہے۔

۱۵) فاختلف الاحزاب... الآیہ

نصاریٰ کے کئی گروہ آپس میں اختلاف کرنے لگے۔ بعض (یعقوبیہ) نے کہا کہ خود خدا عیسیٰ کی شکل میں زمین پر اتر آیا۔ بعض (نسطوریہ) نے کہا عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے ہیں۔ اور بعض نے کہا کہ خدا تین ہیں۔ جناب عیسیٰؑ ان میں سے ایک ہیں۔ اسلام وقرآن نے آخری فیصلہ کردیا کہ عیسیٰ اللہ کے خاص بندے ہیں اور رسول ہیں۔ ھذا صراط مستقیم و خیر الامور اوسطھا ہم اس تفسیر کی دوسری جلد میں سورہ نساء کی آیت ۱۷ یا اھل لکتب لا تغلوا فی دینکم الآیۃ میں نصاریٰ کے ان مختلف فرقوں کے نظریات کا تذکرہ اور

Presented by Ziaraat.Com

ان کے باطل ہونے پر کما حقہ تبصرہ کر آئے ہیں اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۶) وانذرهم يوم الحسرة...الآيه

قیامت کو یوم الحسرت اس لئے کہا جاتا کہ بعض آثار کے مطابق وہاں ہر نیک و بد حسرت وندامت کرتا ہوا نظر آئے گا۔ نیک حسرت کرے گا کہ مزید نیک عمل کیوں نہ کئے ورنہ آج جنت کے درجے اور بلند ہوتے۔ اور بدکار اس لئے حسرت کرے گا کہ بدکاری کیوں نہ چھوڑی اور نیکی کیوں نہ کی۔ آج جو باتیں پردہ خفا میں ہیں اور لوگ ان حقائق پر ایمان نہیں لا رہے کل فردائے قیامت جب ان سے پردہ ہٹ جائے گا اور جب سب حقائق مشاہدہ کا لباس پہن کر سامنے آجائیں گے تو پھر تو یہ لوگ بڑے سننے والے اور بڑے دیکھنے والے ہوں گے؟ لیکن اس دن حقائق کا ماننا کوئی فائدہ نہ دے گا ہاں البتہ آج کا ایمان لانا اور ماننا کل فائدہ دے گا۔

خواہی کہ کنی روز حشر خندہ بایدت
امروز ازمصیبت فرواکر گریستن

انا نحن نرث الارض...الآيه

وارث وہ ہوتا ہے جو کسی کی موت کے بعد زندہ اور باقی رہ جائے۔ بنابریں جب کائنات کی ہر چیز آنی جانی اور فانی ہے۔ كل من عليها فان۔ اور بقا صرف ذات خدا کے لئے ہے ويبقى وجه ربك ذوالجلال والاکرام اس لئے زمین ہو یا اس کے اوپر رہنے والے سب کا حقیقی وارث خدا ہی ہے۔

آیات القرآن

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ
يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ
قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾ يٰٓاَبَتِ
لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ
اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ﴿۴۵﴾ قَالَ

Presented by Ziaraat.Com

اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ
مَلِیًّا ﴿۴۶﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَیْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ﴿۴۷﴾
وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ ۖ عَسٰۤی اَلَّاۤ اَكُوْنَ
بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِیًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا
لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِیًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا
وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِیًّا ﴿۵۰﴾

ترجمۃ الآیات

اورقرآن میں ابراہیمؑ کا ذکر کیجئے۔ بے شک وہ بڑے راست باز تھے(۴۱) جب انہوں نے اپنے(منہ بولے)باپ(حقیقی چچا) سے کہا کہ اے باپ! آپ ان چیزوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کو کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہیں(۴۲) اے باپ! میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا۔ آپ میری پیروی کیجئے میں آپ کو سیدھا راستہ دکھادوں گا(۴۳) اے باپ! شیطان کی پرستش نہ کیجئے(کیونکہ) بے شک خدائے رحمن کا وہ نافرمان ہے(۴۴) اے باپ! مجھے اندیشہ ہے کہ آپ پر خدائے رحمن کا عذاب نازل نہ ہو جائے اور آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں(۴۵) آزر نے کہا! اے ابراہیمؑ کیا تم میرے خداؤں سے روگردانی کرتے ہو؟ اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کردوں گا۔ اور تم ایک مدت تک مجھ سے دور رہ جاؤ(۴۶) ابراہیمؑ نے کہا۔(اچھا خدا حافظ) آپ پر میرا سلام! میں عنقریب اپنے پروردگار سے آپ کے لئے مغفرت طلب کروں گا۔ بے شک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے(۴۷) اور میں آپ لوگوں سے اور ان سے جنہیں آپ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کنارہ کرتا ہوں۔ میں تو اپنے پروردگار کو ہی پکاروں گا۔ مجھے امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کی دعا و پکار کی برکت سے نامراد نہیں رہوں گا(۴۸) پس جب وہ ان لوگوں کے اور ان کے خداؤں سے کنارہ کش ہو گئے تو ہم نے ان کو اسحاق و یعقوب جیسی اولاد

Presented by Ziaraat.Com

وعنایت فرمائی اور ہم نے سب کو نبی بنایا (۴۹) اور ہم نے ان ہستیوں کو اپنی (خاص) رحمت سے حصہ عطا کیا اور ان کے لئے سچائی کی زبان کو بلند قرار دیا (یعنی آئندہ نسلوں میں ان کے ذکر جمیل کی آواز بلند کی) (۵۰)

تفسیر الآیات

۱۸) واذکر فی الکتب... الآیۃ

انبیاء ومرسلین کے آباء وامہات موحد اور مسلمان ہوتے ہیں

یہ بات اپنے مقام یعنی علم کلام میں نا قابل رد دلائل و براہین سے ثابت کی جا چکی ہے کہ انبیاء و مرسلینؑ ہوں یا آئمہ طاہرینؑ ان کے آباؤ امہات کے سلسلہ جلیلہ میں حضرت آدمؑ تک کوئی کافر و مشرک نہیں ہوسکتا۔ بلکہ سب کے سب موحد و مسلمان ہوتے ہیں اور ہم نے بھی اپنی اعتقادی کتاب احسن الفوائد فی شرح العقائد میں بڑی مفصل بحث کر کے قرآن کی آیات اور فریقین کی مستند روایات نیز عقلی مسلمات کی روشنی میں اس موضوع کو واضح و آشکار کیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی آیت یا روایت بظاہر اس مسلمہ قاعدہ کے منافی نظر آئے تو اس کی تاویل لازم ہوگی تا کہ یہ ظاہری تضاد ختم ہو جائے۔ اور اصل موضوع بے غبار اور بالکل آشکار ہو جائے۔ کئی لوگوں کے ذہن کی سوئی جناب ابراہیمؑ اور ان کے منہ بولے باپ اور حقیقی چچا پر آکر رک جاتی ہے کہ جناب ابراہیمؑ انہیں بار بار یا ابت یا ابت اے میرے باپ اے میرے باپ کہہ کر پکارتے بھی جاتے ہیں اور پھر ان کے کھلم کھلا مشرک و بت پرست ہونے کا تذکرہ بھی کرتے جاتے ہیں۔ اور شرک سے روکتے بھی جاتے ہیں اور توحید پرستی کی دعوت بھی دیتے جاتے ہیں۔ مگر وہ ماننے کا نام بھی نہیں لیتے تو سوال کیا جاتا ہے کہ ع

چیست یاران طریق بعد ازیں تدبیرما

تو جواباً عرض ہے کہ قبل ازیں سورہ انعام کی آیت ۷۴ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ الآیۃ اور اس کی بعد والی آیات کی تفسیر میں بڑی تفصیل سے اور مورخین کے اجماع و اتفاق کی روشنی میں واضح کر آئے ہیں کہ جناب ابراہیمؑ کے والد ماجد کا نام تارخ تھا جو موحد و مسلمان تھا۔ اور یہ آزر جس کے گھر میں آپ نے پرورش پائی تھی یہ آپ کا تایا تھا اور منہ بولا باپ تھا۔ (تفسیر، رازی، اور تفسیر مظہری وغیرہ)

اس طرح یہ ایراد ھباء نشوراً ہو کر رہ جاتا ہے قارئین ذرا زحمت کر کے اس مقام کی طرف رجوع

Presented by Ziaraat.Com

فرمائیں تا کہ انہیں اطمینان کی دولت نصیب ہو جائے۔

۱۹) قال أراغب انت ... الآیۃ

چچا اور بھتیجا کی باہمی گفتگو کا نتیجہ؟

حضرت ابراہیمؑ کی اس مخلصانہ دعوت توحید اور شرک ترک کرنے کی مومنانہ نصیحت کے جواب میں میاں آزر بموجب الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ جناب خلیل کو دھمکی دیتے ہیں کہ تم اگر اپنے عقیدہ سے باز نہ آئے اور میرے خداؤں کی پرستش نہ کی تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔ الغرض اس کے بعد جناب ابراہیمؑ چچا کو سلام کرکے اور ان کے لئے خدا سے مغفرت طلب کرنے کا وعدہ کرکے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس استغفار کی حقیقت اور کیفیت قبل ازیں سورۃ توبہ کی آیت ۱۱۴ وما کان استغفار ابراهیم لابیه الا عن موعدة وعدها ایاه الایة میں تفصیل سے بیان کی چکی ہے۔ اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے تا کہ معلوم ہو کہ یہ طلب مغفرت صرف ایفائے عہد کی خاطر تھی اور جب جناب ابراہیمؑ کو یقین کامل ہو گیا کہ آزر دشمن خدا ہے تو تبرا منہ۔ تو آپ اس سے بالکل بیزار ہو گئے۔

۲۰) فلما اعتزلهم ... الآیۃ

ارشاد قدرت ہے کہ راہ حق اور توحید کی خاطر تمام ملک وقوم سے کنارہ کشی اختیار کر لی یعنی ایک خدا کی خوشنودی کے لئے تمام جھوٹے خداؤں اور ان کے پجاریوں کی ناراضی مول لی۔ اور کنعان میں آکر اقامت اختیار کر لی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل میں وہ برکت عطا فرمائی کہ تمام اسرائیلی اور اسماعیلی انبیاء کے سلسلہ جلیلہ کے بانی قرار پائے۔ سچ ہے کہ جو خدا کا ہو جائے تو خدا بھی اسی کا ہو جاتا ہے اور جو خدا کی خاطر لوگوں سے ناراض ہو تو خدا اس پر راضی ہو ہی جاتا ہے۔ ونعم ماقیل۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

۲۱) وجعلنا لهم لِسَان صدق ... الآیہ

اور ان کے لئے سچائی کی زبان کو اس طرح بلند و بالا کیا کہ آنے والی نسلوں میں ہمیشہ ان کا ذکر خیر ہوتا رہے گا۔ اور دنیا کی تینوں بڑی قومیں مسلمان، یہود اور نصاریٰ ہمیشہ عقیدت و احترام سے ان کا ذکر کرتے رہیں گے۔ اور خاص طور پر مسلمان تو سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود و سلام پڑھتے وقت جناب ابراہیمؑ اور ان کی آل پر بھی درود و سلام پڑھتے رہیں گے۔ ع

Presented by Ziaraat.Com

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

مطلب یہ ہے کہ جناب خلیلؑ کی اس دعا کا جو انہوں نے اپنے خالق سے مانگی تھی واجعل لی لسان صدق فی الآخرین (شعراء۔ ۸۴) مراد ذکر خیر ہے۔ مخفی نہ رہے کہ تفسیر قمی وصافی میں ایک روایت موجود ہے جس کی بناء پر یہاں ''علیاً'' سے حضرت علی علیہ السلام مراد لئے گئے ہیں۔ فراجع جبکہ خود حضرت امیر علیہ السلام سے لسان صدق کا مذکورہ بالا مفہوم ہی مروی ہے فرمایا لسان الصدق للمرء یجعله الله فی الناس خیر من المال یا کله و یورثه الخ۔ کسی بھی آدمی کے لئے خدا لوگوں میں جو لسان صدق یعنی ذکر جمیل قرار دیدے وہ اس مال سے بہتر ہے جسے آدمی کھا جائے اور بطور وراثت چھوڑ جائے۔ الخ (اصول کافی، کذافی نہج البلاغہ بادنی تفاوت) فتدبر

آیات القرآن

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى ۫ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝۵۱
وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝۵۲ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ
رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝۵۳ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ
صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝۵۴ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ
وَالزَّكٰوةِ ۪ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝۵۵ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ
اِدْرِيْسَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝۵۶ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝۵۷ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا
مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۫ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا
وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا
وَّبُكِيًّا ۩ ۝۵۸ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا
الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝۵۹ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

Presented by Ziaraat.Com

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿٦٠﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ
وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ
فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ
الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ
رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ
نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ
لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾

ترجمۃ الآیات

اور (اے رسول) کتاب (قرآن) میں موسیٰ کا ذکر کیجئے! بے شک وہ اللہ کے برگزیدہ بندے اور نبی مرسل تھے (۵۱) اور ہم نے کوہ طور کی دائیں جانب سے آواز دی اور راز و نیاز کی باتیں کرنے کے لئے انہیں اپنا مقرب بنایا (۵۲) اور ہم نے انہیں اپنی خاص رحمت سے (بطور وزیر) ان کا بھائی ہارون عطا کیا جو نبی تھا (۵۳) اور (اے پیغمبرؐ) آپ کتاب (قرآن) میں اسماعیلؑ کا ذکر کیجئے جو عدہ کے سچے اور نبی مرسل تھے (۵۴) اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے (۵۵) اور (اے رسولؐ) آپ کتاب (قرآن) میں ادریسؑ کا ذکر کیجئے۔ بے شک وہ بڑے سچے نبی تھے (۵۶) اور ہم نے انہیں بڑے ہی اونچے مقام تک بلند کیا تھا (۵۷) یہ وہ نبی ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔ آدمؑ کی نسل سے اور ان کی نسل سے جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا اور ابراہیمؑ و اسرائیل (یعقوبؑ) کی نسل سے اور (یہ سب) ان لوگوں میں سے تھے جنہیں ہم نے راہ راست دکھائی اور منتخب کیا جب ان کے سامنے خدائے رحمن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو وہ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے تھے (۵۸) پھر ان کے بعد کچھ وہ ناخلف ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور خواہشات کی پیروی کی پس وہ عنقریب گمراہی (کے

Presented by Ziaraat.Com

انجام) سے دوچار ہوں گے (۵۹) ہاں البتہ جو توبہ کرلیں، ایمان لائیں اور نیک عمل بجالائیں تو یہ لوگ بہشت میں داخل ہونگے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا (۶۰) وہ ہمیشہ رہنے والی جنتیں جن کا خدائے رحمن نے غائبانہ وعدہ کررکھا ہے۔ بے شک اس کا وعدہ (سامنے) آنے والا ہے (۶۱) وہ وہاں سلامتی کی صداؤں کے سوا کوئی بے ہودہ بات نہیں سنیں گے اور ان کا مقررہ رزق انہیں صبح وشام ملتا رہے گا (۶۲) یہ ہے وہ بہشت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اس کو بنائیں گے جو پرہیزگار ہوگا (۶۳) (اے رسولؐ) ہم (فرشتے) آپ کے پروردگار کے حکم کے بغیر (زمین پر) نازل نہیں ہوتے جو کچھ ہمارے آگے ہے یا جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کچھ اسی کا ہے اور آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے (۶۴) وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو، اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہو کیا تم اس کا کوئی ہمنام وہمسر جانتے ہو؟ (۶۵)

تفسیر الآیات

۲۲) واذ کروفی الکتب موسیٰ۔۔۔الآیہ

جناب موسیٰؑ کا اجمالی تذکرہ

جناب موسیٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ بندے اور نبی مرسل تھے مخلص اگر لام کی زیر کے ساتھ ہوتو اس کا مطلب ہوتا ہے خلوص نیت سے کام کرنے والا بندہ۔ اور اگر مخلص لام کی زبر سے ہو جیسا کہ یہاں ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے اللہ کا خالص کیا ہوا یعنی منتخب بندہ۔ یعنی جناب موسیٰؑ کوئی عام آدمی نہیں تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے۔ یہاں ان کی دوسری صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نبی ورسول تھے۔

نبی اور رسول میں فرق:

اب اس میں اختلاف ہے کہ آیا نبی ورسول ایک حقیقت کے دونام ہیں اور ان میں صرف اعتباری فرق ہے یا ان میں کوئی بنیادی فرق ہے؟ اور اگر ہے تو وہ کیا ہے؟ بعض پہلے نظریہ کے قائل ہیں کہ یہ ایک ہی حقیقت کے دونام ہیں۔ بس ان کے درمیان اعتباری فرق ہے یعنی اس لحاظ سے کہ وہ اللہ کا پیغام بندوں تک پہنچاتے ہیں رسول ہیں۔ اور اس لحاظ سے کہ خبر دینے والے ہیں (بنابریں کہ نبی، نباء سے مشتق ہے) نبی ہیں یا اس لحاظ سے

Presented by Ziaraat.Com

کہ وہ بلند مرتبہ ہوتے ہیں (بنا بریں کہ نبی نبوۃ سے مشتق ہے)۔ اور جو دوسرے نظریہ کے قائل ہیں ان میں پھر اختلاف ہے کہ ان میں بنیادی فرق کیا ہے؟ عام مشہور یہ ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص یعنی ہر رسول نبی ضرور ہوتا ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر نبی رسول بھی ہو۔ یعنی جو صاحب شریعت ہوا سے رسول کہا جاتا ہے اور نبی عام ہیں خواہ صاحب شریعت ہو یا نہ ہو۔ (اوائل المقالات وغیرہ)

مگر احادیث اہلبیتؑ سے ان کے درمیان ایک اور فرق نمایاں ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی وہ ہے جو خواب میں فرشتہ کو دیکھتا ہے اور اس کی آواز سنتا ہے مگر بیداری کے عالم میں وحی کے وقت اسے نہیں دیکھتا مگر رسول وہ ہوتا ہے جو خواب میں بھی فرشتہ کو دیکھتا ہے اور اس کی آواز سنتا ہے اور بیداری کے عالم میں بھی وحی کے وقت فرشتہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ (اصول کافی و صافی وغیرہ)

۲۳) ونادینہ من جانب...الآیہ

اللہ کے متکلم ہونے کے مفہوم کی وضاحت

کوہ طور ایک مخصوص پہاڑ ہے جس پر خدا نے جناب موسیٰؑ سے بلا واسطہ کلام کیا ہے اور راز و نیاز کی باتیں کرنے کے لئے یہ بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے پہاڑ کی دائیں جانب سے صدا دینے سے جناب موسیٰؑ کی دائیں جانب مراد ہے کہ وہ آواز ان کی دائیں جانب سے آئی تھی۔ ورنہ ظاہر ہے کہ پہاڑ کا کوئی دایاں بایاں نہیں ہوتا اور کئی بار اس حقیقت کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ خدا کے متکلم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کلام کا موجد ہے وہ کلام پیدا کرتا ہے جس چیز میں چاہے پیدا کردے جس کے لئے کسی زبان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۲۴) ووھبنا لہ من رحمتنا...الآیہ

خدا نے جناب موسیٰؑ کو دعوت و ارشاد کے لئے جب دربار فرعون میں جانے کا حکم دیا تھا تو جناب موسیٰؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا تھا۔ واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری۔ یا اللہ میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعہ سے میری پشت مضبوط فرما۔ (طہ۔۲۹۔۳۱) تو خدا نے ان کی درخواست منظور کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ اوتیت سؤلک یا موسیٰ۔ اے موسیٰ تمہاری درخواست منظور ہوگئی ہے (طہ۔۳۶) یہاں بھی اسی احسان کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

۲۵) واذکر فی الکتب اسماعیل...الآیہ

Presented by Ziaraat.Com

ایفائے عہد کی اہمیت

وعدہ کی وفا اس قدر اہم صفت جلیلہ ہے کہ اس کی وجہ سے خدا اپنے نبی مرسل کی مدح وثنا کر رہا ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ اوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا۔ وعدہ کی وفا کرو۔ کیونکہ اس کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔

مروی ہے کہ آپ نے ایک بندہ سے ایک خاص مقام پر ملنے کا وعدہ کیا۔ لہٰذا آپ تو وہاں پہنچ گئے مگر وہ شخص اپنا وعدہ بھول گیا۔ تو آپ نے تین دن تک وہاں اس کا انتظار کیا (مجمع البیان) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ پورے ایک سال تک آپ نے اس شخص کا وہاں انتظار کیا تب وہ آیا۔ (ایضاً) اس لئے خداوند عالم اپنے خاص بندوں کی یہ صفت بیان کرتا ہے کہ یوفون بالعھد۔ کہ وہ اپنے کئے ہوئے وعدوں کی وفا کرتے ہیں (الدھر)

۲۶) وکان یامر اھلہ۔۔۔ الآیہ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب اسماعیلؑ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے بھی بڑے پابند تھے۔ اور بموجب حکم الٰہی وانذر عشیرتك الاقربین دعوت تبلیغ کا آغاز اپنے گھر والوں سے کرتے تھے اور انہیں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیتے تھے۔ ارشاد قدرت ہے۔ یا ایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم ناراً۔ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

یہ اسماعیلؑ کون بزرگ تھے؟

عام طور پر تو یہی مشہور ہے کہ ان جناب اسماعیلؑ سے حضرت خلیل خدا کے مشہور فرزند جناب اسماعیل ہی مراد ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ یہ اور بزرگوار ہیں اور جناب حزقیل کے فرزند ہیں خدا نے ان کو ایک قوم کی طرف مبعوث کیا تھا جنہوں نے ان کے سر اور چہرہ کی کھال کھینچ لی تھی اور ہر چند کہ خدا نے فرمایا کہ آپ جو چاہیں میں وہی سزا قوم کو دیتا ہوں۔ مگر انہوں نے عفو و درگزر سے کام لیا اور خدا کے ثواب پر اکتفا کیا۔ (مجمع البیان) واللہ العالم

۲۷) واذکر فی الکتاب ادریس۔۔۔ الآیہ

جناب ادریسؑ کا مختصر تذکرہ

مشہور یہ ہے کہ یہ بڑے سچے نبی جناب نوحؑ سے پہلے گزرے ہیں اور یہ جناب نوحؑ کے پردادا تھے

Presented by Ziaraat.Com

(مجمع البیان) توراۃ میں اخنوخ کے نام سے آپ کا تذکرہ کیا گیا ہے درس وتدریس کی کثرت کی وجہ سے آپ کو ادریس کہا گیا ہے (ایضاً)

عام تاریخی حوالوں سے کے مطابق علم نجوم وہیت، علم حساب، خیاطی اور فن تحریر و کتابت کے آپ موجد ہیں۔ (ایضاً)

۲۸) ورفعنٰہ مکاناً علیاً ... الآیہ

جناب ادریسؑ کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کا بیان

یہود ونصاریٰ کے عقیدہ کے مطابق تو آپ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا مگر مسلمانوں میں اختلاف ہے کہ یہاں مکاناً علیاً سے کیا مراد ہے؟ کیا آپ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا اور آپ اس وقت زندہ ہیں۔ چنانچہ شب معراج چوتھے آسمان پر پیغمبر اسلامؐ سے ان کی ملاقات بھی ہوئی تھی۔ مشہور یہی ہے مگر اس پر قرآن وسنت سے کوئی تسلی بخش دلائل موجود نہیں اور بعض اخبار سے ایک فرشتے کا آپ کو اپنے پروں پر اٹھا کر آسمان پر لے جانا اور چوتھے اور پانچویں آسمان کے درمیان ان کی روح کا قبض ہونا مذکور ہے۔ (نور الثقلین)

یا اس سے مرتبہ اور شان ومقام کی بلندی مراد ہے۔ بعض مفسرین سے یہی مفہوم منقول ہے۔ واللہ العالم

۲۹) اولئك الذین ... الآیہ

یہ عظیم الشان اور جلیل القدر ہستیاں جن کا تذکرہ یہاں کیا گیا ہے اور ان کا نسل آدم سے ذریت ابراہیمؑ وغیرہ سے تعلق ہے یہ سب کے سب اپنی عظمتوں کے باوجود خدا کے سچے عبادت گزار، شب زندہ دار، روزہ دار اور پرہیزگار بندے تھے اور ان کی بندگی اور خدا خوفی کا یہ عالم تھا کہ جب ان کے سامنے آیات الٰہیہ کی تلاوت کی جاتی تھی تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی تھیں اور وہ سجدہ الٰہی میں بے ساختہ گر جاتے تھے ان پر اللہ نے انعام کیا اور کامرانیوں کے لئے چن لئے گئے۔

۳۰) فخلف من بعدھم خلف ... الآیہ

خلف کی لام پر اگر زبر ہو تو یہ لفظ نیک اولاد کے معنی میں اور اگر وہ ساکن ہو تو بری اولاد کے معنی میں استعمال ہوتی ہے مطلب یہ کہ ان اللہ کے نیکوکار بندوں کے بعد جانشین کچھ وہ اولادیں ہوئیں جنہوں نے نمازوں کو ضائع و برباد کر دیا اور خواہشات نفس کی پیروکار ہوگئیں۔ وہ یاد رکھیں کہ زود یا بدیر انہیں اپنے برے اعمال کے نتیجہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور اپنے کئے کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا کیونکہ مکافات عمل کا قانون اٹل ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

گندم از گندم بروید جوز جو
از مکافات عمل غافل مشو؟

جب انبیاء ومرسلین کی اولاد کا یہ حال ہے تو باقی لوگوں کی اولاد کا حال کیا ہوگا؟ وہ لوگ جن کے باپ دادا کی زندگیاں اطاعت خدا اور رسول میں گزریں اور جو زندگی بھر اپنے قول وعمل سے دین حق کی نشر واشاعت کرتے رہے۔ آج ان کی اولا دیں ننگ اسلاف نظر آتی ہیں اور ان کی بدکرداریاں اور ناہنجاریاں دیکھ کر لوگ اسلام سے بھی متنفر ہورہے ہیں۔ آہ

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

۳۱) الا من تاب وامن ... الآیه

توبہ کے برکات

ہاں البتہ جو توبہ کرلیں، ایمان لائیں اور نیک عمل بجالائیں تو ان پر خدا کی رحمتوں اور کامرانیوں کے بند دروازے کھل جائیں گے۔ کیونکہ التائب من الذنب کمن لا ذنب له گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں ہے۔ نیز ان کے لئے جنتوں کے بند دروازے بھی کھول دیئے جائیں گے۔ جن کا خدا نے بن دیکھے غائبانہ طور پر وعدہ کر رکھا ہے جن میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور جو چاہیں گے وہ حاضر پائیں گے۔ اور انہیں صبح وشام مقررہ کھانا ملا جایا کرتا رہے گا اور سلامتی کی صداؤں کے سوا ان کے کانوں میں کسی بے ہودہ بات کی آواز نہیں آئے گی۔ بکرۃ وعشیا کی لفظوں سے مستفاد ہوا کہ صرف صبح وشام کھانا کھانا صحت کے لئے بہت مفید ہے جبکہ ہر وقت چرتے چگتے رہنا اور کچھ نہ کچھ پیٹ میں بھرتے رہنا صحت کے لئے از حد مضر ہے مخفی نہ رہے کہ توبہ کے بارے میں اس قسم کی ایک آیت سورہ انعام میں نمبر ۵۴ پر گزر چکی ہے اور وہیں توبہ اور اس کے شرائط اور آداب پر گفتگو کی جا چکی ہے وہاں رجوع کریں۔

۳۲) وما نتنزل الا بامر ربك ... الآیه

اس آیت کی شانِ نزول

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن جبرئیل سے فرمایا۔ آپ جس قدر میرے پاس آتے ہیں اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ اس پر جبرائیلؑ نے کہا کہ ہمارا آنا آپ کے پروردگار کے حکم کے تابع ہے جب

Presented by Ziaraat.Com

وہ حکم دیتا ہے تو آجاتے ہیں اور جب وہ حکم نہیں دیتا تو پھر ہم نہیں آسکتے (مجمع البیان، خزائن العرفان) اس سے واضح ہے کہ ملائکہ کی باگ ڈور اوران کی بست وکشاد خالق کون ومکان کے قبضہ قدرت میں ہے وھم بامرہ یعملون۔ اوروہ اسی کے حکم کے مطابق کام کرتے ہیں۔ لہذا یہ جو بعض غالی لوگ کہا کرتے ہیں کہ فرشتے آئمہ اہلبیتؑ کے حکم کے تابع ہیں اور سب کچھ انہی کے حکم کے مطابق کرتے ہیں یہ نظریہ مخالف قرآن ہونے کی وجہ سے بالکل غلط اور باطل ہے۔

۳۳) فاعبدہ۔۔۔الآیہ

پیغمبر اسلامؐ اوران کے نام لیواؤں کو حکم دیا جارہا ہے کہ عبادت صرف خدا کی کرو۔ اوراس پر ثابت قدم رہو۔ اوراس کی عبادت کے راستہ میں جس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑے انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرو۔ اور صبر کے ہتھیار کے ساتھ ان کا مقابلہ کرو۔ کیونکہ ۔

مشکلے نیست کہ آساں نشود
اما مردے باید کہ ہراساں نشود

آیات القرآن

وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿۶۶﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ
الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿۶۷﴾ فَوَرَبِّكَ
لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ ثُمَّ
لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿۶۹﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ
اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿۷۰﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ
عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿۷۱﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ
فِيْهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿۷۳﴾ وَكَمْ

Presented by Ziaraat.Com

أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ﴿۷۴﴾ قُلْ مَنْ كَانَ فِي
الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا
الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ ط فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضْعَفُ
جُنْدًا ﴿۷۵﴾ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ط وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ
خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَرَدًّا ﴿۷۶﴾ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا
وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ﴿۷۷﴾ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ
عَهْدًا ﴿۷۸﴾ كَلَّا ط سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾
وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً
لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ط سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ
عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾

ترجمۃ الآیات

اور (غافل) انسان کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا پھر زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ (٦٦) کیا انسان کو یاد نہیں رہا کہ ہم ہی نے اس کو اس سے پہلے پیدا کیا جبکہ وہ کچھ بھی نہیں تھا (٦٧) تو قسم ہے تمہارے پروردگار کی کہ ہم ان کو اور شیطانوں کو اکٹھا کریں گے پھر ان سب کو جہنم کے اردگرد گھٹنوں کے بل حاضر کریں گے (٦٨) پھر ہم ہر گروہ میں سے اس شخص کو جدا کریں گے جو خدائے رحمن کے مقابلہ میں زیادہ سرکش تھا (٦٩) پھر ہم ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ کون اس (جہنم) میں داخل ہونے کا زیادہ سزاوار ہے؟ (٧٠) اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو جہنم پر وارد نہ ہو (جو وہاں سے نہ گزرے) یہ حتمی طے شدہ فیصلہ ہے جس کا پورا کرنا تمہارے لئے پروردگار کے ذمہ ہے (٧١) پھر جو پرہیزگار ہوں گے ہم انہیں نجات دے دیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دینگے (٧٢) جب ان کے سامنے

Presented by Ziaraat.Com

ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کافر لوگ ایمان لانے والوں سے کہتے ہیں کہ (دیکھو ہم) دونوں گروہوں میں سے رہائش گاہ کس کی اچھی ہے اور محفل کس کی زیادہ شاندار ہے (۷۳) حالانکہ ہم ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ساز و سامان اور ظاہری شان و شوکت میں ان سے بڑھی ہوئی تھیں (۷۴) آپ کہہ دیجئے! کہ جو کوئی گمراہی میں مبتلا ہو تو خدائے رحمن اسے برابر ڈھیل دیتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب یہ لوگ اسے دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ وعید ہوا ہے خواہ وہ (یہاں کا) عذاب ہو یا قیامت کی گھڑی کا! تب انہیں معلوم ہو گا کہ مکان کے لحاظ سے زیادہ برا کون ہے اور لاؤ لشکر کے اعتبار سے زیادہ کمزور کون ہے؟ (۷۵) اور اللہ ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت میں اور اضافہ کرتا ہے اور جو باقی رہنے والی نیکیاں ہیں وہ تمہارے پروردگار کے نزدیک ثواب اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہیں (۷۶) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال ضرور دیا جائے گا اور اولاد بھی (۷۷) کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے؟ یا اس نے خدائے رحمن سے کوئی عہد و پیمان حاصل کر لیا ہے؟ (۷۸) ہرگز ایسا نہیں ہے جو کچھ یہ کہتا ہے ہم اسے لکھ لیں گے۔ اور اس کے عذاب میں برابر اضافہ کرتے جائیں گے (۷۹) وہ جو کہتا ہے (کہ اس کے پاس مال و اولاد ہے) اس کے وارث ہم ہی ہوں گے۔ اور یہ تو اکیلا ہماری بارگاہ میں حاضر ہو گا (۸۰) اور ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر بہت سے خدا بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کے لئے عزت و قوت کا باعث ہوں (۸۱) ہرگز ایسا نہیں ہے وہ عنقریب ان کی عبادت کا انکار کریں گے اور ان کے مخالف ہوں گے (۸۲)

تفسیر الآیات

۳۴) ویقول الانسان۔۔۔الآیہ

یہاں انسان سے کون انسان مراد ہے؟

ظاہر ہے کہ اس سے ہر انسان مراد نہیں ہے بلکہ آخرت کا منکر یعنی کافر یا پھر موجودہ دور کا روشن خیالی کا دعویدار کمیونسٹ مراد ہے اسلام نے جس قدر عقیدہ آخرت اور بعث بعد الموت پر زور دیا ہے اور اصرار کیا ہے

Presented by Ziaraat.Com

کفار کو اسی قدر اس سے انکار تھا۔ اور پھر اس پر اصرار اور اسے تسلیم کرنے پر ہرگز تیار نہ تھے۔ اور برابر یہی کہتے تھے کہ جب ہم مر جائیں گے اور ہمارے اجزاء بکھر جائیں گے تو پھر دوبارہ ہمیں کس طرح زندہ کیا جائے گا اور قرآن نے ہمیشہ یہ عام فہم جواب دیا ہے کہ جو قادر مطلق تمہیں پہلے نیستی سے نکال کر ہستی میں لایا ہے، اور تمہیں خلعت وجود عطا کی ہے اس کے لئے تمہیں دوبارہ زندہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں بلکہ بالکل آسان ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ خلاف عقل نہیں ہے بلکہ اس کا انکار خلاف عقل ہے۔

۳۵) فوربك لنحشرنهم...الآيه

خداوند عالم قسم کھا کر فرما رہا ہے کہ ہم ان منکروں کو اور انہیں گمراہ کرنے والے جنی وانسی شیطانوں کو بھی ان کے ساتھ جکڑ پکڑ کر گھٹنوں کے بل حاضر کریں گے اور پھر سب کو واصل جہنم کیا جائے گا۔

۳۶) ثم لننزعن...الآیه

لفظ شیعہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی کی وضاحت

۱۔ لغت عرب میں لفظ شیعہ کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں جو کسی اچھے یا برے معاملہ پر باہم متفق ہوں اور ۲۔ اصطلاح میں اس خاص مسلک کے لوگوں پر اس لفظ کا اطلاق کیا جاتا ہے جو پیغمبر اسلامؐ کے بعد آپ کا مخصوص خلیفہ اور امام حضرت علیؑ اور ان کی اولاد امجاد میں سے گیارہ حضرات کو جانتے اور مانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہاں یہ لفظ اپنے لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے یعنی جب یہ کافر لوگ اپنے شیطانوں سمیت جہنم کے اردگرد گھٹنوں کے بل حاضر کر دیئے جائیں گے تو پھر ان کی چھانٹی کی جائے گی اور سب سے پہلے جہنم میں ڈالنے کے لئے سب سے بڑے سرکش یعنی اس گروہ کے سرغنہ اور لیڈر کو چھانٹا جائے گا اور اس کے بعد اس کو جو اس سے کم اور دوسروں سے زیادہ سرکش ہوگا۔ وعلیٰ ھذا القیاس اور پھر اس جرم و گناہ کے مطابق اسے سزا دی جائے گی یعنی بڑے گناہ گار کو سزا بھی بڑی دی جائے گی اور چھوٹے گناہ والے کو چھوٹی سزا دی جائے گی۔ وھکذا

۳۷) وان منکم الا واردھا...الآیه

ان منکم کے مخاطب کون ہیں اور ورود کا مفہوم کیا ہے؟

مفسرین میں اختلاف ہے کہ "منکم" کے مخاطب کون ہیں؟ مشہور یہ ہے کہ یہ خطاب اور اس جمع مذکر حاضر کا مرجع تمام مسلم و کافر اور موحد و مشرک اور سب نیک و بد انسان ہیں۔ اس تفسیر کی بناء پر ورود کے معنی دخول

Presented by Ziaraat.Com

کے نہیں ہوں گے (کہ تم سب جہنم میں داخل ہوگے) بلکہ اس کے معنی عبور و مرور اور مشاہدہ کے ہوں گے کہ تم سب لوگ جہنم کے پاس سے گزرو گے اور بچشم خود اس کا مشاہدہ کرو گے۔ پس جو صاحب ایمان اور نیکوکار ہوں گے وہ اس سے بچا لئے جائیں گے اور جو کافر و بدکار ہوں گے وہ اس میں گرا دیئے جائیں گے اور پل صراط سے گزرنے کا مطلب یہی ہے کہ جو جہنم کے اوپر بچھائی جائے گی جس سے سب لوگ گزارے جائیں گے کچھ لوگ اس کے اوپر سے برق لامع کی طرح برق رفتاری سے گزر جائیں گے اور بعض تیز رو گھوڑے کی مانند وغیرہ وغیرہ ارشاد قدرت ہے کہ ان الذین سبقت لھم من الحسنی اولئک عنھا مبعدون (الانبیاء۔۱۰۱) اور جن لوگوں کے واسطے ہماری طرف سے بھلائی مقرر ہو چکی ہے وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے۔ لہٰذا وہ اس میں داخل ہی نہیں ہوں گے اور جن ناقابل اعتماد روایات میں وارد ہے کہ ورود کے معنی دخول کے ہیں کہ سب مومن و کافر اور نیک و بد ایک بار جہنم میں داخل کئے جائیں گے۔

ان میں بھی صراحت موجود ہے کہ جہنم اہل ایمان کو کوئی ضرر و زیاں نہیں پہنچائے گی۔ بلکہ ان کے لئے بوداً و سلاما (ٹھنڈی) ہو جائے گی۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے مخاطب اور مرجع صرف کفار اور منکرین حق ہیں جن کا ذکر پہلے چلا آ رہا ہے اور بیان کیا جا چکا ہے کہ الذین ھم اولی بھا صلیاً (کہ ہم بہتر جانتے ہیں کہ جہنم میں داخل ہونے کا کون زیادہ سزاوار ہے) بنابریں ورود کے معنی دخول کے ہیں کہ اللہ کا یہ قانون حتمی ہے کہ ایسے لوگ جہنم میں داخل ہوں گے اور یہ قانون قدرت کبھی ٹلنے والا نہیں ہے۔

۳۸) واذا تتلی علیھم ایاتنا ۔۔۔ الآیہ

چونکہ سورہ مریم جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ وہ آنحضرتؐ کے مکی دور کے وسط میں نازل ہوئی ہے جبکہ مسلمان بالکل بے سروسامانی اور عسرت و تنگدستی کی حالت میں تھے اور کفار و مشرکین مرفہ الحال اور فارغ البال آنحضرتؐ اہل ایمان کی مجلس میں بیٹھتے تو وہ مسکینوں اور بے نواؤں کی مجلس ہوتی۔ اور کفار جہاں بیٹھتے تو وہ امراء و اعیان کی محفل ہوتی۔ لہٰذا جب وہ جنت کی بشارتیں اور اس کی نعمتوں کا ذکر سنتے تو تمسخر اڑاتے ہوئے مسلمانوں سے کہتے کہ تم ہی بتاؤ کہ ہم میں اور تم میں سے رہائش گاہ کس کی اچھی ہے اور محفل کس کی زیادہ شاندار اور بارونق ہے؟ تو اگر ہم باطل پر ہوتے تو اس طرح مرفہ الحال کیوں ہوتے اور اگر تم حق پر ہوتے تو اس طرح خستہ حال کیوں ہوتے؟ یہ ہے کافرانہ سوچ اور یہ ہے ان کی سوچ کا انداز جو مادہ و مادیات کے محور کے اردگرد گھومتی ہے اور ایمان و روحانیت کی کوئی چیز ان کے ہاں موجود نہیں ہے۔

۳۹) وکم اھلکنا قبلھم ۔۔۔ الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

مذکورہ بالا پست سوچنے والے لوگوں کو جو دنیا کے مال ومنال اور اس کے جاہ وجلال کو ہی صداقت و محبوبیت کی علامت قرار دیتے تھے یہ جواب دیا جارہا ہے کہ اگر تمہارا یہ خیال درست ہے کہ جس کے پاس دنیا کی ریل پیل ہو اس پر خدا زیادہ راضی ہوتا ہے تو پھر خدا نے ان قوموں کو ہلاک و برباد کیوں کیا جو ساز وسامان اور نام نمود میں تم سے کہیں بہتر تھیں؟

پھر وضاحت کی ہے کہ جس چیز کو تم خدا کی خوشنودی کی علامت قرار دے رہے ہو یہ تو اس کا قانون امہال ہے کہ وہ گمراہوں اور بدکاروں کو ڈھیل پر ڈھیل دیتا ہے تاکہ شاید وہ توبہ وانابہ کرلیں اور گمراہی چھوڑ کر راہ راست پر آجائیں۔ اور جب یہ مدت ختم ہوجاتی ہے تو پھر یا دنیا میں عذاب نازل ہوجاتا ہے یا پھر قیامت کی گھڑی آجاتی ہے۔

۴۰) والباقيات الصالحات ... الآيه

باقیات صالحات کی مکمل وضاحت سورہ کہف کی آیت المال والبنون زينة الحيوة الدنيا و الباقيات الصالحات خير عند ربك ثواباً و خيراً املا (کہف۔۴۶) کی تفسیر میں کردی گئی ہے۔ وہاں رجوع کیا جائے۔

۴۱) افرأيت الذى كفر باياتنا ... الآيه

اس آیت کا شان نزول

فریقین کی کتب حدیث میں یہ روایت ملتی ہے کہ ایک مسلمان نے عاص بن وائل (عمرو بن العاص کے والد) سے کچھ قرضہ لینا تھا۔ اور وہ اس کی ادائیگی میں پس وپیش کرتا تھا۔ جب اس نے بعث بعدالموت کا ذکر سنا تو مسلمان سے طنزاً کہا کہ تم اس موقع پر مجھ سے قرضہ کی رقم لے لینا۔ (تفسیر کاشف و بخاری و مسلم)

یہ کافروں کا عمومی انداز فکر تھا کہ جس طرح ہم یہاں خوش حال ہیں اسی طرح آئندہ بھی ہم پر ان نعمتوں کی بارش ہوتی رہے گی۔ چنانچہ ہم سورہ کہف کی آیت ۳۶ میں پڑھ آئے ہیں ولئن رددت الى ربى لا جدن خيراً منها منقلباً۔ اور اگر بالفرض میں اپنے پروردگار کے ہاں لوٹایا گیا تو یقینا میں وہاں اس سے بھی بہتر جگہ پاؤں گا۔ ع

دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

۴۲) اطلع الغيب ... الآيه

Presented by Ziaraat.Com

مذکورہ بالا کافرانہ اندازفکر کی رد کی جارہی ہے کہ کیا اس مغروراورسرکش انسان نے غیب کی باتیں دیکھ لی ہیں؟ یا خدا سے کوئی عہد و پیمان حاصل کرلیا ہے؟ اور جب کچھ بھی ایسا نہیں ہے تو گھمنڈ کس بات پر ہے؟ اور غرور کس چیز پر؟ ہم اس کے جرائم کی فہرست میں یہ جملہ بھی لکھ دیں گے اور اسے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور یہ جس جائیداد و اولاد کا ذکر کررہا ہے اس کے وارث تو ہم ہیں وہ سب کچھ تو ہمارے پاس رہ جائے گا اور وہ اکیلا ہمارے پاس آئے گا جیسا کہ دنیا میں اکیلا گیا تھا۔

۴۳) وا تخذوا من دون اللہ۔۔۔ الآیہ

ان بدبختوں نے اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو اس لئے خدا مانا تھا کہ وہ ان کے لئے باعث عزت وتقویت ہوں گے کہ دنیا میں ان کی حاجت برآری کریں گے اور آخرت میں شفاعت وسفارش کریں گے۔ مگر وہ تو ان کی خواہش کے خلاف اس کی عبادت کا انکار کریں گے کہ ہم نے تو کبھی نہیں کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو اور وہ ان کی مدد کرنے کی بجائے الٹا ان کے مخالف ہو جائیں گے۔ اور ع

جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے۔ کا سماں ہوگا

آیات القرآن

أَلَمْ تَرَ أَنَّآ أَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا
تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ إِلَى
الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ إِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ
الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ
وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ
وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا
يَنْبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ
إِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ أَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَكُلُّهُمْ

Presented by Ziaraat.Com

اٰتِيۡهِ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فَرۡدًا ۝٩٥ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
سَيَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ۝٩٦ فَاِنَّمَا يَسَّرۡنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ
الۡمُتَّقِيۡنَ وَتُنۡذِرَ بِهٖ قَوۡمًا لُّدًّا ۝٩٧ وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ؕ
هَلۡ تُحِسُّ مِنۡهُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزًا ۝٩٨

ترجمۃ الآیات

اے (رسولؐ) کیا آپ نے دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے جو انہیں برابر اکساتے رہتے ہیں (۸۳) آپ ان کے بارے میں جلدی نہ کیجئے ہم تو اچھی طرح ان کے دن گن رہے ہیں (۸۴) جس دن ہم پرہیزگاروں کو اپنے حضور مہمانوں کی طرح لائیں گے (۸۵) اور مجرموں کو پیاسے جانوروں کی طرح جہنم کی طرف ہانک کر لیجائیں گے (۸۶) انہیں شفاعت کا کوئی اختیار نہ ہوگا سوائے اس کے جس نے اللہ سے عہد لے لیا ہوگا (۸۷) اور وہ (نصاریٰ) کہتے ہیں کہ خدا نے اپنا ایک بیٹا بنا رکھا ہے (۸۸) تم نے یہ ایسی سخت بری بات کہی ہے (۸۹) کہ قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں (۹۰) کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ خدائے رحمن کا بیٹا ہے (۹۱) اور یہ بات رحمن کے شایان شان نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنا بیٹا بنائے (۹۲) آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ خدائے رحمن کی بارگاہ میں بندہ بن کر حاضر ہونے والے ہیں (۹۳) اس (اللہ) نے ان سب کا احاطہ کر رکھا ہے اور انہیں اچھی طرح شمار کر رکھا ہے (۹۴) اور قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک تنہا تنہا اس کی بارگاہ میں حاضر ہوگا (۹۵) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے۔ ان کے لئے عنقریب خدائے رحمن (لوگوں کے دلوں میں) محبت قرار دے گا (۹۶) اے (رسولؐ) ہم نے اس (قرآن) کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ آپ پرہیزگاروں کو خوشخبری سنائیں اور جھگڑالو قوم کو ڈرائیں (۹۷) اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قومیں ہلاک کی ہیں کیا آپ ان میں سے کسی کو بھی محسوس کرتے ہیں یا ان کی کوئی بھنک بھی سنتے ہیں (۹۸)

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۴۴)الم تر ...الآیہ

کافروں پر شیطانوں کے چھوڑنے کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

ارسال کے معنی جس طرح بھیجنے کے ہیں اسی طرح چھوڑنے کے بھی ہیں۔کہا جاتا ارسل فلان الکلب علی الصید فلاں نے شکار پر کتا چھوڑا۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں کہ ہم نے کافروں پر شیطانوں کو چھوڑ دیا ہے کہ وہ انہیں حق کے خلاف اکسارر ہے ہیں۔اس کا ایک مطلب تو یہ ہوا کہ ہم نے شیطانوں کے کافروں کی طرف جانے اوران کوحق کے خلاف اکسانے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں بلکہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے اوردوسرا مطلب یہ ہے کہ کافروں سے یہ سلوک کافروں کی اپنی غلط روش اور رفتار کا قدرتی نتیجہ ہے ارشاد قدرت ہے ومن یعش عن ذکرالرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین (زخرف۔۳۶) جو(مورکھ) خدا کی یاد سے آنکھ بند کر لیتے ہیں ہم ان پر کوئی شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہی ان کا ساتھی بن جاتا ہے۔ یہ قانون قدرت ہے کہ جو ایسا کرتا ہے تو اس کے ساتھ ایسا ہوتا ہے لہٰذا یہ لوگ اپنی کافرانہ حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے اور نہ شیطان ان کو باز آنے دیں گے کیونکہ وہ ہر وقت انہیں اکسارے ہیں۔

۴۵)فلا تعجل علیھم...الآیہ

کفار کے معاملہ میں جلدی نہ کرنے کا مفہوم

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ کفار کی سزا کے معاملہ میں جلدی نہ کریں کیونکہ عذاب کے نازل کرنے میں جو دیر ہو رہی ہے وہ ہمارے قانون،مکافات عمل اور قانون امہال کا حصہ ہے۔ یہ دیر اس لئے ہو رہی ہے کہ ان لوگوں کے دن گنے جارہے ہیں جو ابھی پورے نہیں ہوئے۔لہٰذا جب ان کے دن پورے ہو جائیں گے۔تو نتیجہ تو سامنے آئے گا چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ہنوز سورہ مریم کے نزول کو پورے دس سال بھی نہیں گزرے تھے کہ جنگ بدر میں وہ فیصلہ ہو گیا جس کے دن گنے جارہے تھے الغرض اگر لمبی زندگی اچھی ہے تو صرف نیکوکار اہل ایمان کے لئے ورنہ کافروں اور بدکاروں کے لئے تو یہ وبال جان ہے۔ ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدا دوا اثما ولھم عذاب مھین۔(آل عمران:۱۷۸)

Presented by Ziaraat.Com

٤٦)یوم نحشر المتقین۔۔۔الآیه

وفد وافد کی جمع ہے جس کے معنی وارد ہونے والے مہمان کے ہیں اور ورد وارد کی جمع ہے جس کے معنی پیاسے جانور کے ہیں۔ اس طرح آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ متقیوں اور پرہیزگاروں کو اس طرح خدائے رحمن کی بارگاہ میں حاضر کیا جائے گا جس طرح معزز مہمان کو لایا جاتا ہے اور مجرموں کو اس طرح جہنم کی طرف ہانک کر لایا جائے گا جس طرح پیاسے جانوروں کو گھاٹ پر لایا جاتا ہے اس انداز بیان سے متقین کی جو تعظیم اور مجرمین کی جو توہین ظاہر ہوتی ہے اور جو اس میں بلاغت پائی جاتی ہے وہ ارباب ذوق کے لئے کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے۔

٤٧)لا یملکون الشفاعة۔۔۔الآیه

کچھ شفاعت کے بارے میں

قبل ازیں شفاعت کے موضوع پر مفصل تبصرہ کیا جاچکا ہے کہ شفاعت کا صحیح اسلامی مفہوم کیا ہے؟ اسلامی عقیدہ شفاعت اور عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ میں کیا فرق ہے؟ شفاعت کون کریں گے؟ کن کی شفاعت کی جائے گی؟ اور کن باتوں میں شفاعت ہوگی؟ ان سب باتوں کی کما حقہ وضاحت کی جاچکی ہے یہاں صرف دو باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ شفاعت کون کریں گے اور کن کی شفاعت کی جائے گی؟ یعنی شفاعت وہ ہستیاں کریں گی جن کو خدا کی طرف سے عہد یعنی پروانہ ملا ہوگا اور اسی کی شفاعت ہوگی جس نے ایمان لا کر خدا اور رسول سے ربط وضبط رکھ کر خدا سے استحقاق کا پروانہ حاصل کیا ہوگا۔ مزید تفصیلات کے لئے (ج ۱) مذکورہ بالا مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

٤٨)وقالوا اتخذ الرحمن۔۔۔الآیه

خدا کی اولاد کی نفی کا بیان

ولد کے معنی اولاد کے ہیں یہ لفظ واحد جمع اور مذکر ومونث سب میں استعمال ہوتا ہے۔ یہود ہوں یا نصاریٰ یا بعض قبائل عرب وہ کسی نہ کسی طرح خدا کی اولاد کے قائل تھے۔ اور خدا نے قرآن میں متعدد مقامات پر بڑے شدومد سے اس کی نفی کی ہے جیسے سورہ بقرہ کی آیت ۱۱۶ وقالوا اتخذ الله ولداً سبحانه۔۔۔الآیة۔ سورہ نساء کی آیت ۱۷۱ سبحانه ان یکون له ولد۔۔۔الآیه اور سورہ انعام آیت ۱۰۱ انی یکون له ولد

ولم تکن له صاحبة... الآیہ وغیرہ وغیرہ۔مگر جس قدر شدت اور سخت لب ولہجہ کے ساتھ یہاں اس کی نفی کی گئی ہے اس کی نظیر پورے قرآن میں نظر نہیں آتی۔قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر زمین پر گر پڑیں۔کیوں؟ اس لئے کہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا کی اولاد ہے۔حالانکہ یہ بات اس کے شایان شان نہیں ہے اور جو کوئی آسمان وزمین میں ہے وہ سب بندہ بن کر اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، یعنی اولاد بن کر نہیں۔

اس پر زور نفی کی وجہ:

اس امر کے بہت سارے وجوہ واسباب ہیں بعض یہ ہیں۔

۱۔ ہر ولد اپنے والد کی شبیہ ہوتا ہے جبکہ خدا کی کوئی شبیہ نہیں ہے۔

۲۔ والد اولاد کا محتاج ہوتا ہے جبکہ خدا کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔

۳۔ اولاد والد کا جز ہوتی ہے جبکہ اللہ وہ واحد ہے جس کا کوئی جز نہیں ہے۔

۴۔ کائنات کی ہر شئے مملوک خدا ہے اور جو مملوک ہوتا ہے وہ اولاد نہیں ہوتا اور جو مالک ہوتا ہے وہ والد نہیں ہوتا ہے

۵۔ اولاد باپ کی شریک ہوتی ہے اور خدا کا کوئی شریک نہیں ہے۔وغیرہ وغیرہ

۴۹) ان الذین آمنوا... الآیہ

یہ آیت اہلبیتؑ بالخصوص حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے

جو لوگ کامل طور پر ایمان لائے اور تمام نیک عمل بھی بجالائے۔اللہ اپنی قدرت کاملہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈالے گا۔ظاہر ہے کہ ان دوصفتوں کے حامل اور فرد کامل حضرت علیؑ اور اولاد علیؑ ہیں۔اسی امت مسلمہ کے بارے میں جناب خلیلؑ نے بھی دعا کی تھی فا جعل افئدۃ الناس تھوی الیھم (ابراہیم۔ ۳۷) انسانوں کے دلوں کو اس طرح قرار دے کہ ان کی طرف مائل ہوں۔

ربیع بن انسؓ سے منقول ہے کہ کہا اذا احب اللہ عبداً طرح محبتہ فی قلوب اھل السماء و فی قلوب اھل الارض۔(تفسیر بتیان) جب اللہ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کی محبت اہل آسمان اور اہل زمین کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔

جناب محمد بن احمد کلبی، صاحب تسہیل، رقمطراز ہیں۔ قبل ان ھذہ الایہ نزلت فی علی بن

Presented by Ziaraat.Com

ابیطالب علیہ السلام کہ یہ آیت حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔
اور شیخ مراغی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں ۔ اخرج ابن مردویه والدیلمی عن البراء ان رسول الله قال لعلی قل اللهم اجعل لی عندك عهداً واجعل لی فی صدور المومنین وداً فنزلت الایه۔ ابن مردویہ اور دیلمی براء سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا علی! یوں دعا کرواے اللہ اپنی بارگاہ میں میرے لئے عہد قرار دے اور مومنوں کے دلوں میں میری محبت ڈال پس اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (بحوالہ تفسیر کاشف) ابن عباسؓ کا قول ہے کہ مامن مومن الاو فی قلبه محبة لعلی کوئی بھی مومن ایسا نہیں جس کے دل میں محبت علیؑ نہ ہو (مجمع البیان) بہرحال یہی وہ ذوات مقدسہ ہیں جن کی محبت کو خداوند عالم نے بطور اجر ورسالت تمام امت مسلمہ پر واجب و لازم قرار دیا ہے۔ قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربیٰ،

۵۰) فانما یسرنه بلسانك ...الآیه

اسی قسم کی ایک آیت سورہ یوسف میں گزر چکی ہے اور وہیں ہم نے واضح کیا ہے کہ بیشک قرآن آسان ہے مگر جب بیان کرنے والی زبان پیغمبرؐ اسلام کی ہو لیکن اگر ان کے بیان وکلام سے ہٹ کر قرآن پڑھا جائے تو پھر اس کو سمجھنا آسان نہیں ہے لہٰذا جو لوگ یہ ڈھنڈورا پیٹا کرتے ہیں کہ قرآن بالکل آسان ہے اور وہ کسی تفسیر کا محتاج نہیں ہے انہیں اس آیت کی روشنی میں اپنے اس دعویٰ پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

۵۱) وکم اهلکنا قبلهم ...الآیه

اس قسم کی ایک آیت اس سورہ کی آیت ۷۴ میں وکم اهلکنا قبلهم من قرن ...الآیه اور اس سے پہلے سورہ اسراء آیت ۱۷ وکم اهلکنا من القرون من بعد نوح ...الایه میں گزر چکی ہے وہیں اس کی تفسیر گزر چکی ہے۔ الغرض اس پیرایہ میں پیغمبر اسلامؐ کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ اپنا فریضہ انذار و تبشیر اور تبلیغ جاری رکھیں اور اس کی پروانہ کریں کہ کون سن کر مان رہا ہے اور کون انکار کررہا ہے کیونکہ

بر رسولاں بلاغ باشد وبس

اور اس میں آپ کے مخالفین کو تہدید بھی کی جارہی ہے کہ تم لوگ اپنے ظاہری جاہ وجلال اور مال ومنال اور ہمارے امہال پر نہ اتراؤ اور ہو سکے تو تاریخ میں ذکر گذشتگان پڑھو اور دیکھو

مٹے ناموں کے نشان کیسے کیسے ؟

کتنی قومیں اپنے کفر وشرک اور مختلف گناہوں کی پاداش میں ہمارے عذاب کی گرفت میں آکر صفحہ ہستی

Presented by Ziaraat.Com

سے اس طرح نیست ونابود ہو چکی ہیں کہ آج ان کا کوئی نام ونشان موجود نہیں ہے۔مطلب یہ کہ اگر تم نے اپنی روش نہ بدلی تو تمہارا انجام بھی ان قوموں سے مختلف نہ ہوگا کہ

تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

سورہ مریم کی تفسیر آج بتاریخ 21 جولائی 2002 بوقت گیارہ بجے شب بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچی
والحمدللہ۔وانا الاحقر محمد حسین النجفی ،بقلمہ سرگودھا

Presented by Ziaraat.Com

سورہ طٰہٰ کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ:

جس کلمہ سے اس سورہ مبارکہ کا آغاز ہوا ہے وہی اس کا نام یعنی طہ ہو گیا ہے۔

اس سورہ کا زمانہ نزول:

تاریخی شواہد سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس سورہ کا زمانہ نزول سورہ مریم کے نزول کے بعد ہے یعنی ہجرت حبشہ کے دوراں یا اس کے بعد یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی ہے یہ سورۃ طہ مکی ہے اس کی ۱۳۵ آیات اور آٹھ رکوع ہیں۔

اس سورۃ کے موضوعات ومضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ سب سے پہلے تو قرآن کے منزل من اللہ ہونے کا تذکرہ کیا گیا ہے اور یہ کہ وہ ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

۲۔ جناب موسیٰؑ کی ولادت سے لے کر ان کے مبعوث برسالت ہونے اور اس کے بعد دربار فرعون کے جانے کے تفصیلی واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

۳۔ اگرچہ جناب موسیٰ کے واقعات دوسری کئی سورتوں میں بھی بیان کئے گئے ہیں مگر جو تفصیلات اور مفید اضافہ جات یہاں پائے جاتے ہیں وہ دوسرے مقامات پر نہیں ملتے۔

۴۔ پیغمبر اسلامؐ اور جناب موسیٰؑ بن عمران کے حالات میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے جس طرح یہاں پیغمبر اسلامؐ کسی لاؤ لشکر کے بغیر صرف بھائی علی کے ہمراہ کفار قریش سے نبرد آزما ہیں بالکل اسی طرح جناب موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون کو ہمراہ لے کر فرعون جیسے جبار وسرکش حکمران سے ٹکرا جاتے ہیں وہاں قادر مطلق ان کو کامیاب کرتا ہے اور یہاں بھی وہی قادر اور توانا خدا پیغمبر اسلام کی تائید غیبی کرتا ہے اور انہیں اپنے مقصد میں کامران فرماتا ہے۔

۵۔ جو ہتھکنڈے فرعونیوں نے جناب موسیٰؑ کے خلاف استعمال کئے تھے وہی کفار قریش پیغمبر اسلامؐ کے خلاف استعمال کرتے ہیں لیکن جس طرح سب مکروفریب کے باوجود ناکامی فرعون کا مقدر تھی یہاں بھی نامرادی مشرکین کی مقدر قرار پائی۔

۶۔ جناب موسیٰؑ کی ولادت کے بعد ان کی والدہ کا انہیں تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈالنے کا تذکرہ۔

Presented by Ziaraat.Com

۷۔ جناب موسیٰؑ کا بارگاہ خدا میں اپنے بھائی ہارون کی وزارت کے لئے دعا کرنے اور اسکا قبول ہونے کا تذکرہ۔

۸۔ سامری کی گئوسالہ سازی اور اس کا انجام؟ اور بنی اسرائیل کی کم عقلی اور کوتاہ اندیشی کا تذکرہ۔

۹۔ آدمؑ و ابلیس کی کشمکش کا تذکرہ۔

۱۰۔ شجرہ ممنوعہ کے پاس جانے کی نہی تنزیہی تھی تحریمی نہیں تھی۔

۱۱۔ اوقات نماز کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۲۔ حضرت رسول خداؐ اور مسلمانوں کو صبر و ثبات کی وصیت کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی بیان کی گئی کہ خدا منکروں، مجرموں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ پہلے انہیں ڈھیل دیتا ہے اور جب مہلت کے دن پورے ہو جائیں تو پھر اس طرح پکڑتا ہے کہ کوئی چھڑا نہیں سکتا وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کے پڑھنے کے فضائل

(۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا سورہ طٰہٰ کی تلاوت کو ترک نہ کرو کیونکہ خدا اس سورہ کی ہمیشہ تلاوت کرنے والے کو دوست رکھتا ہے اور بروز قیامت اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا۔ اور اسے اس قدر ثواب عطا فرمائے گا کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ (ثواب الاعمال)

(۲) اور جو شخص اس سورہ کو لکھ کر اور سبز رنگ کے ریشم میں باندھ کر اپنے پاس رکھے تو اس سے چند فوائد حاصل ہوں گے۔

(الف) جہاں شادی کرنا چاہتا ہے وہاں ہو جائے گی اور اس کی خواہش رد نہیں کی جائے گی۔

(ب) اگر دو گروہ باہم برسر پیکار ہوں۔ اگر یہ درمیان میں چلا جائے گا تو وہ الگ الگ ہو جائیں گے

(ج) اگر کسی جابر حاکم کے پاس جائے تو اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اور اس کی حاجت برآری ہوگی۔

(د) اگر کسی قوم کی اصلاح احوال کے لئے جائے گا تو کامیاب ہوگا۔

(۳) اگر کوئی شخص اس سورہ کی آیت ۱۳۱ تا ۱۳۲ یعنی لا تمدن عینیك سے للتقوىٰ تک زعفران سے لکھے اور اپنے دائیں بازو پر باندھ کر خواستگاری کے لئے جائے تو باذن اللہ کامیابی ہوگی۔ (تفسیر البرہان)

Presented by Ziaraat.Com

آیاتُ القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ طٰہٰ ۚ﴿١﴾ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی ۙ﴿٢﴾
اِلَّا تَذۡکِرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی ۙ﴿٣﴾ تَنۡزِیۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَ السَّمٰوٰتِ
الۡعُلٰی ؕ﴿٤﴾ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی ﴿٥﴾ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی
الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا وَ مَا تَحۡتَ الثَّرٰی ﴿٦﴾ وَ اِنۡ تَجۡہَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّہٗ
یَعۡلَمُ السِّرَّ وَ اَخۡفٰی ﴿٧﴾ اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ﴿٨﴾ وَ ہَلۡ
اَتٰىکَ حَدِیۡثُ مُوۡسٰی ﴿٩﴾ اِذۡ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَہۡلِہِ امۡکُثُوۡۤا اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا
لَّعَلِّیۡۤ اٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ عَلَی النَّارِ ہُدًی ﴿١٠﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىہَا
نُوۡدِیَ یٰمُوۡسٰی ؕ﴿١١﴾ اِنِّیۡۤ اَنَا رَبُّکَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَیۡکَ ۚ اِنَّکَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ
طُوًی ؕ﴿١٢﴾ وَ اَنَا اخۡتَرۡتُکَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا یُوۡحٰی ﴿١٣﴾ اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا
فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ﴿١٤﴾ اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ اُخۡفِیۡہَا
لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا تَسۡعٰی ﴿١٥﴾ فَلَا یَصُدَّنَّکَ عَنۡہَا مَنۡ لَّا یُؤۡمِنُ بِہَا
وَ اتَّبَعَ ہَوٰىہُ فَتَرۡدٰی ﴿١٦﴾ وَ مَا تِلۡکَ بِیَمِیۡنِکَ یٰمُوۡسٰی ﴿١٧﴾ قَالَ ہِیَ عَصَایَ ۚ
اَتَوَکَّؤُا عَلَیۡہَا وَ اَہُشُّ بِہَا عَلٰی غَنَمِیۡ وَ لِیَ فِیۡہَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰی ﴿١٨﴾ قَالَ
اَلۡقِہَا یٰمُوۡسٰی ﴿١٩﴾ فَاَلۡقٰىہَا فَاِذَا ہِیَ حَیَّۃٌ تَسۡعٰی ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذۡہَا وَ لَا
تَخَفۡ ٝ سَنُعِیۡدُہَا سِیۡرَتَہَا الۡاُوۡلٰی ﴿٢١﴾ وَ اضۡمُمۡ یَدَکَ اِلٰی جَنَاحِکَ
تَخۡرُجۡ بَیۡضَآءَ مِنۡ غَیۡرِ سُوۡٓءٍ اٰیَۃً اُخۡرٰی ۙ﴿٢٢﴾ لِنُرِیَکَ مِنۡ اٰیٰتِنَا
الۡکُبۡرٰی ﴿٢٣﴾ اِذۡہَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّہٗ طَغٰی ﴿٢٤﴾

Presented by Ziaraat.Com

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ طا۔ ھا (۱) ہم نے
اس لئے آپ پر قرآن نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں (۲) بلکہ (اس لئے نازل کیا
ہے کہ) جو (خدا سے) ڈرنے والا ہے اس کی یاددہانی ہو (۳) (یہ) اس ہستی کی طرف سے
نازل ہوا ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے (۴) وہ خدائے رحمن ہے جس کا
عرش پر اقتدار قائم ہے (۵) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان
ہے اور جو کچھ زمین کے نیچے ہے سب اسی کا ہے (٦) اگر تم پکار کر بات کرو (تو تمہاری مرضی)
وہ تو راز کو بلکہ اس سے بھی زیادہ مخفی بات کو جانتا ہے (۷) وہ الہ ہے اس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے
۔ سب اچھے اچھے نام اسی کے لئے ہیں (۸) کیا آپ تک موسیٰؑ کا واقعہ پہنچا ہے (۹) جب
انہوں نے آگ دیکھی تو انہوں نے اپنے گھروالوں سے کہا کہ تم (یہیں) ٹھہرو۔ میں نے آگ
دیکھی ہے شاید تمہارے لئے ایک آدھ انگارا لے آؤں یا آگ کے پاس راستہ کا کوئی پتا
پاؤں؟ (۱۰) تو جب اس کے پاس گئے تو انہیں آواز دی گئی کہ اے موسیٰ (۱۱) میں ہی تمہارا
پروردگار ہوں! پس اپنی جوتیاں اتار دو (کیونکہ) تم طویٰ نامی ایک مقدس وادی میں ہو (۱۲)
اور میں نے تمہیں (پیغمبری کیلئے) منتخب کیا ہے۔ پس (تمہیں) جو کچھ وحی کی جاتی ہے اسے غور
سے سنو (۱۳) بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی الہ نہیں ہے۔ پس میری عبادت کرو
اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو (۱۴) یقیناً قیامت آنے والی ہے میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا
ہوں تا کہ ہر شخص کو اس کی سعی و کوشش کا معاوضہ مل جائے (۱۵) پس (خیال رکھنا) کہیں وہ شخص
جو اس پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش نفس کا پیرو ہے تمہیں اس کی فکر سے روک نہ دے ورنہ
تم تباہ ہو جاؤ گے (۱۶) اور اے موسیٰ! تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ (۱۷) کہا وہ میرا عصا
ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے (درختوں سے) پتے جھاڑتا
ہوں اور میرے لئے اس میں اور بھی کئی فائدے ہیں (۱۸) ارشاد ہوا اے موسیٰ! اسے پھینک
دو (۱۹) چنانچہ موسیٰ نے اسے پھینک دیا تو وہ ایک دم دوڑتا ہوا سانپ بن گیا (۲۰) ارشاد ہوا
اسے پکڑ لو۔ اور ڈرو نہیں ہم ابھی اسے اس کی پہلی حالت کی طرف لوٹا دیں گے (۲۱) اور اپنے

Presented by Ziaraat.Com

ہاتھ کو سمیٹ کر اپنے بازو کے نیچے (بغل میں) کرلو وہ کسی برائی و بیماری کے بغیر چمکتا ہوا نکلے گا یہ دوسری نشانی ہوگی (۲۲) تا کہ ہم آپ کو اپنی بڑی نشانیوں سے کچھ دکھائیں (۲۳) جاؤ فرعون کے پاس کہ وہ بڑا سرکش ہوگیا ہے (۲۴)

تفسیر الآیات

۱) طه...الآیه

بعض کا خیال ہے کہ یہ خدا کا نام ہے۔بعض کا خیال ہے کہ یہ پیغمبر اسلام کا نام ہے اور بعض کا خیال ہے کہ بنی عک کی لغت میں طه کے معنی یا رجل کے ہیں اور فاضل رازی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف نسبت دے کر یہ روایت نقل کی ہے کہ طاء سے اہلبیتؑ کی طہارت اور ھا سے ان کی ہدایت مراد ہے (تفسیر کبیر) جو لوگ قائل ہیں کہ یہ آنحضرتؐ کے ناموں میں سے ایک نام ہے بعید نہیں ہے کہ ان کا یہ نظریہ اسی روایت پر مبنی ہو۔ کیونکہ طہارت اور ہدایت اہلبیتؑ کے مصدر و مرکز آپؐ ہی ہیں۔ (تفسیر کاشف) بعض کا خیال ہے کہ بطور رمز و کنایہ طا طہارت اور ھا ہدایت کے لئے استعمال ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے یا طاھراً من الذنوب یا ھادی الخلق الی علام الغیوب۔ اے گناہوں سے پاک اور اے خلق خدا کے راہنما۔ نیشا پوری نے ایک اور توجیہہ نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ بحساب جمل طا کا عدد نو اور ھا کا پانچ ہے جس کا مجموعہ چودہ ہے مطلب یہ ہے کہ اے چودھویں کے چاند (نیشا پوری) اور آلوسی نے اس توجیہہ کا ذکر کرکے لکھا ہے کہ کانہ قیل بدر سماء عالم الامکان۔ اے عالم امکان کے آسمان کے ماہ تم۔ اے فلک وجود کے چودھویں کے چاند۔ (روح المعانی) (بحوالہ ضیاء القرآن ازہری) اسی عدد کے نقطہ نگاہ سے بعض نے یہاں تک کہہ دیا کہ اس سے چہاردہ معصوم مراد ہیں (حاشیہ ترجمہ فرمان) مگر ہماری ناچیز تحقیق وہی ہے کہ جو ہم الم سے لے کر اب تک برابر حروف مقطعات کے ذیل میں پیش کرتے آرہے ہیں ں کہ یہ ان متشابہات میں سے ہیں اور قدرت کے وہ سربستہ راز ہیں جنہیں اس کے اور راسخون فی العلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ واللہ العالم

۲) مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ...الآیه

اس آیت کی شان نزول

مشہور یہ ہے کہ حضرت رسول خداؐ اس سورہ کے نزول سے پہلے عبادت خدا میں بڑی مشقت اٹھاتے

Presented by Ziaraat.Com

رہتے تھے۔ یہاں تک کہ امامین علیہما السلام سے مروی ہے کہ آپ نماز کی حالت میں پاؤں کی انگلیوں پر زور دے کر کھڑے ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ متورم ہو جاتی تھیں (تفسیر قمی) اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے (نور الثقلین) علاوہ بریں آپ کافروں کے کفر اور مشرکین کے شرک کرنے اور ان کے اسلام نہ لانے پر بہت کڑھتے تھے جس کا تذکرہ کئی آیات میں کیا گیا ہے جیسے لعلك باخع نفسك الا یکونوا مومنین۔ کہ شاید آپ اس غم میں کڑھ کڑھ کر اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے کہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟ تو خداوند عالم نے ازراہ شفقت ورافت یہ سورہ نازل کر کے آپ سے کہا کہ آپ میری عبادت کرنے میں اس قدر مشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ اور کفار کے ایمان نہ لانے پر اس قدر افسوس کیوں کرتے ہیں؟ میں نے اس لئے تو آپ پر قرآن نہیں اتارا کہ آپ اپنے آپ کو مشقت میں ڈالیں اور ناقابل برداشت زحمت برداشت کریں؟ یہ قرآن تو پس خدا سے ڈرنے والوں کے لئے نصیحت اور یاددہانی ہے اور کافروں کے لئے اتمام حجت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قرآن ایمان والوں کے لئے سراسر نعمت ورحمت ہے اور بے ایمانوں کے لئے نقمت وعذاب اے میرے حبیب آپ کا کام میرا پیغام پہنچانا ہے منوانا آپ کا کام نہیں پھر پریشان کیوں ہوتے ہیں؟

۳) الرحمن علی العرش۔۔۔ الآیہ

اس جیسی ایک آیت قبل ازیں سورہ اعراف نمبر ۵۴ میں گزر چکی ہے ثم استوی علی العرش۔۔۔ الآیہ اور وہیں اس کی تفسیر گزر چکی ہے کہ وہ کائنات کی تدبیر وفرمانروائی کے اقتدار اعلیٰ پر اس طرح فائز ہے جو اس کے شایان شان ہے اس سے دنیاوی بادشاہوں کی طرح کسی تخت حکومت پر بیٹھنا مراد نہیں ہے۔ کیونکہ وہ جسم وجسمانیت سے منزہ ومبرا ہے۔ تفصیل کے خواہش مند حضرات مذکورہ مقام کی طرف رجوع کریں۔

۴) وان تجھر بالقول۔۔۔ الآیہ

سرّ اور اخفی میں فرق؟

تم بلند آواز سے اسے پکارو تو تمہاری مرضی مگر وہ تو ایسا سمیع و علیم ہے جو راز کو بھی جانتا ہے اور اس سے زیادہ مخفی بات کو بھی۔ سر سے مراد وہ راز کی بات ہے جو اپنے کسی خاص الخاص دوست سے درپردہ کہی جائے (اور آگے اسے بھی اس راز کے افشاء کرنے کی ممانعت کی جائے) اور اخفی وہ بات ہے جو ابھی لبوں پر آئی ہی نہ ہو۔ بلکہ صرف نہاں خانہ دل میں موجود ہو خدا سب کو جانتا ہے کیونکہ واللہ علیم بذات

Presented by Ziaraat.Com

الصدور (یعنی وہ ان باتوں کو جانتا ہے جو ہنوز نہاں خانہ دل میں موجود ہیں اور ابھی تک دہان وزبان تک آئی ہی نہ ہوں (آل عمران۔ ۱۰۴)

۵) له الاسماء الحسنى...الآيه

قبل ازیں سورہ کہف میں اس قسم کی ایک آیت گزر چکی ہے قل ادعوا الله اوادعو الرحمن ایاً ما تدعو فله الاسماء الحسنىٰ (کہف۔ ۱۱۰) اور وہیں اس کی تفسیر بھی گزر چکی ہے۔ بہر حال اس کے تمام صفاتی نام بڑے خوبصورت ہیں جو اس کی کسی نہ کسی صفت کمال پر دلالت کرتے ہیں جیسے رحمن اس کی رحمت پر حکیم اس کی حکمت پر اور علیم اس کے علم وفضل اور کامل اس کے کمال پر دلالت کرتا ہے۔

٦) وهل اتاك حديث موسىٰ...الآيه

جناب موسیٰؑ کے اس قصہ کا پس منظر

جب مصر میں حضرت موسیٰؑ کے ہاتھوں ایک قبطی قتل ہوگیا تھا اور آپ کو جب اپنی گرفتاری کا خطرہ محسوس ہوا تو مصر سے نکل گئے اور مدین میں جناب شعیبؑ کے ہاں پناہ گزیں ہوئے۔ اور چند سال جناب شعیبؑ کی بکریاں چرانے کے بعد ان کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی۔ اب آپ اپنی بیوی کو ہمراہ لیکر مصر جا رہے تھے کہ راستہ میں یہ واقعہ پیش آیا۔ جاڑے کا موسم تھا رات کا سماں اور جناب موسیٰؑ جزیرہ نمائے سینا کے جنوبی علاقے سے گزر رہے تھے کہ آپ راستہ بھول گئے۔ سردی کی شدت اور بیوی کو وضع حمل کے آثار نمودار ہوئے۔ اس حالت میں آپ خاصے پریشان تھے کہ دور سے آگ دکھائی دی۔ آپ خوش ہوئے اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو میں کچھ آگ لاتا ہوں تا کہ سردی سے بچنے کا کچھ انتظام ہو جائے۔ یا کم از کم مصر کے راستہ کا ہی کچھ پتہ چل جائے کہ کدھر ہے؟

۷) فلما اتاها...الآيه

جب جناب موسیٰؑ وہاں پہنچے جہاں آگ کا احساس ہوا تھا تو دیکھا کہ ایک سرسبز وشاداب درخت ہے جسے نور کی تجلیوں نے گھیر رکھا ہے اور آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ روشنی نے اسے ڈھانپ رکھا ہے مگر اس کا کوئی پتہ تک جلتا نہیں ہے۔ موسیٰؑ یہ عجیب منظر دیکھ کر ابھی تعجب ہی کر رہے تھے کہ ایک صدا نے ان کو اور بھی چونکا دیا۔ یا موسیٰ انا ربك...الآیہ اے موسیٰؑ میں تیرا پروردگار ہوں۔ ادب واحترام کا تقاضا ہے کہ جوتیاں اتار دو کیونکہ آپ ایک مقدس وادی میں موجود ہیں۔ یہ واقعہ کوہ طور کے دامن میں پیش آیا۔ جو آپ کے دائیں جانب

Presented by Ziaraat.Com

تھا اور یہ آواز صرف ایک طرف سے نہیں بلکہ ہر طرف سے آ رہی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ یہ آگ نہیں بلکہ تمہارے پروردگار کی ایک تجلی ہے۔ جناب موسیٰؑ نے نور بھی دیکھا اور آواز بھی سنی۔ مگر ان کے علاوہ وہاں کوئی چیز نہ تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ان الله لا یدرك بالحواس ولا یقاس بالناس الذی کلم موسیٰ تکلیماً واراہ من آیاته عظیماً بلا جوارح ولا ادوات۔ اللہ وہ ہے جو ظاہری حواس سے محسوس نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا لوگوں پر قیاس کیا جاسکتا ہے جس نے موسیٰؑ سے اس طرح کلام کیا جس طرح کرنے کا حق ہے اور ان کو اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں مگر بغیر آلات وادوات کے (نہج البلاغہ) مخفی نہ رہے کہ یہ جوتے کا حکم محض ادب واحترام کی خاطر تھا کہ جوتے اتار کر ننگے پاؤں حاضر ہوں۔ یہ بالکل غلط ہے کہ وہ جوتے حرام جانور کی کھال کے تھے کیونکہ یہ بات ایک نبی کی شایان شان نہیں ہے (یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی)

۸) وانا اخترتك۔۔۔الآیه

میں نے تمہیں اپنی نبوت ورسالت کے لئے منتخب کیا ہے پس جو وحی کی جارہی ہے اسے غور سے سنو۔ اس قسم کی ایک آیت قبل ازیں سورہ اعراف میں آیت نمبر ۱۴۳ پر گزر چکی ہے۔ اور وہیں اس کی تفسیر بھی گزر چکی ہے۔ الغرض جناب موسیٰؑ کی نبوت تین بنیادوں پر قائم تھی۔

(۱) خدا کی توحید ووحدانیت (لا اله الا انا)

(۲) اخلاص فی العبادۃ (فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری)

(۳) بعث بعد الموت (ان الساعة آتیة اکاد اخفیها)

اللہ نے چونکہ اس کا وقت مخفی رکھا ہے اس لئے میں بھی مخفی رکھنا چاہتا ہوں تا کہ ایک تو لوگ اس وقت کے آنے کے منتظر رہیں اور دوسرے اس سے ڈریں اور اس کے لئے تیاری کریں۔ اور پھر قیامت کے دن اپنے اعمال کی پوری پوری جزا حاصل کرسکیں۔

خلاصہ کلام:

اس گفتگو کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ جناب موسیٰؑ گئے تھے تو آگ لینے کے لئے مگر لائے نبوت۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

خدا کے فضل وسلوک کا موسیٰ سے پوچھئے حال
کہ جائیں آگ کو لینے ، پیمبری مل جائے

Presented by Ziaraat.Com

۹) وما تلك بيمينك...الآيه

اکثر و بیشتر تو سوال کسی نامعلوم چیز کو معلوم کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ لیکن کبھی کبھار بعض اور مقاصد کے لئے بھی سوال کیا جاتا ہے جیسے کسی کو اپنے سے مانوس کرنے کے لئے اظہار، انس و محبت کے لئے۔ چنانچہ خدا کا یہ سوال کہ اے موسیٰؑ! تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ اسی دوسری قسم سے تھا اس لئے جناب موسیٰؑ نے جواب میں طول کلام سے کام لیا ہے۔ کیونکہ

الکلام مع الحبیب حبیب

لہٰذا بموجب

لذیذ بود کلام دراز تر گفتم

آپ نے جواب میں غیر معمولی طوالت کی ہے۔ نیز اس سے یہ مقصد بھی تھا کہ اگر وہی عصا ابھی یا کبھی سانپ بن جائے تو انہیں یقین ہوجائے کہ یہ معجزہ ہے۔ چنانچہ خدا نے پہلا حکم یہ دیا کہ اسے پھینک دو۔ پس جب انہوں نے اسے پھینکا تو وہ اچانک سانپ بن گیا اور دوڑنے لگا۔ جناب موسیٰؑ یہ منظر دیکھ کر خوفزدہ ہوئے۔ ارشاد ہوا۔ اسے پکڑ لو اور ڈرو نہیں۔ ہم اسے ابھی اس کی پہلی حالت کی طرف پلٹا دینگے۔ اس سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ عصا کا زمین پر پھینکنا تو جناب موسیٰؑ کا فعل تھا مگر عصا کا اژدھا بنانا اور پھر اسے اپنی اصلی صورت کی طرف لوٹانا خدا کا فعل تھا پس معلوم ہوا کہ معجزہ فعل خدا ہوتا ہے اور دوسرا حکم یہ دیا کہ اپنے ہاتھ کو سمیٹ کر اپنے بازو کے نیچے یعنی بغل میں کرلو۔ وہ کسی عیب اور بیماری کے بغیر چمکتا ہوا نظر آئے گا۔ چنانچہ جب انہوں نے ایسا کیا تو جب ہاتھ باہر نکالا تو وہ ''ید بیضا'' (ایسا چمکتا ہوا ہاتھ) تھا جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہوجاتی تھیں۔ اس میں نہ کوئی برائی تھی اور نہ برص کی کوئی بیماری تھی بلکہ یہ سفید اور چمک دمک خدائی ضیاء و نور کی وجہ سے تھی۔ یہ عصا کے بعد جناب موسیٰؑ کے نو معجزات میں سے دوسرا معجزہ تھا۔

۱۰) اذهب الی فرعون...الآيه

سردست یہ دو معجزے دے کر حکم دیا کہ جاؤ فرعون کے پاس کیونکہ وہ بڑا سرکش بن گیا ہے۔ یعنی اسے راہ راست پر لانے کی کوشش کرو۔ لعله یتذکر او یخشی۔ شاید کہ اسے نصیحت حاصل ہوجائے۔ یا اس کے اندر خوف خدا پیدا ہوجائے اور اس طرح خدائی دعویٰ سے دست بردار ہوجائے اور بندگی اختیار کرلے۔

Presented by Ziaraat.Com

آیات القرآن

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ
لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿٣٠﴾
اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿٣١﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٣٢﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٣﴾
وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ
سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿٣٧﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى
اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿٣٨﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ
الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً
مِّنِّيْ ڬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ﴿٣٩﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ
عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ڛ
وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ڣ فَلَبِثْتَ
سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ڏ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰي قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ
لِنَفْسِيْ ﴿٤١﴾ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿٤٢﴾ اِذْهَبَآ
اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٤٣﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿٤٤﴾
قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَآ
اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿٤٦﴾ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ
مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ڏ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ
وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿٤٧﴾ اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي

Presented by Ziaraat.Com

مَنۡ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَنۡ رَّبُّكُمَا يٰمُوۡسٰى ﴿٤٩﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِىۡۤ
اَعۡطٰى كُلَّ شَىۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الۡقُرُوۡنِ الۡاُوۡلٰى ﴿٥١﴾
قَالَ عِلۡمُهَا عِنۡدَ رَبِّىۡ فِىۡ كِتٰبٍ‌ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّىۡ وَلَا يَنۡسَى ﴿٥٢﴾ الَّذِىۡ
جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا وَّسَلَكَ لَـكُمۡ فِيۡهَا سُبُلًا وَّاَنۡزَلَ مِنَ
السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿٥٣﴾

ترجمة الآيات

موسیٰؑ نے کہا اے میرے پروردگار! میرا سینہ کشادہ فرما۔ (حوصلہ فراخ کر) (۲۵) اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر (۲۶) اور میری زبان کی گرہ کھول دے (۲۷) تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں (۲۸) اور میرے خاندان میں سے میرے بھائی (ہارون) کو میرا وزیر بنا (۳۰) اس کے ذریعے سے میری کمر کو مضبوط بنا (۳۱) اسے میرے کام (رسالت) میں میرا شریک بنا (۳۲) تاکہ ہم کثرت سے تیری تسبیح کریں (۳۳) اور کثرت سے تیرا ذکر کریں (۳۴) بے شک تو ہمارے حال کو خوب دیکھ رہا ہے (۳۵) خدا نے فرمایا اے موسیٰ! تمہاری درخواست منظور کر لی گئی ہے (۳۶) اور ہم ایک مرتبہ اور بھی تم پر احسان کر چکے ہیں (۳۷) جب ہم نے تمہاری ماں کی طرف وحی بھیجی جو بھیجنا تھی (جواب بذریعہ وحی تمہیں بتائی جا رہی ہے) (۳۸) کہ اس (موسیٰؑ) کو صندوق میں رکھ اور پھر صندوق کو دریا میں ڈال دے پھر دریا اسے کنارہ پر پھینک دے گا (اور) اسے وہ شخص (فرعون) اٹھائے گا جو میرا بھی دشمن ہے اور اس (موسیٰ) کا بھی دشمن ہے میں نے تم پر اپنی محبت کا اثر ڈال دیا (جو دیکھتا وہ پیار کرتا) اور اس لئے کہ تم میری خاص نگرانی میں پرورش پائے (۳۹) اور وہ وقت یاد کرو جب تمہاری بہن چل رہی تھی اور (فرعون کے اہل خانہ سے) کہہ رہی تھی کہ کیا میں تم لوگوں کو ایسی (دایہ) بتاؤں جو اس کی پرورش کرے؟ اور اس طرح ہم نے تمہیں تمہاری ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور رنجیدہ نہ ہو اور تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا تو ہم نے تمہیں اس غم سے نجات دی اور ہم نے تمہاری ہر طرح آزمائش کی۔ پھر تم کئی

Presented by Ziaraat.Com

برس تک مدین کے لوگوں میں رہے اور پھر اے موسیٰ! تم اپنے معین وقت پر (یہاں) آ گئے (۴۰) اور میں نے تمہیں اپنی ذات کے لئے منتخب کر لیا (۴۱) (سو اب) تم اور تمہارا بھائی میری نشانیوں کے ساتھ (فرعون کے پاس) جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا (۴۲) تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے (۴۳) اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا کہ شاید وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے (۴۴) ان دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا سرکشی کرے؟ (۴۵) ارشاد ہوا تم ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں (۴۶) تم (بے دھڑک) اس کے پاس جاؤ۔ اور کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے پیغمبر ہیں۔ سو تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ روانہ کر اور ان کو تکلیف نہ پہنچا۔ ہم تیرے پاس تیرے پروردگار کی طرف سے معجزہ لے کر آئے ہیں اور سلامتی ہے اس کے لئے جو ہدایت کی پیروی کرے (۴۷) بے شک ہماری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ عذاب اس کے لئے ہے جو (آیات اللہ کو) جھٹلائے اور (اس کے احکام سے) روگردانی کرے (۴۸) اور فرعون نے کہا اے موسیٰ! تمہارا پروردگار کون ہے؟ (۴۹) موسیٰ نے کہا ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو خلقت بخشی پھر راہنمائی فرمائی (۵۰) فرعون نے کہا پھر ان نسلوں کا کیا ہوگا جو پہلے گزر چکی ہیں؟ (۵۱) موسیٰؑ نے کہا ان کا علم میرے پروردگار کے پاس ایک کتاب میں ہے میرا پروردگار نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے (۵۲) وہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا ہے اور اس میں تمہارے لئے راستے بنائے اور آسمان سے پانی برسایا۔ تو ہم نے اس سے مختلف اقسام کے نباتات کے جوڑے پیدا کئے (۵۳) خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ۔ بے شک اس (نظام قدرت) میں صاحبان عقل کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں (۵۴)

تفسیر الآیات

(۱) قال رب اشرح لی...الآیه

جناب موسیٰؑ کی دعائیں

جب جناب موسیٰؑ کو خدا سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا اور ظاہری منصب رسالت پر فائز ہوئے۔ اور

Presented by Ziaraat.Com

خدا نے انہیں فرعون کے پاس جا کر فریضہ رسالت ادا کرنے کا حکم دیا تو جناب موسیٰؑ نے اس وقت خدا سے چند دعائیں مانگیں۔

ا۔ میرا سینہ کشادہ کردے اور حوصلہ فراخ کردے تا کہ اس راستہ میں جس قدر مشکلات و مصائب پیش آئیں۔ میں بڑی فراخ حوصلگی سے ان کا مقابلہ کرسکوں۔

۲۔ اپنی خاص توفیق سے میرا یہ کام آسان کردے اور میری کامیابی کے غیبی اسباب مہیا کردے۔

۳۔ میری زبان کی گرہ کھول دے۔

آیا یہ اپنے اندر خطابت پیدا کرنے کا استعارہ ہے کہ میرے اندر تقریر کرنے کا ایسا ملکہ پیدا کردے کہ میں عمدہ تقریر کرسکوں اور لوگوں کو اچھے انداز میں اپنا مافی الضمیر سمجھا سکوں یا واقعی آپ کی زبان میں کوئی گرہ یا لکنت تھی مفسرین اسلام میں یہی دوسری بات زیادہ مشہور ہے۔ ظواہر قرآن سے بھی اسی مطلب کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ:

الف۔ جناب موسیٰ جب خدا سے استدعا کرتے ہیں کہ میرے بھائی ہارون کو میرے ہمراہ بھیج تو اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ واخی ھارون ھو افصح منی لسانا کہ میرا بھائی ہارون زبان کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ فصیح ہے۔ (قصص۔ ۳۴)

ب۔ فرعون نے جناب موسیٰؑ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا تھا کہ یہی تمہارا رسول ہے جو لایکادیبین جو اپنا مدعا بھی کماحقه بیان نہیں کرسکتا۔ (زخرف۔ ۵۲)

ج۔ یہ دعا کہ میری زبان کی گرہ کھول دے۔

د۔ اس دعا کے قبول ہونے کے بعد جناب موسیٰؑ کا قادر الکلام ہوجانا بھی اس بات کی دلیل ہے۔ کہ واقعی جناب موسیٰؑ کی زبان میں کچھ نقص تھا۔ یہ الگ بات ہے یہ نقص یا لکنت خلقی طور پر تھی یا بناء بر مشہور جب انہوں نے بچپن میں فرعون کی ڈاڑھی پکڑی تھی اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا تھا۔ اور فرعون نے انہیں قتل کرنا چاہا اور اس کی بیوی نے کہا کہ بچہ جو ہوا۔ اس پر گرفت کا کیا مطلب! تو فرعون نے آزمائش کے لئے دو (۲) طشت منگوائے اور ایک میں جواہرات اور دوسرے میں انگارے رکھوائے اور جناب موسیٰؑ کے سامنے رکھ دیئے۔ جناب موسیٰؑ نے اپنی فطری صلاحیت کی بنا پر جواہرات کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا۔ مگر خدائے جبرائیل کے ذریعہ انگاروں والے طشت پر رکھ دیا۔ اور انہوں نے ایک انگارہ اٹھا کر منہ میں ڈال دیا۔ جس سے فرعون کو تو یقین آ گیا کہ موسیٰؑ نے جو کچھ کیا ہے وہ ان کے بچپنے کی وجہ سے ہے شرارت کے تحت نہیں ہے۔ لہٰذا اس طرح ان کی جان تو

Presented by Ziaraat.Com

بچ گئی مگر زبان جل گئی اور اس کی وجہ سے زبان میں لکنت پیدا ہوگئی۔ واللہ العالم

۴۔ میرے بھائی ہارونؑ کو میرا وزیر اور شریک کارِ نبوت بنا۔

(تاکہ ہم تیری تسبیح بھی زیادہ کیا کریں اور تیرا ذکر بھی زیادہ کیا کریں)

جناب ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے سگے بھائی تھے۔ اور آپ سے تین سال بڑے تھے اور ان کا انتقال بھی جناب موسیٰؑ سے تین سال پہلے ہوا۔ (مجمع البیان)

خداوند عالم نے جناب موسیٰؑ کی درخواست منظور کر لی

خدا نے یہ فرمایا کہ قد اوتیت سولك موسیٰ ۔ اے موسیٰؑ تمہاری درخواست منظور کر لی گئی ہے۔ سینہ کشادہ ہو گیا۔ معاملہ آسان ہو گیا اور زبان کی گرہ کھل گئی اور حضرت ہارونؑ کو آپ کا وزیر اور شریک کار بنا دیا گیا۔

علیؑ و ہارونؑ کے درمیان مماثلت

علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر در منثور ج ۴ ص ۲۹۵ طبع مصر پر رب الشرح کی تفسیر کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ نے بارگاہ خدا میں عرض کیا کہ اللھم انی اسئلك بما سئلك اخی موسیٰ ان تشرح لی صدری وان تیسر لی امری..... اللھم اشدد ازری باخی علی فاجابه الی ذلك۔ یا اللہ! میں بھی تیری بارگاہ میں وہی دعا کرتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰؑ نے کی تھی۔ کہ میرا سینہ کشادہ کر دے، میرا معاملہ آسان کر دے۔ اور میرے بھائی علیؑ کے ذریعہ سے میری کمر مضبوط کر دے۔ تو اللہ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی۔ گویا کہ سورہ الم نشرح اسی دعا کا جواب ہے کہ الم نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك... الآیہ۔ اور پیغمبر اسلامؐ کی اس حدیث شریف کی صحت وصداقت پر محدثین کا اتفاق ہے کہ فرمایا یا علی انست منسی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی (بخاری، مسلم، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح، مسند امام احمد، متدرک حاکم، کنز العمال وغیرہ وغیرہ)

اس کے متعلق فاضل گنجی نے کفایۃ الطالب میں کہا ہے کہ هذا حدیث متفق علی صحته۔ کہ اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے۔ اور آخر میں حاکم نیشاپوری صاحب متدرک کا یہ قول نقل کیا ہے هذا حدیث دخل فی حد التواتر۔ کہ یہ حدیث حد تواتر میں داخل ہوگئی ہے۔

یہی وہ حقیقت ہے جس کا غدیر خم کے مقام پر خدا کے تاکیدی حکم یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك کے تحت پیغمبر اسلامؐ نے اپنے تاریخی خطبہ میں من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرما کر

Presented by Ziaraat.Com

اعلان فرمایا جس کے بعد دین اسلام مکمل ہوگیا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (والحمدللہ)۔

۱۲) اذاوحینا الی امك ۔۔۔الآیه

قبل ازیں سورہ نحل میں آیت واوحینا الی النحل کی تفسیر میں ہم اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ وحی جس کے لغوی معنی اشارہ خفیہ کے ہیں جو صرف مخاطب کو معلوم ہو اور کبھی اس کا اطلاق قلبی الہام والقاء اور فطری صلاحیت پر بھی ہوتا ہے۔تو جو وحی نبیوں کے ساتھ مخصوص ہے وہ وحی نبوت ہے جو ان کو بالواسطہ یا بلاواسطہ خدا کی طرف سے ہوتی ہے جو سرکار خاتم الانبیاء پر ختم ہوگئی اور جو وحی انبیاء کے علاوہ دوسروں کو ہوتی ہے وہ قلبی الہام والقاء کے معنی میں ہوتی ہے جیسے یہاں ہے کہ اوحینا الی ام موسیٰ۔کہ ہم نے مادر موسیٰؑ کو وحی کی یعنی ان کے دل میں یہ الہام والقاء کیا کہ بچے کو صندوق میں رکھ کر اسے دریا میں ڈال دے اور واوحینا الی النحل میں فطری صلاحیت مراد ہے کہ ہم نے اس کی فطرت میں چھتہ بنانے کی صلاحیت ودیعت کر دی ہے اس قسم کی وحی کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور جاری رہے گا۔ ونفس وما سواها فالهمها فجورها وتقواها۔

مادر موسیٰؑ کا نام کیا تھا؟

عام طور پر سوال کیا جاتا ہے کہ جناب موسیٰؑ کی مادر گرامی کا نام کیا ہے؟ تو ہمیں اس کی اصلی وجہ تو معلوم نہیں کہ عام لوگ اس معاملہ میں کیوں خاص دلچسپی لیتے ہیں؟ بہرحال عام طور پر تاریخی کتابوں میں آپ کے چند نام درج ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ یوخائیل۔یہ مشہور نام ہے۔

۲۔ یوخاپند۔

۳۔ نخیب۔ (حیات القلوب، ج ا، قصص الانبیاء۔جزائری وغیرہ)

مخفی نہ رہے کہ خداوند عالم نے یہاں اپنے مخصوص احسانات گنوائے ہوئے جناب موسیٰؑ کو خطاب کر کے واقعات دہرائے ہیں اب وہ تاریخ ماضی کا حصہ بن چکے ہیں قرآن وحدیث میں جابجا مذکور ہیں اور خواص وعوام کو معلوم ہیں۔

۱۳) اذ تمشی اختك ۔۔۔الآیه

خدا نے مادر موسیٰؑ سے وعدہ کیا تھا کہ تیرے بچے کو تیرے پاس لوٹاؤں گا اور تیری گود میں ہی اس کی

Presented by Ziaraat.Com

پرورش کراؤں گا۔ چنانچہ قادر مطلق نے اس کا انتظام یوں کیا کہ جب آسیہ زوجہ فرعون کی کنیزیں جو دریا میں نہانے کے لئے گئی ہوئی تھیں وہ صندوق اٹھا کر لائیں جس میں جناب موسیٰؑ موجود تھے۔ تو جب آسیہ نے صندوق کھولا اور اس میں ایک پیارا سا بچہ دیکھا تو خدائے بموجب القیت علیك محبةً منی۔ آسیہ کے دل میں اس کی محبت ڈال دی اس لئے اس نے فوراً فرعون سے کہا۔ قرۃ عین لی ولک۔ یہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ (قصص۔۹)

مگر جب دودھ پلانے کے لئے عورتیں بلائی گئیں تو موسیٰؑ نے ان کا دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ خدا نے خاص مصلحت کے تحت اس پر ان کا دودھ حرام کر دیا تھا۔ وحرمنا علیه المراضع من قبل۔ (قصص۔۱۲)

اس اثناء میں جناب موسیٰؑ کی بہن اپنی ہیئت بدل کر فرعون کے گھر پہنچ گئی جو اپنی والدہ کی ہدایت کے مطابق صندوق کے ساتھ ساتھ دریا کے کنارے جا رہی تھی۔ اور اہل خانہ کی پریشانی دیکھ کر بولی میں تمہیں ایک ایسی دایہ بتاتی ہوں جو اچھی طرح بچہ کی پرورش کرے گی۔ پھر مادر موسیٰؑ کا نام لیا چنانچہ انہیں بلایا گیا تو بچہ ھمک کر ان کی گود میں چلا گیا اور بڑی رغبت سے ان کا دودھ پیا۔ سو فرعون نے بچہ انہی کے حوالے کیا اور پرورش کے لئے ان کا وظیفہ بھی مقرر کیا۔ اس طرح خدا نے موسیٰ کو اپنی ماں کی گود میں لوٹانے کا وعدہ پورا کیا۔

یہ راز تھا جناب موسیٰؑ کے دوسری عورتوں کے دودھ نہ پینے میں

کئی کم علم اور کوتاہ اندیش جناب موسیٰؑ کے زنان مصر کا دودھ نہ پینے سے خیال کرتے ہیں کہ نبی اپنی ماں کے علاوہ کسی عورت کا بالخصوص کافرہ عورت کا دودھ نہیں پی سکتا۔ اور پھر اسی خیال محال کی بناء پر پیغمبرؐ اسلام کے جناب حلیمہ سعدیہ کے دودھ پینے کا انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ محض قیاس ہے اور وہ بھی مع الفارق۔ جناب موسیٰ کے دودھ نہ پینے کی وجہ یہاں بیان کر دی گئی ہے۔ جو پیغمبرؐ اسلام کے وقت موجود نہ تھی۔ علاوہ بریں جناب حلیمہ سعدیہ کافرہ نہ تھیں بلکہ مومنہ اور موحدہ تھیں اور ملت ابراہیمؑ پر تھیں (سادس بحار الانوار)

۱۴) وقتلت نفساً ۔۔۔ الآیه

جناب موسیٰؑ کی جن باتوں سے آزمائش کی گئی ان میں سے ایک قبطی کا قتل بھی شامل تھا۔ جناب موسیٰؑ گزر رہے تھے کہ دیکھا کہ ایک اسرائیلی اور دوسرا قبطی باہم گتھم گتھا ہیں۔ فاستغاثه الذی من شیعته علی الذی من عدوه۔ تو اسرائیلی نے جو جناب موسیٰؑ کا شیعہ (پیرو) تھا اس نے جناب موسیٰؑ کے دشمن (قبطی)

Presented by Ziaraat.Com

کے خلاف استغاثہ کیا۔ اور جناب موسیٰؑ نے اسے ایک ایسا مکا رسید کیا کہ وہ مر گیا۔ جس کی وجہ سے آپ کو مصر کو چھوڑنا پڑا اور مدین میں جناب شعیبؑ کے ہاں پناہ لینا پڑی اور بالآخر دس سال کے بعد واپس مصر آئے۔

۱۵) فقولا له قولاً لینا ... الآیه

وعظ و پند کے آداب

یہاں جو موسیٰؑ و ہارونؑ کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ فرعون سے نرم لب و لہجہ میں گفتگو کرنا اور ہرگز سخت و کرخت لہجہ اختیار نہ کرنا۔ یہ بات کسی بھی واعظ و مبلغ کے لئے بنیادی اہمیت کی حامل ہے کہ اسے ایسا نرم گفتار اور بلند کردار ہونا چاہیے اور اسے اس خوش اسلوبی سے بات کرنا چاہے کہ سامعین کے دل و دماغ میں اتر جائے۔ ہم اس موضوع پر قبل ازیں آیت شریفہ ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة کی تفسیر میں بڑی تفصیل جمیل کے ساتھ خطباء و واعظین کے آداب و شرائط پر گفتگو کر چکے ہیں اور اسی مقام پر اس آیت کا بھی حوالہ دیا گیا ہے کہ موسیٰؑ جیسے اولوالعزم نبی کو حکم دیا جا رہا ہے کہ فرعون جیسے ملحد و کافر کے ساتھ نرم لہجہ میں گفتگو کریں تو آج کے دور کا مولوی جو سخت و کرخت لب و لہجہ میں مسلمانوں سے خطاب کرتا ہے۔ اسے غور کرنا چاہیے کہ آیا اس کا مقام موسیٰ بن عمران سے بلند تر ہے یا آج کا عام مسلمان فرعون سے پست تر ہے اور جب کوئی بات بھی نہیں ہے تو یہ بیان و کلام میں نرمی و گداز کی بجائے گرمی و غلظت کیوں ہے؟ ع

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

نیز لعله یتذ کر او یخشی سے مستفاد ہوتا ہے کہ ایک مخلص ہادی و راہنما کو اپنی تبلیغ کے نتائج سے نا امید نہیں ہونا چاہیے۔ نہ معلوم کب کس پر اثر ہو جائے؟

۱۶) قال فما بال القرون ... الآیه

جب فرعون نے اس سوال پر کہ اے موسیٰ! تمہارا پروردگار کون ہے؟ جناب موسیٰؑ نے یہ جواب دیا کہ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو خلقت اور مناسب صورت بخشی ہے اور پھر مقصد خلقت کی طرف اس کی راہنمائی کی ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کو شرارت سوجھی اور یہ سوال داغ دیا کہ پھر پہلی نسلوں کا کیا حال ہے جو گزر چکیں۔ جو تمہارے پروردگار کو نہیں مانتی تھیں۔ اور دوسرے ارباب کی پرستش کرتی تھیں؟ مقصد یہ تھا کہ جب موسیٰ جواب دیں گے وہ نسلیں سب گمراہ تھیں عذاب الٰہی کی مستحق!

تو فرعون کو موسیٰؑ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے اور اکسانے کا بہانہ ہاتھ لگ جائے گا کہ دیکھو یہ تمہارے

Presented by Ziaraat.Com

آباؤ کو گمراہ اور عذاب کا مستحق ٹھہراتا ہے جیسا کہ باطل نواز لوگ ہمیشہ اہل حق کے خلاف اس قسم کے اوچھے ہتھیار استعمال کرتے رہے ہیں اور ان کے خلاف فضا کو مکدر کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تو جناب موسیٰؑ نے بڑا حکیمانہ اور مدبرانہ جواب دے کر فرعون کے منصوبہ کو خاک میں ملا دیا۔ فرمایا

''وہ جیسے کچھ بھی تھے، اب وہ اپنے پروردگار کی سرکار میں پہنچ چکے ہیں اور ان کے کردار کا پورا ریکارڈ اللہ کے ایک نوشتہ میں محفوظ ہے۔ وہ ان کے حالات وکوائف کو بہتر جانتا ہے۔ میرے پاس ان کے اعمال کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ میرا رب بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔ ان کی بجائے ہمیں تو اپنی فکر ہونی چاہیے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کیا کرنا چاہیے؟ اور ہماری موجودہ روش ورفتار کا انجام کیا ہوگا؟ اور کیا ہونے والا ہے؟''

۱۷) الذی جعل لکم الارض ... الآیه

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ لاینسی' پر جناب موسیٰؑ کا کلام ختم ہو گیا اور یہ خالق کون ومکان اور مالک دوجہاں کا کلام حق ترجمان ہے جس میں اس نے بطور تذکیر اپنی قدرت کاملہ کی چند نشانیاں بیان کی ہیں۔ اور آخر میں فرماتا ہے اس سارے نظام میں صاحبان عقل کے لئے بہت بڑی نشانیاں موجود ہیں کہ اس کائنات کا خالق ومالک اور پالک بلاشرکت غیرے صرف ایک ہے۔ وھو الواحد القھار

آیات القرآن

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾
وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ
اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا
وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾ قَالَ
مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ
فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿۶۰﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ
كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿۶۱﴾ فَتَنَازَعُوْٓا
اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ

Presented by Ziaraat.Com

اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾
فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ
اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ
اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ
سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا
تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ
اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ فَاُلْقِيَ
السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿۷۰﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ
قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ
فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ
جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿۷۱﴾ قَالُوْا لَنْ
نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ
قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۷۲﴾

ترجمۃ الآیات

اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ تمہیں نکالینگے (۵۵) اور ہم نے اس (فرعون) کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں مگر اس پر بھی اس نے جھٹلایا اور انکار کیا (۵۶) اور کہا اے موسیٰ! کیا تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ اپنے جادو کے زور سے ہمیں ہماری سرزمین سے نکال دو؟ (۵۷) سو ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ویسا ہی جادو لائیں گے لہٰذا تم (مقابلے کے لئے) ہمارے اور اپنے درمیان ایک ایک وعدہ گاہ مقرر کرو۔ جن کی نہ ہم خلاف ورزی کریں اور نہ تم۔ اور وہ وعدہ گاہ ہو بھی ہموار اور

Presented by Ziaraat.Com

کھلے میدان ہیں (۵۸) موسیٰؑ نے کہا تمہارے لئے وعدہ کا دن جشن والا دن ہے اور یہ کہ دن چڑھے لوگ جمع کر لئے جائیں (۵۹) اس کے بعد فرعون واپس چلا گیا اور اپنے سب مکروہ فریب (داؤ) جمع کئے اور پھر (مقابلہ کے لئے) آ گیا (۶۰) موسیٰؑ نے (فرعونیوں سے) کہا افسوس ہے تم پر۔ اللہ پر جھوٹا بہتان نہ باندھو۔ ورنہ وہ کسی عذاب سے تمہارا قلع قمع کر دے گا۔ اور جو کوئی بہتان باندھتا ہے وہ ناکام و نامراد ہوتا ہے (۶۱) پھر وہ اپنے معاملہ میں باہم جھگڑنے لگے اور پوشیدہ سرگوشیاں کرنے لگے (۶۲) (آخرکار) انہوں نے کہا کہ یہ دونوں جادوگر ہیں جو چاہتے ہیں اپنے جادو کے زور سے تمہیں تمہاری سرزمین سے نکال دیں اور تمہارے اعلیٰ مثال طریقہ کار کو مٹا دیں (۶۳) لہٰذا تم اپنی سب تدبیریں (داؤ پیچ) جمع کرو۔ اور پرا باندھ کر (مقابلہ میں) آ جاؤ۔ یقیناً وہی فلاح پائے گا جو غالب آئے گا۔ (۶۴) ان لوگوں (جادوگروں) نے کہا اے موسیٰ تم پہلو پھینکو گے یا پہلے ہم پھینکیں؟ (۶۵) موسیٰؑ علیہ السلام نے کہا نہیں۔ بلکہ تم ہی (پہلے) پھینکو! پس اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو کی وجہ سے موسیٰ کو دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں (۶۶) (یہ منظر دیکھ کر) موسیٰ نے اپنے دل میں کچھ خوف محسوس کیا (۶۷) ہم نے کہا (اے موسیٰ) ڈرو نہیں بے شک تم ہی غالب رہو گے (۶۸) اور جو تمہارے دائیں ہاتھ میں (عصا) ہے اسے پھینک دو۔ یہ ان کی سب بناوٹی چیزوں کو نگل جائے گا۔ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ جادو گر کہیں بھی آئے (جائے) کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا (۶۹) چنانچہ (ایسا ہی ہوا کہ) سب جادوگر (بے ساختہ) سجدے میں گرا دیئے گئے (اور) کہنے لگے ہم ہارونؑ اور موسیٰ کے پروردگار پر ایمان لائے ہیں (۷۰) فرعون نے کہا تم اس پر ایمان لے آئے قبل اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں یہی تمہارا وہ بڑا (جادوگر) ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔ اب میں ضرور تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کٹواتا ہوں اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دیتا ہوں پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم (دونوں) میں اور موسیٰؑ میں سے کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے (۷۱) جادوگروں نے کہا ہمارے پاس جو کھلی نشانیاں آ چکی ہیں ہم ان پر اور اس ذات پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ کبھی تجھے ترجیح نہیں دیں گے۔ بے شک تو جو فیصلہ کرنا چاہتا ہے وہ تو (زیادہ سے زیادہ) اسی دنیاوی زندگی (کے ختم کرنے کا) فیصلہ

Presented by Ziaraat.Com

کر سکتا ہے (۷۲) ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لا چکے ہیں تا کہ وہ ہماری خطاؤں کو اور اس جادوگری کو جس پر تو نے ہمیں مجبور کیا تھا معاف کر دے۔ ہمارے لئے اللہ ہی بہتر ہے اور وہی زیادہ دیر پا ہے (۷۳) بے شک جو کوئی مجرم بن کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اس کے لئے وہ جہنم ہے جس میں وہ نہ مرے گا اور نہ جیئے گا (۷۴) اور جو کوئی مومن بن کر اس کی بارگاہ میں حاضر ہوگا جب کہ اس نے نیک عمل بھی کئے ہوں گے ان کے لئے بڑے بلند درجے ہیں (۷۵) (اور) ہمیشہ رہنے والے باغات جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ اس کی جزاء ہے جو پاکباز رہا (۷۶)

تفسیر الآیات

۱۸) منہا خلقنکم ... الآیة

انسان کے زمین سے پیدا ہونے کا مفہوم؟

تمام آدمی حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اس لئے ان کی کنیت ابوالبشر ہے تو جب وہ مٹی سے پیدا ہوئے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس طرح گویا بنص قرآن انی خالق بشراً من طین ہر انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے نیز آدمی نطفہ سے پیدا ہوتا ہے اور نطفہ مختلف غذاؤں سے بنتا ہے اور سب غذائیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں اس طرح بھی انسان کی اصل مٹی ہے۔

صاحب تفسیر کاشف نے حضرت رسول خداؐ کی ایک حدیث نقل کی ہے فرمایا۔ الارض امکم وھی برة بکم زمین تمہاری ماں ہے اور وہ تمہارے ساتھ بڑا نیک سلوک کرتی ہے۔ ہاں وہ ماں ہے کیونکہ ہم اسی سے پیدا ہوئے اور وہ ہم سے نیک سلوک کرتی ہے۔ کیونکہ وہ ماں کی طرح ہماری غذا کا اہتمام کرتی ہے۔ (تفسیر کاشف، ج ۵، ص ۲۲۳)

جناب امیرؑ کی طرف سے یہ اشعار منسوب ہیں فرمایا:

الناس من جهة التمثال اكفاء
ابوهم آدم والام حواء
فان يكن لهم فخريفا خرون

Presented by Ziaraat.Com

به فالطين والماء

بہرحال مرنے کے بعد آدمی پھر اسی زمین میں دفن کیا جاتا ہے اور پھر قیامت کے دن دوبارہ زندہ کر کے اسی زمین سے نکالا جائے گا۔ بہرحال اگرچہ انسان کی خلقت کئی عناصر واجزا سے ہوتی ہے۔ مگر اس میں طینی عنصر غالب ہے جس طرح کہ جنات میں ناری عنصر کا غلبہ ہے۔

۱۹) ولقد اریناہ آیاتنا ... الآیة

ہم نے فرعون کو سب نشانیاں دکھائیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم نے ازل سے ابد تک کائنات کی سب نشانیاں دکھائیں بلکہ اس کا صاف اور سادہ مطلب یہ ہے کہ وہ سب نشانیاں اور معجزات جو حضرت موسیٰؑ کو عطا ہوئے تھے۔ وہ سب فرعون کو دکھا دیئے گئے۔ مگر اس ہٹ دھرم نے سب کو جھٹلایا اور انکار کیا۔

۲۰) قال اجئتنا لتخرجنا ... الآیة

چاہیے تو یہ تھا کہ جناب موسیٰؑ کی صداقت کے اس قدر دلائل و بینات دیکھ کر فرعون ایمان لے آتا اور اپنی رعایا کو بھی ایمان لانے کا حکم دیتا۔ مگر اقتدار کا نشہ، عیش و عشرت کی لذت اور حکومت کی مطلق العنانی اور آزادی کس طرح اس کی اجازت دے سکتی تھی۔ اس کے برعکس بموجب الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے جب موسیٰ پر سحر و ساحری کا الزام عائد کر دیا کہ تم شعبدہ بازی اور سحر و ساحری کے کرتب دکھا کر اور لوگوں پر اپنا رعب جما کر ہمیں یہاں سے نکالنے اور خود اقتدار کی کرسی پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنا رہے ہو۔ سچ ہے المرأ یقیس علی نفسه ہر شخص دوسرے کا اپنے اوپر قیاس کرتا ہے چونکہ خود فرعون سحر و ساحری اور کہانت میں گرفتار تھا۔ اس لئے جناب موسیٰؑ کے معجزات کو سحر و ساحری اور خود ان کو ساحر ٹھہرایا۔ مخفی نہ رہے کہ ہم سحر و ساحری کی حقیقت اور اس کی اصلیت پر اس تفسیر کی پہلی جلد میں یعنی سورہ بقرہ کی آیت ۱۰۲ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملك سلیمان الآیه۔ کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں وہاں رجوع کیا جائے۔

۲۱) قال موعدکم یوم الزینة ... الآیة

چونکہ فرعون نے جناب موسیٰؑ کو مقابلہ کا چیلنج دے دیا کہ ہم بھی تمہاری سحر و ساحری کے مقابلہ میں ویسا ہی سحر لاتے ہیں۔ لہٰذا اس مقابلہ کے لئے کوئی تاریخ اور مکان مقرر کرو اور تاریخ ایسی ہو کہ اس میں سب خورد و کلاں جمع ہوں۔ اور جگہ ایسی کہ ہموار بھی ہو۔ اور کھلا میدان بھی اور بقول مسافت کے لحاظ سے دونوں فریقوں کے لئے برابر بھی۔ جناب موسیٰؑ نے فوراً چیلنج قبول کر لیا۔ اور اس کے لئے الزینة کا دن بوقت چاشت مقرر

Presented by Ziaraat.Com

کیا۔ یہ یوم الزینۃ مصریوں کا کوئی قومی تہوار اور جشن تھا جس میں سب لوگ اکٹھے ہوتے تھے اور بقولے یہ ان کی کوئی عید تھی یا کوئی میلہ ٹھیلہ تھا۔ بہرحال یہ جشن بڑے پیمانے پر اور کھلے میدان میں منایا جاتا تھا اور پھر وقت بھی بڑا عمدہ یعنی چاشت کا منتخب کیا گیا۔

۲۲) فتولیٰ فرعون و جمع کیدہ ۔۔۔ الآیہ

اس آیت میں بڑے ایجاز و اختصار سے ایک طویل داستان کو سمیٹ دیا گیا ہے۔ فرعون نے کس طرح اپنی ترکیب و تدبیر اور داؤ کو اکٹھا کیا۔ پھر مقررہ تاریخ پر آ گیا فرعون نے کس طرح پورے ملک سے کس طرح بڑے بڑے جادوگر بلائے، کس طرح انہیں انعام و اکرام کے لالچ دیئے۔ اور پھر کس طرح مقررہ تاریخ پر پورے شاہانہ ساز و سامان اور کروفر کے ساتھ میدان میں آیا۔ اور پھر کس طرح خدائے قہار و جبار نے اسے ذلیل و رسوا کیا اور جناب موسیٰؑ کی فتح و فیروزی کے کس طرح جھنڈے گڑھے اور کس طرح جادوگران فرعون ایمان لائے اور میدان جناب موسیٰؑ و ہارونؑ کے ہاتھ میں رہا۔

یہ سب باتیں قبل ازیں سورہ اعراف میں آیت ۱۱۲ سے لے کر آیت ۱۲۶ تک تفصیل سے گزر چکی ہیں اور ان پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ لہٰذا اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے اعادہ و تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۳) قال موسیٰ ویلکم ۔۔ الآیۃ

جب مقررہ تاریخ آئی اور فرعون اپنے مقربین اور جادوگروں کے جھرمٹ میں بڑے شان و شوکت سے بیٹھا ہوا ہے مجمع ہے یا آدمیوں کا ایک سمندر ہے جو ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ دوسری طرف اللہ کے دو بندے عام سادہ اور عادی لباس میں ملبوس مگر جلال و جمال نبوت سے آراستہ بھی پہنچ جاتے ہیں اور اپنی حقانیت کا جادو یوں جگاتے ہیں کہ مقابلہ شروع ہونے سے پہلے جناب موسیٰؑ پیغمبرانہ شان سے خطاب فرماتے ہیں۔ ویلکم لا تفتروا علی اللہ کذباً فیتحکم بعذاب قد خاب من افتریٰ۔ افسوس ہے تم پر اللہ پر جھوٹا بہتان نہ باندھو ورنہ وہ اپنے کسی عذاب سے تمہارا قلع قمع کر دے گا۔ اور جو افترا پردازی کرتا ہے وہ ناکام و نامراد ہوتا ہے نبی مرسلؑ کی دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے یہ جملے اپنا کام کر گئے۔ اور جادوگروں میں کھلبلی مچ گئی کہ جادوگر ایسا کلام نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ان کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیے۔ فتنازعوا بینھم۔ پھر اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے پوشیدہ سرگرمیاں ہونے لگیں۔ واسروا النجویٰ۔ بالآخر مقابلہ کرنے کا فیصلہ ہوا۔ جو ہوا۔ اور میدان جناب موسیٰؑ اور ہارونؑ کے ہاتھ رہا جس کی تفصیل سورہ اعراف میں گزر چکی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۴) فاوجس فی نفسه خیفة ... الآیة

جادوگروں کی رسیوں اور لاٹھیوں کو دوڑتا ہوا محسوس کر کے جناب موسیٰؑ کے دل میں جو خوف پیدا ہوا تھا وہ اپنی جان کے بارے میں نہیں تھا۔ جیسا کہ کئی مفسرین نے لکھا ہے بلکہ یہ خوف باطل کے غالب آ جانے کا تھا کہ کہیں عامۃ الناس ان جادوگروں کے یہ کرتب دیکھ کر مغالطہ کا شکار نہ ہو جائیں اور باطل کو حق نہ سمجھ بیٹھیں۔ چنانچہ امیر علیہ السلام فرماتے ہیں **ما اوجس موسیٰ خیفة علی نفسه و لکن خاف من دول الضلال وغلبة الجهال**۔ یعنی جناب موسیٰؑ اپنی جان کے لئے نہیں ڈرے تھے بلکہ ان کا ڈر اس لئے تھا کہ کہیں گمراہی کا تسلط اور جاہلوں کا غلبہ نہ ہو جائے۔ اور ان کی قوم شبہ میں نہ پڑ جائے۔ (نہج البلاغہ)

۲۵) قلنا لا تخف انك ... الآیة

خدا جو ان دونوں بھائیوں کے ساتھ تھا اور ان کی خود نگرانی کر رہا تھا اس نے فرمایا۔ **لا تخف**۔ اے موسیٰؑ! ڈرو نہیں یقیناً تم ہی غالب رہو گے۔ ذرا عصا تو پھینکو۔ پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ پھر وہی ہوا جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا۔ **جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا**۔

۲۶) قال امنتم له قبل ... الآیة

فرعون کے اس قول کا عام ترجمہ تو وہی ہے جو عام مترجمین و مفسرین نے کیا ہے اور ہم نے بھی انہی کے مطابق کیا ہے۔ مگر اس کا ایک اور مفہوم بھی ہو سکتا ہے جو بعض مفسرین نے اختیار کیا ہے کہ جب جادوگروں نے موسیٰ کا معجزہ دیکھ کر اور چونکہ یہ صاحبان فن تھے یہ سمجھ گئے کہ جو عصا اژدھا بن کر ان کی رسیوں کو نگل گیا ہے یہ معجزہ ہے جادو نہیں ہے ایمان لائے اور سجدہ میں گر گئے۔ تو فرعون نے ان سے کہا "تم تو ایمان لا چکے تھے اس پر اس سے پہلے کہ میں نے تمہیں مقابلہ کی اجازت دی تھی۔ وہ تو تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو کا فن سکھایا ہے"۔

یعنی یہ تمہاری سب کی ملی بھگت تھی کہ اس طرح جلد تم اس کے سامنے سپر انداز ہو گئے اور اس کا کلمہ پڑھنے لگے۔ لہٰذا تم بھی ہمیں اس سرزمین سے نکالنے اور خود اس پر قبضہ کرنے کی سازش میں موسیٰؑ کے شریک ہو۔ جیسا کہ سورہ اعراف کے الفاظ یہ ہیں **ان هذا لمکر مکر تموہ فی المدینة لتخرجوا منها اهلها**۔

اس لئے اس نے اور بڑی دھمکی دی کہ میں مخالف سمتوں سے تمہارے ہاتھ پاؤں کٹواؤں گا۔ (جس کی تفصیل سورہ اعراف کی آیت ۱۱۷ میں گزر چکی ہے)۔ فراجع

بہرحال اس مفہوم کی یقین کے ساتھ نفی نہیں کی جا سکتی۔ واللہ العالم۔ چنانچہ اس کمبخت نے اپنی دھمکی

Presented by Ziaraat.Com

کو عملی جامہ پہنایا تھا تا کہ اس کی دھاک بیٹھ جائے اور کوئی اور شخص ایمان نہ لائے۔

۲۷) قالو الن نؤثرك...الآیة

ان نومسلم جادوگروں کے قول کا عام مفہوم اور ترجمہ تو وہی ہے جو ہم نے ترجمہ میں اختیار کیا ہے اسی بناء پر والذی فطرنا میں واو عاطفہ ہے اور اس جملہ کا ماجاءنا پر عطف ہے۔ اور ترجمہ یہ کہ ''ہمارے پاس حق کی جو نشانیاں آچکی ہیں ہم ان پر اور اس ذات پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے کبھی تجھے ترجیح نہیں دیں گے''۔ مگر بعض مفسرین نے والذی فطرنا کی واو کو قسمیہ قرار دے کر اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ ''ہمیں اس کی قسم جس نے ہمیں پیدا کیا ہم ہرگز تجھے ترجیح نہیں دیں گے، ان روشن دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئی ہیں''۔ اس مفہوم کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ العالم

۲۸) انما تقضی هذه...الآیة

اس آیت کا بھی مفہوم تو وہی ہے جو ہم نے عام مفسرین و مترجمین کی طرح اختیار کیا ہے مگر اس کا ایک دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ تو دنیا کی زندگی ہے جیسے تیسے (اچھی یا بری) گزر جائے گی ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہم تو صرف چاہتے ہیں کہ ہماری آخرت کی زندگی سنور جائے اور عاقبت سدھر جائے۔

۲۹) انه من یات ربه مجرماً...الآیة

بظاہر جادوگروں کا کلام واللہ خیروا بقی پر ختم ہو گیا ہے اور یہ کلام ان کے کلام پر منجانب اللہ اضافہ ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حکمت آمیز کلمات انہی جادوگروں کی زبان سے نکلے ہوں کہ جو شخص مجرم بن کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ اس سے اگلی آیت میں ہے ومن یاته مومنا قد عمل الصالحات۔ اور جو شخص مومن بن کر اور نیک عمل کر کے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ اگر مجرم کے بالمقابل صرف مومن کی لفظ ہوتی تو پھر تو مومن سے مسلمان اور مجرم سے کافر سمجھا جاتا۔ مگر یہاں مجرم کے مقابلہ میں مومن صالح کی لفظ لائی گئی ہے جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ مجرم کے لفظ میں کافر بھی داخل ہے اور بدکار مسلمان بھی۔ واللہ ذوالفضل العظیم

۳۰) ومن یاته مومنا...الآیة

دوسری عام آیات قرآنیہ اور احادیث معصومیہ کی طرح یہاں بھی اخروی فوز وفلاح، بلندی درجات حاصل کرنے اور جنت الفردوس کی جاگیر کا پٹہ حاصل کرنے کے لئے دونوں چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ایک

Presented by Ziaraat.Com

ایمان اور دوسرا نیک کام۔ سچ ہے ان الذین آمنو وعملوا الصالحات اولئك هم اصحاب الجنة
هم فیها خالدون۔

آیات القرآن

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِىْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِى
الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ
فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿٧٩﴾
يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ
الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا
رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِىْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ
غَضَبِىْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ
اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِىْ
وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ
وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ
يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ
اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ ﴿٨٦﴾
قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ
الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِىُّ ﴿٨٧﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا
جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰـهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِىَ ﴿٨٨﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ
اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾

Presented by Ziaraat.Com

ترجمۃ الآیات

اور ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں (بنی اسرائیل) کو لے کر نکل جاؤ پھر (عصا مار کر) ان کے لئے سمندر سے خشک راستہ بناؤ۔ نہ تمہیں پیچھے سے ان کے پکڑے جانے کا خطرہ ہو اور نہ ہی (غرق وغیرہ کا) کوئی اندیشہ (۷۷)۔ پھر فرعون نے اپنی فوجوں کے ساتھ ان کا پیچھا کیا تو انہیں سمندر نے ڈھانپ لیا جیسا کہ ڈھانپنے کا حق تھا (۷۸) اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ ہی کیا کوئی راہنمائی نہیں کی (۷۹)۔ اے بنی اسرائیل! ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے کوہ طور کی دائیں جانب توراۃ دینے کا قول وقرار کیا۔ اور تم پر من وسلویٰ نازل کیا (۸۰)۔ تم سے کہا گیا کہ جو پاکیزہ روزی تمہیں دی گئی ہے اس سے کھاؤ اور اس کے بارے میں سرکشی نہ کرو (حد سے نہ گزرو) نہ تم پر میرا غضب نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوجائے وہ ہلاک ہی ہوگیا (۸۱)۔ اور جو کوئی توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے اور پھر راہ راست پر قائم رہے تو میں اس کو بہت ہی بخشنے والا ہوں (۸۲)۔ اے موسیٰ! اپنی قوم سے پہلے کیا چیز تمہیں جلدی لے آئی؟ (۸۳)۔ موسیٰ نے کہا! وہ لوگ میرے نقش قدم پر آرہے ہیں اور اے میرے پروردگار! میں اس لئے جلدی تیری بارگاہ میں حاضر ہوگیا ہوں کہ تو خوش ہوجائے (۸۴)۔ ارشاد ہوا ہم نے تمہارے بعد تمہاری قوم کو آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے انہیں گمراہ کردیا ہے (۸۵)۔ پس موسیٰؑ غصہ میں افسوس کرتے ہوئے اپنی قوم کی طرف لوٹے (اور) کہا اے میری قوم! کیا تمہارے پروردگار نے تم سے بڑا اچھا وعدہ نہیں کیا تھا؟ تو کیا تم پر (وعدے سے) زیادہ مدت گزر گئی؟ یا تم نے چاہا کہ تمہارے رب کا غضب تم پر نازل ہو؟ اس لئے تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی؟ (۸۶)۔ قوم نے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے تو آپ سے وعدہ خلافی نہیں کی (البتہ بات یوں ہوئی) کہ ہمیں اس جماعت کے زیوارات جمع کرکے لانے پر آمادہ کیا گیا اور یہ سامری ایک (سنہرا) بچھڑا نکال کر لایا۔ جس سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی (۸۷)۔ تو لوگوں نے کہا یہی تمہارا خدا ہے اور موسیٰؑ کا بھی جسے وہ بھول گئے ہیں (۸۸)۔ کیا وہ اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ وہ (گئوسالہ) ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا اور نہ ہی وہ ان کو نقصان یا نفع پہنچانے کا کوئی اختیار رکھتا ہے (۸۹)

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۳۱)ولقد اوحینا۔۔۔الآیۃ

حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کے مصر چھوڑنے کا قصہ

جب موسیٰؑ وفرعون کے مقابلہ میں یا حق و باطل کے مقابلہ میں، یا معجزہ وجادو کے مقابلہ میں جناب موسیٰؑ اور حق کو فتح مبین حاصل ہوئی۔ اوران کی فتح و فیروزی کے ملک میں ڈنکے بجنے لگے اوراس معاملہ نے فرعون اور فرعونیوں کی کمر توڑ کر رکھ دی۔ تو فرعون نے اپنی دانست اور مشیروں کے مشورہ سے اپنی سلطنت کی بقاء کی خاطر حضرت موسیٰؑ وہارونؑ کے قتل کا منصوبہ بنایا کہ جب وہ نہیں رہیں گے تو ان کی وجہ سے اسکی حکومت کو جو خطرہ ہے وہ ٹل جائے گا۔ بہرحال خدا نے وحی کے ذریعہ جناب موسیٰؑ کو اس بات کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ ایک رات مقرر کر کے سب اسرائیلی اور غیر اسرائیلی مسلمانوں کے ہمراہ یہاں سے نکل جائیں۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق ایک بہت بڑے قافلے کی صورت میں ہجرت میں روانہ ہوئے جدھر جانا تھا ادھر سمندر تھا اور ادھر فرعون کے تعاقب کا کھٹکا بھی تھا۔ مگر خدا نے پیشگی تسلی دے دی کہ لاتخاف درکا ولاتخشی نہ تمہیں پیچھے سے پکڑے جانے کا کوئی ڈر ہے اور نہ ہی غرق وغیرہ کا کوئی اندیشہ۔ دوسری طرف فرعون کو بھی ان کی ہجرت کی بھنک پڑ گئی اور وہ ایک لشکر جرار لے کران کے تعاقب میں نکلا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ادھر جناب موسیٰؑ کا قافلہ ساحل سمندر پر پہنچا اور ادھر فرعون اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ وہاں پہنچ گیا ایک طرف سمندر کا پانی ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور دوسری طرف فرعون کے لشکر کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔ جناب موسیٰؑ کا قافلہ درمیان میں گھر گیا اور لوگ گھبرا گئے۔ کہا انا لمدرکون۔ ہم تو پکڑے گئے۔ جناب موسیٰؑ نے انہیں اطمینان دلایا کہ گھبراؤ نہ۔ ان ربی معی سیھدین۔ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ میری راہنمائی فرمائے گا۔ اسی وقت خدا نے جناب موسیٰؑ کو وحی کے ذریعے حکم دیا فاضرب بعصاك البحر کہ سمندر پر عصا مارو۔ چنانچہ حسب حکم جب انہوں نے عصا مارا تو فانفلق سمندر شگافتہ ہوگیا۔ فكان كل فرق كالطود العظيم۔ اور ہر ٹکڑا ایک ٹیلہ کی طرح کھڑا ہوگیا۔ الغرض خدا نے بارہ خشک راستے بنائے اور ہر قبیلہ ایک الگ راستہ سے سمندر میں داخل ہوا اور سلامتی سے پار ہوگیا۔

۳۲)فاتبعھم فرعون بجنودہ۔۔۔الآیۃ

جب فرعون نے سمندر میں خشک راستے دیکھے تو وہ بھی اپنے لشکر سمیت سمندر میں داخل ہوگیا۔ اور

Presented by Ziaraat.Com

جب سمندر کے وسط میں پہنچا تو خدا نے سمندر کو روانی کا حکم دے دیا۔ پس وہ رواں دواں ہو گیا اور پانی نے فرعون اور اس کے لشکر کو ڈھانپ لیا۔ جبکہ بنی اسرائیل دوسرے کنارے پر یہ ہولناک منظر دیکھ رہے تھے۔ مخفی نہ رہے کہ یہ سب واقعات سورہ بقرہ آیت ۵۰ اور سورہ اعراف آیت ۱۳۶ میں بھی گزر چکے ہیں۔ واضح رہے کہ سورہ یونس کی آیت ۹۰ میں مذکور ہے کہ جب فرعون غرق ہونے لگا تو کہہ اٹھا امنت انه لا اله الا الذی امنت به بنو اسرائیل وانا من المسلمین۔ مگر اس سے کہا گیا۔ الان وقد عصیت قبل و کنت من المفسدین۔ کیونکہ جب موت سامنے آجائے تو پھر کوئی ایمان لانا فائدہ نہیں دیتا۔ یوم یاتی بعض آیات ربك لا ینفع نفسا ایمانها۔

۳۳) وواعدنا کم جانب الطور۔۔۔الآیۃ

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب موسیٰؑ کو کوہ طور پر بلایا گیا تھا تو انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ اپنی قوم کو بھی ہمراہ لائیں۔ تاکہ بچشم خود و بگوش خود ان سے خدا کی ہمکلامی اور توراۃ کے عطا ہونے کا ایمان افروز منظر دیکھ سکیں اور سن بھی سکیں۔ مگر جب جناب موسیٰؑ تنہا کوہ طور پر پہنچ گئے تو خدا نے پوچھا اے موسیٰؑ! اپنی قوم سے پہلے کیا چیز تمہیں جلدی لے آئی؟ تو عرض کیا کہ تیری خوشنودی کی تڑپ۔ اور قوم بھی میرے پیچھے پیچھے آ رہی ہے۔ ارشاد ہوا ہم نے تمہاری قوم کی آزمائش کی ہے۔ اور سامری نے انہیں گمراہ کر دیا ہے یہ سن کر جناب موسیٰؑ غصے سے بھرے ہوئے اور افسوس کرتے ہوئے واپس آئے۔ اور قوم کو لعنت ملامت کی۔ یہ سب تفصیلات سورہ اعراف کی آیت ۱۴۸ واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیهم عجلاً الآیۃ سے آیت ۱۵۵ تک میں گزر چکی ہیں۔

۳۴) ونزلنا علیکم المن۔۔۔الآیۃ

بنی اسرائیل پر بادل کے سایہ کرنے اور من وسلویٰ کے نازل کرنے کے خدائی احسان و امتنان کا سورہ بقرہ کی آیت ۵۷ میں ذکر ہو چکا ہے اور وہیں اس کی تفسیر بھی گزر چکی ہے۔ چونکہ خدا نے بنی اسرائیل کو ارض مقدسہ شام میں وہاں کے

حکمران عمالقہ سے جہاد کر کے وہاں رہنے اور حکمرانی کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر انہوں نے دریا عبور کر کے اس حکم کے خلاف ورزی کی تھی جس کی پاداش میں چالیس سال تک وادی سینا میں دھکے کھاتے رہے۔

۳۵) کلوا من طیبات۔۔۔الآیۃ

یہ آیت سورہ بقرہ کی آیت ۵۷ میں گزر چکی ہے اور سورۃ بقرہ میں اس کی تفصیلات بیان کی جا چکی ہیں

Presented by Ziaraat.Com

اورطیبات کی وضاحت اوراس امر کا اباحت کے لئے ہونانہ کہ وجوب کیلئے۔یعنی اگر کھانا چاہو تو کھا سکتے ہو۔ان امورکی تفسیر گزر چکی ہے۔اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے

۳۶)۔وانی لغفار لمن تاب۔۔۔الآیۃ

بخشش گناہان کے شرائط

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ جب چار شرائط پائی جائیں۔تب خدائے غفار گناہ معاف کرتا ہے اور یہ چاروں شرائط ایک ہی سلسلہ کی ایسی چار کڑیاں ہیں کہ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔

۱۔ توبہ کرے یعنی جو گناہ کر رہا تھا اس سے باز آجائے۔

۲۔ اور یہ باز تب آئے گا کہ بے ایمان تھا تو اب ایمان لے آئے۔

۳۔ اور ایمان تب پختہ ہوگا کہ جب عمل صالح بجالائے۔

۴۔ اور عمل صالح کا ثبوت تب ملے گا کہ جب اس راہ راست اور اس روش پر ثابت قدم بھی رہے۔

واضح رہے کہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں فضائل کی آیت ۸ کے ذیل میں ثابت البنانی کا قول نقل کیا ہے کہ ثم اهتدی الی ولایۃ اهلبیته یعنی یہ چیز تب فائدہ دیں گی کہ جب بندہ خاندان نبوت کی ولایت کی طرف راہ پائے گا۔اور یہی مفہوم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا ثم اهتدی الی ولا یتنا اهل بیت یعنی ہم اہل بیت نبوت کی ولایت کی طرف رہنمائی حاصل کرے۔(مجمع البیان)

۳۷)۔قالو ما اخلفنا موعدك۔۔۔الآیۃ

قوم موسیٰؑ کا عذر لنگ

ابھی اوپر ذکر ہو رہا تھا کہ جب کوہ طور پر خداوند عالم نے جناب موسیٰؑ سے ان کی قوم کی آزمائش میں مبتلا ہونے اور اس کے گمراہ ہونے کا تذکرہ کیا تو جناب موسیٰؑ خشمناک حالت میں افسوس کرتے ہوئے آئے اور قوم کی لعنت ملامت شروع کی جو متن قرآن میں مذکور ہے۔تو قوم نے عذر گناہ بدتر از گناہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اپنے اختیار سے تو آپ سے وعدہ خلافی نہیں کی۔ ولکن حملنا اوزارا من زینة القوم۔البتہ اصل بات یوں ہے کہ ہم پر قوم کے زیورات کا بوجھ تھا جو ہم نے اتار کے پھینک دیا۔اس طرح جب سونا جمع ہو گیا تو آگے سب کچھ سامری نے کیا۔اور اس زیور کو گلا کر ایک گئو سالہ تیار کیا۔اور کہا کہ یہی تمہارا اور موسیٰؑ کا خدا ہے۔تا آخر قصہ جو پوری تفصیل کیساتھ سورہ اعراف کی آیت ۱۴۷ سے لیکر آیت ۱۵۵ تک مذکور ہے اور اسی مقام پر

Presented by Ziaraat.Com

زیوارت کو آگ میں پگھلا کر ایک خاص فنی تکنیک سے گوسالا بنانے جس سے ہوا کے گزرنے کی وجہ سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی یا اس میں غرق فرعون کے وقت جبرئیل کے گھوڑے کے سموں کے نیچے کی مٹی ڈالنے کی وجہ سے یہ آواز پیدا ہوتی تھی۔ ان سب باتوں پر گفتگو ہو چکی ہے۔ یہاں خواہ مخواہ مفسرین نے موشگافیاں کی ہیں کہ آیا یہ زیورات بنی اسرائیل کے اپنے تھے؟ یا فرعونی قوم یعنی قبطی قوم کے تھے؟ اور اگر اس قوم کے تھے تو پھر ان کے ہاتھ کس طرح لگے؟ آیا یہ ان سے مانگ کر لائے تھے؟ یا دھوکہ سے لائے تھے۔ یا ان کے غرق ہو جانے کی بعد جب سمندر کی موجوں نے انکی لاشیں ساحل پر پھینکیں تو جو زیور اس دور کی رسم کے مطابق مردوں نے پہنے ہوئے تھے یہ بنی اسرائیل نے اتار لئے تھے؟ وغیرہ وغیرہ یہ سب قول مختلف مفسرین نے اختیار کئے ہیں جیسا کہ تفہیم القرآن، معارف القرآن اور ضیاء القرآن کے قارئین پر پوشیدہ نہیں ہے اور کئی عربی تفاسیر میں بھی یہ لا یعنی بحث موجود ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ محض تطویل لا طائل ہے۔ اور رجم بالغیب ہے۔ یا پھر محرف توراۃ پر اعتماد کرنے کے سوا اس کا کوئی اور مدرک نہیں ہے۔ اگرچہ بنی اسرائیل سے کوئی بھی قبیح حرکت بعید نہیں ہے۔ مگر انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی مستند ثبوت کے بغیر مخالف کے بارے میں بھی الزام تراشی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ہمارے مفسرین اور مترجمین کو لفظ حملنا اوزارا۔ (کہ ہم پر قوم کے زیوارت کا بوجھ لادا گیا)۔ نے دھوکہ دیا کہ اتنے زیورات تو تھے کہ بنی اسرائیل انکے بوجھ کے تلے دب گئے۔

لیکن اگر آیت کا ترجمہ یوں کیا جائے کہ ''ہمیں اس جماعت کے زیوارات جمع کر کے لانے پر آمادہ کیا گیا اور یہ طرح سامری نے ڈالی، تو یہ سارا گورکھ دھندا ختم ہو جائے گا اور اس آیت کا مفہوم سورہ اعراف کی آیت ۱۴۸ کے عین مطابق بھی ہو جائے گا۔ جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ وہ زیورت جن کو پگھلا کر یہ گوسالہ بنایا گیا تھا وہ بنی اسرائیل کے اپنے تھے قبطی قوم کے نہیں تھے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ **واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیھم عجلا جسدا لہ خوار**۔ (سورہ اعراف ۱۴۷)

جناب موسیٰؑ کے کوہ طور پر جانے کے بعد ان کی قوم نے اپنے زیورات سے گوسالہ کی مورت بنائی جس سے گائے کی سی آواز نکلتی تھی۔۔۔۔ **والحمدللہ علی وضوح الحق**

آیات القرآن

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝۹۰ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ

Presented by Ziaraat.Com

حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿٩١﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ
ضَلُّوْٓا ﴿٩٢﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿٩٣﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ
بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ
بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ
فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي
الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ
اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي
الْيَمِّ نَسْفًا ﴿٩٧﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ
عِلْمًا ﴿٩٨﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ
مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿٩٩﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿١٠٠﴾
خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿١٠١﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ
وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿١٠٢﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ
اِلَّا عَشْرًا ﴿١٠٣﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ
لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿١٠٤﴾

ترجمۃ الآیات

اور ہارونؑ نے اس سے پہلے ہی ان سے کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم! تم اس (گوسالہ) کی وجہ سے آزمائش میں پڑ گئے ہو۔ اور یقینا تمہارا پروردگار خدائے رحمن ہے سو تم میری پیروی کرو۔ اور میرے حکم کی تعمیل کرو (۹۰) موسیٰ نے کہا اے ہارون! جب تم نے دیکھا کہ یہ لوگ

Presented by Ziaraat.Com

گمراہ ہوگئے ہیں (۹۲) تو تمہیں کس چیز نے میری پیروی کرنے سے روکا ؟ کیا تم نے
میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے؟ (۹۳) ہارونؑ نے کہا! اے میرے ماں جائے! میری
ڈاڑھی اور میرا سر نہ پکڑیئے! مجھے تو یہ ڈر تھا کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے بنی اسرائیل میں
تفرقہ ڈال دیا۔ اور میری بات کا خیال نہیں کیا (یا میرے حکم کا انتظار نہ کیا؟) (۹۴)۔ (بعد
ازاں) کہا اے سامری! تیرا کیا معاملہ ہے؟ (۹۵) اس نے کہا کہ میں نے ایک ایسی چیز
دیکھی جو اور لوگوں نے نہیں دیکھی تو میں نے (خدا کے) فرستادہ کے نقش قدم سے ایک مٹھی
(خاک) اٹھالی۔ اور اسے (اس گوسالہ میں) ڈال دیا۔ میرے نفس نے مجھے یہ بات سمجھائی
(اور میرے لئے آراستہ کردی) (۹۶) موسیٰ نے کہا جا چلا جا! تیرے لئے اس زندگی میں یہ
(سزا) ہے تو کہتا رہے گا کہ مجھے کوئی نہ چھوئے (کہ میں اچھوت ہوں) اور تیرے لئے
(آخرت میں عذاب) کا ایک وعدہ ہے جو تجھ سے ٹلنے والا نہیں ہے۔ اور اب دیکھ اپنے اس
معبود کو جس کی پرستش پر تو جم بیٹھا رہا۔ ہم (پہلے) اسے جلائیں گے اور پھر اسکی راکھ کو اڑا کر
سمندر میں بہائیں گے (۹۷) اے لوگو! تمہارا الٰہ تو بس اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں
ہے۔ اور وہ ہر چیز کا علمی احاطہ کئے ہوئے ہے (۹۸) (اے رسول) ہم اس طرح گزرے
ہوئے واقعات کی کچھ خبریں آپ سے بیان کرتے ہیں اور ہم نے اپنی طرف سے آپ کو
ایک نصیحت نامہ (قرآن) عطا کیا ہے (۹۹) جو کوئی اس سے روگردانی کرے گا تو وہ قیامت
کے دن (اپنے اس جرم کا) بوجھ اٹھائے گا (۱۰۰) ایسے لوگ ہمیشہ اسی حالت میں گرفتار رہیں
گے اور قیامت کے دن یہ بوجھ بڑا برا بوجھ ہوگا (۱۰۱) جس دن صور پھونکا جائے گا تو ہم
مجرموں کو اس طرح محشور کریں گے کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی (۱۰۲) وہ آپس میں چپکے
چپکے کہیں گے کہ تم (دنیا اور برزخ میں) کوئی دس دن ہی رہے ہوگے (۱۰۳) ہم خوب جانتے
ہیں جو وہ کہہ رہے ہوں گے جبکہ انکا سب سے زیادہ صائب الرائے یہ کہتا ہوگا کہ تم تو بس
ایک دن رہے ہو (۱۰۴)

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۳۸)۔ولقد قال ھارون...الآیة

حضرت ہارونؑ کی قوم کوفہمائش

اس ارشاد قدرت سے واضح وعیاں ہے کہ جب بنی اسرائیل سامری کے کھڑے کئے ہوئے فتنہ میں مبتلا ہورہی تھی تو جناب ہارونؑ نے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے انہیں غلط روش و رفتار پر روکا ٹوکا۔اور واضح کیا کہ یہ گئوسالہ تمہارا خدا نہیں ہے بلکہ تمہارا خدا خدائے رحمن ہے۔میری پیروی کرو اور میرے حکم کی تعمیل کرو۔مگر قوم نہ مانی اور اس کی اکثریت گمراہ ہوگئی۔

۳۹)۔یاھارون مامنعك...الآیة

جب جناب موسیٰؑ غصہ سے بھرے اور افسوس کرتے ہوئے واپس آئے اور قوم کی حالت زار دیکھی تو جوش حق میں اپنے خلیفہ اور قوم کے نگران جناب ہارونؑ سے غضبناک لب ولہجہ میں یوں مخاطب ہوئے۔جب قوم گمراہ ہورہی تھی تو تم نے بھی میری پیروی نہ کی۔اور میرے حکم کا پاس نہ کیا؟ اور یہ کلام کرتے وقت ان کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے اپنا ایک ہاتھ جناب ہارونؑ کے سر کے اوپر اور دوسرا ٹھوڑی کے نیچے رکھا۔جسکی تفصیل و تاویل سورۃ اعراف کی آیت ۱۵۰ کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔

ایضاح:۔ واضح رہے کہ الا تتبعن کا صحیح ترجمہ وہی ہے جو ہم نے اور عام مفسرین نے کیا ہے مگر اس کا ایک اور مفہوم بھی ہوسکتا ہے جسے بعض مترجمین نے اختیار کیا ہے اور وہ ہے کہ ''جب تم نے دیکھا کہ وہ گمراہ ہوگئے ہیں تو تم (ثابت افراد کو ہمراہ لیکر) میرے پاس (کوہ طور پر) کیوں نہ آگئے؟

۴۰)۔قال یابنأم لا تاخذ...الآیة

جناب ہارونؑ کا حقیقی عذر

جناب ہارونؑ نے کہا میرے ماں جائے! میری ڈاڑھی اور سر نہ پکڑیئے۔امر بالمعروف کے فریضہ کو جو درجہ میرے لئے ممکن تھا وہ میں نے زبانی طور پر ادا کر دیا کہ لوگو یہ گوسالہ تمہارا خدا نہیں ہے بلکہ تمہارا خدا وہ ہے جو خدائے رحمن ہے۔میری اطاعت کرو۔اور میرے حکم کی تعمیل کرو۔مگر قوم نہ مانی۔

Presented by Ziaraat.Com

اب مزید برآں دو در درجے اور تھے ایک یہ کہ میں ان گمراہوں سے بھڑ جاؤں اور دوسرا یہ کہ ثابت قدم قلیل جماعت ہمراہ لے کر آپ کے پاس آجاؤں؟ پہلا طریقہ میرے لئے ممکن نہ تھا کیونکہ میں کمزور تھا ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔(اعراف۔۱۵۰) قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیں۔اور دوسرا راستہ اس لئے اختیار نہ کیا کہ اس طرح خطرہ تھا کہ قوم میں تفرقہ پڑ جائے اور قوم مستقل طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گی اور آپ کی واپسی سے اصلاح کی جو امید وابستہ تھی وہ بھی ختم ہو جاتی۔ چنانچہ حقیقت حال کے انکشاف کے بعد جناب موسیٰؑ نے اپنی اور اپنے بھائی کی مغفرت کی دعا کی۔ قال رب اغفرلی ولاخی

(۴۱)۔قال فما خطبك یاسامری ...الآیة

سامری کے جواب کا صحیح مفہوم کیا تھا؟

جب جناب موسیٰؑ ادھر سے فارغ ہوئے تو سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا اچھا اسے سامری تیرا کیا معاملہ ہے؟ تو نے یہ کیا کیا؟ اس نے جو جواب دیا اس کے سمجھنے میں قدیم اور جدید مفسرین میں اختلاف ہے۔قدیم کا اتفاق ہے اور یہی ہمارے نزدیک اشہر و اظہر ہے کہ جب فرعون کی فوج دریا میں داخل نہیں ہو رہی تھی تو خدا نے جبرائیل کو انسانی شکل میں ایک گھوڑے پر سوار کر کے بھیجا اور جب انہوں نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈالا تو انکی دیکھا دیکھی فرعون کی فوج بھی دریا میں داخل ہو گئی

بہرحال سامری نے کہا کہ میں نے دیکھا (جو دوسرے لوگوں نے نہیں دیکھا)۔کہ جبرائیل کا گھوڑا جہاں قدم رکھتا تھا۔وہاں خشک گھاس سرسبز ہو جاتا اور وہاں کی مٹی حرکت کرنے لگتی تھی۔تو میں نے اس کے نشان قدم کی مٹھی بھر خاک اٹھالی۔اور اس بے جان قالب میں ڈال دی تو اس کی برکت سے اس میں حیات کے آثار ظاہر ہو گئے۔بناء بریں رسول سے مراد (جبرائیل) ہیں۔اب فی الواقع یہ بات صحیح تھی یا غلط نہ قرآن یہ بتاتا ہے اور نہ ہمیں اس فتنہ پرداز شخص کے جواب کی صحت و سقم سے کوئی غرض ہے ہم یا قدیم مفسرین تو صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سامری نے جو جواب دیا تھا۔اس کا مفہوم یہی تھا اور اس کا وہ مطلب نہیں تھا جو ابومسلم اصفہانی نے یا جدید مفسرین نے بیان کیا ہے ”مجھے رسول یعنی موسیٰؑ یا ان کے دین میں وہ کمزوری نظر آئی جو دوسرے لوگوں کو نظر نہیں آئی۔لہذا میں نے ایک حد تک تو اس کے نقش قدم کی پیروی کی۔مگر بعد ازاں اسے بالکل چھوڑ دیا“ کیونکہ یہ مفہوم قرآنی فصاحت و بلاغت اور اس کے عربی مبین ہونے کی شان سے بہت بعید ہے اور ایک پہیلی

Presented by Ziaraat.Com

معلوم ہوتی ہے۔ بہر کیف جناب موسیٰؑ نے دنیا و آخرت میں سامری کیلئے جو سزا تجویز کی ہے اس سے یہی واضح ہوتا ہے کہ انہوں نے اس شیطان نما انسان کے اس جواب پر اپنے اطمینان کا اظہار نہیں کیا ہے۔

سامری کون تھا؟

اس میں سخت اختلاف ہے کہ یہ سامری کون تھا؟ کس ملک کا باشندہ تھا اور کس قوم و قبیلہ کا فرد تھا؟ مفسرین نے یہاں بڑی موشگافیاں کی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ شخص قریہ سامرہ کا باشندہ تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ قدیم مصری زبان میں پردیسی اور غیر ملکی شخص کو سمر کہتے تھے بنا بریں سامری کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ شخص جو اسرائیلی نہ تھا اور مصر سے اسرائیلیوں کے ساتھ ہو گیا تھا۔ اور کوئی کہتا ہے کہ یہ سمیری قوم کا فرد تھا اور اس قوم کا تعلق عراق سے تھا وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہمیں لسان العرب اور تاج العروس کی تحقیق زیادہ پسند ہے لکھا ہے السامرۃ قبیلة من قبائل بنی اسرائیل و قوم من الیهود یخا لفو نهم فی بعض دینهم الیه نسب السامری الذی جعل العجل الذی سمع له خوار۔ (لسان العرب، ج ۴، صفحہ ۳۸۰ طبع بیروت) یعنی بنی اسرائیل کے کئی قبائل میں سے ایک خاص قبیلہ کا نام السامرہ ہے اور جس شخص نے گوسالہ بنایا تھا اور اسکی پرستش کرائی تھی وہ اسی قبیلہ کا فرد تھا۔ اور یہ قبیلہ یہودی ہے اگرچہ بعض عقائد میں دوسرے یہودیوں سے اختلاف رکھتا ہے۔

۴۲)۔ قال فاذهب فان لك فی الحیوة ۔۔۔ الایة

سامری کو اسکے اس ناقابل معافی جرم پر دو سزائیں دی گئیں ایک دنیا میں اور دوسری آخرت میں۔ دنیا میں اسے یہ سزا دی گئی کہ وہ زندگی بھر کہتا رہے گا کہ مجھے کوئی نہ چھوئے۔ مجھے کوئی ہاتھ نہ لگائے کیونکہ میں اچھوت ہوں اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسے مسلم جماعت سے خارج کر دیا گیا۔ اور اسکے ساتھ بول چال، لین دین، کھانے پینے اور جینے مرنے غرضیکہ تمام سماجی تعلقات قطع کر دیئے گئے اور اس کے دل میں بھی انسانوں سے نفرت پیدا ہوگئی اس لئے وہ جنگل میں وحشی جانوروں کے ساتھ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں واصل جہنم ہو گیا۔ اور آخرت کا عذاب جہنم اس سے بھی زیادہ سخت اور زیادہ تکلیف دہ ہے۔

ایک علمی لطیفہ

فاضل رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اس مقام پر ابوالقاسم انصاری کا ایک علمی لطیفہ نقل کیا ہے جس کا یہاں پیش کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جادوگران فرعون مشرک تھے مگر جناب موسیٰؑ کا ایک ہی معجزہ یعنی عصا کا اژدہا بننا دیکھ کر خدا اور موسیٰؑ پر اس طرح ایمان لائے کہ سخت اندوہناک طریقہ پر جانیں

Presented by Ziaraat.Com

قربان کردیں۔مگران کے پائے ثبات میں لغزش نہیں ہوئی۔مگر بنی اسرائیل نے وہ معجزہ بھی دیکھا، پھر جادوگروں کا ایمان بھی دیکھا۔ بعدازاں مدت دراز تک یکے بعد دیگرے جناب موسیٰؑ کے پورے نومعجزات دیکھے پھر آخر کار عصا مارنے سے سمندر میں بارہ خشک راستے بھی بنتے دیکھے اور دشمن کو اپنے سامنے اپنے لاؤلشکر سمیت ہلاک و برباد ہوتے بھی دیکھا مگر جونہی سمندر سے باہر نکلے اور کچھ لوگوں کو گائے کی پرستش کرتے دیکھا تو جناب موسیٰؑ سے کہنے لگے۔ اجعل لنا الها کمالهم آلهه ہمارے لئے بھی اسی طرح خدا بناؤ جو جس طرح ان لوگوں کے خدا ہیں۔اور جب سامری نے گوسالہ بنایا اور اس سے آواز نکلتے دیکھی تو اس کی پوجا پاٹ شروع کر دی یہ ہیں بنی اسرائیل ان کو پہچانیئے۔جن کی آج اسرائیل پر حکومت ہے اور مسلمان ان سے بھلائی کی امید رکھتے ہیں

ہم کو ہے ان سے وفا کی امید
جو نہیں جانتے کہ وفا کیا ہے؟

(۴۳)۔ وانظر الی الهك الذی ۔۔۔ الآیة

سامری کے گوسالہ کا انجام

آج اپنے معبود کو دیکھ کہ ہم اس کا حشر کیا کرتے ہیں؟ ہم پہلے اسے جلائیں گے پھر اس کی راکھ ہوا میں اڑا کر سمندر میں بہائیں گے۔ظاہر ہے کہ اس طرح بے جان اور بے شعور گوسالہ کو سزا دینا مطلوب نہیں ہے بلکہ اس کے پجاریوں کو سرزنش اور تنبیہ کرنا مقصود ہے کہ وہ کتنا مجبور اور بے بس ہے کہ اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتا۔ پھر وہ خدا کس طرح ہو سکتا ہے۔؟؟

(۴۴)۔ وقد اتینك من لدنا ۔۔۔ الآیة

جب جناب موسیٰؑ کی داستان ختم ہوگئی تو پھر اسی قرآن کا ذکر شروع ہو گیا جس کا تذکرہ سورہ کے آغاز میں کیا گیا تھا۔یعنی جس طرح جناب موسیٰؑ کو کتاب ہدایت دی گئی تھی۔اسی طرح ہم نے آپ کو بھی ایک کتاب ہدایت عطا کی ہے جو سراسر سرمایہ پند و نصیحت ہے اور اس کے منکروں کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو منکرین توراۃ کے ساتھ ہوا تھا۔

(۴۵)۔ یوم ینفخ فی الصور ۔۔۔ الآیة

جس دن صور پھونکا جائے گا اور تمام مجرم لوگ محشور کئے جائیں گے تو ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی کیوں؟ پیاس کی شدت سے! دہشت کے مارے یا بے نور ہوں گی یعنی اندھی ہوں گی یہ بدشکل ہونے کا استعارہ ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

ان کے چہرے سیاہ ہو نگے اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔

۴۶)۔ یتخافتون بینھم۔۔۔الآیة

وہ چپکے چپکے کہیں گے کہ تم دنیا میں یا برزخ میں ہر دور میں کوئی دس ہی دن ٹھہرے ہوں گے؟ اور جوان میں بڑا اصائب الرائے اور بڑا سمجھدار تھا وہ کہے گا کہ تم صرف ایک دن ہی رہے ہوگے۔ اور کچھ اس سے بھی کم مدت یعنی ایک گھنٹہ بتائیں گے۔ مالبثوا غیر ساعة اس سے واضح ہوتا ہے کہ لوگ جس قیامت کے منکر تھے جب اسے اور اس کے شدائد و مصائب کو دیکھیں گے تو حواس باختہ ہو کر اپنی دنیوی اور برزخی زندگی کو بالکل قلیل سمجھیں گے۔ اور پھر اپنی آخرت کو تباہ کرنے پر کف افسوس ملیں گے کہ ہم نے چند روزہ حیات مستعار اور اس کی عیش و عشرت کی خاطر آج کی یہ حیات جاودانی برباد کر لی۔ مگر اس وقت کا کف افسوس ملنا انہیں کوئی فائدہ نہ دے گا۔

آیات القرآن

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّىْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا
صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَاۤ اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِىَ
لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾
يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِىَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾ وَعَنَتِ
الْوُجُوْهُ لِلْحَىِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿۱۱۱﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ
مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿۱۱۲﴾ وَكَذٰلِكَ
اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ
يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ
مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ
عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِىَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾

Presented by Ziaraat.Com

ترجمۃ الآیات

(اے رسولؐ) لوگ آپ سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ (قیامت کے دن کہاں جائیں گے)؟ تو آپ کہہ دیجئے! کہ میرا پروردگار انکو (ریزہ ریزہ کر کے) اڑا دے گا (۱۰۵) پھر ان کی جگہ زمین کو اس طرح چٹیل میدان بنا دے گا (۱۰۶) کہ تم اس میں نہ کوئی نا ہمواری دیکھو گے اور نہ بلندی (۱۰۷) اس روز لوگ ایک پکارنے والے (اسرافیل) کے پیچھے اس طرح سیدھے آئیں گے جس میں کوئی کجی نہ ہوگی اور خدا کے سامنے اور سب آوازیں دب جائین گی پس تم قدموں کی آہٹ کے سوا کچھ نہیں سنو گے (۱۰۸) جو کچھ لوگوں کے آگے ہے (آنے والے حالات میں) اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے (گزرے ہوئے واقعات میں) وہ سب کچھ جانتا ہے مگر لوگ اپنے علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے (۱۱۰) سب کے چہرے حی و قیوم کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے اور جو شخص ظلم کا بوجھ اٹھائے گا وہ ناکام و نامراد ہو جائے گا (۱۱۱) اور جو کوئی نیک کام کرے درآنحالیکہ وہ مومن بھی ہو تو اسے نہ ظلم و زیادتی کا اندیشہ ہوگا اور نہ کمی و حق تلفی کا (۱۱۲) اور اس طرح ہم نے اس (کتاب) کو عربی زبان میں قرآن بنا کر نازل کیا ہے اس میں وعید و تہدید بیان کی ہے تا کہ وہ پرہیزگار بن جائیں یا وہ ان میں نصیحت پذیری پیدا کر دے (۱۱۳) بلند و برتر ہے اللہ جو حقیقی بادشاہ ہے اور (اے پیغمبرؐ) جب تک قرآن کی وحی آپ پر پوری نہ ہو جائے اس (کے پڑھنے) میں جلدی نہ کیا کیجئے اور دعا کیجئے کہ اے میرے پروردگار میرے علم میں اور اضافہ فرما (۱۱۴) اور ہم نے اس سے پہلے آدمؑ سے عہد لیا تھا مگر وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں عزم و ثبات نہ پایا (۱۱۵)

تفسیر الآیات

۴۷۔ یسئلونك عن الجبال۔۔۔الآیۃ

اس آیت کی شان نزول

مروی ہے کہ کسی شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ جو کہتے ہیں کہ

Presented by Ziaraat.Com

قیامت کے دن یہ سارا نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا تو پھر اتنے بڑے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے؟ تو خدا نے جواب میں یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ اے میرا پیغمبرؐ! آپ اس کے جواب میں کہیں کہ قادر مطلق انہیں زمیں سے اکھیڑ کر اور انکو خاک بنا کر فضاء میں اڑا دے گا۔ اور جہاں یہ پہاڑ تھے اس جگہ کو اس طرح ہموار اور چٹیل میدان بنا دے گا کہ تمہیں اس میں نہ کوئی ہمواری نظر آئے گی اور نہ کوئی اونچ نیچ اور نشیب وفراز دکھائی دے گی (تفسیر کاشف وغیرہ)

۴۸)۔ یو مئذ یتبعون الداعی ... الآیۃ

قیامت کے دن ایک داعی کی پکار پر لوگوں کا لبیک کہنا

اس دن جب سب لوگ ایک داعی کے پیچھے اس طرح خاموشی سے چلیں گے کہ قدموں کی آہٹ کے یا چپکے سے کرنے والوں کی کھسر پھسر کے سوا اور کوئی آواز نہیں سنیں گے کیونکہ قیامت اور اس کے ہولناک مناظر کی وجہ سے ایک دہشت انگیز سناٹا چھایا ہوا ہوگا اور سب کے ہوش اڑے ہوئے ہوں گئے۔ اور زبانیں گویا گنگ ہوں گی۔ مخفی نہ رہے کہ یہاں داعی پکارنے والے سے مراد جناب اسرافیلؑ ہیں۔ کیونکہ روایات کے مطابق صور پھونکنا انہی کی ڈیوٹی ہے ایک اور جگہ ارشاد قدرت ہے۔ یوم یدع الداع الی شئی نکر خشعا ابصار ھم یخرجون من الاجداث کانھم جراد منتشر مھطعین لی الداع یقول الکافرون ھذا یوم عسر (القمر۔ ۶ تا ۸)

”جس دن داعی (پکارنے والا) ایک ناخوشگوار چیز کی طرف بلائے گا تو لوگ آنکھیں نیچی جھکائے ہوئے قبروں سے یوں نکل پڑیں گے کہ گویا پھیلی ٹڈیاں ہیں اور لوگ گردنیں بڑھائے بلانے والے کی طرف دوڑ تے جاتے ہوں گے اور کافر کہیں گے کہ یہ تو بڑا سخت دن ہے“۔ اس سے معلوم ہوا کہ داعی کی پکار حق ہے اور اس پر لوگوں کا اس طرح لبیک کہتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑنا بھی برحق ہے کہ کوئی بھی اس کی خلاف ورزی کی جرات نہیں کر سکے گا۔

۴۹)۔ یو مئذ لا تنفع الشفاعۃ ... الآیۃ

کچھ شفاعت کے بارے میں

قبل ازیں کہیں تفصیلا اور کہیں اجمالا شفاعت کے موضوع پر بلکہ ابھی اوپر سورہ مریم کی آیت (۸۸) لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عھدا۔ کی تفسیر میں ہم شفاعت کا شرعی مفہوم اور اس کا

Presented by Ziaraat.Com

اثبات کر چکے ہیں۔ مگر یہ بات طے شدہ ہے کہ شفاعت وہی بزرگوار کریں گے جو خدا سے اس کا عہد و پیمان لے چکے ہوں گے۔ اور انہی خوش قسمت افراد کی کریں گے جن کا دین و مذہب خدا کو پسند ہوگا۔ **ولا یشفعون الالمن ارتضی** (انبیاء ۴۸) **من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ** (بقرہ ۲۵۵) کون ہے جو اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کی شفاعت کرے؟ یہاں بھی اسی حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس دن شفاعت کوئی فائدہ نہیں دے گی سوائے اس کے جس کو خدا اجازت دے گا۔ یہاں استثناء موجود ہے۔ جو مستثنٰی میں اس کے ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اسلام میں شفاعت نہیں ہے تو بلا خوف رد کہا جا سکتا ہے کہ اس شخص نے قرآن پڑھا نہیں ہے اور اگر پڑھا ہے تو پھر اسے سمجھا نہیں ہے۔ مگر یاد رہے یہ شفاعت امتحان میں رعائتی نمبروں پر پاس کرانے کی مانند ہے عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ کی طرح نہیں ہے۔

۵۰)۔ یعلم مابین ایدیھم ۔۔۔ الاٰیۃ

اس جیسی ایک آیت سورہ بقرہ کی آیت (۲۵۵۔ آیت الکرسی میں) گزر چکی ہے **یعلم مابین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشئی من علمہ الا بما شاء الآیۃ** اور وہیں اس کی تفسیر بھی گزر چکی ہے اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے

۵۱)۔ وعنت الوجوہ للحی القیوم ۔۔۔ الآیۃ

قیامت کے دن کوئی سردار ہوگا یا رعایا، کوئی آقا ہوگا یا غلام یا کوئی شاہ ہوگا یا گدا۔ مگر سب کے چہرے یعنی سب لوگ حی و قیوم کے سامنے جھکے ہوئے ہوں گے۔ آیت الکرسی میں حی و قیوم کے مفہوم کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

۵۲)۔ وقد خاب من حمل ظلما ۔۔۔ الآیۃ

جو ظالم ہے وہ خائب و خاسر ہوگا

ظلم خواہ شرک کی صورت میں ہو (**ان الشرك لظلم عظیم**) یا ظلم علی العباد کی شکل میں ہو (**لاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار**) بہر حال جس کا دامن ظلم کی آلودگی سے ملوث ہوگا وہ خسارہ اٹھائیگا۔ اور یقینا ناکام و نامراد ہوگا اور وہ شخص سب سے بڑھ کر فائدہ میں رہے گا جو ایمان کے ساتھ خلق خدا کو فائدہ پہچانے میں لوجہ اللہ ساعی اور کوشاں رہا ہوگا

۵۳)۔ ومن یعمل من الصالحات ۔۔۔ الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

اعمال کی قبولیت کا دار و مدار ایمان پر ہے

اس آیت کی نظیر سورہ نحل آیت ۹۷ میں گزر چکی ہے ومن عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن الآیۃ اور اسی مقام پر ہم قرآن وسنت کی روشنی میں بڑی وضاحت سے ثابت کر آئے ہیں کہ کوئی مرد نیک کام کرے یا کوئی عورت اس کے عمل کی قبولیت کا دار و مدار بہر حال ایمان پر ہے۔ پس اگر اس کے اندر ایمان ہے یعنی اس کا عقیدہ صحیح ہے تو پھر اس کے اعمال بھی قبول ہیں اور اگر عقیدہ صحیح نہیں ہے تو پھر کسی عمل صالح کی قبولیت کا کوئی امکان نہیں ہے اطمینان کیلئے مذکورہ مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۵۴)۔ و کذالك انزلناہ قرانا عربیا ۔۔۔ الآیۃ

قرآن کو عربی میں نازل کرنے کی حکمت

اس قسم کی ایک آیت سورہ یوسف کی آیت ۲ گزر چکی ہے۔ انا انزلناہ قرانا عربیا لعلکم تعقلون اور اسی مقام پر اس کی تشریح و تفسیر کی جا چکی ہے۔ لہذا اسی مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔ الغرض قرآن مبین میں (جو کہ ام الالسنہ ہے یعنی تمام زبانوں کی ماں یعنی اصل ہے) نازل کرنے اور اس میں مختلف طریقوں اسلوبوں سے وعید و تہدید کرنے کی غرض و غایت خلاق عالم نے دو چیزیں قرار دی ہیں۔ اول یہ کہ لوگ متقی و پرہیزگار بن جائیں۔ دوسرے یہ کہ زیادہ نہیں تو کم از کم ان کی نصیحت پذیری کے آثار تو نمودار ہو جائیں۔

۵۵)۔ ولا تعجل بالقرآن ۔۔۔ الآیۃ

وحی مکمل ہونے سے پہلے قرآن پڑھنے میں جلدی کرنے کی ممانعت

برادران اسلامی نے تو اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ "جبرائیل" جب وحی لے کر آتے تو آنحضرت قرآن ان کے پڑھنے کے ساتھ خود بھی پڑھنے لگتے کہ بھول نہ جاؤں اس کو پہلے منع فرمایا تھا۔ یہاں اور تسلی کر دی تھی کہ اس کا یاد رکھوانا اور لوگوں میں پہنچوانا ذمہ ہمارا ہے (موضح القرآن) یہ بات ہمارے نزدیک شان رسالت کے منافی ہے۔ ہمارے علامہ طبرسی نے مذکرہ بالا مفہوم نقل کرنے کے بعد دو مفہوم اور بیان کئے ہیں جو شان رسالت کے منافی نہیں ہیں۔ (۲) اگر کبھی وحی کے نزول میں تاخیر ہو جائے تو اس کے لئے جلدی نہ کیجئے۔ (۳) جب تک خالق اکبر کی طرف سے کسی حصہ قرآن کی مکمل تشریح نہ آ جائے اس حصہ کے لوگوں تک پہنچانے میں جلدی نہ کریں

Presented by Ziaraat.Com

۔ بہر حال پیغمبر اسلام کو تسلی دی جا رہی ہے کہ قرآن کا اتارنا اور اس کا پڑھانا خدا کے ذمہ ہے لہذا آپ کو اس سلسلہ میں کسی قسم کی جلدی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ارشاد قدرت ہے لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه و قرآنه فاذا قرانه فاتبع قرآنه ان علينا بيانه (قیامہ۔ ۱۶ تا ۱۹)

۵۶)۔ وقل رب زدنی علما ... الآیة

پیغمبر اسلامؐ کی اپنے علم میں اضافہ کی خدا سے دعا کرنا

پورے قرآن میں خدائے تعالیٰ کا اپنے محبوب پیغمبر کو صرف علم میں اضافہ کرنے کی دعا کی تعلیم و تلقین کرنا اور کسی اور چیز کے طلب کرنے کا حکم نہ دینا ایک تو اس بات کی نا قابل رد دلیل ہے۔ کہ خدا کے نزدیک علم سے بڑھ کر کوئی اور دولت نہیں ہے اور دوسری اس بات کی دلیل ہے کہ علم عطا کرنے والا خدا ہے جس کے فیض وجود کی کوئی حد نہیں ہے اور وہاں بخل کا نام نہیں ہے اور لینے والے مصطفیٰؐ ہیں جن کے دامن طلب میں کوئی تنگی اور کوتاہی نہیں ہے۔ لہذا اب تک دینے والا خدا برابر دے رہا ہے اور لینے والا لے رہا ہے (اصول کافی وصافی) لہذا یا دینے والا جانتا ہے کہ اس نے دیا کتنا؟ یا لینے والا جانتا ہے کہ اس نے لیا کتنا؟ کسی اور کو دخل اور معقولات دینے کی ضرورت کیا ہے؟

سرخدا کی عارف سالک بکس نگفت
در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید ؟

۵۷)۔ ولقد عهدنا الی آدم ... الآیة

آدمؑ کے ترک اولیٰ کا تذکرہ

ہم نے آدمؑ سے پہلے ہی عہد لے لیا تھا کہ اس درخت کے پاس نہ جانا مگر وہ بھول گئے اور ہم نے ان میں عزم و ثبات نہ پایا۔ بظاہر دونوں چیزیں عصمت انبیاء کے منافی نظر آتی ہیں۔ مگر ہم تفسیر کی پہلی جلد میں ص ۱۲۲ سے لے کر صفحہ ۱۲۶ تک عصمت آدم پر جس قدر ایرادات کئے گئے ہیں یا کئے جا سکتے ہیں ان سب کا تذکرہ کر کے ان کے مختصر مگر جامع اور مقنع جوابات سپرد قلم و قرطاس کر آئے ہیں اور ثابت کر آئے ہیں کہ وہ ترک اولیٰ تھا کوئی گناہ نہ تھا وہاں رجوع کیا جائے۔ اور جہاں تک انبیاء کے سہو و نسیان کا تعلق ہے۔ اس موضوع پر بقدر ضرورت ہم تفسیر کی پانچویں جلد کے آخر میں یعنی سورہ کہف ۷۳ قال لا تو اخذنی بما نسیت الآیة کی تفسیر میں تبصرہ کر چکے ہیں اطمینان قلب کی خاطر اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

Presented by Ziaraat.Com

آیات القرآن

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾
فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ
فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا
وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى
شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا
وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؗ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾
ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا
بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ
هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ
مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ
اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ
وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ
اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾

ترجمۃ الآیات

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ میں گر جاؤ

Presented by Ziaraat.Com

۔(چنانچہ) ابلیس کے سوا سب سجدے میں گر گئے (۱۱۶) سو ہم نے کہا اے آدمؑ! یہ آپ کا اور آپ کی زوجہ کا دشمن ہے یہ کہیں آپ دونوں کو جنت سے نکلوا نہ دے؟ ورنہ مشقت میں پڑ جائیں گے (۱۱۷) بیشک تم اس میں نہ کبھی بھوکے رہو گے اور نہ ننگے (۱۱۸) اور نہ یہاں پیاسے رہو گے اور نہ دھوپ کھاؤ گے (۱۱۹) پھر شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا (اور) کہا اے آدمؑ! کیا میں تمہیں بتاؤں ہمیشگی والا درخت اور نہ زائل ہونے والی سلطنت (۱۲۰) پس ان دونوں نے اس (درخت) میں سے کچھ کھایا۔ تو ان پر ان کے قابل ستر مقامات ظاہر ہو گئے اور وہ اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے اور آدمؑ نے اپنے پروردگار کے امر ارشادی) کی خلاف ورزی کی اور (اپنے مقصد میں) ناکام ہوئے (۱۲۱) اس کے بعد ان کے پروردگار نے انہیں برگزیدہ کیا (چنانچہ) ان کی توبہ قبول کی اور ہدایت بخشی (۱۲۲) فرمایا (اب) تم زمین پر اتر جاؤ ایک دوسرے کے دشمن ہو کر پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہو گا اور نہ بدبخت ہو گا (۱۲۳) اور جو کوئی میری یاد سے روگردانی کرے گا تو اس کے لئے تنگ زندگی ہو گی۔ اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا محشور کریں گے۔ (۱۲۴) وہ کہے گا اے میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کیوں محشور کیا ہے حالانکہ میں آنکھوں والا تھا؟ (۱۲۵) ارشاد ہو گا اسی طرح ہماری آیات تیرے پاس آئی تھیں اور تو نے انہیں بھلا دیا اسی طرح آج تجھے بھی بھلا دیا جائے گا اور نظر انداز کر دیا جائے گا (۱۲۶) اور جو کوئی حد سے تجاویز کرے اور اپنے پروردگار کی بات پر ایمان نہ لائے تو ہم اسے اسی طرح (دنیا میں) سزا دیتے ہیں اور آخرت کا عذاب تو اور بھی بڑا سخت اور پائیدار ہے (۱۲۷) کیا (اس بات سے بھی) انہیں ہدایت نہ ملی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی نسلیں (ان گناہوں کی پاداش میں) ہلاک کر دیں جن کے مکانوں میں (آج) یہ چلتے پھرتے ہیں بے شک اس میں صاحبان عقل کیلئے خدا کی قدرت کی بڑی نشانیاں ہیں (۱۲۸)

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

(۵۸)۔ واذقلنا للملآئکۃ اسجدوا ۔۔۔ الآیۃ

جناب آدمؑ اور ابلیس کا قصہ

یہ داستان قبل ازیں متعدد مقامات پر گزر چکی ہے جیسے سورہ بقرہ آیت ۳۴ سورہ اعراف آیت ۱۰ سورہ حجر آیت ۳۰ سورہ اسراء آیت ۲۱ اور سورہ کہف آیت ۵۱ وغیرہ لہذا ان مقامات کی طرف رجوع کیا جائے بالخصوص سورہ بقرہ میں بالتفصیل مذکور ہے۔

(۵۹)۔ ان لك الا تجوع ۔۔۔ الآیۃ

جناب آدمؑ کو خدا کی یاد دہانی

گویا خدائے رحیم و کریم نے جناب آدمؑ کو دو باتوں میں سے ایک بات کے اختیار کرنے کا اختیار دیا اور ہر بات کا نفع و نقصان بھی واضح کر دیا۔ اگر میری اطاعت کی اور شیطان کی بات نہ مانی۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو ہوگا اور یہ جنت جس میں نہ بھوک ہے نہ پیاس نہ برہنگی ہے اور نہ تنگی نہ بیماری اور نہ لاچاری نہ سردی اور نہ گرمی اور نہ کوئی رنج و ملال اور نہ موت بلکہ خوشحالی ہی خوشحالی ہے اور فارغ البالی ہی فارغ البالی ہے اور اگر شیطان کی بات مان لی۔ تو پھر جنت سے نکلنا پڑے گا اور اس دنیا میں جانا پڑے گا جس میں شدائد بھی ہیں اور مصائب بھی بیماریاں بھی ہیں اور لاچاریاں بھی مختلف پریشانیاں بھی ہیں اور لوگوں کی سرکشیاں بھی ہیں اور طغیانیاں بھی اور سب سے بڑھ کر موت۔ بایں ہمہ تحذیر و تقریر شیطان رجیم خدا کے نام کی جھوٹی قسمیں کھا کے جناب آدمؑ کو فریب دینے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس کی وجہ سے جناب آدمؑ کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ عیاں راچہ بیان کی مصداق ہیں۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس کی تفصیل سورہ بقرہ کی آیت ۳۴ تا ۳۸ کی تفسیر میں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

(۶۰)۔ فوسوس الیہ الشیطان ۔۔۔ الآیۃ

شیطان نے کس طرح جناب آدمؑ کے اندر وسوسہ ڈالا اور کن لطائف الحیل سے انہیں شجرہ ممنوعہ کا پھل کھانے پر آمادہ کیا۔ اسکی تفصیل سورہ بقرہ کے اندر مذکورہ بالا مقام پر گزر چکی ہے وہاں رجوع کیا جائے۔

(۶۱)۔ عصیٰ آدم ۔۔۔ الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

سورہ بقرہ کے مذکورہ بالا مقام پر عصیاں اور غوایت کی بھی کما حقہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ عصیاں کے معنی حکم عدولی کے ہیں۔ لہذا دیکھا جائے گا کہ وہ حکم کس قسم کا ہے۔ اگر وجوبی ہے تو اس کی خلاف ورزی گناہ ہوگی اور اگر وہ حکم ارشادی ہے تو اس کی خلاف ورزی ترک اولیٰ کہلائے گی۔ گناہ نہیں ہوگی۔ ہم نے وہاں ثابت کیا ہے کہ یہ امر ارشادی تھا۔ اس طرح غوایت کے ایک مشہور معنی گمراہی کے ہیں مگر اس کے دوسرے معنی ناکامی و نامرادی کے بھی ہیں کہ جب کوئی آدمی کسی مقصد کے حصول کی خاطر کوئی کام کرے اور وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے تو اسے بھی غوایت کہا جاتا یہاں غوایت کا لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ تفصیل پہلی جلد میں ملاحظہ کیجائے۔

(۲۶)۔ ثم اجتباہ ربہ فتاب۔۔۔الآیۃ

سورہ بقرہ کے مذکورہ بالا مقام پر اس بات کی بھی وضاحت کی جا چکی ہے کہ توبہ ہمیشہ گناہ پر ہی نہیں کی جاتی۔ بلکہ ترک مستحب بلکہ ترک اولی پر بھی کی جاتی ہے کیونکہ حسنات الابرار سیئات المقربین۔ اس سلسلہ میں بھی مذکورہ بالا مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۶۳)۔ من اعرض عن ذکری۔۔۔الآیۃ

یاد خدا سے روگردانی کرنے سے تنگ زندگی کا مفہوم

اس ارشاد خداوندی کہ ''جو کوئی میری یاد سے روگردانی کرے گا تو اس کے لئے تنگ زندگی ہوگی'' تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی روزی تنگ ہوگی اور تنگدستی میں مبتلا ہوگا اور یاد خدا کرنے والوں کی روزی فراخ ہوگی تا کہ یہ ایراد کیا جائے کہ مشاہدہ تو اسکے خلاف شاہد ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو یاد خدا سے غافل ہے وہ کروڑ پتی ہونا تو کجا اگر ہفت اکلیم کا مالک بھی ہو جائے تب بھی اسے سکون نفس اور اطمینان قلب نصیب نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ توکل اور قناعت کے مفہوم سے نا آشنا ہے۔ یہ آئے دن اخبارات میں بڑے دولتمندوں اور سرمایہ داروں کی خودکشی کی خبریں اس بات کی شاہد صادق ہیں۔ بخلاف یاد خدا منانے والوں کے کہ باوجود نان جویئنہ نہ رکھنے کے امن و اطمینان اور سکون نفس کی دولت سے ایسے مالا مال ہیں۔ تو یہ سب کچھ یاد خدا منانے اور توکل و قناعت کے مفہوم سے آشنائی کا ثمرہ ہے۔ ارشاد قدرت ہے۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ خبردار! خدا کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے

(۶۴)۔ و نحشرہ یوم القیامہ اعمیٰ۔۔۔الآیۃ

بعض مفسرین نے اس اندھے محشور ہونے کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ دلیل و برہان سے اندھا ہوگا۔ بعض

Presented by Ziaraat.Com

نے کہا کہ وہ جنت سے اندھا ہوگا وغیرہ۔لیکن یہ تاویل بالکل علیل ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اندھا پن یہاں اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے جیسا کہ آیت میں بیان کردہ سوال و جواب سے واضح و آشکار ہے۔ اور یہی بات احادیث سے بھی ثابت ہے۔اس کی تاویل کرنے کی ہرگز کوئی ضرورت نہیں ہے۔اور یہ اللہ کی یاد سے غفلت برتنے کی دوسری سزا ہے کہ تجھے اندھا محشور کیا گیا اور بالکل نظرانداز کر دیا گیا۔

۶۵)۔ کذالك نجزی ۔۔۔ الآیة

قانون مکافات عمل کا بیان

یہ بات طے شدہ ہے کہ الدنیا مذرعة الاخرة کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے ہر شخص جو کچھ یہاں بو کر جاتا ہے وہی فصل وہاں جا کر کاٹتا ہے از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جوز جو لہذا جو شخص یہاں ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا وہ وہاں جنت کی صورت میں اس کی جزا پائے گا اور جو کفر و عصیاں کرے گا اور حدود بندگی سے تجاوز و عدوان کرے گا یعنی آیات الہیہ پر ایمان نہیں لائے گا اور حدود الہیہ سے تجاوز کرے گا اس کیلئے آخرت کا عذاب بڑا سخت اور بڑا دیرپا ہے۔

۶۶)۔ افلم یهدیهم ۔۔۔ الآیة

کفار مکہ اور مشرکین عرب کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ جو قومیں اپنے کفر و عصیاں اور سرکشی و طغیاں کی پاداش میں حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا دی گئی ہیں جیسے قوم نوح ولوط اور عاد و ثمود وغیرہ جنکے مکانات پر آج یہ لوگ چل پھر رہے ہیں۔

کیا ان واقعات و حادثات نے بھی ان کیلئے سرمایہ ہدایت فراہم نہیں کیا؟ اور انہیں خواب غفلت سے نہیں جگایا؟۔۔کہ جب یہ انہی ہلاک شدہ قوموں جیسے کام کر رہے ہیں تو ان کا انجام بھی انہی جیسا ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی عقل کا اندھا عبرت حاصل نہ کرے تو اس کی مرضی ورنہ صاحبان عقل و خرد کیلئے ان سانحات میں بڑا سامان عبرت موجود ہے۔

آیات القرآن

وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾ فَاصۡبِرۡ
عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ

Presented by Ziaraat.Com

غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿١٣٠﴾
وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿١٣١﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ
بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۭ لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ۭ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۭ
وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ
بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ
لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ
نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ
اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿١٣٥﴾

ترجمۃ الآیات

اور (اے رسولؐ) اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک بات طے نہ کر دی گئی ہوتی اور ایک (مہلت کی) مدت معین نہ ہو چکی ہوتی تو (عذاب) لازمی طور پر آ چکا ہوتا (١٢٩) سو آپ ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے اور رات کے اوقات میں بھی اور دن کے اول و آخر میں اپنے پروردگار کی حمد و ثناء کے ساتھ تسبیح کیجئے تاکہ آپ راضی ہو جائیں (١٣٠) اور جو کچھ ہم نے مختلف لوگوں کو آزمائش کیلئے دنیا کی زیب و زینت اور آرائش دے رکھی ہے اس کی طرف نگاہیں اٹھا کر بھی نہ دیکھیں اور آپ کے پروردگار کا دیا ہوا رزق بہتر ہے اور زیادہ پائیدار ہے (١٣١) اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس پر قائم و برقرار رہیں ہم آپ سے روزی طلب نہیں کرتے ۔ ہم تو خود آپ کو روزی دیتے ہیں اور انجام بخیر تو پرہیزگاری کا ہی ہے (١٣٢) اور یہ لوگ (اہل مکہ) کہتے ہیں کہ (رسول) ہمارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی (معجزہ) کیوں نہیں لاتے ۔ کیا ان کے پاس اگلی کتابوں کا کھلا ہوا ثبوت نہیں آیا

Presented by Ziaraat.Com

؟ (۱۳۳) اور اگر ہم اس (رسول) سے پہلے انہیں عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ کہتے اے ہمارے پروردگار! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا؟ کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیری آیتوں کی پیروی کرتے (۱۳۴) آپ کہہ دیجئے! کہ ہر ایک اپنے (انجام کا) انتظار کر رہا ہے سو تم بھی انتظار کرو۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ سیدھی راہ والے کون ہیں؟ اور ہدایت یافتہ کون ہیں؟ (۱۳۵)

تفسیر الآیات

۶۷۔ ولولا کلمہ سبقت...الآیۃ

عذاب استیصال کے نازل نہ ہونے کی وجہ؟

باوجودیکہ یہ امت ان تمام برے اعمال کا ارتکاب کر رہی ہے جنکی وجہ سے سابقہ امتوں پر عذاب نازل ہوتا رہا ہے مگر پھر بھی اس پر عذاب نازل نہیں ہو رہا۔ تو اس کی ایک وجہ تو خدا کا قانون مہلت ہے کہ وہ عذاب کے نازل کرنے میں جلدی نہیں کرتا اور دوسری وجہ جو حقیقی وجہ ہے وہ یہ کہ رحمۃ للعالمین کی برکت و کرامت سے ان کی امت پر مجموعی اور استیصالی عذاب نازل نہیں کرتا۔ اور قیامت تک ان کو مہلت دے دی ہے ورنہ کب کا عذاب نازل ہو چکا ہوتا۔ وما کان اللہ معذبھم وانت فیھم۔

۶۸۔ فاصبر علی مایقولون...الآیۃ

لوگوں کی زیادتیوں پر پیغمبر اسلامؐ کو صبر کا حکم دیا جاتا ہے

تاریخ شاہد ہے کہ کفار و مشرکین پیغمبر اسلام کو مختلف توہین آمیز ناموں سے یاد کرتے تھے جیسے ساحر، شاعر، مفتری اور مجنون وغیرہ وغیرہ۔ تو خداوند عالم آنحضرت کو اس پر صبر و ضبط کرنے کا حکم دے رہا ہے لان من صبر انتصر جو صبر کرتا ہے وہ مظفر و منصور ہوتا ہے اور الصبر مفتاح الفرج صبر کشائش کی کنجی ہے۔ اور صبر کرنا عزائم امور میں سے ہے۔ بقول شاعر

قیل ان الالہ ذوولد و قیل ان لرسول قد کھنا

اذا مانجی اللہ والرسول معافکیف انا

لوگ کسی کو بھی معاف نہیں کرتے
نہ نبیوں کو ،نہ اماموں کو ، نہ خود خدا کو
غالبؔ برا نہ مان جو واعظ برا کہے
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے ؟

(۶۸)۔ وسبح بحمد ربك ...الآية

ان اوقات مخصوصہ میں تسبیح کرنے سے کیا مراد ہے

اکثر مفسرین اسلام نے اس سے نماز پنجگانہ اپنے مقررہ اوقات پر پڑھنا مراد لیا ہے

(۱)۔ چنانچہ طلوع آفتاب سے پہلے سے نماز صبح مراد ہے۔

(۲)۔ اور غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر مراد ہے۔

(۳،۴) اور رات کے اوقات سے مغرب وعشاء کی نمازیں مراد ہیں۔

(۵) اور دن کے دونوں کناروں سے نماز ظہر مراد ہے جو دن کے پہلے حصہ کے آخری کنارے اور دوسرے حصہ کے ابتدائی کنارہ پر پڑھی جاتی ہے۔

نیز غروب آفتاب سے پہلے میں ظہر وعصر دونوں کو داخل کیا جا سکتا ہے جس طرح کہ دن اور رات کے دونوں کناروں سے نماز صبح ومغرب بھی مراد لی جاسکتی ہے۔اس طرح یہ تکرار وتاکید اور ادبی تفنن تعبیر پر محمول کی جائے گی۔اور بعید نہیں ہے کہ اس تسبیح سے مراد یہی تسبیحات اربعہ سبحان الله ،والحمد لله ، و لا اله الا الله والله اکبر وغیرہ مراد ہوں۔اور اس سے مراد ہر حالت میں خدا کی یاد کرنا مقصود ہو۔ بناء بریں یہ آیت قرآن مجید کی ایک دوسری آیت کی مانند ہوگئی جس میں۔

خدا نے اپنے خاص بندوں کی یہ علامت بیان کی ہے کہ الذین یذ کرون الله قیاما وقعو داو علی جنو بهم (آل عمران۔۱۹۱) کہ وہ اٹھتے، بیٹھتے اور اپنے پہلوؤں پر لیٹے ہوئے خدا کا ذکر کرتے ہیں اس مفہوم کی تائید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی اس روایت سے ہوتی ہے جو اسی آیت کی تفسیر میں وارد ہے۔ فرمایا کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے دس دس بار یہ تسبیح پڑھے لا اله الا الله وحده لا شريك له ,له الملك وله الحمد يحي ويميت وهو حی لا يموت بيده الخير و هو علی كل شئی قدير (نورالثقلین)۔

Presented by Ziaraat.Com

۶۹)۔ لا تمدن عینیك ۔۔۔ الآیة

اس آیت کی شان نزول

ابورافع بیان کرتے ہیں کہ ایک بار پیغمبر اسلامؐ کے ہاں کچھ مہمان آئے اور آپ نے مجھے ایک یہودی کے پاس یکم رجب تک ادھار پر کچھ آٹا وغیرہ لینے کیلئے بھیجا۔ چنانچہ میں گیا یہودی سے بات کی۔ مگر اس نے ادھار دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ گروی کے بغیر ادھار نہیں دوں گا۔ میں بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوا۔ ماجرا بیان کیا تو آپ کو دکھ ہوا اور فرمایا اگر وہ مجھے ادھار دے دیتا تو یقینا میں ادا کر دیتا۔ کیونکہ میں آسمان پر بھی امین ہوں اور زمین پر بھی۔ بعد ازاں اپنی زرہ گروی رکھنے کیلئے میرے حوالہ کی تو خدا نے اس کی تسلی کیلئے یہ آیت نازل فرمائی (تفسیر طبری مجمع البیان)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس وقت حضرت رسول خدا لیٹے ہوئے تھے آپ سیدھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا۔

من لم یتعز بعزاء اللہ لقطعت نفسه حسرات علی الدنیا ومن یتبع بصره مافی ایدی الناس یطل حزنه، ولا یشفی غیظه، ومن لم یر اللہ علیه نعمة الافی مطعمه و مشربه نقص علمه و دنی عذابه۔ جو اللہ کی دی ہوئی تسلی سے دلاسا حاصل نہ کرے اس کا دنیا پر رنج و ملال سے کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور جس کی نگاہ اس کے درپے رہے گی جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے تو اس کا حزن و غم طویل ہوگا اور اس کا غصہ کبھی فرو نہیں ہوگا۔ اور جو اللہ کی نعمت کا تصور صرف کھانے اور پینے کی چیزوں تک محدود سمجھتا ہو تو اس کا علم ناقص ہوگا اور عذاب اس کے قریب ہوگا (ایضا) یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کبھی دنیاداروں اور سرمایہ داروں کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے اور اپنے خود اختیاری فقر و فاقہ میں مگن رہتے تھے اور جب دنیادار لوگ اپنے مال و دولت کی کثرت و فراوانی پر فخر و مباہات کرتے تھے تو آپ الفقر فخری کہہ کر اپنے فقر و فاقہ پر فخر و ناز کرتے تھے۔ اور وہ جانتے تھے کہ رزق ربک خیر وابقی۔ کہ اللہ کا رزق بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

۷۰)۔ وامر اهلك بالصلوة ۔۔۔ الآیة

اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دینا

اس اختلاف سے قطع نظر کہ یہ حکم خصوصی طور پر آنحضرت کو ہے یا یہ حکم عام ہے کہ سب اہل ایمان کو خود

Presented by Ziaraat.Com

بھی نماز پڑھنی چاہئے اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس کے پڑھنے کا حکم دینا چاہئے۔ بہر حال اس حکم کی تکمیل کرنا آپ کے لئے انسب واولیٰ ہے حالانکہ آنحضرت کے اہلبیت تو عصمت وطہارت اور عبادت واطاعت الٰہی کا وہ پیکر ہیں جن کیلئے اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

آنحضرت کا نو ماہ تک نماز کے وقت علی و بتول علیہما السلام کے دروازہ پر جانا اور آیت تطہیر کا پڑھنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کے نزول کے بعد کم وبیش نو ماہ تک ہر نماز کے وقت علی و بتول علیہما السلام کے دروازہ پر تشریف لے جاتے اور فرماتے الصلوۃ رحمکم اللہ بعد ازاں آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا۔ (تفسیر درمنشور، رازی، مجمع البیان وغیرہ)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا امرہ اللہ ان یخص اھلہ دون الناس لیعلم الناس ان لا ھلہ عند اللہ منزلۃ لیست للناس فامر ھم مع الناس عامۃ ثم امر ھم خاصہ (مجمع البیان)

خداوند عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ خاص طور پر اپنے اہلبیت کو نماز کا خصوصی حکم دیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اہلبیت کو خدا کے نزدیک وہ منزلت ومقام حاصل ہے جو دوسرے لوگوں کو نہیں اس لئے ان کو عام لوگوں کے ساتھ پہلے عمومی حکم دیا پھر خصوصی حکم دیا۔

ایضاح

چونکہ سورہ طٰہٰ مکی ہے۔ اور علی وبتول کی شادی ہجرت کے بعد مدینہ میں ہوئی ہے لہذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ آیت مدنی ہے جو مکی سورہ میں درج ہوگئی ہے یا پھر دوبارہ نازل ہوئی ہے۔ فتدبر

۷۱)۔ وقالو الولا یاتینا ۔۔۔ الایۃ

کفار کا ایراد اور اس کا جواب

باوجودیکہ پیغمبر اسلام نے اپنی صداقت پر متعدد معجزات پیش کئے جن میں سے قرآن آپ کا سب سے بڑا معجزہ خالدہ تھا۔ مگر اس کے باوجود کفار قریش کا یہ کہنا کہ رسول اپنے پروردگار کی طرف سے ہمارے پاس

Presented by Ziaraat.Com

کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے؟ اس لئے ان کا مدعا اپنے فرمائشی معجزے ہیں جو دھاندلی یا مذاق کے طور پر فرمائش کرتے تھے۔ ان کے اس ناجائز مطالبہ کی رد کرتے ہوئے خدائے حکیم فرما رہا ہے کہ اگر یہ لوگ ایمان لانا چاہتے تو جو کچھ سابقہ آسمانی صحیفوں جیسے توراۃ وانجیل وغیرہ میں پیغمبر اسلام کی تشریف آوری اور انکی خصوصی علامات کے بارے میں واضح بیانات موجود ہیں کیا وہ کافی ووافی نہ تھے؟ یا کیا انہوں نے آسمانی کتابوں میں نہیں پڑھا کہ اگر فرمائشی معجزہ دکھایا جائے تو پھر جو ایمان نہ لائے وہ خدا کے عذاب سے نہیں بچ سکتا۔ اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ جو کچھ سابقہ آسمانی کتابوں میں ہے قرآن اس کی توضیح وتشریح ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے اس لئے عذر اور بہانے تلاش کر رہے ہیں کیونکہ خوئے بدرا بہانہ بسیار مخفی نہ رہے کہ اس قسم کی بعض آیات سورۃ بقرہ آیت ۱۱۸ اور سورہ یونس آیت ۲۰ وغیرہ کے مختلف مقامات پر مع تفسیر گزر چکی ہیں۔

۷۲)۔ ولو انا اھلکنھم ۔۔۔الآیۃ

خدا اتمام حجت کے بغیر عذاب نازل نہیں کرتا

یہ بات طے شدہ ہے کہ جب تک حجت تمام نہ ہو جائے تب تک خدائے عادل وعلیم کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ اور اس نے لوگوں کی ناقدری کے باوجود انبیاء مرسلین اسی اتمام حجت کے مقصد کیلئے بھیجے ہیں (رسلا مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل (نساء ۱۶۵)
میں نے مبشر ومنذر بنا کر رسول بھیجے تا کہ ان کے آجانے کے بعد لوگوں پر حجت تمام ہو جائے اس لئے فرما رہا ہے کہ اگر ہم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیجنے یا قرآن مجید کے نازل کرنے سے پہلے ان لوگوں کو ہلاک و برباد کر دیتے تو یہی لوگ کہتے۔ اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف نہ کوئی رسول بھیجا تا کہ ہم ذلیل ورسوا ہونے سے بچ جاتے اور تیری آیات کی پیروی کر کے کامیاب وکامران ہوتے۔ لہذا آنحضرت کو بھیج کر اور قرآن نازل کر کے حجت تمام کر دی گئی ہے تا کہ کوئی بہانہ نہ بنا سکے اور کوئی عذر پیش نہ کر سکے۔ قل فللہ الحجہ البالغہ۔

۷۳)۔ قل کل متربص ۔۔۔ الایۃ

ہر جماعت، ہر گروہ اور ہر شخص اپنے انجام کا انتظار کر رہا ہے۔ اہل اسلام، اسلام کے غلبہ اور اس کی فتح و فیروزی کا انتظار کر رہے ہیں اور کفار اسلام کے مٹنے اور مسلمانوں کے خاتمہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور جو اہل ایمان ہیں وہ جناب عیسیٰؑ کے نزول اور فخر عیسیٰؑ حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ظہور موفور السرور کا

Presented by Ziaraat.Com

انتظار کر رہے ہیں۔

انهم يرونه بعيدا ونراه قريبا۔ عنقریب معلوم ہوجائے گا کہ سیدھی راہ پر چلنے والے کون ہیں؟ اور گمراہ کون ہیں اور ہدایت یافتہ کون ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا! والله نحن السبيل الذی امر کم الله بأتبا عه و نحن والله الصراط المستقيم ونحن والله الذين امر الله بطاعتهم۔ بخدا ہم ہی وہ راستہ ہیں جس پر چلنے کا خدا نے تمہیں حکم دیا ہے۔ اور ہم ہی صراط مستقیم ہیں۔ اور بخدا ہم ہی وہ ہستیاں ہیں جن کی پیروی کا خدا نے تمہیں حکم دیا ہے (تفسیر قمی)

آج بتاریخ 29 جولائی 2002ء بمطابق 18 جمادی الاولی بروز سوموار 3 بجے دن سورۃ طہٰ کی تفسیر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی اور اس کے ساتھ سولھواں پارہ بھی ختم ہوگیا

والحمدللہ رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا ونبینا محمد وآلہ الطاھرین

وآنا الاحقر محمد حسین النجفی بقلمہ

Presented by Ziaraat.Com

سورۃ الانبیاء کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

چونکہ اس سورہ مبارکہ میں بہت سے انبیاء کا تذکرہ کیا گیا ہے اس لئے اس کا نام سورۃ الانبیاء رکھا گیا ہے۔

عہد نزول:

اس سورہ کے مضامین اور انداز بیان سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکی زندگی کے اواخر میں نازل ہوئی ہے۔ سورہ انبیاء مکی ہے اس کی ۱۱۲ آیتیں اور ۷ رکوع ہیں۔

اس سورہ کے مضامین و موضوعات کی اجمالی فہرست

(۱)۔ قرآن کا حادث ہونا۔

(۲)۔ اہل ذکر سے سوال کرنے کا حکم

(۳)۔ کفار مکہ کے اس زعم باطل کا دلائل سے ابطال کہ کوئی بشر رسول نہیں ہوسکتا۔

(۴)۔ تکوینی اور عقلی دلیلوں سے توحید کا اثبات۔

(۵)۔ خدا کے فعال کا عبث نہ ہونے بلکہ مبنی بر حکمت ہونے کا تذکرہ

(۶)۔ آنحضرت اور قرآن پر کفار کے مختلف مگر بودے ایرادات اور ان کے جوابات۔

(۷)۔ حق و باطل کی کشمکش میں حق کے غالب آنے اور باطل کے مٹ جانے کا بیان۔

(۸)۔ توحید، نبوت اور معاد کے بارے میں کفار کے بعض شبہات اور ان کے جوابات۔

(۹)۔ فرشتوں کے بارے میں کفار کے خیالات کا ابطال اور ان کے اوصاف کا بیان۔

(۱۰)۔ چند انبیاء علیہم السلام کی مقدس سیرتوں کا تذکرہ۔

(۱۱)۔ برہان تمانع سے توحید پروردگار کا اثبات۔

(۱۲)۔ توحید پروردگار تمام انبیاء اکرام کا پیغام ہے۔

(۱۳)۔ ہر جاندار کی زندگی کا دارومدار پانی پر ہے۔

(۱۴)۔ کفار کے اس نظریہ کی رد کہ زندگی صرف چند روزہ کھیل ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱۵) ہر متنفس نے موت کا ذائقہ ضرورت چکھنا ہے۔

(۱۶) جناب خلیل خدا کا آتش نمرود میں جھونکا جانا اور اس کا ٹھنڈا ہو جانا۔

(۱۸) یاجوج وماجوج کا تذکرہ

(۱۹) کفار کی اس غلط فہمی کا ازالہ کہ ان کی تکذیب کے باوجود عذاب کا نہ آنا آپ کے نبی نہ ہونے کی دلیل ہے۔

(۲۰) اس حقیقت کا بیان کہ اخروی فوز وفلاح اور کامیابی کا دارومدار دین اسلام کی مقدس تعلیمات پر عمل کرنے پر ہے

(۲۱) عظمت قرآن کا تذکرہ

(۲۲) پیغمبر اسلام کے رحمۃ للعالمین ہونے کا بیان وغیرہ وغیرہ

اس سورہ کی فضیلت اور اس کی تلاوت کرنے کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔فرمایا جو شخص سورۃ انبیاء کی تلاوت کرے گا تو محشر کے دن خدا اس کا حساب آسانی سے لے گا اور وہ تمام انبیاء اس سے مصافحہ کریں گے جن کا قرآن میں تذکرہ کیا گیا ہے (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص اس سورہ سے محبت کرتے ہوئے اس کی تلاوت کرے وہ جنت الفردوس میں نبیوں کے ہمراہ ہوگا۔ اور دنیاوی زندگی میں لوگوں کی نگاہوں میں اس کا رعب ہوگا۔(نور الثقلین)

۳۔ جس شخص کو تفکرات اور بیماری وغیرہ کی وجہ سے تسکین نہ آتی ہو وہ اسے سورہ کو لکھ کر اپنی کمر سے باندھ کر سو جائے باذن اللہ وہ اس پریشانی سے نجات پائے گا (البرہان)

۴۔ اور اگر اسے ہرن کی جھلی پر لکھی کر اور اپنی کمر سے باندھ کر سو جائے جو عالم خواب میں عجائبات دیکھے گا (ایضا) واللہ العالم

Presented by Ziaraat.Com

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمۡ وَ ہُمۡ فِیۡ
غَفۡلَۃٍ مُّعۡرِضُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ ذِکۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہِمۡ مُّحۡدَثٍ اِلَّا
اسۡتَمَعُوۡہُ وَ ہُمۡ یَلۡعَبُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ لَاہِیَۃً قُلُوۡبُہُمۡ ؕ وَ اَسَرُّوا النَّجۡوَی ٭ۖ
الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ٭ۖ ہَلۡ ہٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ ۚ اَفَتَاۡتُوۡنَ السِّحۡرَ وَ اَنۡتُمۡ
تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۳﴾ قٰلَ رَبِّیۡ یَعۡلَمُ الۡقَوۡلَ فِی السَّمَآءِ
وَ الۡاَرۡضِ ۫ وَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۴﴾ بَلۡ قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍۭ بَلِ
افۡتَرٰىہُ بَلۡ ہُوَ شَاعِرٌ ۚۖ فَلۡیَاۡتِنَا بِاٰیَۃٍ کَمَاۤ اُرۡسِلَ الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۵﴾ مَاۤ
اٰمَنَتۡ قَبۡلَہُمۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اَہۡلَکۡنٰہَا ۚ اَفَہُمۡ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۶﴾ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا
قَبۡلَکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا
تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷﴾ وَ مَا جَعَلۡنٰہُمۡ جَسَدًا لَّا یَاۡکُلُوۡنَ الطَّعَامَ وَ مَا کَانُوۡا
خٰلِدِیۡنَ ﴿۸﴾ ثُمَّ صَدَقۡنٰہُمُ الۡوَعۡدَ فَاَنۡجَیۡنٰہُمۡ وَ مَنۡ نَّشَآءُ وَ اَہۡلَکۡنَا
الۡمُسۡرِفِیۡنَ ﴿۹﴾ لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ کِتٰبًا فِیۡہِ ذِکۡرُکُمۡ ؕ اَفَلَا
تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰﴾

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔لوگوں کے حساب
کتاب (کا وقت) قریب آ گیا ہے اور وہ غفلت میں پڑے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔(۱)ان
کے پروردگار کی طرف سے کوئی نئی یاد دہانی ان کے پاس آتی ہے۔تو وہ اسے کھیل کود میں لگے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے سنتے ہیں۔(۲)ان کے دل بالکل غافل ہیں اور یہ ظالم چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ شخص (رسول) اس کے سوا کیا ہے؟ تمہاری ہی طرح کا ایک بشر ہے کیا تم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے (اورسوجھ بوجھ رکھتے ہوئے) جادو (کی بات) سنتے جاؤ گے؟(۳)(پیغمبر اسلامؐ) نے کہا کہ میرا پروردگار آسمان اور زمین کی ہر بات کو جانتا ہے (کیونکہ) وہ بڑا سننے والا (اور) بڑا جاننے والا ہے(۴) بلکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) خوابہائے پریشان ہیں (نہیں) بلکہ یہ اس نے خود گھڑ لیا ہے۔ بلکہ وہ تو ایک شاعر ہے (اور اگر ایسا نہیں ہے) تو پھر ہمارے پاس کوئی معجزہ لائے جس طرح پہلے رسول (معجزات کے ساتھ) بھیجے گئے تھے(۵) ان سے پہلے کوئی بستی بھی جسے ہم نے ہلاک کیا وہ تو ایمان لائی نہیں تو کیا یہ ایمان لائیں گے؟(۶)(اے رسول) اور ہم نے آپ سے پہلے بھی مردوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا تھا جن کی طرف وحی کیا کرتے تھے۔ اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو(۷) اور ہم نے ان رسولوں کو کبھی ایسے جسم کا نہیں بنایا کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ ہمیشہ زندہ رہنے والے تھے(۸) پھر ہم نے ان سے جو وعدہ کیا تھا اسے سچا کر دکھایا(۹) پس نجات دی جن کو ہم نے چاہا اور زیادتی کرنے والوں کو ہلاک کر دیا بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟(۱۰)

تشریح الالفاظ

(۱)النجوىٰ نجویٰ کے معنی رازونیاز کی بات ہے۔(۲)اصغاث أحلام اضغاث ضغث کی جمع ہے جس کے معنی گفتگو کو غلط ملط کرنے کے ہیں اور احلام حلم کی جمع ہے جس کے معنی خواب کے ہیں اور ڈراؤنے خواب جو بیان نہ ہو سکیں۔(۲)۔المسرفین۔ یہ اسراف سے مشتق ہے جس کے معنی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۱) اقترب للناس حسابھم ... الآیات

قیامت کے قریب ہونے کا مطلب

یہاں حساب کتاب سے مراد قیامت ہے کیونکہ انسان کے تمام اقوال و اعمال کا مکمل حساب و کتاب قیامت کو ہی ہوگا۔ تو گویا یہ آیت جس میں خداوند عالم فرماتا ہے اقتربت الساعۃ و انشق القمر قیامت بالکل قریب آ گئی ہے چاند شق ہو گیا ہے۔

باوجود یہ کہ عرصہ دراز گزر گیا اور ہنوز قیامت نہیں آئی اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کے آنے میں ابھی کتنی دیر اور لگے گی؟ مگر پھر بھی اسے ''قریب'' کہا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یقینا آنے والی ہے اور یہ حقیقت نا قابل انکار ہے کہ ع

غیر بعید کل ماھو آت یعنی

جو چیز یقینا آنے والی ہے وہ بعید نہیں ہے بلکہ بالکل قریب ہے اور اس کے یقینی الوقوع ہونے کی وجہ ہی سے اس مطلب کو صیغہ ماضی سے تعبیر کیا گیا ہے اور دیگر اشراط الساعۃ یعنی قرب قیامت کی دوسری علامتوں کے علاوہ ایک علامت پیغمبر اسلام کی بعثت بھی ہے جو فرماتے ہیں بعثت انا و الساعۃ کھا تین کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں یعنی میں ایسے وقت پر مبعوث ہوا ہوں کہ اب میرے بعد قیامت ہی آئے گی کوئی نیا نبی درمیان میں نہیں آئے گا۔ (مجمع البیان)

اس کے باوجود لوگ خواب غفلت میں سوئے ہوئے ہیں کہ انہیں آخرت اور اس کے حساب و کتاب اور اس کی جزا و سزا کی کوئی فکر نہیں اور ادھر کوئی توجہ ہی نہیں ہے۔ جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں الناس نیام اذا ماتو افانتبھو الوگ خواب غفلت میں سوئے ہوئے ہیں۔ جب مریں گے تو پھر جاگیں گے (نہج االبلاغہ) لیکن اس وقت کا جاگنا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ نیز فرماتے ہیں حاسبو اانفسکم قبل ان تحاسبو ا۔ اپنے نفوس کا خود حساب کتاب کرلو۔ قبل اس کے کہ تمہارا حساب لیا جائے۔ (ایضا)۔ نیز فرمایا الیوم عمل ولا حساب و غداً حساب ولا عمل۔ آج عمل ہی عمل ہے کوئی حساب نہیں ہے اور کل حساب کا دن ہوگا اور کوئی عمل نہ ہوگا۔ (ایضا)

Presented by Ziaraat.Com

۲) ما یاتیھم من ذکر ۔۔۔الآیة

قرآن قدیم نہیں ہے

یہاں بالاتفاق ذکر سے مراد قرآن مجید ہے جیسا کہ خداوند عالم نے بار بار قرآن کو ذکر کہا ہے جیسے ۔ انانحن نزلنا الذکر و اناله لحافظون (حجر۹) کہ ہم نے ہی ذکر یعنی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں ۔ وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس مانزل الیھم (نحل ۔۴۴) ہم نے آپ کی طرف ذکر یعنی قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو کھول کر بتائیں کہ ان کی طرف کیا نازل کیا گیا ہے ۔اس آیت نے قرآن کو حادث کہا ہے ”وفی ھذہ الایة دلالة علی ان القرآن محدث ہے۔آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن حادث ہے۔(تفسیر بتیان)

قدیم ہونا اللہ کی وہ صفت خاص ہے کہ کوئی چیز اس میں اس کی شریک نہیں ہے قرآن آیت آیت اور سورہ سورہ ہو کر حالات وواقعات کے مطابق نازل ہوا ہے۔حضرت امام رضا علیہ السلام نے بھی اس آیت کے ساتھ قرآن کے حادث ہونے پر استدلال کیا ہے (احتجاج طبرسی) مخفی نہ رہے کہ کھیل کود میں رہتے ہوئے قرآن سننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسے اس طرح توجہ اور سنجیدگی کے ساتھ نہیں سنتے جس طرح کلام اللہ کو سننا چاہئے ۔ بلکہ وہ آیات الہیہ کا مذاق اڑاتے ہیں ۔

۳)۔واسر وا النجوی الذین ظلموا ۔۔۔الآیة

اسروا کی واو ضمیر جمع سے بدل ہے اور ایک لغت کی بناء پر اسروا کا فاعل ہے ۔مطلب یہ ہے کہ ظالم لوگ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہوئے دو باتیں کہتے ہیں ایک یہ کہ یہ پیغمبر تو بالکل تمہارے جیسا بشر ہے ۔اور یہ کہ اس کے کلام میں جو تاثیر ہے یہ جادو کا اثر ہے تو کیا تم جان بوجھ کر اپنے جیسے آدمی کے جادو کے چکر میں پڑتے ہو؟

کفار کے انکار کے وجوہ؟

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ کفار قریش کے ایمان نہ لانے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی ایمان لانے سے منع کرنے کے دو سبب تھے۔ایک یہ کہ پیغمبرؐ تو انہیں کی طرح ایک انسان ہیں ۔جبکہ ان کے خیال محال کے مطابق پیغمبر کو کوئی فرشتہ ہونا چاہئے اور دوسرے یہ کہ ان کے کلام میں جو تاثیر ہے یا یہ معجزہ کے نام سے جو کچھ یہ پیش کر رہے ہیں یہ معجزہ نہیں بلکہ جادو ہے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ باوجود اپنے انتہائی تعصب اور بغض اور عناد

Presented by Ziaraat.Com

کے یہ مانتے تھے کہ پیغمبر اسلام کی ذات اور ان کی تعلیم میں یقینا تاثیر اور کشش پائی جاتی ہے۔ البتہ وہ اس تاثیر کو آپ کی سیرت و کردار کی بلندی اور آپ کی پاکیزہ تعلیم و تلقین کی تاثیر یعنی حق کی تاثیر ماننے کیلئے تیار نہ تھے۔ لہذا وہ اپنے دل کو خوش رکھنے کیلئے اور دوسرے لوگوں کو طفل تسلیاں دینے کیلئے کہتے تھے کہ یہ جادو کی تاثیر ہے اور یہ اسی کا اثر و نفوذ ہے۔ ع

دل کو خوش رکھنے کی خاطر یہ خیال اچھا ہے۔

سچ ہے۔

شجر ہے فرقہ آرائی تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے جو جنت سے نکلواتا ہے آدمؑ کو

۴)۔ قال ربی یعلم القول...الآیۃ

کفار کے خرافات اور ان کا جواب

یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ ایک سرکش اور گمراہ انسان کیلئے حقیقت کا اقرار و اعتراف کرنے سے زیادہ مشکل اور کوئی بات نہیں ہوتی۔ لہذا وہ مختلف حیلے بہانے بنا تا ہے اور حق سے فرار کی راہیں تلاش کرتا ہے۔ مگر حقیقت بھی چونکہ حقیقت ہوتی ہے وہ بھی اپنے آپ کو منوائے بغیر نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ کفار کی بد حواسی اور حیرانگی کا یہ عالم ہے کہ قرآن اور تعلیم اسلام کو کبھی شعر و شاعری کہتے ہیں، کبھی سحر و ساحری کہتے ہیں اور کبھی افتراء پردازی اور کبھی من گھڑت داستان کہتے ہیں اور اس طرح ہر لحظہ اپنا رویہ بدل رہے ہیں اور یہ کسی ایک بات پر اتفاق نہیں کرتے گویا زبان حال سے کہہ رہے ہیں۔

کبھی گرتا ہوں مینا پر ، کبھی جھکتا ہوں ساغر
پر میری بے ہوشیوں سے ہوش ساقی کے بکھرتے ہیں

اور ایک روایت میں ہے کہ کفار قریش اپنے دار الندوہ میں اکٹھے ہوتے تھے اور یہ ساری بھانتوں بھانت کی باتیں ہوتی تھیں۔ (ابن ہشام)

بہر حال ان سب خرافات کے جواب میں خلق عظیم کا مالک صرف یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار ہر اس بات کو جانتا ہے جو آسمان و زمین میں کہی جائے کیونکہ وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ یعنی تمہاری خفیہ اور علانیہ باتوں جھوٹے پراپیگنڈوں کو سن رہا ہے اور تمہاری مذبوحی حرکتوں کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہی قادر مطلق اپنی قدرت کاملہ تمہارے تمام حربوں کو ناکام بنائے گا مجھے ترکی بترکی جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۵)۔ فلیاتنا بآیه...الآیة

کفار کا ایک اور مطالبہ اور اس کا جواب

کفار کا ایک مطالبہ یا اعتراض یہ بھی تھا اگر آپ واقعی پیغمبرؐ ہیں تو پھر ہمارے پاس کوئی ایسا معجزہ کیوں نہیں لاتے جیسے سابقہ انبیاء لاتے تھے جیسے جناب صالحؑ کا ناقہ اور موسیٰؑ کا عصا وغیرہ وغیرہ۔ اس کا جواب دیا جارہا ہے کہ سابقہ انبیاء کے جن معجزات کا تم پیغمبر اسلامؐ سے مطالبہ کررہے ہو تو یہ بتاؤ کہ کیا اس دور کے لوگ وہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو اسے ہلاک کردیا جاتا ہے۔ جیسے سابقہ بعض قومیں ہلاک ہوئیں۔ لہذا اگر تمہارا مطالبہ پورا کردیا گیا اور پھر بھی تم ایمان نہ لائے تو برباد کردیے جاؤ گے۔ تمہارا منہ مانگا معجزہ نہ دکھانا تم پر خدا کا خاص فضل ہے تاکہ ابدی ہلاکت سے بچ جاؤ۔

٦)۔ وما ارسلنا قبلك...الآیة

کفار کے بشریت انبیاء والے ایراد کا جواب

کفار چونکہ بار بار اپنے اباوانکار کی بنیاد اس بات پر رکھتے تھے کہ پیغمبرؐ اسلام چونکہ ہماری طرح کے بشر ہیں۔ طعام کھاتے ہیں اور بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں۔ مالھذالرسول یا کل الطعام و یمشی فی الا سواق اس لئے ان پر ایمان نہیں لائے تو خدائے علیم وحکیم جواب میں فرمارہا ہے کہ میرا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ میں جب نبی ورسول بھیجتا ہوں تو انسانوں سے ہی بھیجتا ہوں۔ لہذا سابقہ انبیاء کو باوجود ان کے بشر ہونے کے ماننے اور خاتم الانبیاء کو ان کے بشر ہونے کی وجہ سے نہ ماننے کی کیا وجہ ہے؟ واضح رہے کہ قبل ازیں سورہ نحل آیت ۴۳ میں یہی آیت ان کنتم لا تعلمون تک گزر چکی ہے۔ اور وہیں اس کی تفسیر گزر چکی ہے۔ اور اسی مقام پر اھل الذکر کی وضاحت بھی کی جاچکی ہے کہ اس سے گو بظاہر اھل کتاب مراد ہیں مگر در حقیقت اس کے مصداق اہلبیت نبوتؐ ہیں اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

لمحہ فکریہ

اگر خدا ہمارے دور کے غلاۃ، مغوضہ اور شیخیہ کو توفیق دے تو وہ قرآنی حقائق کی روشنی میں سوچیں کہ کفار مشرکین اور ان کے عقائد ونظریات میں کس قدر مماثلت پائی جاتی ہے؟ وہ بھی کہتے تھے کہ نبی بشروانسان نہیں ہوسکتا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ

Presented by Ziaraat.Com

۱۔ نبی بشر وانسان نہیں ہوتے اور انکی نوع اور ہوتی ہے۔

۲۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ نبی کھانا نہیں کھاتے۔ نبی کھانے پینے اور دیگر بشری لوازم سے منزہ ہوتے ہیں۔

۳۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ نبی مر نہیں سکتا یہ بھی کہتے تھے کہ نبی و امام موت کا ذائقہ نہیں چکھ سکتا۔ فھل من مدکر

۷)۔ ثم صدقناھم الوعد۔۔۔الآیة

خدانے اپنے وعدے ہمیشہ سچے کردکھائے

ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے ہمیشہ سے جس فتح و فیروزی کے وعدے کئے کتب اللہ لا غلبن انا ور سلی ان اللہ قوی عزیز۔(المجادلہ ۲۱) انا لننصر رسلنا و الذین آمنو افی الحیوۃ الدنیا و یوم یقوم الا شھاد۔(غافر ۵۱) اور مکذبین وکافرین کی ہلاکت کی جو وعید کی ہے ہمیشہ ان پر عمل کیا ہے اور ہمیشہ انبیاء اور ان پر ایمان لانے والوں کو نجات ہے اور حد سے بڑھنے والوں یعنی کفار ومشرکین کی سزا دی ہے ومن اصدق من اللہ قیلا ؟ ومن اوفی بعھدہ من اللہ

۸)۔ لقد انزلنا الیکم کتابا۔۔۔الآیة

یہاں ذکر سے کیا مراد ہے؟

کیونکہ لفظ ذکر کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔اس لئے مختلف مفسرین ومترجمین نے اس کے مختلف معنی کئے ہیں۔

(الف)۔اس میں تمہارے لئے نصیحت ہے (ب)۔ اس میں تمہارے لئے عزوشرف ہے۔

(ج)۔ اس میں تمہارے لئے اخلاق ہے۔ (د)۔اس میں تمہارے لئے دین ودنیا کے مسائل کا تذکرہ ہے وغیرہ وغیرہ اگر ذکر کو اپنے عمومی معنی میں بھی لیا جائے تو اس میں معنویت پائی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیغمبر اسلام کی آمد اور قرآن کے نزول سے پہلے عربوں کو کوئی جانتا بھی نہیں تھا۔مگر اب جو اس قوم کے کائنات کے گوشے گوشے میں تذکرے ہیں اور اس پر سینکڑوں کتابیں لکھی جارہی ہیں تو یہ پیغمبر اسلام اور قرآن کا فیضان ہے۔گویا آنحضرت اور قرآن زبان حال سے کہہ رہے ہیں منم کرودمش رستم داستان وگرنہ بلے بودر سیستان

Presented by Ziaraat.Com

نیز اس کو قریش کی ان بھانتوں بھانت باتوں کا جواب بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ جو قرآن کے متعلق کہتے تھے جو آیت ۵ میں بیان کی گئی ہیں کہ اس کتاب میں کوئی ایسی انوکھی بات تو بیان نہیں کی گئی جو تمہاری سمجھ میں نہ آئے۔ بلکہ اس میں تو تمہارا ہی حال احوال بیان کیا گیا ہے۔ اور تمہاری ہی فطرت وطبیعت اور تمہارے ہی آغاز وانجام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور تمہاری ہی دنیا وآخرت کی فوز وفلاح کی باتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ وبس

آیات القرآن

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا
اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا
وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْــَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا
يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ
حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا
فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ
وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ
عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ
الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ
يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ
الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا يُسْــَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْــَٔلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَمِ
اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ
وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾

Presented by Ziaraat.Com

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا
فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ
مُّكْرَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ﴿٢٧﴾ یَعْلَمُ مَا
بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ
خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ
نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿٢٩﴾

ترجمۃ الآیات

اور کتنی ہی بستیاں ہیں جو ہم نے برباد کردیں۔ کیونکہ وہ ظالم تھیں (ان کے باشندے ظالم تھے) اور ان کی جگہ اور قوم کو پیدا کر دیا (۱۱) جب انہوں نے ہمارا عذاب محسوس کیا تو ایک دم وہاں سے بھاگنے لگے (۱۲) (ان سے کہا گیا) بھاگو نہیں (بلکہ) اپنی آسائش کی طرف لوٹو جو تمہیں دی گئی تھی۔ اور اپنے گھروں کی طرف لوٹو۔ تاکہ تم سے پوچھ گچھ کی جائے (۱۳) ان لوگوں نے کہا ہائے ہماری بدبختی بے شک ہم ظالم تھے (۱۴) وہ برابر یہی پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں کٹی ہوئی کھیتی کی طرح (اور) بجھی ہوئی آگ کی طرح کر دیا (۱۵) اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کو کھیل تماشے کے طور پر پیدا نہیں کیا (۱۶) اگر ہم کوئی دل بستگی کا سامان چاہتے تو اپنے پاس سے ہی کر لیتے مگر ہم ایسا کرنے والے نہیں (۱۷) بلکہ ہم باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں جو اس کا بھیجا نکال دیتی ہے (سر کچل دیتی ہے) پھر یکا یک باطل مٹ جاتا ہے۔ افسوس ہے تم پر ان باتوں کی وجہ سے جو تم بناتے ہو (۱۸) جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب اسی کیلئے ہے اور جو اس کی بارگاہ میں ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر و سرکشی نہیں کرتے اور نہ ہی تھکتے ہیں (۱۹) وہ رات دن اس کی تسبیح کرتے ہیں کبھی ملول ہو کر وقفہ نہیں کرتے (۲۰) کیا انہوں نے زمینی (مخلوق) سے ایسے معبود بنائے ہیں جو مردوں کو زندہ کر دیتے ہیں (۲۱)

Presented by Ziaraat.Com

اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہوتا تو دونوں کا نظام برباد ہو جاتا پس پاک ہے اللہ جو عرش کا مالک ہے ان باتوں سے جو لوگ بناتے ہیں (۲۲) وہ جو کچھ کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے باز پرس نہیں کی جاسکتی (ہاں البتہ) ان لوگوں سے باز پرس کی جائے گی (۲۳) ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ اور خدا بنائے ہیں؟ کہئے کہ اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ (قرآن) میرے ساتھ والوں کی (کتاب) ہے اور مجھ سے پہلے والوں کی (کتابیں بھی) ہیں (ان سے کوئی بات میرے دعویٰ کے خلاف نکال کر لاؤ۔ بلکہ اکثر لوگ حق کو نہیں جانتے (اس لئے) اس سے روگردانی کرتے ہیں (۲۴) اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ پس تم میری ہی عبادت کرو (۲۵) اور وہ کہتے ہیں کہ خدائے رحمن نے اولاد بنا رکھی ہے وہ (اس سے) پاک ہے بلکہ وہ فرشتے تو اس کے بندے ہیں (۲۶) جو بات کرنے میں بھی اس سے سبقت نہیں کرتے اور اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں (۲۷) اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ کسی کی شفاعت نہیں کرتے سوائے اس کی جس سے خدا راضی ہو۔ اور وہ اس سے ڈرتے رہتے ہیں (۲۸) اور جو (بالفرض) ان میں سے یہ کہدے کہ اللہ کے علاوہ میں خدا ہوں۔ تو ہم اسے جہنم کی سزا دیں گے ہم ظالمون کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں (۲۹)

تشریح الالفاظ

۱) وکم قصمنا قصم یقصم قصما کے معنی ہلاک کرنے کے ہیں۔ (۲) یرکضون رکض کے معنی تیزی سے ڈورنے کے ہیں (۳) حصد یحصد کے معنی فصل کے کاٹنے کے ہیں (۴) خامدین خمود کے معنی آگ بھڑک کے ختم ہونے کے ہیں (۵) فیدمغہ کے معنی دماغ تک زخمی کرنے کے ہیں۔ (۶) دمغ الحق علی الباطل کے معنی ہیں حق کا باطل کو مٹانا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۹)۔ وکم قصمنا من قریة...الآیة

بقاء اصلح کا قانون قدرت

وہ بستیاں کیوں ہلاک ہوئیں ان کے باشندے کیوں برباد ہوئے اور ان کی جگہ خدا نے ایک اچھی قوم کیوں لا کھڑی کی؟ اگر نظام قدرت پر غور وفکر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا ایک عالمگیر قانون ہے کہ جب حق وباطل میں کشاکش شروع ہو جائے تو پھر قانون قدرت یہ ہے کہ حق باقی رہتا ہے کیونکہ اس کی بقاء لوگوں کیلئے مفید ہے اور باطل مٹ جاتا ہے کیونکہ وہ لوگوں کیلئے ضرر رساں ہے۔ لہذا اس قانون قدرت کی رو سے بقاو ارتقاع حق کا مقدر ہے۔ اور نابودی وفناء باطل کا نوشتہ تقدیر ہے۔ قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا اس طرح یہ پیغمبر اسلام کی تکذیب کرنے والوں کیلئے وعید وتہدید ہے کہ اگر تم اپنی روش سے باز نہ آئے تو تمہارا انجام پہلی تکذیب کنندہ قوموں جیسا ہو سکتا ہے۔

۱۰)فلما احسوا باسنا...الآیة

تکذیب حق کرنے والوں کی حالت راز کی تصویر کشی

ان آیات میں حق کو جھٹلانے والوں کی حالت زار کی بڑے عمدہ انداز میں تصویر کشی کی گئی ہے کہ جب وہ عذاب الٰہی کے نزول کے آثار کو دیکھتے ہیں تو بے تحاشا بھاگنا شروع کر دیتے ہیں تو ان سے کہا جاتا ہے کہ اب بھاگو مت! کیونکہ اس سے کوئی مفر نہیں ہے بلکہ اپنے اسائش کدوں اور عیش وعشرت کے مکانوں کی طرف لوٹ کر جاؤ اور اپنی محافل عیش وطرب جماؤ تا کہ شاید اب بھی تم سے سوال وجواب کیا جائے۔ اور تمہارے مشوروں سے استفادہ کیا جائے۔ آہ

الا ن اذا علقت له مخالبنابه
یر جو االنجاة ولات حین مناص

وہ اس وقت اپنے جرائم کا اقرار بھی کرتا ہے اور اپنے ظلم وزیادتی کا اعتراف بھی اور واویلا بھی بہت کرتا ہے۔ مگر جب عذاب آجائے تو پھر ٹلتا نہیں ہے۔ لہذا انہیں کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی ہوئی آگ کی طرح بنا دیا جاتا ہے۔ اور ان کو نیست نابود کر دیا جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۱)۔ وما خلقنا السماء ۔۔۔الآیة

کافروں اور جاہلوں کا نظریہ حیات اور اس کا ابطال

ہر دور کے کافروں اور جاہلوں کا یہ نظریہ رہا ہے کہ یہی چند روزہ حیات مستعار ہے اور یہی چند دنوں کی بہار ہے جو آدمی گزار کر عدم آباد کی طرف چلا جاتا ہے۔ نہ کوئی دوسری زندگی ہے اور نہ کوئی جزا و سزا ہے اور نہ کوئی حساب و کتاب اور نہ کوئی باز پرس۔ لہذا اس زندگی میں دل کھول کر داد عیش دینی چاہئے۔ اور یہ کہ یہ سارا نظام کائنات محض عبث و بے مقصد ہے۔ خدائے حکیم اور قرآن کریم نے بار بار اس باطل نظریہ کی پر زور الفاظ میں تردید کی ہے۔ اور واضح کیا ہے کہ یہ سارا نظام کائنات ایک عظیم مقصد اور بلند غرض و غایت کی خاطر قائم کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ آثار کو دیکھ کر ان کے موثر پر، تدبیر کو دیکھ کر مدبر پر اور نظام قدرت کو دیکھ کر کائنات کے منتظم اعلیٰ کی ہستی پر استدلال کیا جائے۔ اور پھر اپنے مقصد حیات کو سمجھ کر اس کے مطابق عمل کر کے اپنی ابدی زندگی کو سنوارا جائے۔ مخفی نہ رہے کہ اس قسم کی ایک آیت سورہ آل عمران میں ۱۹۱ پر بھی گزر چکی ہے یتفکرون فی خلق السموت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا اور اس مقام پر ان بعض حکمتوں اور مصلحتوں کا تذکرہ بھی کیا جا چکا ہے جو خلقت آسمان و زمین اور دیگر کائنات کی پیدائش میں پوشیدہ ہیں۔ وہاں رجوع کیا جائے۔ سبحانك فقنا عذاب النار۔

۱۲)۔ لو اردنا ان نتخذ لھوا ۔۔۔الآیة

لہو کے معنی جہاں کھیل تماشہ کے ہیں وہاں اس کے ایک معنی دل بستگی کے سامان یعنی زن و بچہ کے بھی ہیں۔ بنابریں اس آیت سے پہلے معنی کے اعتبار سے مطلب یہ ہوگا کہ اگر ہم اس نظام ہستی کو کھیل تماشا بنانا چاہتے تو بنا سکتے تھے۔ کون ہمیں اس سے منع کر سکتا تھا مگر یہ بات ہماری قدرت و حکمت کے شایان نہیں ہے۔ اور دوسرے معنی کے لحاظ سے مفہوم یہ ہوگا کہ اگر ہم زن و بچہ سے دل بہلانا چاہتے تو پھر اپنے ہاں سے ضرور اس کا انتظام کرتے پھر یہ نظام دنیا کے ڈول ڈالنے کا مقصد کیا تھا؟ مخفی نہ رہے کہ ان کے کنا فاعلین میں ان نافیہ ہے جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ "مگر ہم ایسا کرنے والے نہیں ہیں" اور بعض نے اسے شرطیہ قرار دیتے ہوئے اس کے یہ معنی کئے ہیں "اگر ہم ایسا کرنا چاہتے" مگر آیت کے سیاق و سباق کو سامنے رکھتے ہوئے اسے نافیہ قرار دینا انسب و اولیٰ ہے۔

۱۳)۔ بل نقذف بالحق علی الباطل ۔۔۔الآیة

Presented by Ziaraat.Com

یہاں خدائے علیم وحکیم کے اسی عالمگیر قانون تصادم حق و باطل کی طرف اشارہ ہے جو ہم ابھی اوپر حاشیہ نمبر ۹ کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں کہ حق و باطل اور اصلح وغیر اصلح کی کشمکش وتزاحم میں قانون قدرت یہ ہے کہ وہ حق اور اصلح کو باقی رکھتا ہے۔ اور باطل اور غیر اصلح کو مٹا دیتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے وہ حق کے ہتھیار سے باطل پر وہ کاری ضرب لگاتا ہے۔ جو اس کا بھیجا نکال دیتی ہے اور اسے بالکل کچل کے رکھ دیتی ہے۔ اس طرح ایک دم باطل فنا ہو جاتا ہے۔ اور کارگاہ ہستی میں صرف حق کی جلوہ آرائی باقی رہ جاتی ہے۔ والحمدللہ

۱۴)۔ ولہ من فی السموت۔۔۔ الآیۃ

توحید پروردگار کا ثبوت اور شرک کا بطلان

یہاں پھر اس موضوع پر گفتگو کا آغاز ہو رہا ہے جو پیغمبر اسلامؐ اور مشرکین عرب کے درمیان ہر قسم کے نزاع کا محور ومرکز تھی۔ یعنی یہ کہ کائنات کا خالق و مالک واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ آسمان ہو یا زمین یا ان کی مخلوق یا وہ جو اللہ کے نزدیک کوئی مقام ومرتبہ رکھتے ہیں یعنی فرشتے اور انبیاء وغیرہ یہ سب اللہ کے مملوک و مخلوق ہیں ان میں کوئی اللہ کی اولاد یا اس کی خدائی میں کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ اس کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں کبھی ملول خاطر ہو کر وقفہ نہیں کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے ایسے خود ساختہ معبود بنا رکھے ہیں جو مردوں کو زندہ کر کے کھڑا کر سکتے ہیں؟ حالانکہ اللہ رب العزت کے سوا کسی میں ایسا کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ وہی مارنے اور جلانے والا ہے۔ اللہ یحی و یمیت

۱۵)۔ لو کان فیہما الھۃ۔۔۔ الآیۃ

توحید ر پروردگار پر دلیل تمانع

اس آیت مبارکہ میں اس دلیل کی طرف اشارہ ہے جسے متکلمین دلیل تمانع کہتے ہیں اور اسے ان کے ہاں توحید کے بارے میں کلیدی حیثیت حاصل ہے اسے مختلف طریقوں سے بیان کیا جاتا ہے جن میں سے عام فہم اور مختصر بیان یہ ہے کہ اگر ایک سے زیادہ (دو یا اس سے بھی زیادہ) خدا فرض کئے جائیں تو پھر یہ بھی ممکن ہوگا کہ ان کے درمیان تمانع ہو یعنی ایک دوسرے کے خلاف ارادہ کریں مثلاً ایک خدا ایک مخصوص وقت میں زید کو پیدا کرنا چاہے اور دوسرا اسے اسوقت پیدا نہ کرنا چاہے یا ایک خدا اسے مالدار بنانا چاہے اور دوسرا غریب و نادر بنانا چاہے تو اب صورت حال تین حال سے خالی نہیں ہے یا تو دونوں کا مدعا حاصل ہو جائے گا۔ اور یہ محال ہے کیوں کہ اس طرح اجتماع نقیضین لازم آتا ہے یا ایک کا مدعا حاصل ہو جائے گا۔ اور دوسرا ناکام رہے گا تو بنا بریں

Presented by Ziaraat.Com

جو قادر قوی ہوگا خدا وہی ہوگا اور جو مجبور و مقہور ہوگا وہ خدا نہیں ہوگا یا پھر دونوں آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں گے اور کسی کا بھی مدعا حاصل نہیں ہوگا تو اس صورت میں نظام کائنات درہم برہم اور ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ اسی دلیل جمیل کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے **لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا** پس کائنات میں نظم و ترتیب کا ہونا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ منتظم اعلیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے **وھو المطلوب**

۱۶)۔ **لا یسئل عما یفعل ۔۔۔ الآیۃ**

ایک غلط استدلال کا ابطال

وہ لوگ جو عدل الٰہی کے قائل نہیں ہیں وہ اس قسم کی آیتوں سے یہ غلط استدلال کیا کرتے ہیں کہ اللہ چونکہ بادشاہ ہے اس کے لئے نہ کوئی چیز لازم ہے۔ اور نہ کوئی چیز اس کیلئے قبیح اور نہ ہی اس کے افعال کا کوئی معیار ہے۔ لہذا وہ اگر کسی مطیع و فرمانبردار بندے کو جہنم میں ڈال دے اور کسی انتہائی بدکردار کو جنت میں داخل کر دے تو اس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔ اور وہ جو چاہے کرے سب ٹھیک ہے۔ یہ خیال بالکل محال ہے۔ بلکہ اس آیت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ چونکہ وہ حقیقی عادل ہے اور اس کے سب افعال عدل و انصاف اور حکمت و مصلحت پر مبنی ہیں اور وہ خیر محض ہیں کہ شر کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا اس سے یہ سوال کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے اور ویسا کیوں کیا ہے اور ویسا کیوں نہیں کیا؟ کیونکہ عادل سے یہ سوال نہیں کیا جا سکتا کہ تو نے عدل کیوں کیا ہے اور نہ صادق سے کہا جا سکتا ہے کہ تو نے سچ کیوں بولا ہے؟ الغرض جس طرح کسی غیر طبیب کا حکیم و ڈاکٹر پر یہ اعتراض کرنا کہ تو نے یہ نسخہ کیوں لکھا ہے اور فلاں کیوں نہیں لکھا سراسر جہالت و حماقت ہے۔ اسی طرح خدائے عادل پر یہ اعتراض کرنا کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہے یہ جہالت بھی ہے اور ضلالت بھی!!۔ ہاں چونکہ بندے کبھی صحیح کام کرتے ہیں اور کبھی غلط اور کبھی نیک کام کرتے ہیں اور کبھی برا تو خدا بزرگ و برتر کو ان کا مواخذہ و محاسبہ کرنے کا حق حاصل ہے۔

۱۷)۔ **ھذا ذکر من معی ۔۔۔ الآیۃ**

شرکاء کی نفی پر عقلی دلیلوں کے تذکرہ کے بعد اب اس کی نفی پر ایک اور عقلی دلیل پیش کی جا رہی ہے۔ مخفی نہ رہے کہ ھذا ذکر من معی مبتداء و خبر ہے اور **ذکر من قبلی** میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اس جملہ کا پہلے جملہ پر عطف ہے۔ بناء بریں معنی یہ ہوں گے یہ قرآن میرے ساتھ والوں کی اور مجھ سے پہلے گزرے ہوؤں کی کتاب ہے۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ دوسرا جملہ مستانفہ ہے۔ بناء بریں معنی یہ ہوں گے کہ یہ قرآن تو میرے

Presented by Ziaraat.Com

ساتھ والوں کی کتاب ہے۔اور جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں ان کی بھی کتابیں توراۃ، انجیل وغیرہ ہیں۔
اسی بناء پر مترجمین نے ترجمہ میں اختلاف کیا ہے بہر حال مطلب واضح ہے کہ قرآن مجید بھی موجود ہے اور دوسری تمام آسمانی کتابیں اور صحیفے بھی موجود ہیں جب سب کتابوں میں توحید کا ہی اعلان ہے اور کسی کتاب میں بھی شرک کی تعلیم نہیں دی گئی اور نہ اس کی حمایت کی گئی ہے تو پھر یہ اور معبود کہاں سے آ گئے پس جب ان کے وجود پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل موجود نہیں ہے تو پھر اس کے باوجود ان کا اقرار کرنا جہل و نادانی کے سوا کیا ہے؟؟ بل اکثرھم لا یعلمون الحق

۱۸)۔ وما ارسلنا من قبلك ۔۔۔ الآیة

تمام داعیان حق یعنی انبیاء کی مرکزی دعوت ایک تھی

گویا یہ آیت سابقہ آیت کی تفسیر ہے اور اس حقیقت کی تشریح ہے کہ ہر عہد اور ہر دور میں ہر نبی ورسول کی مرکزی دعوت یہی رہی ہے کہ خدا ایک ہے لہٰذا اسی کی عبادت و پرستش کرو۔اس سے واضح ہے کہ پیغمبر اسلام اور قرآن نے کسی نئی دعوت کا اعلان نہیں کیا۔ بلکہ انبیاء کی دعوت پر ہی اپنی دعوت کی بنیاد رکھی ہے۔لا اِلٰہَ اِلاَّ انا فاعبدون۔لہٰذا ان کا اقرار اور اس کا انکار؟؟ ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است اگر کسی کو اس حقیقت سے اختلاف ہے تو وہ ثبوت پیش کرے۔ایتونی بکتاب من قبل ھذا او اثارۃ من علم ان کنتم صادقین۔

۱۹)۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا ۔۔۔ الآیة

خدا کی اولاد کی نفی کا اعلان

چونکہ یہودی جناب عزیر کو اللہ کا بیٹا اور عیسائی جناب عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا اور بعض قبائل عرب ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔اور ان کو خدا کے ہاں اپنا شفیع و سفارشی سمجھتے تھے۔یقولون ھئو لا شفعاء نا تو خداوند عالم ان لوگوں کے زعم باطل کی تردید کرتے ہوئے واضح کر رہا ہے کہ یہ سب میرے وہ مکرم اور معصوم بندے ہیں جو کسی قول و فعل میں میرے حکم سے سبقت نہیں کرتے۔ بلکہ میرے ہی حکم پر عمل کرتے ہیں اور جہاں تک ان کی شفاعت کا تعلق ہے تو وہ تمہاری مرضی کے مطابق نہیں کریں گے بلکہ وہ خدا کی منشاء مرضی کے مطابق کریں گے۔لہٰذا وہ موحدین و مرضیین کی شفاعت کریں گے مغضوبین اور مشرکین کی ہرگز شفاعت نہیں کریں گے

Presented by Ziaraat.Com

۲۰)۔ ومن يقل منهم انی اله۔۔۔الآية

اصول کی ہمہ گیری کا اظہار

اگر چہ اللہ کے ان مکرم و محترم بندوں سے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ عصمت کی وجہ سے وہ خدائی کا دعویٰ کریں ۔مگر اصول کی ہمہ گیری ظاہر کرنے کی خاطر یہ مفروضہ قائم کیا جا رہا ہے کہ اگر بفرض محال اللہ کے یہ معزز بندے بھی خدائی کا دعویٰ کریں تو ہم ان کو جہنم کی سزا دیں گے ۔تا بہ دیگراں چہ رسد؟ یہ ایسے ہی ہے جیسے خداوند عالم پیغمبر اسلام کو خطاب کر کے فرماتا ہے لئن اشركت ليحبطن عملك (زمر ۔٦٥) اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے سب عمل ضائع ہو جائیں گے ۔حالانکہ پیغمبر اسلام جیسی عظیم ہستی کیلئے شرک کرنے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے کہ اگر بفرض محال وہ بھی شرک کا ارتکاب کریں ان کے عمل اکارت ہو جائیں گے تو دوسرے لوگوں کی حیثیت کیا ہے؟

آیات القرآن

اَوَلَمۡ يَرَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا
فَفَتَقۡنٰهُمَا ؕ وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَىۡءٍ حَىٍّ ؕ اَفَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ ۝۳۰
وَجَعَلۡنَا فِى الۡاَرۡضِ رَوَاسِىَ اَنۡ تَمِيۡدَ بِهِمۡ ۖ وَجَعَلۡنَا فِيۡهَا فِجَاجًا
سُبُلًا لَّعَلَّهُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ۝۳۱ وَجَعَلۡنَا السَّمَآءَ سَقۡفًا مَّحۡفُوۡظًا ۖۚ وَّهُمۡ
عَنۡ اٰيٰتِهَا مُعۡرِضُوۡنَ ۝۳۲ وَهُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمۡسَ
وَالۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِىۡ فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ ۝۳۳ وَمَا جَعَلۡنَا لِبَشَرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ
الۡخُلۡدَ ؕ اَفَا۟ئِنۡ مِّتَّ فَهُمُ الۡخٰلِدُوۡنَ ۝۳۴ كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ؕ
وَنَبۡلُوۡكُمۡ بِالشَّرِّ وَالۡخَيۡرِ فِتۡنَةً ؕ وَاِلَيۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ ۝۳۵ وَاِذَا رَاٰكَ
الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ يَّتَّخِذُوۡنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِىۡ يَذۡكُرُ
اٰلِهَتَكُمۡ ۚ وَهُمۡ بِذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ۝۳۶ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ

Presented by Ziaraat.Com

عَجَلٍ ۭ سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝۳۷ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۸ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا
يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ
يُنْصَرُوْنَ ۝۳۹ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا
هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۴۰ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ
سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۴۱

ترجمۃ الآیات

کیا کافر اس بات پر غور نہیں کرتے کہ آسمان اور زمین پہلے آپس میں ملے ہوئے تھے پھر ہم نے دونوں کو جدا کیا۔ اور ہم نے (پہلے) ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے؟ (۳۰) اور ہم نے زمین میں پہاڑ قرار دیئے تا کہ وہ لوگوں کو لے کر ڈھلک نہ جائے اور ہم نے ان (پہاڑوں) میں کشادہ راستے بنائے تا کہ وہ راہ پائیں (اور منزل مقصود تک پہنچ جائیں) (۳۱) اور وہ وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سب (اپنے اپنے) دائرہ (مدار) میں تیر رہے ہیں (۳۳) اور ہم نے آپ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشگی نہیں دی تو اگر آپ انتقال کر جائیں تو کیا یہ لوگ ہمیشہ (یہاں) رہیں گے؟ (۳۴) ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمہیں برائی اور اچھائی کے ساتھ آزماتے ہیں (آخرکار) تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے (۳۵) اور (اے رسول) جب کافر آپ کو دیکھتے ہیں تو بس وہ آپ کا مذاق اڑاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا یہی وہ شخص ہے جو (برائی سے) تمہارے خداؤں کا ذکر کرتا ہے؟ حالانکہ وہ خود خدائے رحمن کے ذکر کے منکر ہیں (۳۶) انسان جلد بازی سے پیدا ہوا ہے میں عنقریب تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھلاؤں گا۔ بس تم مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کرو (۳۷) اور وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو یہ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہوگا؟ (۳۸) کاش ان کافروں کو

Presented by Ziaraat.Com

اس وقت کا کچھ علم ہوتا۔ جب یہ لوگ آگ کو نہیں روک سکیں گے نہ اپنے چہروں سے اور نہ اپنی پشتوں سے اور نہ ہی ان کی کوئی مدد کی جائے گی (۳۹) بلکہ وہ (گھڑی) اچانک ان پر آ جائے گی۔ اور انہیں مبہوت کر دے گی پھر نہ تو وہ اسے ہٹا سکیں گے اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی (۴۰) بے شک ان پیغمبروں کا مذاق اڑایا گیا جو آپ سے پہلے تھے تو اسی (عذاب) نے ان مذاق اڑانے والوں کو گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ (۴۱)

تفسیر الالفاظ

(۱) رتقا۔ رتق کے معنی جڑنے کے ہیں (۲) ففتقنا هما۔۔ فتق کے معنی جدا ہونے کے ہیں

(۳) رواسی۔۔ یہ راسیہ کی جمع ہے جس کی معنی بھاری بھرکم پہاڑ کے ہیں (۴) تمید بهم ماد یمید میدا کے معنی ہلنے اور حرکت کرنے اور ڈھلکنے کے ہیں (۵) فحاق۔ حاق یحیق کے معنی احاطہ کرنے اور گھیرنے کے ہیں

تفسیر الآیات

(۲۱)۔ اولم یر الذین کفروا۔۔۔الآیۃ

قرآن کتاب ہدایت ہے علم ہیئت یا سائنس کی کوئی کتاب نہیں ہے

ہم تفسیر کی پہلی جلد میں هدى للمتقين کی تفسیر میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بات ثابت کر آئے ہیں کہ قرآن کتاب ہدایت ہے۔ یہ فلکیات یا فلسفہ یا سائنس کی کوئی کتاب نہیں ہے۔ کیونکہ ان علوم کے نظریات روز بروز بدلتے رہتے ہیں مگر قرآن کے بیان کردہ حقائق اٹل رہتے ہیں۔ لہذا اس نظریہ کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے کہ ان انسانی علوم کے بیان کردہ نظریات کی تائید قرآن کے مجمل اشارات سے کی جائے۔ کیونکہ اگر کل کلاں وہ نظریات بدل گئے تو پھر کیا کیا جائے گا۔ جیسا کہ مشاہدہ شاہد ہے کہ فلکیات کے بارے میں جو کچھ ہم نے شرح چغمینی یا تشریح الافلاک وغیرہ کتابوں میں پڑھا تھا آج وہ نظریات پادر ہوا ہو چکے ہیں ہاں البتہ قرآن اگر ضمنی طور پر کبھی کبھار ان علوم کے بارے میں چند الفاظ میں جو حقائق بیان کر دیتا ہے یہ لوگ صدیوں کی تحقیقات اور تجربات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن نے بیان کیا ہے کہ پہلے آسمان و زمین متصل و متلاحق یعنی

Presented by Ziaraat.Com

باہم جڑے ہوئے تھے۔ بعد میں ان کو ایک دوسرے سے جدا کیا گیا۔ چنانچہ موجودہ تحقیقات بھی یہی کہتی ہیں کہ کائنات کی ابتدائی شکل ایک تودہ جیسی تھی اور سورج ایک بھڑکتا ہوا شعلہ تھا۔ جس کی حرکت بہت تیز تھی جو بتدریج کم ہوئی اور پھر سکڑتا گیا اور اسی حرکت کی تیزی کی وجہ سے اس سے چند ٹکڑے ٹوٹ کر جدا ہو گئے۔ اور اس کے اردگرد چکر لگانے لگے۔ اسی سے ہمارا نظام شمسی بنا اور انہی جدا شدہ ٹکڑوں میں ایک ٹکڑا ہماری یہ زمین ہے جس پر ہم آباد ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس رتق وفتق کا ایک مفہوم یہ مروی ہے کہ پہلے آسمان کا منہ اس طرح بند تھا کہ اس سے بارش کا ایک قطرہ نہیں برستا تھا اور زمین کا منہ اس طرح بند تھا کہ اس سے ایک تنکا بھی نہیں اگتا تھا۔ خدا نے آسمان میں مسام بنائے جن سے بارش برسنے لگی اور زمین کا منہ کھولا تو اس سے مختلف قسم کی نباتات اگنے لگی (تفسیر صافی وغیرہ)

۲۲)۔ وجعلنا من الماء...الآیة

اس آیت کا مفہوم؟

اس آیت کو ظاہر پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے کہ خدا نے ہر جاندار کو نطفہ سے پیدا کیا ہے اور ظاہر ہے کہ نطفہ بھی پانی ہی ہے جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ واللہ خلق کل دابۃ من ماء (نور ۴۵) کہ خدا نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے اور اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ خدا نے ہر جاندار کی حیات کا سبب پانی کو قرار دیا ہے اور اس کی زندگی اور بقاء کا دارومدار پانی پر رکھا ہے ہاں البتہ ملائکہ کی خلقت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں پانی کو کچھ دخل ہے یا نہیں؟ اگر ثابت ہو گیا کہ نہیں ہے تو پھر ہم اس آیت کو تخصیص دے دیں گے۔ وما من عام الا وقد خص۔

۲۳)۔ وجعلنا فی الارض رواسی...الآیة

اس قسم کی ایک آیت سورہ نحل میں نمبر ۱۵ پر گزر چکی ہے والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم و انهارا و سبلا لعلکم تهتدون۔ اور وہیں اس کی مفصل تفسیر بھی گزر چکی ہے۔ لہذا قارئین کرام اسی مقام کی طرف رجوع کرنے کی زحمت کریں۔

مخفی نہ رہے کہ لعلهم تهتدون تاکہ تم لوگ راہ پاؤ کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا نے پہاڑوں کو اس طرح متصل چٹان کی طرح نہیں بنایا کہ لوگ آمدورفت نہ کر سکیں۔ بلکہ انکے درمیان درے قرار دیئے ہیں تاکہ لوگ آجا سکیں اور منزل مقصود تک پہنچ سکیں۔ اور دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عقلمند لوگ تخلیق

Presented by Ziaraat.Com

کائنات میں صناع ازل کی صنعت و حکمت کے جلوے دیکھ کر ہدایت پا جائیں اور اعتراف حقیقت کر کے راہ راست پر آ جائیں۔

وجعلنا السماء سقفا ... الآیة

یہ عظیم بلندی اور عظیم احاطہ کے اعتبار سے آسمان زمین کیلئے بمنزلہ ایسی چھت کے ہے جو ہر قسم کی شکست و ریخت سے محفوظ ہے اور ایسی مستحکم چھت ہے کہ اس کے گرنے یا اس میں کسی قسم کے شگاف پڑنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ جل الخالق

وھو الذی خلق الیل والنھار .. الآیة

شب و روز اور آفتاب و ماہتاب کی خلقت کے بعض فوائد

قبل ازیں مناسب مقامات پر اس موضوع پر تبصرہ کیا جا چکا ہے کہ کارخانہ قدرت کی کوئی بھی چیز بے کار اور بے فائدہ نہیں بلکہ ہر چیز میں بیسیوں فوائد پوشیدہ ہیں۔ جوں جوں انسانی علم و تحقیق آگے بڑھ رہے ہیں توں توں یہ فوائد واضح ہو رہے ہیں۔

بہر حال ان چیزوں کا انسانی زندگی سے گہرا تعلق ہے مثلاً اگر دن کاروبار کرنے اور روزی کمانے کیلئے ہے تو رات آرام کرنے کیلئے اور سورج و چاند روشنی پہنچانے کیلئے ہیں اور حساب و کتاب کرنے کیلئے۔ اگر ہمیشہ دن ہوتا یا ہمیشہ رات ہوتی تو دنیا میں یہ چمک دمک نہ ہوتی۔ اگر صرف تمازت آفتاب کی شدت ہوتی تو ہر چیز جل جاتی اور اگر صرف چاند کی روشنی اور سردی کی حدت ہوتی تو دنیا برف کے نیچے دب جاتی۔ حکیم مطلق نے ہر چیز میں توازن اور اعتدال قائم کیا ہے تاکہ کائنات اسی طریقہ پر چل سکے۔

کل فی فلک یسبحون ... الآیة

اجرام فلکی کے افلاک میں گردش کرنے کا تذکرہ

یعنی صرف سورج و چاند ہی نہیں بلکہ تمام اجرام فلکی اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔ قدیم ہیئت دان آسمان اور فلک کو ایک ہی چیز جانتے تھے اور ان کو ایک ٹھوس جسم مانتے تھے کہ جس میں خرق والتیام ممکن نہیں ہے اور اس میں یہ تارے کھونٹیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ مگر اب اس نظریہ کا بطلان عیاں ہو چکا ہے اور واضح ہو چکا ہے کہ آسمان اور فلک دو چیزیں ہیں۔ فلک لغت میں دائرہ اور ہر گول چیز کو کہا جاتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اور اصطلاح میں یہ کوئی جسم دار چیز نہیں ہے بلکہ اس مدار کو فلک کہا جاتا ہے جس میں شمس وقمر اور دوسرے اجسام فلکی گردش کرتے ہیں اور یہ مدار آسمان سے بہت نیچے خلاوفضا میں ہیں۔اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سورج بھی اپنے مدار پر حرکت کرتا ہے۔فلاسفر اور سائنس دان پہلے اس کا انکار کرتے تھے۔مگر اب وہ بھی اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں۔

۲۷)۔ وما جعلنا لبشر ...الآیة

انسان کی یہ طبعی کمزوری ہے کہ جب اس کا کسی سے بغض وعناد حد سے بڑھ جائے تو پھر وہ اتنا اپنی زندگی کا خواہش مند نہیں رہتا جتنا اپنے مخالف کی موت کی تمنا کرتا ہے۔کفار کا پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ بھی کچھ اسی قسم کا معاملہ تھا۔جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی کوشش اور کاوشوں کے علی الرغم اسلام پھر بھی پھیل رہا ہے اور روز بروز ترقی کر رہا ہے تو اب وہ اپنی طفل تسلی کیلئے پیغمبر اسلام کی موت کی آرزو کرنے لگے اور کہنے لگے نتربص به ریب المومنون۔ہم اس کے بارے میں موت کی گردش کے منتظر ہیں۔ایک نہ ایک دن تو ان کی زندگی کا چراغ گل ہو جائے گا۔تو اس کے ساتھ انکا دین بھی ختم ہو جائے گا۔اس آیت میں کفار کی اس طفلانہ بلکہ احمقانہ خواہش کا جواب دیا جا رہا ہے کہ بے شک ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی کو حیات جاودانی نہیں دی ہے۔لہذا یہ بتاؤ کہ اگر پیغمبر اسلام کا انتقال ہو گیا تو کیا تم ہمیشہ زندہ رہو گے؟۔تو جب تم نے بھی ضرور مرنا ہے تو کسی کی موت پر خوش ہونے کا کیا مطلب؟ ونعم ما قیل

اے دوست ہر جنازہ دشمن چوں بگزری
شادی مکن کہ بر تو ہمیں ماجرا رود ؟

لہٰذا

جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا
جب احمد مرسلؐ نہ رہے تو کون رہے گا ؟

اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ انکی وفات سے انکا دین بھی ختم ہو جائے گا تو یہ تمہاری خام خیالی ہے۔اور ان کی موت وحیات سے ان کے دین کی بقاء پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔اس کی بقاء کا ضامن خدا ہے والله متم نوره ولو کره المشر کون؟

۲۸)۔ ونبلو کم بالشر والخیر فتنة...الآیة

Presented by Ziaraat.Com

انسان کو رنج وراحت میں مبتلا کرنے کا فلسفہ

یہاں شر اور خیر سے بالاتفاق نیکی اور بدی مراد نہیں ہے بلکہ اس سے رنج وراحت، مفلسی اور امیری ، بیماری اور صحت وغیرہ مراد ہے۔ الغرض ہر اچھی اور پسندیدہ چیز خیر ہے اور ہر ناپسندیدہ چیز شر ہے۔ ارشاد قدرت ہے کہ ان حالات میں مبتلا کر کے ہم لوگوں کی آزمائش کرتے ہیں تاکہ دیکھا دکھایا جائے کہ اس کی عطا کردہ نعمتوں کا شکریہ کون ادا کرتا ہے اور اس کی نازل کردہ مصیبتوں پر صبر کون کرتا ہے؟ لہٰذا عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر حالت میں آزمائشی پہلو کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور اس آزمائش سے کامیاب ہو کر نکلنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ کیونکہ۔ عند الامتحان یکرم الرجل اویھان

۲۹)۔ واذاراك الذين ...الآية

کفار کی حالت پر نکیر

پیغمبر اسلامؑ جب کبھی لوگوں کے ان خود ساختہ معبودوں کا شکوہ شکایت کرتے جن کا ان لوگوں پر نہ کوئی احسان ہے اور نہ کوئی انعام یا پھر اس خدائے رحمن کی حمد وثناء کرتے جس کے احسانات کی کوئی حد نہیں ہے تو کفار کو آنحضرت کے ہر کام و اقدام پر اعتراض تھا۔ اور ان کو حق وحقیقت کے اظہار پر ایراد تھا۔ خداوند عالم ان کی اسی روش کا تذکرہ کر رہا ہے۔ کہ جب وہ پیغمبر اسلام کو دیکھتے ہیں تو تمسخر کے لب ولہجہ میں کہتے ہیں یہی وہ شخص ہے جو تمہارے خداؤں کا (برائی سے) ذکر کرتا ہے؟ مگر وہ اپنی روش ورفتار پر نگاہ نہیں کرتے جو اپنے خدائے مہربان کا انکار کر رہے ہیں جس کے احسانات کے بوجھ سے ان کی کمر خمیدہ ہے۔ سچ ہے۔

عين الرضا عن كل عيب كليلة
كما ان عين السخط تبدى المساويا

۳۰)۔ خلق الانسان ...الآية

انسان کا عجلت پسند ہونا

عربوں کا محاورہ ہے کہ جس شخص میں جو صفت زیادہ پائی جائے وہ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اسی صفت سے پیدا ہوا ہے مثلاً جو شخص زیادہ شریف ہو اس کے متعلق کہتے خلق من کرم تو یہ شرافت سے پیدا ہوا ہے۔ اور جو بڑا کمینہ ہو اس کے متعلق کہتے ہیں کہ خلق من لوم تو یہ کمینگی سے پیدا ہوا ہے۔ اسی محاورہ کے مطابق کہا

Presented by Ziaraat.Com

گیا ہے کہ خلق الانسان من عجل کہ انسان جلد بازی سے پیدا ہوا ہے۔ اور جلد بازی سے اس کا خمیر ہوا ہے۔
مطلب یہ کہ انسان میں جہاں کچھ طبعی خوبیاں اور کچھ خامیاں ہیں وہاں اس کی ایک طبعی کمزوری اس کی عجلت پسندی بھی ہے جو گویا اس کی طبیعت میں داخل ہے۔ یہی مفہوم اس کے بعد والے فقرہ سے زیادہ مناسب ہے کہ میں عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا۔ بشرطیکہ تم مجھ سے جلدی نہ کرو۔

(۳۱)۔ ویقولون متی ھذا الوعد۔۔۔الآیۃ

بروز قیامت کفار کی حالت زار کا بیان

اس کی عجلت پسندی کا یہ بھی ایک ثبوت ہے کہ وہ کہتا کہ یہ وعدہ (قیامت) کب پورا ہوگا؟ ارشاد ہوتا ہے کہ کاش! ان لوگوں کو معلوم ہوتا کہ جب وہ گھڑی اچانک آجائے گی۔ اور عذاب الٰہی کی آگ چاروں طرف سے انہیں گھیر لے گی تو وہ نہ اسے پھیر سکیں گے اور نہ ہی اس سے اپنا منہ اور پیٹھ سے روک سکیں گے۔ اور اس وقت نہ ان کی کوئی مدد کی جائے گی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

(۳۲)۔ ولقد استھزی برسل۔۔۔الآیۃ

یہی آیت سورہ انعام میں نمبر ۱۰ پر گزر چکی ہے اور وہیں اس کی تفسیر بھی گزر چکی ہے کہ کس طرح پیغمبر اسلام کو تسلی دی جا رہی ہے کہ کفار کے تمسخر اڑانے سے دل تنگ اور پریشان خاطر نہ ہوں آپ سے پہلے بھی لوگ پیغمبروں کا مذاق اڑاتے رہے ہیں اور پھر خود اسی عذاب کی زد میں آتے رہے ہیں جس کا مذاق اڑاتے تھے۔ لہذا تاریخ ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرا رہی ہے تو ان لوگوں کا انجام بھی ان لوگوں سے مختلف نہ ہوگا۔

آیات القرآن

قُلۡ مَنۡ يَّكۡلَـؤُكُمۡ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحۡمٰنِ ؕ بَلۡ هُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ
رَبِّهِمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۴۲﴾ اَمۡ لَهُمۡ اٰلِهَةٌ تَمۡنَعُهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِنَا ؕ لَا
يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ نَصۡرَ اَنۡفُسِهِمۡ وَلَا هُمۡ مِّنَّا يُصۡحَبُوۡنَ ﴿۴۳﴾ بَلۡ مَتَّعۡنَا
هٰۤؤُلَاۤءِ وَاٰبَآءَهُمۡ حَتّٰى طَالَ عَلَيۡهِمُ الۡعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوۡنَ اَنَّا نَاۡتِى
الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۴۴﴾ قُلۡ اِنَّمَاۤ

Presented by Ziaraat.Com

أُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنْذَرُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَئِنْ
مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٤٦﴾
وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ط
وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ط وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾
وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾
الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ﴿٤٩﴾ وَهَٰذَا
ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ ط أَفَأَنْتُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ﴿٥٠﴾

ترجمۃ الآیات

(اے رسول) کہہ دیجئے! کون ہے جو رات میں یا دن میں خدائے رحمن (کے عذاب) سے تمہاری حفاظت کر سکتا ہے؟ بلکہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ موڑے ہوئے ہیں (٤٢) کیا ہمارے علاوہ ان کے ایسے خدا ہیں جو ان کی حفاظت کر سکیں؟ وہ (خودساختہ) خدا تو خود اپنی مدد نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہماری طرف سے ان کو پناہ دی جائے گی (اور نہ تائید کی جائے گی) (٤٣) بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو (زندگی کا) سروسامان دیا یہاں تک کہ ان کی لمبی لمبی عمریں گزر گئیں (عرصہ دراز گزر گیا) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے اطراف سے برابر گھٹاتے چلے آرہے ہیں تو کیا وہ غالب آسکتے ہیں (٤٤) آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تمہیں صرف وحی کی بناء پر (عذاب سے) ڈراتا ہوں مگر جو بہرے ہوتے ہیں وہ دعا و پکار نہیں سنتے جب انہیں ڈرایا جائے (٤٥) اور جب انہیں تمہارے پروردگار کے عذاب کا ایک جھونکا بھی چھو جائے تو وہ کہہ اٹھیں گے کہ ہائے افسوس بے شک ہم ظالم تھے (٤٦) ہم قیامت کے دن صحیح تولنے والے میزان (ترازو) قائم کریں گے۔ پس کسی شخص پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور اگر کوئی (عمل) رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے (وزن میں) لے آئیں گے اور حساب لینے والے ہم ہی کافی ہیں (٤٧) بے شک ہم نے موسیٰؑ و ہارون کو

Presented by Ziaraat.Com

فرقان، روشنی اور پرہیزگاروں کیلئے نصیحت نامہ عطا کیا (۴۸) جو بے دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں نیز جو قیامت سے بھی خوف زدہ رہتے ہیں (۴۹) اور یہ (قرآن) بابرکت نصیحت نامہ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ کیا تم اس کا انکار کرتے ہو (۵۰)

تشریح الالفاظ

(۱) یکلوأ کم۔ کلاء یکلاء کے معنی حفاظت کرنے کے ہیں۔ ۲۔ الموازین یہ المیزان کی جمع ہے جس کے معنی ترازو کے ہیں (۳) الفرقان: اس کے معنی حق و باطل میں فرق کرنے والے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۳۳)۔ قل من یکلؤ کم... الآیۃ

اس آیت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

اس آیت کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں (۱) ایک یہ کہ وہ کون ہے جو شب و روز میں اللہ کے عذاب سے تمہاری حفاظت کر سکتا ہے۔ بناء بریں یہاں ''عذاب اللہ'' محذوف ماننا پڑے گا (۲) دوسرے یہ کہ شب و روز میں جو حادثے پیش آتے ہیں۔ ان سے اللہ کے بدلے تمہیں کون بچا سکتا ہے؟ بناء بریں من اللہ کے معنی بدلا من اللہ ہوں گے۔

۳۴)۔ ام لھم الھۃ... الآیۃ

مشرکین کے خودساختہ خداؤں کی بے بسی

کیا یہ لوگ کچھ ایسے خدا رکھتے ہیں جو ہمارے سوا ان کی حفاظت کر سکتے ہیں؟ جبکہ وہ اتنے بے بس ہیں کہ خود اپنی مدد نہیں کر سکتے۔ تو تمہاری مدد کیا کریں گے؟۔ ہاں البتہ ایک صورت ہو سکتی تھی کہ وہ تمہاری مدد کرتے اور وہ یہ تھی کہ ہماری نصرت و تائید ان کو حاصل ہوتی۔ مگر وہ انہیں حاصل نہیں ہے۔ تو پھر وہ کس طرح تمہاری حفاظت اور مدد کر سکتے ہیں۔

مخفی نہ رہے کہ اہل عربیت نے یصحبون کے کئی معانی بیان کئے ہیں۔ اظہر یہ ہے کہ اس کے معنی

Presented by Ziaraat.Com

پناہ دینے کے ہیں۔ نیز یہ لفظ نصرت وتائید کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ ان کو نہ پناہ دی جائے گی اور نہ ان کی تائید وحمایت کی جائے۔ وھو یجیر و لا یجار علیه (المومنون۔ ۸۸)

۳۵)۔ بل متعنا ھٰٓؤلآء ... الآیۃ

ان لوگوں کی سرکشی کا سبب

جب ہم نے انہیں اور ان کے آباء واجداد پر اپنے لطف وکرم کی مسلسل بارشیں برسائیں اور عرصہ دراز تک انہیں (دنیوی زندگی کے سروسامان سے نوازا حتی کہ لمبی لمبی عمریں گزر گئیں تو وہ یہ خیال کر کے مغرور اور سرکش ہو گئے کہ یہ سب کچھ ان کے ذاتی استحقاق کی بنیاد پر ہے اور وہ اپنی اس خوشحالی و مرفہ الحالی کو لازوال سمجھنے لگے۔ مگر جب ان کی مہلت کی مدت ختم ہو گئی اور انہیں عذاب کے ایک جھونکے نے چھوا تب آنکھوں سے غفلت کا پردہ چاک ہوا اور پکار اٹھے۔ ہائے بدبختی! بے شک ہم ہی ظالم ہیں جب کہ اسی سورۃ کی آیت ۱۴ میں یہ حقیقت بیان کی جا چکی ہے

۳۶)۔ افلا یرون انا ناتی الارض ... الآیۃ

اس جیسی ایک آیت سورہ رعد کی آیت ۴۱ میں گزر چکی ہے۔ اولم یروا انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا ... الآیۃ اور وہیں اس کی تفسیر بھی گزر چکی ہے۔ ہم نے وہاں بیان کیا ہے کہ عام مفسرین نے تو زمین کو اس کے اطراف وجوانب سے برابر گھٹاتے چلے آنے کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ ہم اسلامی فتوحات کے ذریعہ سے کفار کے قبضہ والی زمینوں کو گھٹاتے (اور مسلمانوں کے قبضہ والی زمینوں کو) بڑھاتے چلے جائیں گے مگر اس کی باطنی تفسیر علماء کی موت سے بھی کی گئی ہے۔ مذکورہ بالا مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۳۷)۔ قل انما انذرکم بالوحی ... الآیۃ

"پہلے جملہ میں خطاب سے اس کا تقاضا یہ تھا کہ تم بہرے ہو اس لئے نہیں سنتے؟ مگر یہ انداز سخت کلامی کا ہوتا ہے۔ لہذا دوسرے جملہ کو بصیغہ غائب کے عمومی طور پر لایا گیا ہے کہ جو بہرے ہوا کرتے ہیں۔ وہ پکارنے والے کی آواز کو نہیں سنا کرتے اس کے بعد آخر تک صیغے غائب کے ہیں جیسے کسی اور جماعت کا ذکر ہے۔ حالانکہ مراد وہی مخاطب افراد ہیں جن سے آغاز کلام میں تخاطب تھا۔ یہ بھی ایک قسم ہے قرآن مجید کے انداز کی جس سے دنیا سبق حاصل کر سکتی ہے۔ (فصل الخطاب۔ جلد ۵)۔

Presented by Ziaraat.Com

۳۸)۔ ونضع الموازین۔۔۔الآیۃ

میزان عدل کا اجمالی تذکرہ

بروز قیامت میزان قائم کرنے اور یہ کہ اس سے مراد کیا ہے؟ اور اس کا صحیح اسلامی مفہوم کیا ہے؟ ہم اس موضوع پر سورہ اعراف کی آیت ۸ والوزن یو مئذالحق فمن ثقلت موا زینه فا ولئك هم المفلحون۔۔۔الآیہ۔ کی تفسیر میں مفصل گفتگو کر کے ماھوالحق؟ کا اظہار کر چکے ہیں: ہم اپنے قارئین کرام کو مذکورہ بالا مقام کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیں گے۔ اور مزید تحقیق کی خاطر ہماری کتاب احسن الفوائد کا مطالعہ فرمائیں۔

مخفی نہ رہے کہ الموازین القسط مضاف مضاف الیہ نہیں بلکہ موصوف اور صفت ہیں اور یہاں موصوف جمع ہے اور صفت مفرد تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب صفت مصدر ہو تو وہ جمع کی صفت واقع ہو سکتا ہے

۳۰)۔ ولقداتینا موسی وھارون۔۔۔الآیۃ

توراۃ کا تذکرہ

یہاں سے بعض انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر شروع ہو رہا ہے کہ انکی زندگیوں کے چیدہ چیدہ حالات و کمالات اور اپنے مقاصد کے حاصل کرنے کے سلسلہ میں پیش آمدہ بعض مشکلات اور تکالیف اور پھر ان پر ان کے صبر و ثبات کا تذکرہ بڑے اختصار سے کیا گیا ہے۔ تا کہ داعیان حق کو اس سے اخلاص اور استقامت کا درس حاصل ہو۔ یہاں فرقان سے مراد توراۃ ہے جو ہر آسمانی صحیفہ کی طرح حق و باطل میں فرق کرنے والی ہے۔ وہ ایسی روشنی ہے جس سے باطل کے اندھیرے دور ہو جاتے ہیں اور وہ ان پرہیز گاروں کیلئے نصیحت نامہ ہے جو دیکھے بغیر خدا سے ڈرتے ہیں اور قیامت سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم بحق النبی وآلہ الطاھرین۔

۴۰)۔ وھذاذکر مبارك۔۔۔الآیۃ

قرآن بابرکت کتاب ہے کیونکہ وہ ہمیشہ برقرار رہنے والی کتاب ہے اس کے منسوخ ہونے کا کوئی امکان نہیں اس لئے اس کے برکات دائمی ہیں۔ یہ پند ہے اس کیلئے جو پند حاصل کرنا چاہے۔ یہ عبرت ہے اس کیلئے جو عبرت حاصل کرنا چاہے۔ اور باعث برکت ہے اس کیلئے جو اوامر و نواہی پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سدھارنا چاہے۔

Presented by Ziaraat.Com

آیات القرآن

وَلَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۚ﴿٥١﴾ اِذْ قَالَ
لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا
وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٥٤﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿٥٥﴾ قَالَ
بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ
مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا
مُدْبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٨﴾
قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٩﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى
يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِيْمُ ۗ﴿٦٠﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ
لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿٦١﴾ قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۗ﴿٦٢﴾
قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٣﴾
فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۙ﴿٦٤﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا
عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۗ﴿٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا
تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْۤا
اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى
اِبْرٰهِيْمَ ۙ﴿٦٩﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۚ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنٰهُ

Presented by Ziaraat.Com

وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ
وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ
بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ
الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ
مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ
فٰسِقِيْنَ ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾

ترجمۃ الآیات

اور یقیناً ہم نے اس (عہد موسوی) سے پہلے ابراہیم کو (ان کے مقام کے مطابق) سوجھ بوجھ عطا فرمائی تھی اور ہم ان کو خوب جانتے تھے (۵۱) جب آپ نے (منہ بولے) باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ مورتیں کیسی ہیں جن (کی عبادت) پر تم جمے بیٹھے ہو (۵۲) انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے (۵۳) آپ نے کہا تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی کھلی ہوئی گمراہی میں تھے (۵۴) انہوں نے کہا کیا تم ہمارے پاس کوئی حق بات (سچا پیغام) لے کر آئے ہو یا صرف دل لگی کر رہے ہو؟ (۵۵) آپ نے کہا (دل لگی نہیں) بلکہ تمہارا پروردگار وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے جس نے انہیں پیدا کیا ہے اور میں اس بات کے گواہوں میں سے ایک گواہ ہوں (۵۶) اور بخدا میں تمہارے بتوں کے ساتھ (کوئی نہ کوئی) چال ضرور چلوں گا جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے (۵۷) چنانچہ آپ نے ان کے ایک بڑے بت کے سوا باقی سب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں (۵۸) ہمارے خداؤں کے ساتھ کس نے یہ سلوک کیا ہے ؟ بے شک وہ ظالموں میں سے ہے (۶۰) انہوں نے کہا تو پھر اسے (پکڑ کر) سب لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ وہ گواہی دیں (۶۱) (چنانچہ آپ لائے گئے) ان لوگوں نے کہا اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے؟ ابراہیم نے کہا۔ بلکہ ان کے

Presented by Ziaraat.Com

بڑے بت نے یہ سب کارروائی کی ہے ان بتوں ہی پوچھ لو اگر وہ بول سکتے ہیں (۶۳) وہ لوگ (ابراہیم کا یہ جواب سن کر) اپنے دلوں میں سوچنے لگے اور آپس میں کہنے لگے واقعی تم خود ہی ظالم ہو (۶۴) پھر انہوں نے (خجالت سے) سر جھکا کر کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ (بت) بات نہیں کرتے (۶۵) آپ نے کہا تو پھر تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں (۶۶) تف ہائے تم پر اور ان (بتوں) پر جنکی تم اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہو۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ (۶۷) ان لوگوں نے کہا اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو اسے آگ میں جلا دو۔ اور اپنے خداؤں کی مدد کرو (۶۸) چنانچہ انہوں نے آپ کو آگ میں ڈال دیا ہم نے کہا اے آگ! ٹھنڈی ہو کر اور ابراہیم کے لئے سلامتی کا باعث بن جا۔ (۶۹) ان لوگوں نے ابراہیم کے ساتھ چالبازی کرنا چاہی تھی مگر ہم نے انہیں ناکام کر دیا (۷۰) اور ہم نے انہیں اور لوط کو نجات دی اور اس سرزمین (شام) کی طرف لے گئے جسے ہم نے دنیا جہان والوں کیلئے بابرکت بنایا ہے (۷۱) اور ہم نے اسحاق (جیسا بیٹا) اور مزید یعقوب (جیسا پوتا) عطا فرمایا اور سب کو صالح بنایا (۷۲) اور ہم نے انہیں ایسا امام (پیشوا) بنایا جو ہمارے حکم سے (لوگوں) کو ہدایت کرتے تھے اور ہم انے انہیں نیک کاموں کے کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی کی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے (۷۳) اور ہم نے لوط کو حکمت اور علم عطا کیا۔ اور انہیں اس بستی سے نجات دی جس کے باشندے گندے کام کیا کرتے تھے واقعی وہ قوم بڑی بری اور نافرمان تھی (۷۴) اور ہم نے اس (لوط) کو اپنی رحمت میں داخل کیا۔ بے شک وہ بڑے نیکوکاروں میں سے تھے (۷۵)

تشریح الالفاظ

(۱) التماثیل۔ یہ تمثال کی جمع ہے جس کے معنی مورت کے ہیں (۲)۔ لا کیدن کید کے معنی چال چلنے کے ہیں۔

(۳) جزاذ۔ اس کے معنی ٹکڑے ٹکڑے کے ہیں (۴) نکسو اعلی رؤسھم کا مفہوم یہ ہے کہ ذلت سے سر جھکا لئے

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۴۱)۔ ولقد اتینا ابراھیم ۔۔۔الاٰیۃ

جناب موسیٰ وہارون کے اجمالی تذکرہ کے بعد پیغمبر اسلام کے جداعلیٰ جناب ابراہیم خلیلؑ خدا کا قدرے تفصیل سے تذکرہ کیا جارہا ہے اوراس ضمن میں کلمہ حق کی خاطر کن مصائب وآلام کی کٹھالیوں میں ان کو ڈالا گیا۔ اور وہ کس طرح کندن ہوکران سے نکلے اور کس طرح صبرواستقامت کا مظاہرہ فرمایاان امور کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ چونکہ قریش کے لوگ جناب خلیل کی اولاد تھےان کے بنائے کعبہ کی وجہ سے اسی عرب میں ان کو مجدوشرف حاصل تھا مگر تھے مشرک تو خلیل کے ان واقعات سے ان لوگوں کے مشرکانہ نظریات پر کاری ضرب لگتی ہے ۔ کہ جس خلیل کی اولا ہونے اوران کے بنائے ہوئے کعبہ کے مجاور ہونے کے ناطے سے ان کا لوگوں میں بھرم قائم ہے ان کا قول وفعل کیا تھا۔ اوران کی روش ورفتار کیا ہے؟ نیز واضح رہے کہ قبل ازیں چند مقامات پر جناب ابراہیم کا ذکر خیر ہو چکا ہے جیسے سورہ بقرہ آیات ۱۲۴ تا ۱۴۱، ۱۵۸، ۲۶۰ سورہ انعام آیات ۷۴ اسورہ التوبہ آیت۔ ۱۱۴۔سورہ ہود آیت ۶۹ تا ۷۶۔ سورہ ابراہیم آیات ۳۵ تا ۴۱۔ سورہ الحجر آیات ۵۰ تا ۶۰۔سورہ نحل آیات ۱۲۰ تا ۱۲۳۔لہٰذاان مقامات کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

مفسرین میں اختلاف ہے کہ اس رشد سے کیا مراد ہے جوان کے مرتبہ ومقام کے لائق خدانے انہیں موسیٰ اور ہارون بلکہ پیغمبر اسلامؐ سے بھی پہلے عطا کیا تھا؟ بعض مفسرین نے اس سے خدا کی معرفت اوراس کی توحید کے دلائل مراد لئے ہیں اور بعض نے غلط اور صحیح بات میں تمیز کرنے کی صلاحیت مراد لی ہے اور بعض نے اس سے نبوت مراد لی ہے اور بظاہر یہی اظہر ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (مجمع البیان) ہم ان کے حالات کو خوب جانتے تھے کہ وہ اس مرتبہ کے اہل ہیں

۴۲)۔ اذقال لابیہ ۔۔۔الآیۃ

ہم قبل ازیں کسی مناسب مقام پر محدثین ومورخین کا اس بات پر اجماع پیش کر چکے ہیں کہ جناب ابراہیم کے والد ماجد کا نام تارخ تھا جو کہ مومن وموحد تھا۔ اور یہ آزر جس کا بار بار ''اب'' کے لفظ سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ آپ کے تایا اورمنہ بولے باپ تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

۴۳)۔ ماھذہ التماثیل ... الآیۃ

تمثال اس صورت کو کہا جاتا ہے جو اللہ کی کسی مخلوق کے مشابہ ہاتھوں سے بنائی جائے مگر اس میں جان نہ ہو۔ یعنی صرف مورت ہو۔ جناب خلیل نے بڑے تحقیر آمیز لہجہ میں ان کی روش پر طنز کرتے ہوئے فرمایا۔ "یہ مورتیاں کیا ہیں جن کی عبادت پر تم جمے بیٹھے ہو؟ قوم نے وہی کورکورانہ اور مقلدانہ جواب دیا کہ چونکہ ہم نے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے لہذا ہم بھی کر رہے ہیں اس پر جب جناب ابراہیم نے یہ فرمایا کہ تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی تو وہ لوگ اپنے باپ دادا کی گمراہی کی بات سن کر حیران و پریشان ہو جاتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں کہ آپ یہ بات سچ مچ کہہ رہے یا مزاح کر رہے ہیں؟

۴۴)۔ قال بل ربکم رب السموت ... الآیۃ

آپ نے فرمایا یہ مزاح اور دل لگی نہیں بلکہ حقیقت ہے تمہارے بت خدا نہیں ہیں بلکہ تمہارا پروردگار وہ ہے جو آسمان و زمین کا پروردگار ہے اور خالق بھی اور میں اس صداقت کا گواہ ہوں۔

۴۵)۔ وتاللہ لا کیدن ... الآیۃ

بخدا میں تمہارے ان بتوں کے ساتھ کوئی ایسی چال ضرور چلوں گا کہ تم لوگ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ کہ جن کی تم پرستش کرتے ہو اور جنہیں اپنے نفع و نقصان اور موت و حیات کا مالک و مختار جانتے ہو وہ تم سے بھی زیادہ عاجز اور بے بس ہیں۔ اور یہ صرف تمہارا وہم ہے یا پھر روایتی عقیدت کہ تم انہیں قادر و قیوم مانتے ہو۔

۴۶)۔ فجعلھم جذاذاً ... الآیۃ

اس قوم کا کوئی قومی تہوار تھا جب نمرود اور اس کی رعایا سب وہاں چلے گئے۔ تو جناب خلیل خدا کچھ طعام اور کلہاڑا ہاتھ میں لے کر ان کے مرکزی صنم کدہ میں داخل ہوئے جس میں تمام بت رکھے تھے۔ پھر وہ ایک ایک بت کے پاس جاتے اور طعام پیش کر کے کہتے لے کھا اور بات کر مگر وہ بت بات نہ کرتا تو کلہاڑے سے اس کے ہاتھ پاؤں توڑ دیتے۔ الغرض سب بتوں کے ساتھ یہی کیا اور آخر کار جب سب سے بڑا بت باقی بچ گیا تو کلہاڑا اس کے گلے میں ڈال دیا۔ اور اسے نہ توڑا اور جب بادشاہ اور اس کی رعایا تہوار سے واپس آئے اور اپنے صنم کدہ میں قدم رکھا تو دیکھا کہ ان کے بتوں کا حشر نشر ہو چکا ہے۔ تو یہ منظر دیکھ کر کہرام ماتم بپا ہو گیا اور شور بلند ہوا کہ جس نے بھی ہمارے خداؤں سے یہ سلوک کیا ہے وہ بڑا ظالم ہے۔ اسے پکڑو اور سب لوگوں کے سامنے لاؤ۔ الغرض تلاش شروع ہوئی اور آخر کار جناب ابراہیمؑ کو پکڑ کر دربار میں پیش کیا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

۴۷۔ قالوا انت فعلت ... الاٰیۃ

قوم کا سوال اور جناب خلیل کا حکیمانہ جواب

پوچھ گچھ شروع ہوئی اے ابراہیم! کیا تم نے یہ کارروائی کی ہے؟ جناب خلیل نے بڑے اطمینان کے ساتھ جواب دیا ''بلکہ ان کے اس بڑے بت نے یہ سب کارروائی کی ہے ان سے پوچھ لو اگر یہ بول سکتے ہیں'' برادران اسلامی کی بعض کتابوں میں جناب ابراہیم کے تین جھوٹوں میں سے اسے ایک جھوٹ قرار دیا گیا ہے (العیاذ باللہ)

حضرت امام جعفر صادق علیہ اسلام فرماتے ہیں کہ جناب ابراہیم نے جھوٹ نہیں بولا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ اپنے بتوں سے پوچھو اگر یہ بول سکتے ہیں تو پھر ان کے بڑے نے یہ سب کارروائی کی ہے اور اگر نہیں بول سکتے تو پھر اس نے یہ کارروائی نہیں کی ''پس نہ بت بولے اور نہ ابراہیمؑ نے جھوٹ بولا۔ (عیون الاخبار)

الغرض یہ بات مطلق نہیں بلکہ مشروط ہے کہ اگر یہ بات کر سکتے ہیں تو پھر یہ کام ان کے بڑے نے کیا ہے جناب خلیلؑ کا مدبرانہ جواب سن کر وہ لوگ اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچنے لگے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے' کہ واقعی تم خود ظالم ہو کہ ایسے عاجز اور بے بس بتوں کی پرستش کرتے ہو؟

مگر ضمیر کا یہ فیصلہ کچھ زیادہ دیر پا ثابت نہ ہوا اور وہ بہت جلد ظلم و تشدد کرنے پر اتر آئے جیسا کہ جہل و تعصب اور باطل کا شیوہ و شعار ہے کہ جب وہ دلیل و برہان سے حق کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو پھر تشدد کا ہتھیار استعمال کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے عموما ثم نکثو اعلی رؤسھم کا ترجمہ یہ کیا جاتا ہے کہ شرم اور خجالت کی وجہ سے ان کے سر جھک گئے۔

مگر موقع اور محل اس مفہوم کو قبول نہیں کرتا۔ سیاق و سباق کلام سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہو کر تھوڑی دیر کیلئے حقیقت کا اظہار تو کر بیٹھے مگر بہت جلد انکی جہالت و ضلالت ان پر مسلط ہو گئی اور ان کی عقل و سوچ اوندھی ہوئی۔ اور انہوں نے اس کے خلاف سوچنا اور کہنا شروع کر دیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کلام نہیں کرتے جناب ابراہیم نے اس موقع پر ناصحانہ و حکیمانہ کلام کیا۔ مگر بے سود۔ ع

مرد نا داں پر کلام نرم و نازک بے اثر

۴۸۔ قالوا حرقوہ ... الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

فیصلہ ہو گیا کہ ابراہیم کو آگ میں جلا دیا جائے

جناب ابراہیم کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا اور انہیں جلانے کے لئے تاریخ مقرر کر دی گئی۔ بہت ساری لکڑیاں اکٹھی کی گئیں اس طرح آگ روشن کی گئی کہ اوپر سے کوئی پرندہ بھی پرواز کر کے نہیں گزر سکتا تھا۔ اور کوئی آدمی قریب نہیں جا سکتا تھا۔ لہذا اب وہ پریشان ہوئے کہ جناب ابراہیم کو کس طرح آگ میں جھونکا جائے۔ ابلیس نے انہیں منجنیق کی تدبیر سمجھائی چنانچہ جب جناب ابراہیمؑ کو اس میں بٹھایا گیا۔ تو ملاء اعلی کے ساکنیں میں کھلبلی مچ گئی۔ فرشتوں نے کہنا شروع کیا کہ تمام روئے زمین پر یہی ایک شخص ہی تو تھا جو خدا کی توحید بیان کرتا تھا اور اس کی عبادت کرتا تھا۔ آج اسے جلایا جا رہا ہے خدا نے فرمایا اگر وہ مجھ سے دعا کریں گے تو میں ان کی کفایت کروں گا اور انہیں بچالوں گا۔ اس داد و فریاد میں چونکہ جناب جبرائیل پیش پیش تھے۔ خدا نے فرمایا کہ تم زمین پر جاؤ اور میرے خلیل کی خدمت میں اپنی خدمات پیش کرو۔ چنانچہ جبرائیل چشم زدن میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے ابراہیم! میرے لائق کوئی خدمت؟ جناب خلیل نے بڑے موحدانہ انداز میں فرمایا اما الیك فلا و اما الی رب العلمین فنعم۔ میں محتاج ضرور ہوں مگر تمہارا نہیں رب العلمین کا محتاج ہوں۔ خدا نے جب ان کی شان توکل دیکھی تو آگ کو حکم دیا۔

۴۹)۔ یا نار کونی بردا ... الآیة

کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ مروی ہے کہ آگ اس قدر ٹھنڈی ہوئی کہ جناب ابراہیم کے دانت بجنے لگے۔ ارشاد ہوا ہے کہ سلاما علی ابراہیم کہ ابراہیم کیلئے سلامتی کا باعث بن جا کہ میرا خلیل آرام و سکون سے وقت گزار سکے۔ اس کے حکم سے مراد خدا کا تکوینی ارادہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کے متعلق ہو جائے تو وہ ہو جاتی ہے اس ارادہ کو دوسری جگہ کن سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اس موقع پر جناب خلیل کی دعا

اس موقع پر جناب خلیل کی مختلف روایات میں مختلف دعائیں منقول ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یوں دعا کی یا اللہ یا واحد یا احد یا صمد یا من لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفواً احد نجنی من النار برحمتك (تفسیر صافی) ایک اور روایت میں یہ دعا ہے کہ اللھم انی اسئلك بحق محمد وال محمد لما نجیتنی منھا۔ (احتجاج طبرسی)

ایک روایت صادقی کا تذکرہ

مروی ہے کہ جب جناب ابراہیم کو آتش نمرودی میں جھونکا جا رہا تھا تو نمرود ایک بلند عمارت میں یہ منظر دیکھنے کیلئے بیٹھا تھا۔ لہذا جب آگ ٹھنڈی ہوگئی تو خدا نے جبرئیل کو انسانی شکل میں جناب خلیل کے پاس بھیجا جو اس حالت میں آپ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ نمرود نے خیال کیا کہ یہ ابراہیم کا رب ہے۔ تو وہ کم بخت اگرچہ اتنا بڑا معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا۔ مگر اتنا ضرور کہا۔ من اتخذ الھا فلیتخذ مثل الہ ابراھیم۔ جو شخص کوئی خدا ماننا چاہے تو ابراہیم کے خدا جیسا خدا تلاش کرے۔ (تفسیر صافی)

۵۰)۔ وارادوابہ کیدا ... الآیۃ

اس طرح انہوں نے جناب ابراہیم کے خلاف چالبازی کی تھی مگر ہم نے جناب خلیل کو نجات دے دی اور ان لوگوں کو اخسر الاخسرین (سب گھاٹا والوں سے زیادہ گھاٹا اٹھانے والے) بنا دیا اور اپنے مقصد میں ناکام کر دیا اور خلیل کی شان کو اوپر بڑھایا۔ اور ان کو ارض مقدسہ (شام کے علاقہ کنعان) کی طرف لے گئے جسے ہم نے دنیا جہان کیلئے بابرکت بنایا ہے۔ جو مختلف مادی اور روحانی برکتوں کا مرکز ہے۔ مادی اس طرح کہ وہ علاقہ بڑا زرخیز ہے اور روحانی اس طرح کی اس خطے میں سب سے زیادہ نبی مبعوث ہوئے ہیں۔

۵۱)۔ ووھبنا لہ اسحاق ... الآیۃ

اور اپنے فضل و کرم سے جناب خلیل کو اسحاق جیسا فرزند اور مزید برآں یعقوب جیسا پوتا عطا فرمایا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

حالانکہ جناب سارہ کے بطن سے صرف بیٹے کیلئے دعا کی تھی۔ مگر خدا نے پوتا دے کر بقاء نسل کا بھی انتظام کر دیا

۵۲)۔ وجعلناھم آئمۃ ... الآیۃ

امام ہدایت و امام غوایت کا تذکرہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ الآئمۃ فی کتاب اللہ امامان۔ الخ ... اللہ کی کتاب سے ثابت ہے کہ امام دو قسم کے ہوتے ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ وجعلنا ھم آئمۃ یھدون بامرنا الآیۃ۔ ہم نے کچھ ایسے امام بنائے ہیں جو لوگوں کو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت کر

Presented by Ziaraat.Com

تے ہیں دوسرے وہ جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے ''وجعلنا هم آئمة يدعون الى النار۔اور ہم نے کچھ ایسے امام بھی بنائے ہیں جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلا رہے ہیں''۔(اصول کافی)

(۵۳)۔ ولوطا اتيناه...الآية

ہم نے لوط کو حکم یعنی حکمت اور علم یعنی نبوت عطا فرمایا اور اس بستی سے ان کو نجات دی جس کے باشندے خلاف وضع فطری گندے کام کرتے تھے اور ان کو اپنی خاص رحمت کے سایہ میں جگہ دی۔ کیونکہ وہ میرے صالح اور نیکوکار بندوں میں سے تھے۔

مخفی نہ رہے کہ قبل ازیں متعدد مقامات پر جناب لوط کا ذکر خیر گزر چکا ہے۔جیسے سورہ اعراف آیت ۷۰ سورہ ہود آیات ۶۹ سے ۸۳ سورہ حجر آیات ۵۶ تا ۷۶۔وہاں رجوع کیا جائے۔

آیات القرآن

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ
الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا
قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٧٧﴾ وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي
الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ﴿٧٨﴾
فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ
الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ
لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمَانَ
الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا
بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ
عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ﴿٨٢﴾ وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي
مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٨٣﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا

Presented by Ziaraat.Com

بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى
لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ط كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾
وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ط اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ
مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ
اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ق اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ لا وَنَجَّيْنٰهُ
مِنَ الْغَمِّ ط وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا
تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ز وَوَهَبْنَا لَهٗ
يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ط اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ
وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ط وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ
فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾
اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ز وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا
اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ط كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾

ترجمۃ الآیات

اورنوح (کا ذکر کیجئے) جب انہوں نے (ان سب سے) پہلے پکارااور ہم نے ان کی دعا و پکار قبول کی اور انہیں اور ان کے اہل کو سخت غم و کرب سے نجات دی (٧٦) اور ان لوگوں کے مقابلہ میں جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی مدد کی بے شک وہ بڑے برے تھے۔۔ پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا (٧٧) اور داؤد اور سلیمان (کا تذکرہ کیجئے) جب وہ کھیت کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جب ایک گروہ کی بکریاں رات کے وقت اس میں گھس گئی تھیں اور ہم ان کے فیصلہ کا مشاہدہ کر رہے تھے (٧٨) اور ہم نے اس کا فیصلہ سلیمان کو سمجھا دیا تھا اور ہم نے ہر ایک کو حکمت اور علم عطا کیا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑوں اور

Presented by Ziaraat.Com

پرندوں کو مسخر کر دیا تھا جو ان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور (یہ کام) کرنے والے ہم ہی
تھے(۷۹) اور ہم نے انہیں تمہارے فائدہ کیلئے زرہ بنانے کی صنعت سکھائی تھی تاکہ وہ تمہیں
تمہاری لڑائی میں ایک دوسرے کی زد سے بچائے ۔ کیا تم اس (احسان) کے شکر گزار ہو؟
(۸۰) اور ہم نے تیز وتند ہوا کو سلیمان کیلئے مسخر کر دیا تھا جو ان کے حکم سے اس سرزمین کی
طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت قرار دی ہے اور ہم ہر چیز کا علم رکھنے والے تھے(۸۱)
اور ہم نے کچھ شیطانوں (جنات) کو ان کا تابع بنا دیا تھا جو ان کیلئے غوطہ زنی کرتے تھے۔
اور اس کے علاوہ اور کام بھی کرتے تھے اور ہم ہی ان کے نگہبان تھے(۸۲) اور ایوب (
کا ذکر کیجئے) جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا مجھے (بیماری کی) تکلیف پہنچ رہی ہے اور
تو ارحم الراحمین ہے (میرے حال پر رحم فرما)(۸۳) ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو جو
تکلیف تھی وہ دور کر دی اور اپنی خاص رحمت سے ہم نے انکو ان کے اہل وعیال عطا کئے اور
ان کے برابر اور بھی اور اس لئے کہ یہ عبادت گزاروں سے تھے(۸۵) اور ہم نے ان سب کو
اپنی (خاص) رحمت میں داخل کر لیا تھا۔ یقینا وہ نیکوکار بندوں میں سے تھے(۸۶) اور
ذوالنون (مچھلی والے) کا ذکر کیجئے جب وہ خشمناک ہو کر چلے گئے اور وہ سمجھے کہ ہم ان پر تنگی
نہیں کریں گے ۔ پھر انہوں نے اندھیروں میں سے پکارا۔ تیرے سوا کوئی الہ نہیں ہے۔
پاک ہے تیری ذات بے شک میں زیاں کاروں میں سے ہوں(۸۷) ہم نے ان کی دعا
قبول کی اور انہیں غم سے نجات دی اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں
(۸۸) اور زکریا کا (ذکر کیجئے) جب انہوں نے پکارا اے میرے پروردگار! مجھے (وارث
کے بغیر) اکیلا نہ چھوڑ۔ جب کہ تو خود بہترین وارث ہے(۸۹) ہم نے انکی دعا قبول کی اور
انہیں یحیٰ (جیسا بیٹا) عطا کیا اور ان کی بیوی کو ان کیلئے تندرست کر دیا۔ یہ لوگ نیک کاموں
میں جلدی کرتے تھے اور ہم کو شوق وخوف (اور امید وبیم) کے ساتھ پکارتے تھے اور وہ
ہمارے لئے عجز ونیاز سے) جھکے ہوئے تھے(۹۰) اور اس خاتون کا ذکر کیجئے جس نے اپنے
ناموس کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی خاص روح پھونک دی ۔ اور انہیں اور ان کے
بیٹے عیسی کو دنیا جہان والوں کیلئے (اپنی قدرت کی) نشانی بنا دیا(۹۱) اے ایمان والو یہ
تمہاری ملت ہے جو درحقیقت ملت واحدہ ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ بس تم میری ہی

Presented by Ziaraat.Com

عبادت کرو۔(۹۲) لیکن لوگوں نے اپنے دینی معاملہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا انجام کار سب ہماری ہی طرف لوٹ کر آنے والے ہیں (۹۳)

تشریح الالفاظ

(۱) الکرب کے معنی شدید رنج وغم کے ہیں (۲) نفش کے معنی ہیں رات کے وقت بکریوں یا مویشیوں کا کسی کے کھیت میں گھس جانا اور کھیتی کو نقصان پہنچانا (۳) عاصفة کے معنی تیز وتند ہوا کے ہیں (۴) لبوس کے معنی ہر جنگی ہتھیار کے ہیں مگر یہاں مراد زرہ ہے (۵) باس کے معنی جنگ عذاب اور ہرج کے ہیں (۶) ضر اگر ضاد پر زبر ہو تو اس کے معنی ہر قسم کے ضرر وزیاں کے ہیں اور اگر ضاد پر پیش ہو تو پھر اس کا اطلاق جسمانی ضرر ور نقصان پر ہوتا ہے (۷) ذوالنون۔ نون کے معنی مچھلی کے ہیں بناء بریں ذوالنون کے معنی ہوں گے مچھلی والا۔ مراد جناب یونسؑ ہیں (۸) امت کے معنی ملت اور دین کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۵۴)۔ نوحا اذنادی۔۔۔الایة

نوحا۔ اس کا عطف موسیٰ وہارون وابراہیم پر بھی ہوسکتا ہے جو کہ اتینا کے مفعول ہیں۔ یعنی ہم نے نوح کو بھی اسی نعمت سے نوازا۔ اور یہ فعل محذوف یعنی اذکر کا مفعول بھی ہوسکتا ہے۔ باوجود کہ جناب نوح نے ساڑھے نو سو سال تک قوم کو دعوت حق دی۔ اور انہیں کفر وشرک سے باز آنے کی تلقین کی۔ مگر معدودے چند آدمیوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا۔ بلکہ آپ کی اذیت رسانیوں میں اور اضافہ کر دیا۔ بالآخر ان حالات سے مجبور ہو کر جناب نے دعا مانگی۔ انی مغلوب فانتصر (القمر ۱۰) اور یہ دعا کی رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا (نوح۔۲۶) تو خدائے مہربان نے ان کو اور انکے اہل یعنی باایمان ساتھیوں کے سوا باقی سب کو غرق کر دیا قبل ازیں جناب نوح کا قصہ کئی مقامات پر تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے جیسے سورہ اعراف آیات ۵۹۔۶۴ سورہ یونس آیات ۷۱ تا ۷۳ سورہ ہود آیات ۲۵ تا ۴۸ سورہ بنی اسرائیل آیت ۳ وہاں رجوع کیا جائے۔

۵۵)۔ وداؤد وسلیمان اذیحکمان۔۔۔الآیة

Presented by Ziaraat.Com

جناب داؤد و سلیمان کی خدمت میں پیش کردہ مقدمہ کی تفصیل

اس سلسلہ میں جو کچھ فریقین کی تفاسیر میں وارد ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی شخص کی بکریاں رات کے وقت کسی اور شخص کے کھیت میں گھس گئیں اور اس کی کھیتی چر گئیں ۔ چنانچہ کھیت والا شخص جناب داؤد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ماجرا بیان کیا۔ جناب نے بکریوں والے کو بلایا۔ اور فریقین کے بیان سن کر یہ فیصلہ کیا کہ بکریوں کی قیمت خرید تقریباً نقصان زدہ کھیت کے برابر تھی ۔ جناب سلیمان جو ہنوز دس گیارہ سال کے بچے تھے اور فیصلہ کے وقت موجود تھے وہ بولے ۔ کیا اس طرح بہتر نہیں ہوگا کہ فی الحال بکریاں کھیت والے کے حوالے کر دی جائیں تا کہ وہ ان کے دودھ وغیرہ سے فائدہ اٹھائے اور بکریوں والے سے کہا جائے کہ وہ کھیت کی نگہداشت کرے اور کھیت اصلی حالت پر آ جائے تو بکریاں اس کے مالک کے حوالے کر دی جائیں اور کھیت، کھیت والے کے چنانچہ اسی کے مطابق فیصلہ کیا گیا۔ حضرت داؤد نے بھی اس فیصلہ کو پسند کیا۔ اور یہی نافذ کیا گیا۔ (مجمع البیان، قرطبی و مظہری وغیرہ)

ایک ایراد اور اس کا جواب

اس بیان پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب جناب داؤد نبی ہیں اور کلا اتینا حکما و علما کے مصداق ہیں تو انہوں نے غلط فیصلہ کس طرح کیا؟ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اس قسم کے مقدمہ کا اس دور کی شرع میں وہی تھا جو جناب داؤد نے کیا تھا مگر خداوند عالم نے جناب سلیمان کو دوسرا فیصلہ سمجھا کر پہلے کو منسوخ کر دیا۔ جبکہ داؤد کو اس منسوخی کی اطلاع نہیں تھی ۔ صاحب کاشف نے اس قول کو ارجح الاقوال قرار دیا ہے۔ (تفسیر کاشف ۔ ج ۵)

دوسرا جواب یہ ہے جو پہلے جواب سے بھی راجح ہے ۔ اور یہ جواب اس روایت پر مبنی ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب یہ مقدمہ جناب داؤد کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے کوئی فیصلہ نہ کیا بلکہ یہ مقدمہ جناب سلیمان کے پاس بھیج دیا اور انہوں نے وہ فیصلہ کیا جو اوپر مذکور ہے۔ اور جناب داؤد نے اسے نافذ کر دیا۔ اور ایسا اس لئے کیا کہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ جناب داؤد کے خلیفہ اور جانشین جناب سلیمانؑ ہیں (تفسیر قمی و صافی وغیرہ) اس طرح باپ بیٹے کے فیصلہ میں اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔

(۵۶)۔ وسخرنا مع داؤد الجبال ۔۔ الآیة

Presented by Ziaraat.Com

جناب داؤد کے دو معجزات کا تذکرہ

ان آیات میں خداوند عالم نے جناب داؤد کے دو معجزوں کا اجمالا تذکرہ کیا ہے۔ایک یہ کہ خدا نے ان کے ساتھ پہاڑ اور پرندے مسخر کر دیئے تھے۔جب آپ زبور کی تلاوت کرتے اور خدا کی حمد وثناء اور تسبیح وتقدیس کرتے تو آپ کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی خدا کی تسبیح وتقدیس کرتے اس بات کا تذکرہ سورہ ص میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے **انا سخر نا الجبال معه يسبحن بالعشسي و الا شراق و الطير محشورة كل له اواب** ہم نے ان کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا۔جو صبح وشام تسبیح کرتے تھے اور پرندے بھی مسخر کر دیئے گئے تھے جو (تسبیح کیلئے) اکٹھے ہو جاتے تھے اور سب ان کے فرمانبردار تھے۔

اب رہی اس بات کی تحقیق کہ پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کی نوعیت کیا تھی؟ یہ زبان مقال سے تھی یا زبان حال سے؟ تکوینی تھی یا مشاہداتی؟ گو اس میں **فی الجملہ اختلاف** ہے۔مگر تحقیقی قول یہی ہے کہ ان کی یہ تسبیح زبان مقال سے تھی۔اور اسی بناء پر یہ جناب داؤد کا معجزہ تھا۔دوسرا یہ کہ خدا نے ان کیلئے لوہا نرم کر دیا تھا اور ان کو زرہ بنانے کی صنعت کی تعلیم دی تھی ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ **و النا له الحديد ان اعمل سبغت و قدر فی السرد** (سباء۔۱۱) کہ ہم نے ان کیلئے لوہے کو (موم کی طرح) نرم کر دیا (اور کہا کہ) کشادہ اور فراخ زرہیں بناؤ اور خوب اندازہ سے کڑیاں جوڑو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حلقہ دار زرہ جناب داؤد نے بنائی ہے اور وہی اس کے موجد ہیں۔حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک بار خدا نے جناب داؤد کو وحی فرمائی کہ اے داؤد تم بڑے اچھے بندے ہو۔بشرطیکہ بیت المال سے کھانا نہ کھاؤ۔اور اپنے ہاتھ سے کام کرو۔اس پر جناب داؤد چالیس دن تک گریہ کرتے رہے۔پھر خدا نے لوہے کو وحی کی کہ میرے بندہ خاص داؤد کیلئے نرم ہو جا۔پس اس طرح خدا نے ان کیلئے لوہے کو نرم کر دیا۔بعد ازاں وہ روزانہ ایک زرہ بناتے تھے اور اس سے ایک ہزار درہم کماتے اور بیت المال سے بے نیاز ہو گئے (اصولی کافی وتفسیر صافی)

۵۷)۔ **و کنا فاعلین...الآیۃ**

معجزہ کا حقیقی فاعل خدا ہوتا ہے

یہ بات اپنے مقام یعنی علم کلام میں عقل ونقل کے ناقابل رد دلائل سے ثابت کی جا چکی ہے کہ معجزہ کا حقیقی فاعل خداوند عالم ہوتا ہے۔لہذا اس کی طرف اس کی نسبت حقیقی ہوتی ہے۔ہاں البتہ چونکہ وہ کسی نبی یا اس

Presented by Ziaraat.Com

کے کسی وصی کی صداقت کو اجاگر کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے مجازاً اسے ان کی طرف بھی نسبت دے دی جاتی ہے تو قطع نظر دوسرے دلائل کے یہاں خداوند عالم نے پہلے یہ بیان کرنے کے بعد کہ پہاڑ اور پرندے ہم نے مسخر کئے اور لوہا ہم نے نرم کیا۔ بعد ازاں غیر مبہم الفاظ میں اعلان کر دیا کہ وکنا فاعلین یعنی ان افعال کے

حقیقی فاعل اور کرنے والے ہم تھے اس سے زیادہ واضح الفاظ میں کس طرح کسی حقیقت کا اظہار کیا جا سکتا ہے؟ فھل من مدکر؟ فما ذا بعد الحق الا الضلال قبل ازیں سورہ بقرہ آیت ۳۵۱ کے ذیل میں بھی جناب داؤد کے حالات ذکر کئے جا چکے ہیں۔

۵۸)۔ **ولسلیمان الریح عاصفة ۔۔۔ الآیة**

جناب سلیمان کے دو معجزات کا تذکرہ

یہاں خداوند عالم نے جناب سلیمان کے دو معجزوں کا اجمالی تذکرہ فرمایا ہے ایک یہ کہ خدا نے تیز و تند ہوا کو ان کیلئے مسخر کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک ماہ کی سافت صبح کی ہوا اور ایک ماہ کی سافت شام کی ہوا طے کرتی تھی۔ **ولسلیمان الریح غدوھا شھر و رواحھا شھر** ۔ کہ صبح و شام اس کا چلنا ایک ایک ماہ کی مدت کا ہوتا تھا۔

ہوا جناب سلیمان کو مع تخت ان کے لاؤ لشکر کے ایک ماہ مسافت تک صبح اور ایک ماہ کی مسافت تک شام کے وقت لے جاتی تھی اور وہ اس برق رفتاری کے ساتھ دوش ہوا پر اس وقت اڑتے تھے جب ہوائی جہاز کا کوئی تصور بھی نہیں تھا۔ بعض جدید مفسرین نے انمل بے جوڑ تفسیر کرتے ہوئے اس سے بحری بیڑا مراد لیا ہے۔ جس کے ذریعہ سے آپ مشرق و مغرب میں کاروبار کرتے تھے اور کبھی کبھار خود اس پر سوار ہوتے تھے۔ اے معاذ اللہ! جب عام لوگ خدا کی دی ہوئی عقل کے بل بوتے پر آج ہوائی جہاز بنا کر دوش ہوا پر اڑ رہے ہیں اور کوئی تعجب نہیں کرتا تو اگر خدا بغیر آلات و اسباب کے محض ہوا سے ہوائی جہاز کا کام لے لے تو اس میں کونسی جائے تعجب ہے۔۔؟؟

ایک سوال اور اس کا جواب:-

خداوند عالم نے یہاں ہوا کی صفت عاصفة (تیز و تند) بیان کی ہے۔ جب کہ دوسرے مقام پر اسے رفاء (آہستہ چلنے والی) قرار دیا ہے۔ **فسخر نالہ الریح تجری بامرہ رفاء حیث یشاء** (ص۔۳۷) کہ ہم نے ہوا کو ان کا مسخر کر دیا تھا اور جدھر جانا چاہتے تھے وہ ان کے حکم سے دھیمی چال چلتی تھی۔ تو کون سی بات

Presented by Ziaraat.Com

صحیح ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ دونوں صحیح ہیں وہ تیز وتند بھی تھی اور دھیمی رفتار سے چلنے والی بھی۔ کیونکہ وہ جناب سلیمان کے حکم کے مطابق چلتی تھی۔ یعنی اگر وہ اسے تیز چلانا چاہتے تو وہ تیز تیز چلتی۔ اور اگر وہ آہستہ چلانا چاہتے تو پھر آہستہ چلتی تھی۔ جس طرح جہاز یا گاڑی کا ڈرائیور کبھی اس کو تیز چلاتا ہے اور کبھی آہستہ۔

باپ بیٹے کی تسخیر میں باریک فرق:۔

ابھی اوپر یہ بات گزر چکی ہے کہ خدا نے پہاڑوں اور پرندوں کو جناب داؤد کا مسخر بنایا اور یہاں یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ خدا نے ہوا کو جناب سلیمان کا مسخر بنایا۔ لیکن اگر دقت نگاہ سے کام لیا جائے تو ان دونوں تسخیروں میں ایک فرق محسوس ہوتا ہے۔ جناب داؤد کے سلسلہ میں ''سخر نا مع داود'' وارد ہے کہ ہم نے پہاڑوں پرندوں کو جناب داؤد کے ساتھ مسخر کر دیا تھا۔ اور یہاں ''ولسلیمان الریح'' وارد ہے کہ ہم نے سلیمان کیلئے ہوا کو مسخر کیا۔ وہاں مع استعمال کیا گیا ہے اور یہاں لام۔ مطلب یہ ہے کہ جب جناب داؤد زبور کی تلاوت کرتے اور تسبیح کرتے تو پہاڑ اور پرندے بھی خود بخود ان کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرنے لگ جاتے تھے۔ انہیں حکم نہیں دینا پڑتا تھا۔ بخلاف جناب سلیمان کے کہ ہوا کو ان کیلئے مسخر کر دیا تھا۔ لہذا وہ چلنے میں ان کے حکم کی منتظر رہتی تھی۔ اور پھر ان کے حکم کی تعمیل کرتی تھی۔

۵۰)۔ ومن الشياطين۔۔۔الآية

یہ جناب سلیمان کے دوسرے معجزے کا اجمالی تذکرہ ہے کہ شیاطین یعنی سرکش جنات ان کیلئے مسخر کر دیئے گئے تھے۔ جو سمندروں میں غوطہ زنی کر کے ان کے لئے گراں قیمت موتی و مونگے نکال کر لاتے اور اس کے علاوہ وہ قصر مورتیں لگن اور دیگیں وغیرہ بناتے تھے۔ **ومن يزغ منهم عن امرنا نذقه من عذاب السعير** (سورہ سباء) اور ان میں سے جو کوئی حکم سے انحراف کرتا تھا تو ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے تھے۔

اب بعض جدید مفسرین کا ان جنات سے جنگلی انسان مراد لینا۔ تفسیر بالرائے کی بدترین مثال ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ وعبارات میں اس قسم کی تاویل علیل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس بات کی مزید وضاحت سورہ جن کی تفسیر میں کی جائے گی۔ انشاءاللہ

۲۰)۔ وايوب اذنادى۔۔۔الآية

Presented by Ziaraat.Com

جناب ایوب کے بعض مصائب وشدائد کا تذکرہ

قبل ازیں چند مقامات پر جناب ایوب کا تذکرہ کیا جاچکا ہے جیسے سورہ نساء آیت ۱۲۳ سورہ انعام آیت ۷۵ اور وہیں ان کے مختصر حالات بھی بیان کئے جاچکے ہیں۔ اخبار وآثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے ان کو اولاد جائیداد اور مال ومنال اور ہر قسم کے دنیوی جاہ وجلال سے نوازا تھا۔ پھر ان کو سخت ترین آزمائش میں ڈالا گیا۔ اور مصائب وآلام کی اس طرح یلغار ہوئی کہ فصلیں جل کر راکھ کا ڈھیر ہوگئیں اور مویشیوں میں ایسی بیماریاں پھیلی کہ ایک جانور بھی زندہ نہ بچا۔ اور سب بیٹے بیٹیاں اپنے بڑے بھائی کے ہاں مدعو تھے۔ اور کھانا کھارہے تھے کہ اچانک چھت گری اور چشم زدن میں سب لقمہ اجل بن گئے۔ مگر بایں ہمہ آپ نے پھر بھی صبر وضبط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور برابر صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا مختلف بیماریوں میں مبتلا ہوئے اور فقر وفاقہ نے بھی وہاں ڈیرے ڈالے۔ مگر سالہا سال گزر گئے اور تسبیح وتقدیس جاری رکھی۔ خود خدا فرماتا ہے انا وجدناہ صابرا (سورہ ص) یہاں تک کہ ان کا صبر ضرب المثل بن گیا۔ آخر کار پروردگار کی بارگاہ میں یوں استدعا کی تھی۔ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین۔ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے اور مطلب یہ تھا کہ اب میرے حال زار پر رحم وکرم فرما۔ بس دعا باب اجابت سے ٹکرائی اور اجابت کی نوید ساتھ لائی۔

فاستجبنا له فكشفنا ...الآية (۶۱)۔

جناب ایوب کے مشکلات ومصائب کا دور وکافور ہونا

خدا نے ان کی پکار سن لی، تکلیف دور کردی اور اپنی خاص رحمت سے انکو ان کے اہل وعیال عطا کئے اور ان کے برابر اور بھی بعض روایات کے مطابق مردہ اولادیں زندہ ہوگئیں اور بھی عطا ہوئیں مردہ مویشی زندہ ہوگئے۔ اور دوگنے ہوگئے کھیتیاں لہلہانے لگیں۔ الغرض اجڑا ہوا گھر پھر آباد ہوگیا اور پھر گھر کی رونقیں اور مسرتیں لوٹ آئیں۔ (مجمع البیان)

ونعم ماقیل

مشکلے نیست کہ آساں نشود
امامر دے باید کہ ہراساں نشود

اس واقعہ سے درس عبرت

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بموجب ارشاد قدرت ”ما اصابکم من مصیبۃ وفبما کسبت ایدیکم “لوگوں کو جو تکلیف پہنچتی ہے وہ اکثر و بیشتر ان کے اپنے ہاتھوں کے کرتوتوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ مگر یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہو۔ بلکہ بعض اوقات صرف امتحان کیلئے اور بعض اوقات اخروی درجات کی بلندی کیلئے بھی مصائب کا نزول ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد قدرت ہے ”ما اصابکم من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل از نبراء ھا ان ذلك علی اللہ یسیر۔ زمین میں تمھیں جو کچھ تکلیف پہنچتی ہے وہ تمہاری خلقت سے پہلے ایک لوح (محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ بات خدا پر بالکل آسان ہے۔ اور کئی احادیث نبویہ میں وارد ہے۔ اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل۔ یعنی سب سے زیادہ سخت بلائیں اور آزمائشیں انبیاء کو پیش آتی ہیں پھر اہل ایمان کو درجہ بدرجہ۔ لہذا تکلیف و مصیبت کا آجانا خدا کی ناراضی کی دلیل نہیں ہے۔ جس طرح کہ صحت و عافیت خدا کی رضا مندی کی علامت نہیں ہے۔ مخفی نہ رہے کہ جناب ایوب کے واقعات سورہ ص کی تفسیر میں بیان کیے جائینگے۔ انشاء اللہ

(۶۲۔ واسماعیل وادریس وذالکفل۔۔۔ الآیۃ

جناب ذوالکفل کا تذکرہ

جناب اسماعیل بن حضرت ابراہیم کا ذکر خیر متعدد مقامات پر گزر چکا ہے اور جناب ادریس کا ذکر خیر سورہ مریم آیت ۵۶ تا ۵۷ میں کیا جا چکا ہے۔ اور جہاں تک جناب ذوالکفل کا تعلق ہے۔ ان کے حالات زیادہ واضح نہیں۔ ذوالکفل تو ان کا لقب ہے نام کیا تھا؟ س میں اختلاف ہے۔ بعض نے ان کا نام یوشع بن نون ذکر کیا ہے (جیسا کہ عیون الاخبار میں حضرت امام رضاؑ سے مروی ہے) بعض نے ان کا نام الیاس ذکر کیا ہے (ایضا) اور بعض نے ان کا نام ہی ذوالکفل بیان کیا ہے (ایضا) اور اگر یہ لقب ہے تو پھر اس کی وجہ کیا ہے؟ مجمع البیان میں اس کی کئی وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ مگر کسی وجہ کے بھی معصوم سے منقول نہ ہونے کی وجہ سے اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال مجمع البیان کی ایک روایت سے جو کتاب النبوۃ کے حوالے سے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے مروی ہے ان کا ۳۱۳ رسولوں میں سے ایک رسول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ فراجع بہر کیف اس قدر تو قرآن سے واضح ہے کہ وہ صابر بھی تھے اور صالح بھی اور ان کی جلالت کے ثبوت کیلئے اتنا ہی کافی ہے۔

(۶۳۔ وذالنون اذذھب۔۔۔ الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

جناب یونس کا اجمالی تذکرہ

ذوالنون یعنی مچھلی والا۔ اس سے بالاتفاق جناب یونس بن متی مراد ہیں جن کے اپنے حالات اور قوم کے حالات سے خدا کیلئے غضناک ہوکر اور اللہ سے پیشگی اجازت حاصل کئے بغیر قوم کو ہلاکت میں گرفتار چھوڑ کر چلے جانے اور پھر کشتی پر سوار ہونے اور ترک اولیٰ کی پاداش میں شکم ماہی میں جانے اور وہاں کئی اندھیروں یعنی رات کا اندھیرا، دریا کا اندھرا، اور شکم ماہی کے اندھیرے میں خدا کی تسبیح کرنے اور لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظلمین پڑھنے اور اس کی برکت سے ان کے شکم ماہی سے باہر آنے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب واقعات قبل ازیں سورہ یونس آیت ۹۶ میں گزر چکے ہیں۔ وہاں رجوع کیا جائے۔

۶۴)۔ فظن ان لن نقدر ۔۔۔ الآیۃ

جو لوگ عصمت انبیاء کے قائل نہیں ہیں وہ اس آیت سے بھی تمسک کیا کرتے ہیں کہ جناب یونس غضبناک ہوکر چلے اور خیال کیا کہ خدا ان پر قادر نہیں ہے (العیاذ باللہ) حالانکہ وہ غضب ناک ہوکر نکلے تھے تو ان کا یہ غصہ قوم پر تھا اور محض خدا کیلئے تھا کہ وہ ایمان کیوں نہیں لاتے؟ اور لن نقدر میں یہ تنگی قدرت سے نہیں ہے بلکہ قدر یعنی تنگی معیشت سے ہے۔ جیسا کہ حضرت امام رضا علیہا سلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ان کو یقین تھا کہ وہ جہاں بھی ہوں گے خدا ان پر ان کی روزی تنگ نہیں کرے گا یہ اللہ کے اس ارشاد کی قسم سے ہے جس میں وہ فرماتا ہے۔ واما اذا ماابتلاہ ربہ فقدر علیہ رزقہ کہ جب خدا کسی بندہ کی آزمائش کرتا ہے اور اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی ہے۔ (عیون الاخبار)

۶۵)۔ وکذلك ننجی المومنین ۔۔۔ الآیۃ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے کہ جس طرح ہم نے یونس کو غم سے نجات دی تھی۔ اسی طرح اہل ایمان کو بھی دیا کرتے ہیں۔ تو تعجب ہے اس شخص پر جسے کوئی رنج و غم لاحق ہو وہ کیوں یہ آیت کریمہ نہیں پڑھتا (خصال شیخ صدوق)

۶۶)۔ وزکریا اذنادی ۔۔۔ الآیۃ

جناب زکریا کے وہ واقعات جن کی طرف یہاں صرف اشارہ کیا گیا ہے وہ بڑی تفصیل جمیل کے ساتھ قبل ازیں متعدد مقامات پر بیان کئے جا چکے ہیں۔ جیسے سورہ آل عمران آیات ۷ ۳ تا ۴۱ اور سورہ مریم آیات ۲ تا ۱۵ ان مقامات کی طرف رجوع کیا جائے۔ یہاں وارد ہے کہ اصلحنا لہ زوجہ کہ ہم نے ان کے لئے ان کی زوجہ کو

Presented by Ziaraat.Com

تندرست کیا۔اس سے مراد یہ ہے کہ ان کا بانجھ پن دور کر دیا۔اوران کوتندرست وتوانا کر دیا۔

۶۷)۔ انھم کانو ایسارعون۔۔۔الآیۃ

تمام انبیاء کے تین مشترکہ صفات

یہ سارے انبیاء ایسے تھے کہ بموجب ارشاد قدرت فاستبقو الخیرات اور سارعوالی مغفرۃ من ربکم نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے اور لپک کر جانے والے تھے۔اور رغبت ورہبت یعنی امید وبیم کے ساتھ خدا کو پکارتے تھے حدیث میں وارد ہے کہ اگر مومن کا سینہ چاک کیا جائے تو اس میں شوق ثواب اور خوف عذاب، برابر برابر ہوں گے (اصول کافی) اور وہ ہمارے سامنے عجز ونیاز سے جھکے ہوئے تھے یعنی خشوع وخضوع کرنے والے تھے۔

۶۸)۔ والتی احصنت۔۔۔الآیۃ

اس سے بالاتفاق جناب مریم مراد ہیں اوران کی پوری داستان جس کی طرف یہاں صرف اشارہ کیا گیا ہے وہ قبل ازیں کئی مقامات پر تفصیل سے بیان کی جا چکی ہے جیسے سورہ آل عمران آیات ۴۲ تا ۵۵ سورہ نساء آیات ۱۵۲ تا ۱۵۹ سورہ مریم آیات ۱۶ تا ۳۶ وغیرہ۔

۶۹)۔ ان ھذہ امتکم۔۔۔الآیۃ

امت کے کئی معنی ہیں (۱) جماعت (۲) ملت (۳) دین تمام بنی نوع انسان کو خطاب کر کے کہا جارہا ہے کہ یہ ہے تمام انبیاء کا دین اوران کا طریقہ اور عقیدہ کہ خدا ایک ہے اوراس کے سوا کسی کی عبادت روانہیں ہے۔لہذا تم سب گروہ بھی ایک ہوجاؤ تمہارا دین بھی ایک ہے تمہارا عقیدہ بھی ایک ہے۔کیونکہ تمہارا خدا جو ایک ہے۔الغرض سب انبیاء کی دعوت ایک تھی بنیادی عقائد ایک تھے۔سب ایک امت اور ایک ہی ملت تھے۔مگر بعد میں دین میں جو تفرقے پیدا کئے گئے۔وہ سب ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات کا نتیجہ ہیں کہ آج لوگ مختلف فرقوں اور قبیلوں میں بٹ گئے ہیں ایک دوسرے سے جھگڑا کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کا خون بہارہے ہیں دین میں بگاڑ پیدا کر رہے ہیں اور اصلی دین کا حلیہ بگاڑ رہے ہیں اور انسانی وحدت کا شیرازہ بکھیر رہے ہیں ان لوگوں کو دھمکی دی جارہی ہے کہ تم یہ کارروائیاں کر کے کہاں جاؤ گے؟ آخر کار میری سرکار میں حاضر ہونا ہے میں سب کا حساب بے باق کروں گا۔اور ہر شخص کو اس کے کئے کی جزا یا سزا دوں گا۔

Presented by Ziaraat.Com

آیات القرآن

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ
كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَاۤ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰۤى اِذَا
فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ
الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ
كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَاۤءِ اٰلِهَةً
مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا
يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓىِٕكَ عَنْهَا
مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ
خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ؕ هٰذَا
يَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ
السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا
كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ
يَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَاۤ
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ
وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى
سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ

Presented by Ziaraat.Com

الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ
لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ
الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

ترجمۃ الآیات

پس جوکوئی نیک کام کرے آنحالیکہ وہ مومن ہوتو اس کی کوشش کی ناقدری نہ ہوگی اور ہم اسے لکھ رہے ہیں (۹۴) اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کردیا اس کیلئے حرام ہے۔یعنی وہ (دنیا میں) دوبارہ لوٹ کرنہیں آئیں گے (۹۵) یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کھول دیئے جائیں گے تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے (۹۶) اور (جب) ان کا سچا وعدہ (قیامت کا) قریب آجائے گا تو ایک دم کافروں کی آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی (اور کہیں گے) ہائے افسوس! اس سے غفلت میں رہے بلکہ ہم ظالم تھے (۹۷) بے شک تم اور وہ چیزیں جنکی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے جہنم کا ایندھن ہیں اس میں تم سب کو داخل ہونا ہے (۹۸) اگر یہ چیزیں برحق خدا ہوتیں تو جہنم میں نہ جاتیں اب تم سب کو اس میں ہمیشہ رہنا ہے (۹۹) (ان کی اس میں چیخ و پکار ہوگی اور وہ اس میں کچھ نہیں سنیں گے (۱۰۰) ہاں البتہ وہ لوگ جن کیلئے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقدر ہوچکی ہوگی وہ اس سے دور رہیں گے (۱۰۱) وہ اس کی آہٹ بھی نہیں سنیں گے اور وہ اپنی من پسند نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے (۱۰۲) ان کو بڑی گھبراہٹ بھی غمزدہ نہیں کرسکے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے (اور بتائیں گے کہ) یہ ہے آپ کا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۱۰۳) جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح طومار میں خطوط لپیٹے جاتے ہیں جس طرح ہم نے پہلے تخلیق کی ابتداء کی تھی اسی طرح ہم اس کا اعادہ کریں گے۔یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے یقینا ہم اسے پورا کرکے رہیں گے (۱۰۴) اور ہم نے ذکر (توراۃ یا پند ونصیحت) کے بعد زبور میں لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے (۱۰۵) بیشک اس میں عبادت گزار لوگوں کیلئے بڑا پیغام ہے (۱۰۶) اے رسول ہم آپ کو تمام عالمین کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔(۱۰۷) آپ

Presented by Ziaraat.Com

کہہ دیجئے! کہ میری طرف جو کچھ وحی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ تمہارا الہ بس ایک الہ ہے۔ تو کیا تم اس کے آگے سر جھکاتے ہو (١٠٨) پس اگر وہ اس سے روگردانی کریں تو آپ کہہ دیجئے! کہ میں نے برابر آپ کو خبردار کر دیا ہے اب مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا دور؟ (١٠٩) بے شک وہ اللہ بلند آواز سے کہی گئی بات کو بھی جانتا ہے اور اسے بھی جسے تم چھپاتے ہو (١١٠) اور میں کیا جانوں؟ (کہ یہ تاخیر تمہارے لئے آزمائش ہے یا ایک خاص وقت تک زندگی کی لطف اٹھانے کی مہلت ہے (١١١) آخرکار رسول نے کہا اے میرے پروردگار! تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دے (لوگو) ہمارا پروردگار وہی خدائے رحمٰن ہے جس سے ان باتوں کے خلاف مدد مانگی جاتی ہے جو تم بنا رہے ہو (١١٢)

تشریح الالفاظ

(١) حدب کے معنی بلند زمین کے ہیں (٢) ینسلون کے معنی تیز تیز دوڑنے کے ہیں (٣) حصب کے معنی ایندھن کے ہیں (٤) زفیر کے معنی چیخنے چلانے اور آہ وفغان کرنے کے ہیں (٥) شخوص البصر کے معنی دہشت کی وجہ سے آنکھوں کے پتھرا اور پھٹی رہ جانے کے ہیں (٦) حسیس۔ کے معنی آہٹ اور سرسراہٹ کے ہیں۔(٧) فزع اکبر۔ کے معنی بڑی گھبراہٹ کے ہیں۔(٨) طی کے معنی لپیٹنے کے ہیں (٩) سجل کے معنی ہیں وہ طومار جس میں لکھے ہوئے کاغذات رکھتے جاتے ہیں (١٠) اذن کے معنی خبردار کرنا ہیں

تفسیر الآیات

٧٠)۔ فمن یعمل۔۔۔الآیة

عمل صالح کی جزاء ایمان کے ساتھ مشروط ہے

اس قسم کی ایک آیت سورہ نحل میں نمبر ٩٧ پر گزر چکی ہے من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن الآیة۔ سب کا مفاد یہ ہے کہ عمل صالح کی جزاء ایمان کے ساتھ مشروط ہے۔ لہذا اگر ایمان نہیں ہے تو اس کے بغیر کسی قسم کے صلہ وستائش کا کوئی امکان نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ خدا اور رسول اور قیامت وغیرہ پر ایمان نہیں رکھتا تو وہ خدا کا باغی ہے اور ظاہر ہے کہ باغی سزا کا مستوجب ہے وہ جزا کا مستحق نہیں ہے۔ مخفی نہ رہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

یہاں عمل کے لکھنے کی نسبت خدا کی طرف مجازی ہے کیونکہ کراماً کاتبین اسی کے حکم کے مطابق لکھتے ہیں۔

۷۱)۔ وحرام علی قریۃ۔۔۔الآیۃ

اس آیت کے بارے میں مفسرین کی سراسیمگی

چونکہ اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ کوئی بھی شخص خواہ ہلاکت کی موت مرے یا اپنی طبعی موت مرے اس نے قیامت کے دن محشور ضرور ہونا ہے۔ **وحشرنا ھم فلم نغادر منھم احدا**۔مگر اس آیت سے بظاہر یہ مستفاد ہوتا ہے کہ جس بستی کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس کے باشندے رجوع نہیں کریں گے۔ یعنی محشور نہیں ہوں گے۔اس لئے وہ بڑے سراسیمہ اور پریشان ہیں۔لہذا بعض نے **لا یر جعون** کی لا کو زائدہ قرار دیا ہے۔اور بعض نے حرام کے معنی واجب کے کئے ہیں۔

بظاہر یہ ساری پریشانی اس وجہ سے ہوئی ہے کہ لوگوں نے قرآن کو وارثان قرآن سے نہیں لیا۔آئمہ اہلبیتؑ سے اس آیت کی جو تفسیر وارد ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت زمانہ رجعت کے بارے میں ہے۔ چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔فرمایا ہر وہ بستی جس کے باشندوں کو خدا نے کسی عذاب سے ہلاک کیا ہے وہ زمانہ رجعت میں واپس نہیں آئیں گے۔(تفسیر قمی وصافی)

بلکہ وہ خوش قسمت اہل ایمان آئیں گے جو اپنی طبعی موت مرے ہوں گے اور دوسری شرطیں بھی ان میں پائی جائیں گی۔تفصیل کیلئے ہماری کتاب احسن الفوائد کا باب الرجعت پڑھا جائے۔

۷۲)۔ حتی اذا فتحت یاجوج۔۔۔الآیۃ

یاجوج وماجوج کا اجمالی تذکرہ

حتی کا لفظ چونکہ سابقہ مضمون پر تفریع کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بناء بریں مفہوم یہ ہوگا کہ جو لوگ عذاب الٰہی سے ہلاک ہو چکے ہیں ان کے دوبارہ آنے کی جو اور نفی کی گئی تھی۔تو اب یہاں بتایا جا رہا ہے کہ یہ یاجوج ماجوج کے خروج تک ہے۔ جو کہ قرب قیامت کی علامت ہے اس کے بعد یعنی قیامت کے دن وہ ضرور زندہ کر کے میدان حشر میں لائے جائیں گے۔سورہ کہف کی آیت ۹۴ **قالو ایاذالقرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض الآیۃ**۔کی تفسیر میں تفصیل کے ساتھ یاجوج وماجوج کے موضوع پر گفتگو کی جا چکی ہے اور وہیں سد ذوالقرنین اور اس کے محل وقوع پر بھی تبصرہ کیا جا چکا ہے۔اور وہیں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ عام مفسرین نے یاجوج سے تاتاری اور ماجوج سے مغول قوم مراد لی ہے۔اور یہ بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ ساتویں

Presented by Ziaraat.Com

صدی ہجری سے اگر چہ سدذوالقرنینی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔ مگر ہنوز کچھ باقی ہے۔ مگر وہ مکمل طور پر قیامت کے قریب تباہ ہوگی۔ اور اس وقت اس قوم کے باہر آنے کا راستہ پوری طرح ہموار ہوگا۔ جو آئیں گے اور پھیل جائیں گے اور بعض اخبار و آثار کے مطابق بہت سے لوگوں کو کھا جائیں گے۔ مخفی نہ رہے کہ من کل حدب ینسلون سے بھی اسی مشہور نظریہ کی فی الجملہ تائید ہوتی ہے کہ ان کا مقام شمالی پہاڑوں کے پیچھے ہے وہ وہاں سے امڈ پڑیں گے۔ واللہ العالم

۷۳)۔ واقترب الوعد الحق۔۔۔الآیۃ

اس وعدہ حق سے مراد قیامت ہے

ظاہر ہے کہ یہاں اس وعدہ حق جس کے قریب آنے کا تذکرہ کیا جارہا ہے سے مراد قیامت ہے، جس کی شدت خوف و ہراس سے کفار و مشرکین کی آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ سر اٹھائے بھاگے جارہے ہوں گے اور آنکھوں کی اس طرح ٹکٹکی بندھی ہوگی کہ ان کی نگاہ ان کی طرف نہیں لوٹے گی۔ اور دل ہوا ہو رہے ہوں گے۔ اس قسم کی ایک آیت سورہ ابراہیم نمبر ۴۲ پر گزر چکی ہے یوم تشخص فیہ الا بصار الآیۃ۔ وہ اس وقت کہیں گے ہائے ہماری کم بختی۔ ہم اس سے غافل رہے بلکہ ہم ظالم تھے۔ یہی آیت قبل ازیں اسی سورہ میں آیت نمبر ۴ اور ۴۶ پر اور سورہ اعراف میں آیت نمبر ۵ میں گزر چکی ہے۔ فراجع

۷۴)۔ انکم وما تعبدون۔۔۔الآیۃ

مشرکین اور ان کے معبود جہنم کا ایندھن ہیں

چونکہ اس آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ اے کفار مکہ تم اور جن چیزوں کی تم پرستش کرتے ہو وہ سب جہنم کا ایندھن ہیں۔ جب یہ آیت اتری تو ابن زبعری جو کہ مشرکین قریش اور انکے شعراء میں سے تھا۔ پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یوں گفتگو کا آغاز کیا۔ کیا عزیر اور عیسیٰ اللہ کے نیک بندے تھے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں کہنے لگا کہ یہود عزیر کی اور عیسائی عیسیٰ کی پرستش کرتے ہیں۔ اور آپ کا قرآن کہتا ہے کہ تم اور تمہارے معبود جہنم کا ایندھن ہیں تو؟ آپ نے فرمایا ما اجھلک بلغۃ قومک! الیست مالما لا یعقل تو اپنی قومی زبان سے کس قدر جاہل ہے تجھے معلوم نہیں کہ لفظ ''ما'' (جو آیت میں ہے) وہ غیر ذوی العقول کیلئے آتا ہے۔ لہذا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے کفار مکہ اور مشرکین قریش تم اور تمہارے غیر ذی عقل معبود یعنی بت جہنم کا ایندھن ہیں۔ اس پر وہ لاجواب ہو گیا (مجمع البیان و کاشف وغیرہ)

Presented by Ziaraat.Com

۹۹۔ لو کان ھؤلاء الھة ... الآیة

اگر یہ واقعی معبود ہوتے تو پھر جہنم میں کیوں جھونکے جاتے؟ جہاں جہنمیوں کی اس قدر چیخ و پکار ہوگی کہ اس کی وجہ سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی ہوگی۔

۱۰۱۔ ان الذین سبقت ... الآیة

وہ خوش قسمت لوگ جن کیلئے خدا کی طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ سابقہ ارشاد قدرت کہ تم اور جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ سب جہنم کا ایندھن ہیں یہ شبہ ہوتا تھا کہ پھر جناب عزیر و عیسیٰؑ اور ملائکہ کا کیا بنے گا؟ کیا وہ بھی اس وعید کے مستوجب قرار پائیں گے؟ تو اس غلط فہمی کے ازالہ کیلئے یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ ہاں البتہ وہ لوگ جن کیلئے ہماری طرف سے پہلے سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے۔ وہ اس جہنم سے دور رہیں گے۔

شیعان حیدر کرار بھی انہی قسمت افراد سے ہیں

انبیاء و مرسلین ہوں یا شہداء و صدیقین مومنین کاملین ہوں یا عباد اللہ الصالحین وہ تو بہر حال اس آیت مبارکہ کا مصداق ہیں ہی۔ البتہ فریقین کی کتب تفسیر و حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو حقیقی شیعیان علی ہیں وہ بھی انہی خوش قسمت افراد میں سے ہیں۔ چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت علی کو خطاب کر کے فرمایا۔ یا علی انت و شیعتك علی الحوض تسقون من احببتم و تمنعون من کرھتم و انتم الآمنون یوم الفزع الاکبر فی ظل العرش یفزع الناس ولا تفزعون و یحزن الناس ولا تحزنون و فیکم نزلت ھذہ الایة۔ (تفسیر صافی بحوالہ مجالس شیخ صدوق) یا علی تم اور تمہارے شیعہ (کل) حوض کوثر پر ہوں گے جسے چاہو گے پلاؤ گے اور جسے ناپسند کرو گے اسے نہیں پلاؤ گے اور تم قیامت کو فزع اکبر سے عرش الٰہی کے زیر سایہ محفوظ رہو گے۔ لوگ گھبرائیں گے۔ مگر تم نہیں گھبراؤ گے اور لوگ غمگین ہوں گے مگر تم غمگین نہیں ہو گے۔ اور یہ آیت تمہارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نیز آنحضرت سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت علی کی طرف دیکھ کر فرمایا ھذا و شیعته ھم الفائزون یوم القیامة کہ یہ اور ان کے شیعہ قیامت کے دن فائز المرام ہونے والے ہیں (تذکرہ سبط ابن الجوزی ص ۳۱ کذافی فرائد السمطین جز اول ینابیع المودۃ ص ۲۱۴ وغیرہ) اور یہ بھی آپ سے مروی ہے فرمایا۔ یا اباالحسن اما انت و شیعتك فی الجنة اے ابوالحسن آگاہ ہو جاؤ کہ تم اور تمہارے شیعہ جنت میں جائیں

Presented by Ziaraat.Com

گے(صواعق محرقہ طبع مصر جدید ص ۱۵۹ وغیرہ)

۷۷)۔ **یوم نطوی السماء... الآیة**

اس میں قیامت کبریٰ کا سماں بیان کیا جا رہا ہے۔ کہ اس دن آسمان کی بساط اس طرح لپیٹ کے رکھ دی جائے گی جس طرح طومار میں خطوط اور کاغذات لپیٹ کر رکھے جاتے ہیں۔ اور زمین بھی دوسری زمین کے ساتھ بدل دی جائے گی۔ لہٰذا زمین اور آسمان نئے ہوں گے اور لوگوں کو بھی دوبارہ زندہ کر کے میدان حشر میں لایا جائے گا۔ فرماتا ہے جس طرح ہم نے پہلے تخلیق کی ابتدا کی تھی اسی طرح اس کا اعادہ کرینگے۔ اور ضرور کر کے رہیں گے۔ سورہ روم میں ارشاد فرماتا ہے **وھو الذی یبدء الخلق ثم یعیدہ و ھو اھون علیه** (الروم ۲۷) وہ وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر قیامت کے دن اسے دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور یہ اس پر بہت آسان ہے۔

۷۸)۔ **ولقد کتبنا فی الزبور... الآیة**

زبور سے تو وہ کتاب مراد ہے جو جناب داؤد پر نازل ہوئی تھی۔ البتہ اختلاف ہے کہ یہاں ذکر سے کیا مراد ہے؟ بعض نے اس سے مراد توراۃ لی ہے اور بعض نے اس کے معنی، پند و نصیحت کئے ہیں اور بعض نے لوح محفوظ مراد لی ہے مگر تفسیر قمی میں مذکور ہے کہ اس سے وہ تمام آسمانی کتابیں مراد ہیں جو زبور سے پہلے نازل ہوئی ہیں۔

زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے

اس زمین سے کونسی زمین مراد ہے؟ اکثر مفسرین کے نزدیک دنیا کی زمین مراد ہے اور بعض مفسرین نے اس سے جنت کی زمین مراد لی ہے۔ **واورثنا الارض نتبوا من الجنة حیث نشاء**۔ اور انہوں نے یہ تکلف اس لئے کیا ہے کہ دنیا میں تو زمین کے وارث کبھی مومن اور اکثر کافر و مشرک بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر آیت کا مطلب واضح ہے کہ منجانب اللہ تو اس کے صحیح وارث اللہ کے صالح بندے ہی ہیں مگر اکثر و بیشتر غاصب لوگ ان کا یہ حق غصب کر لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ قابل غور بات یہ ہے کہ آیت میں الارض وارد ہے جس سے دنیا کی تمام زمین مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ تمام روئے زمین کے وارث اس کے صالح بندے ہوں گے۔ **ان الارض لله یورثها من یشاء من عباده و العاقبة للمتقین.. وعد الله الذین امنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض**۔ اللہ کا خاص مومنین کاملین صالحین سے وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں تمکین دے گا۔ یہ کب ہوگا؟ ہماری روایات میں تو صاف

Presented by Ziaraat.Com

صاف وارد ہے ھو القائم المھدی و اصحابہ کہ اس سے حضرت امام مہدی اور ان کے اصحاب مراد ہیں (تفسیر مجمع البیان وصافی وغیرہ)

اور جناب مفتی محمد شفیع صاحب نے تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے کہ پھر مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ہونے والی ہے والحمد اللہ اللھم عجل فی طھور و لیك فانھم یرونہ بعیدا و نراہ قریبا واجعلنا من اعوانھم و انصارھم

۷۹)۔ وما ارسلنك الا رحمة۔۔۔الآیة

وما ارسلنك الا رحمة للعالمین

قرآن کی بہت سی آیات کی طرح یہ آیت بھی اس بات کی نص صریح ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی نبوت و رسالت اور رحمت ورافت ہمہ گیر ہے وہ کسی خاص ملک وملت یا کائنات کے کسی خاص خطہ کیساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ جہاں جہاں تک خدا کی خدائی کا تعلق ہے وہاں وہاں تک آپ کی نبوت ورحمت اور مصطفائی کا تعلق ہے۔

بناء بریں آپ نہ صرف بنی نوع انسان کے ہادی اور رہنما ہیں۔ بلکہ پوری کائنات ارضی وسماوی کیلئے باعث رحمت ہیں انہی کے صدقہ میں دنیا و مافیھا قائم ہے۔ اور ان ہی کی برکت سے عذاب استیصالی سے محفوظ ہے لہذا پوری کائنات اور اس کی ہر چیز غیر شعوری طور پر ان کے فیوض وبرکات سے مستفید ہو رہی ہے وہ دنیا جہاں کے پیشوا اور مقتداء ہیں تبارك الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیراً وما ارسلنك الا رحمة للعالمین

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارراہ کو بخشا فروغ وادی سینا

۷۰)۔ قل انما یوحی الی۔۔۔الآیة

آپ کو کلمہ حصر کے ساتھ حکم دیا جارہا ہے کہ اللہ نے جو آپ کو وحی کی ہے۔ اس کے لحاظ سے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ نہ ذات نہ صفات میں نہ افعال میں اور نہ عبادت میں اور ساری کائنات کا احسن طریقہ پر انتظام اس بات کی بین دلیل ہے کہ اس کا خالق اور منتظم اعلی ایک ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ کیا تم اس کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہو؟

۷۱)۔ فان تولوا فقل۔۔۔الآیة

Presented by Ziaraat.Com

جب ان لوگوں پر حجت تمام ہو چکی، دعوت حق دی جا چکی ہے تبلیغ کا حق ادا ہو چکا۔ تو اگر وہ لوگ اب بھی ایمان نہیں لاتے بلکہ حق سے روگردانی کرتے ہیں تو پھر ان سے کہہ دو کہ اب یہ بات طے ہے کہ تم پر خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ مگر میں یہ نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا دور ہے؟

۷۲)۔ انه یعلم الجهر من القول ... الآية

اسی قسم کی ایک آیت سورہ طہٰ میں نمبر ۷ پر گزر چکی ہے۔ وان تجهر بالقول فانه یعلم السر واخفی الایه ظاہر ہے کہ وہ خفی وجلی بات کا جاننے والا ہے جو کچھ تم ظاہر کر رہے ہو اور تم جو احسانات کیا کرتے ہو وہ خدا بھی جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپا رہے ہو اور مسلمانوں کے بارے میں اپنے دلوں میں کینے رکھتے ہو وہ بھی جانتا ہے وھو علیم بذات الصدور۔

۷۳)۔ وان ادری لعله ... الآية

باقی رہی یہ بات کہ اس عذاب کے نازل ہونے میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے؟ تو نظر بہ ظاہر حالات میں کیا جانوں کہ آیا یہ تمہارے لئے فتنہ وآزمائش ہے کہ شاید تم سنبھل جاؤ۔ یا طیب وخبیث میں امتیاز ہو جائے۔ یا پھر تمہیں ایک خاص وقت تک زندگی سے لطف اٹھانے کی مہلت دی جارہی ہے؟ اور پھر ع دیر گیر وسخت گیر دمرترا والا معاملہ ہوگا؟

۷۴)۔ قال رب احكم بالحق ... الآية

پیغمبر اسلام نے دعا کی اے میرے پروردگار تو اس طرح حق وباطل میں فیصلہ فرما کہ ہر قسم کے شک و شبہ کے بادل چھٹ جائیں اور میری دعوت کی صداقت روز روشن کی طرح واضح وآشکار ہو جائے۔

۷۵)۔ وربنا الرحمن ... الآية

تم لوگ جو کچھ کہہ رہے ہو کہ میری دعوت اور میرے پروردگار کی توحید غلط ہے اور تمہارے بتوں کی خدائی وکبریائی حق ہے۔ اور یہ کہ کچھ عرصہ کے بعد پرچم اسلام سرنگوں ہو جائے گا اور تمہیں فتح وفیروزی حاصل ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ تو اس پر خدائے رحمن سے ہی مدد مانگی جا سکتی ہے۔ وبس چنانچہ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ خدا نے اپنے رسول کریم کی دعا قبول فرمائی۔ اور کفار کی تمناؤں کو خاک میں ملا دیا اور اسلام اور مسلمانوں کو ان پر غالب کیا اور اپنے پیغمبر کو فتح مبین عطا فرمائی

سورہ انبیا کی تفسیر ۸۔ اگست بروز جمعرات

بوقت ساڑھے آٹھ بجے شب بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی والحمدللہ

Presented by Ziaraat.Com

سورہ حج کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ

گو حج کا تذکرہ کئی اور سورتوں میں بھی کیا گیا ہے۔ مگر چونکہ حج کے اعلان عام و اذن فی الناس بالحج اور اس کے متعلقہ احکام کا اس سورہ میں خاص طور پر اہتمام کیا گیا ہے اس لئے اس کا نام سورۃ الحج مقرر ہوا ہے۔

تاریخ نزول

اس سورہ مبارکہ کے مکی اور مدنی ہونے میں مفسرین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں مکی اور مدنی سورتوں کی خصوصیات مشترکہ طور پر پائی جاتی ہیں۔ مگر اکثر و بیشتر قرآنوں کے سرنامہ پر مدنی لکھا ہوا ہے۔ اور بعض نے یہ نظریہ اختیار کیا ہے کہ اس میں بعض آیتیں آنحضرت کی مکی زندگی کے دور اور بعض مدنی زندگی کے ابتدائی دور کی پائی جاتی ہیں۔ واللہ العالم۔ سورہ حج مدنی ہے اس کی (۷۸) آیتیں اور (۱۰) رکوع ہیں۔

اس سورہ کے مضامین وعنادین کی اجمالی فہرست

۱۔ کفار و مشرکین اور مخالفین کو قیامت کی ہولنا کیوں اور قیامت کی تباہ کاریوں اور قیامت کی ہوشربا گھڑی آنے سے پہلے ہوش کے ناخن لینے اور ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ وہ اس کی تباہ کارویوں سے بچ جائیں۔

۲۔ مذبذب قسم کے کمزور ایمان والے مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر حالات سازگار ہوں تو تم خدا سے راضی نظر آتے ہو اور اگر حالات قدرے ناملائم ہو جائیں تو تم خدا سے بھی ناراض ہو جاتے ہو۔ حالانکہ ایک بندہ مسلمان کو ہر حال میں راضی برضاء خدا رہنا چاہے اور راحت ہو یا رنج، آسائش ہو یا سختی ہر حالت میں مسلمان کو صبر وشکر سے کام لینا چاہئے۔

۳۔ انسانی تخلیق اور زندگی کے مختلف مراحل سے حیات بعد الموت کے امکان بلکہ وقوع پذیر ہونے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۴۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اعلان حج اور قیامت تک اس کے اثرات کا تذکرہ۔

۵۔ شعاء اللہ کی تعظیم کا حکم۔

Presented by Ziaraat.Com

۶۔ اسلام میں دفاعی جنگ کی اجازت اور اس کی عقلی وشرعی افادیت۔
۷۔ انبیاء کی تمناؤں میں شیطان کی دراندازی اور اس کا مفہوم۔
۸۔ غیراللہ کے عجز وقصور کا بیان کہ وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔
۹۔ دین میں عسر وحرج کے نہ ہونے کا تذکرہ۔
۱۰۔ مسلم نام کا آغاز اور یہ کہ خدا نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے۔
۱۱۔ مسلمانوں کو حق کا پرچم بلند رکھنے کا حکم اور مسلمانوں کو اسلامی احکام کا عملی نمونہ پیش کرنے کی تاکید۔
۱۲۔ امت مسلمہ کو اپنی نصرت ومدد کی یقین دہانی۔
۱۳۔ مسلمانوں کی عبادت اور جہاد کرنے کا تاکیدی حکم۔
۱۴۔ عزت وذلت خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے۔
۱۵۔ ہر شے خدا کو سجدہ کرتی ہے۔
۱۶۔ مختلف عقائد ونظریات کی حقانیت کا فیصلہ قیامت میں ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کرنے کا ثواب

۱۔ حضرت رسول خدا سے مروی ہے فرمایا جو شخص اس سورۃ کی تلاوت کرے گا تو اسے تمام سابقہ اور آئندہ حجاج کرام کی تعداد کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا (ایضا)

۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔فرمایا جو شخص تین دن میں ایک بار اس سورۃ کی تلاوت کرے تو سال ختم ہونے سے پہلے اسے حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوگی۔اور وہ اس سفر کے دوران مرگیا تو جنت ہیں داخل ہوگا (مجمع البیان)

آیات القرآن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ
السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ① يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ
اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا

Presented by Ziaraat.Com

هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿۲﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ
فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴿۳﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ
تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ
كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ
ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ
وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ
لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ
الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً
فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ
زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ﴿۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ
فِي الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى
وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۸﴾ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا
خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ
يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے اے لوگو! اپنے پروردگار (کی ناراضی) سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی شے ہے (۱) جس دن تم اسے دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی (ماں) اس (بچہ) سے غافل ہو جائے گی جسے وہ دودھ

Presented by Ziaraat.Com

پلاتی ہے اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل گرادے گی۔اور تم لوگوں کو نشہ میں مدہوش دیکھو گے۔
حالانکہ وہ نشہ میں مدہوش نہیں ہوں گے۔مگر اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوگا (۲) اور لوگوں میں
سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کے بارے میں علم کے بغیر کج بحثی کرتے ہیں اور سرکش شیطان
کی پیروی کرتے ہیں (۳) جس (مردود) کے بارے میں لکھا جا چکا ہے کہ جو کوئی اس کو
دوست بنائے گا وہ ضرور اسے گمراہ کرے گا۔اور اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کا راستہ
دکھائے گا (۴) اے لوگو! اگر تمہیں (دوبارہ) اٹھائے جانے میں شک ہے تو (اس میں کوئی
شک نہیں کہ) ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا ہے پھر نطفہ سے، پھر جمے ہوئے خون سے پھر
گوشت کے لوتھڑے سے جو متشکل (مکمل تخلیق والا) بھی ہوتا ہے اور غیر متشکل (نامکمل تخلیق
والا) بھی۔اور یہ اس لے ہے کہ ہم تم پر (اپنی قدرت کی کارفرمائی) واضح کریں اور ہم جس
(نطفے) کو چاہتے ہیں ایک مقررہ مدت تک رحموں میں ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تمہیں بچے کی
صورت میں باہر نکالتے ہیں پھر (تمہاری پرورش کرتے ہیں) تاکہ اپنی پوری قوت کی منزل
(جوانی) تک پہنچو۔پھر تم میں سے بعض کو تو (بڑھاپے سے پہلے) اٹھالیا جاتا ہے اور بعض کو
پست ترین عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے تاکہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے اور تم دیکھتے ہو کہ زمین
خشک پڑی ہے تو جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہانے اور ابھرنے لگتی ہے اور ہر قسم
کی خوشنما نباتات اگاتی ہے (۵) یہ (سب کچھ) اس لئے ہے کہ اللہ ہی کی ذات حق ہے۔اور
بے شک وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (۶) اور قیامت ضرور آنے والی
ہے۔جس میں کوئی شک نہیں ہے اور یقیناً اللہ انہیں زندہ کرے گا جو قبروں میں ہیں (۷) اور
لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بارے میں بغیر کسی علم کے بغیر کسی راہنمائی کے او
ربغیر کسی روشن کتاب کی کج بحثی کرتے ہیں (۸) (غرور سے) اپنے شانے کو موڑے ہوئے (
اور گردن اکڑائے ہوئے) تاکہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے گمراہ کریں ان کیلئے دنیا میں
رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم انہیں جلانے والی آگ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۹)
تب اسے بتایا جائے گا کہ یہ سب کچھ سزا ہے اس کی جو تیرے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا
ہے اور خدا ہرگز اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے (۱۰)

Presented by Ziaraat.Com

تشریح الالفاظ

۱۔ ذھل اور ذھول ...... کے معنی ہیں کسی چیز سے غافل ہونا۔ ۲۔ سکران ...... کے معنی ہیں نشے میں مدہوش۔

۳۔ مجادلہ ...... کے اصل معنی ہیں بحث کرنا مگر اہل باطل کج بحثی کرتے ہیں۔ ۴۔ مرید ...... کے معنی سرکش اور مفسد ہیں۔

۵۔ سعیر ...... کے معنی ہیں بھڑکتی اور دہکتی ہوئی آگ۔ ۶۔ اشد ...... کے معنی پوری قوت و طاقت یعنی (جوانی) ہیں۔

۷۔ توفی ...... کے معنی ہیں اخذ الشئی وافیاً کسی چیز کا پورا اٹھانا۔ ۸۔ ھامد ...... کے معنی ہیں خشک جس میں حیات نہ ہو۔

۹۔ اھتزاز ...... کے معنی ہیں حرکت کرنا اور لہلہانا۔ ۱۰۔ ربا یربو ...... کے معنی ہیں ابھرنا اور بڑھنا۔

۱۱۔ مخلقہ ...... کے معنی ہیں تمام الخلقت۔ ۱۲۔ بھیج و بھجت ...... کے معنی ہیں خوشنما۔ ۱۳۔ ثانی عطفہ ...... متکبر آدمی کو کہا جاتا ہے۔ جس کے معنی ہیں موڑنا اور دہرا کرنا۔ اور عطف کے معنی ہیں شانہ۔ یہ تکبر کی علامت ہے جو گردن کے اکڑنے، شانے کے موڑنے سے ثابت ہوتا ہے۔ ۱۴۔ حریق ...... اس کے معنی جلانے والی آگ کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱) یا ایھا الناس اتقوا... الآیۃ

کردار سازی میں تقویٰ کی اہمیت

بارہا گفتہ ام وبارو گرمی گوئم

کہ انسانی کردار سازی میں جس چیز کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ جس سے انسان کی خلوت و جلوت یکساں ہوتی ہے اور ظاہر و باطن پاک و پاکیزہ ہوتا ہے۔ وہ تقویٰ خداوندی ہے یعنی خداوند عالم کی عزت و عظمت،

Presented by Ziaraat.Com

قوت وطاقت اور اس کی سلطنت وتمکنت کا تصور کرنے کے بعد دل و دماغ میں اس کا خوف وخشیہ ہے اور اس تقویٰ کے حصول میں جہاں خدا کی عظمت، کبریائی کو بڑا دخل ہے وہاں تصور آخرت کی تاثیر بھی نا قابل انکار ہے ۔یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا تھا۔ معاشر الناس اتقوا و احذروا الساعة کما قال الله عزوجل ان زلزلة الساعة شئی عظیم ۔(تفسیر صافی بحوالہ احتجاج طبرسی)۔اے لوگو! تقویٰ اختیار کرو اور قیامت سے ڈرو جیسا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑی سخت شے ہے۔

۲) یوم ترونها... الآية

فنائے عالم کبیر اور قیامت کا سماں

ہم نے اپنی کتاب احسن الفوائد کے انیسویں باب میں جو قیامت سے متعلق ہے۔فنائے عالم کبیر اور قیامت کے سماں اور حشر ونشر کی کیفیت کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں بڑی تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ یہاں اس کے خلاصہ کا بھی خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

اسرافیلؑ کے نفخ صور کا واقعہ

متعدد احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب خلاق عالم دنیا کو ختم کرکے قیامت قائم کرنا چاہے گا تو اسرافیلؑ کو حکم دے گا کہ وہ صور پھونکیں،صور کل دو مرتبہ پھونکا جائے گا۔ یہ صور بہت بڑا اور نورانی ہے۔جس کا ایک سرا اور دو شاخیں ہیں۔ چنانچہ اسرافیل بیت المقدس کے مقام پر روبقبلہ کھڑے ہوکر صور پھونکیں گے۔ پس جب اس سرے سے آواز نکلے گی جو زمین کی طرف ہے تو اس کے بعد اہل زمین کی ہلاکت شروع ہوجائے گی او وہ کیفیت ہوگی۔ جو اس آیت میں، نیز سورہ واقعہ میں، سورہ انزال، سورہ مزمل اور سورہ انفطار وغیرہ میں بیان کی گئی ہے اور جب اس سرے سے آواز نکلے گی جو آسمان کی طرف ہے تو اس سے اہل آسمان کی موت واقع ہوجائے گی ۔اس کے بعد خدا کے حکم سے اسرافیل کی بھی موت واقع ہوجائے گی۔ الغرض نفخ صور کے بعد نظام زمین وآسمان اور نظام شمسی وقمری جس طرح درہم وبرہم اور زیر زبر ہوگا اس کی اس آیت اور دیگر بہت سی سورہ وآیات میں تصویر کشی کی گئی ہے۔ پھر جب تک خدا چاہے گا تب تک یہی کیفیت رہے گی اور ہر چیز نیستی کے عالم میں پڑی رہے گی ۔ ہاں البتہ جب مشیت ایزدی دوبارہ زندہ کرنے کے متعلق ہوگی۔تو چالیس دن کی مدت تک برابر باران رحمت کا نزول ہوگا۔جس سے مردوں کے متفرق اجزاء اکٹھے ہوں گے۔اور اب قدرت کاملہ سے صور میں دوبارہ آواز پیدا ہوگی۔ پس جب اس شاخ سے آواز نکلے گی جو آسمان کی طرف ہے تو اہل آسمان زندہ ہوجائیں

Presented by Ziaraat.Com

گے۔اور جب اس شاخ سے آواز برآمد ہوگی جو زمین کی طرف ہے تو اہل زمین زندہ ہو جائیں گے۔اور قیامت کبریٰ قائم ہوجائے گی اور حشر ونشر کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔

زلزلہ قیامت کی ہولنا کی کا تذکرہ

اس آیت میں زلزلہ قیامت کے ہولناک واقعہ کی جس طرح منظر کشی کی گئی ہے وہ کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے ماں کو دودھ پیتی اولاد سے جو محبت ہے وہ عیاں راچہ بیان کی مصداق ہے۔اب اس سے زیادہ اس واقعہ کی ہولنا کی کیا ہوگی کہ ماؤں کو اپنے دودھ پیتے بچوں کا ہوش نہ رہے گا۔اور وہ حاملہ عورتیں جن کے وضع حمل کا ہنوز وقت نہیں آیا ہوگا وہ اس واقعہ کی شدت سے گھبرا کر اپنے حمل گرا دیں گی اور عام لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ وہ اس طرح مخبوط الحواس ہوکر ادھر ادھر دوڑ رہے ہوں گے جیسے کوئی نشہ میں مست و مدہوش ہو۔لیکن دراصل وہ کسی نشہ میں مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اس واقعہ کی ہولنا کی کی شدت انہیں بدحواس کر دے گی۔

۳) ومن الناس من یجادل... الآیة

یہاں اس مجادل انسان سے کون مراد ہے؟

اس انسان سے وہ سب عالم وجاہل کافر ومشرک بھی مراد ہو سکتے ہیں جو کسی علم ومعرفت کے بغیر بلکہ صرف اپنی جہالت کی بناء پر پیغمبر اسلامؐ سے خدا کی توحید اور نفی شرک اور قیام قیامت وغیرہ کے موضوعات پر کج بحثیاں کیا کرتے تھے اور بعض مفسرین نے خاص طور پر اس سے نضر بن حارث مراد لیا ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں،قرآن کو اساطیر الاولین قرار دیتا تھا اور حیات بعد الموت کا شدت سے انکار کرتا تھا۔اور اس کے اس انکار کی یہ کیفیت تھی کہ بوسیدہ ہڈیاں لے کر کھڑا ہوجاتا اور لوگوں سے کہتا کہ قرآن کہتا ہے کہ یہ ہڈیاں دوبارہ زندہ کی جائیں گی۔کیا کوئی عقل یہ بات تسلیم کرتی ہے؟ (مجمع البیان) ایسا سرکش شیطان کا پیروکار ہے۔اور ظاہر ہے کہ جو شیطان سے دوستی کرے گا وہ اسے گمراہ ہی کرے گا اور اسے عذاب آتشیں کا راستہ ہی دکھائے گا۔

۴) یاایھا الناس... الآیة

منکرین قیامت سے خطاب اور اسکے امکان پر استدلال

تمام منکرین قیامت سے خطاب کرکے کہا جارہا ہے کہ تم جو قیامت کے وقوع اور حیات بعد الموت کو محال اور ناممکن سمجھتے ہو۔تم نے کبھی اپنی خلقت پر بھی غور وفکر کیا ہے۔کہ خدا نے ابو البشر آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا

Presented by Ziaraat.Com

۔اور تمہیں نطفہ سے یعنی پانی کے ایک قطرہ گندیدہ سے، پھر علقہ سے یعنی خون منجمد سے پھر مضغہ سے یعنی گوشت کے لوتھڑے سے جو کبھی تام الخلقت اور متشکل ہو جاتا ہے اور کبھی ناقص الخلقہ اور غیر متشکل ہوتا ہے۔

انسان کی پیدائش کے بعد تین حالتوں کا بیان

یہ مذکورہ بالا حالات تو شکم مادر کے دوران کے تھے کہ جن مراحل سے ایک انسان گزر کر اس خاکدان عالم میں قدم رکھتا ہے اور یہاں پیدائش کے بعد اس کے تین حالات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱) طفولیت و بچپن ۲) رشد و عقل و جوانی

۳) بڑھاپا اور طویل العمری

جب رفتہ رفتہ سب قوی ختم ہو جاتے ہیں اور آدمی جاننے کے بعد کچھ نہیں جانتا اور صرف مرگ ناگہانی باقی رہ جاتی ہے۔ الغرض اصل مقصد منکرین کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ جو قادر مطلق مٹی سے اور ایک قطرہ سے انسان پیدا کر سکتا ہے تو کیا وہی قادر مطلق اسے مارنے اور موت کا ذائقہ چکھانے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے میدان حشر میں نہیں لا سکتا؟ جب کہ یہ سب کچھ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ اور ہم اسلئے اپنی قدرت کی یہ کرشمہ سازیاں بیان کر رہے ہیں تا کہ تمہیں قیامت کے امکان بلکہ وقوع میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہ جائے

۵) وتری الارض ھامدۃ... الآیۃ

قیامت کے برحق ہونے کی دوسری دلیل

یہ قیامت کے امکان اور اس کے وقوع پذیر ہونے کی دوسری فطری دلیل ہے کہ جب خشک اور مردہ زمین پر باران رحمت کا نزول ہوتا ہے تو وہ اچانک حرکت میں آجاتی ہے اور تر و تازہ ہو جاتی ہے پھلنے پھولنے لگتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما نباتات اگاتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خدائے قادر و قدیر کی قدرت کاملہ کی کرشمہ سازی ہے اس کی تخلیق کے بغیر یہ چیزیں وجود میں نہیں آئیں۔

الغرض قدرت کی یہ نیرنگیاں اور کرشمہ سازیاں اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ برحق ہے اور جو یہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ لوگوں کو ایک بار مارنے کے بعد دوبارہ زندہ بھی کر سکتا ہے۔

۶) ومن الناس من... الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

بعض احمقوں کا ذکر

کسی چیز کو معلوم کرنے کے عموماً تین اسباب ہوتے ہیں۔

(۱) تجربہ۔جس سے علم حاصل ہوتا ہے۔(۲) عقل سلیم۔(۳) آسمانی وحی

مگر کچھ احمق ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے پاس نہ علم ہے نہ عقل اور نہ کوئی آسمانی وحی و کتاب۔ الغرض محسوسات میں تجربہ کام آتا ہے۔معقولات جیسے خدا کی خدائی میں عقل کام آتی ہے اور وحی تمام چیزوں میں کارآمد ہوتی ہے۔توجس کے پاس ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی نہ ہو یعنی اس کے پاس علمی ہتھیار نہ ہو اور پھر بھی داعیان حق سے کج بحثی کرے تو اگر یہ حماقت نہیں ہے اور جہالت وضلالت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ع

لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

تو ایسے جاہل مغروروں کا انجام اگر دنیا میں ذلت ورسوائی اور آخرت میں جہنم کا عذاب الٰہی نہیں ہے تو کیا جنت الفردوس ہے؟ یہ سب کچھ ان کے ہاتھوں کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے ورنہ خدا تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا۔ع

سزائے ایں چنیں دوناں بجز دوزخ کجا باشد؟؟

آیات القرآن

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨ اطْمَاَنَّ
بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا
يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ
اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا

Presented by Ziaraat.Com

وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ
يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ
يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ
وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۷﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ
لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ
وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ
الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا
يَشَآءُ ﴿۱۸﴾ ۩ السجدة هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ
لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ
بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ
اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ
الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ ع

ترجمۃ الآیات

اورلوگوں میں کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو کنارہ پر رہ کر خدا کی عبادت کرتا ہے۔سو اگر اسے کوئی فائدہ پہنچ جائے تو وہ اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور اگر اسے کوئی آزمائش پیش آجائے (یا کوئی مصیبت پہنچ جائے) تو فوراً (اسلام سے) منہ موڑ لیتا ہے۔اس نے دنیا وآخرت کا گھاٹا اٹھایا اور یہ کھلا ہوا خسارہ ہے (۱۱) وہ اللہ کو چھوڑ کر اس کو پکارتا ہے جو نہ اسے نقصان پہنچاتا ہے اور نہ نفع۔یہی تو انتہائی گمراہی ہے (۱۲) وہ ایسے کو پکارتا ہے جسکا ضرر اس کے فائدے سے زیادہ قریب ہے۔کیا ہی برا ہے آقا اور کیا ہی برا ہے ساتھی (۱۳) بے شک اللہ ان لوگوں کو جو

Presented by Ziaraat.Com

ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے ان بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ بیشک اللہ وہ کرتا ہے جو کچھ وہ چاہتا ہے (۱۴) جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ خدا دنیا اور آخرت میں اس کی مدد نہیں کرے گا تو اسے چاہیے کہ ایک رسی کے ذریعے آسمان تک پہنچ کر شگاف لگائے۔ پھر دیکھے کہ آیا اس کی یہ تدبیر اس چیز کو دور کرسکتی ہے جو اسے غصہ میں لا رہی تھی (۱۵) اور اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو نازل کیا ہے روشن دلیلوں کی صورت میں اور بے شک اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے (۱۶) بے شک جو اہل ایمان ہیں جو یہودی ہیں، جو صابی ہیں، جو عیسائی ہیں، جو مجوسی ہیں اور جو مشرک ہیں یقینا قیامت کے دن اللہ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ بیشک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے (۱۷) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہر چیز اللہ کو سجدہ کر رہی ہے خواہ وہ آسمانوں میں ہے یا زمین میں۔ سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور بہت سارے انسان بھی اور بہت سے انسان وہ ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور جس کو اللہ ذلیل کردے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں ہے بیشک اللہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے (۱۸) یہ دو فریق ہیں جو اپنے پروردگار کے بارے میں باہم جھگڑ رہے ہیں تو ان میں سے جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے کاٹے جا چکے ہیں ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی انڈیلا جائے گا (۱۹) (اور) جس سے ان کے پیٹ کے اندر کی چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی (۲۰) اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے (۲۱) جب بھی چاہیں گے کہ اس (جہنم) سے نکل کر رنج و غم سے چھٹکارا پائیں تو پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور (ان سے کہا جائے گا کہ) جلانے والی آگ کا مزہ چکھو (۲۲)۔

تشریح الالفاظ

(۱) حرف ...... کے معنی ہیں کنارہ۔ (۲) فتنہ ...... کے کئی معنی ہیں جیسے آزمائش، مصیبت اور مال و اولاد وغیرہ۔ (۳) مولیٰ ...... کے متعدد معنی ہیں جیسے سرپرست، آقا، کارساز، دوست وغیرہ۔ (۴) عشیر ...... کے معنی ہیں ساتھی اور رفیق۔ (۵) سبب ...... کے معنی ہیں رسی اور راستہ۔ (۶) غیظ ...... کے معنی ہیں غم و غصہ۔ (۷) فصل ...... کے معنی ہیں فیصلہ کرنا، امتیاز کرنا۔ (۸) خصم ...... کے معنی ہیں دشمن۔ جس کا واحد اور جمع نیز مذکر و مونث سب پر اطلاق ہوتا ہے۔ (۹) حمیم ...... کے معنی ہیں کھولتا ہوگرم

Presented by Ziaraat.Com

پانی (۱۰) یصهر صهر ...... کے معنی ہیں پگھلنا۔(۱۱) مقمع ...... کے معنی ہیں گرز، ہتھوڑا۔

تفسیر الآیات

۷) ومن الناس من ... الآیة

عبادت گزاروں کی ایک خاص قسم کا تذکرہ

یہ ایک بڑی واضح حقیقت ہے کہ عبادت گزاروں کی متعدد قسمیں ہیں چنانچہ

(۱) کچھ جنت کے شوق میں۔(۲) کچھ جہنم کے خوف میں۔(۳) کچھ خدا کو لائق عبادت سمجھ کر اس کی عبادت کرتے ہیں۔(۴) اور کچھ وہ ہیں جو زبان اور قلب کے اطمینان کے ساتھ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔(۵) ایک قسم اور ہے جس کا یہاں تذکرہ کیا جارہا ہے اور وہ دائرہ دین کے وسط میں نہیں بلکہ ایک مذبذب آدمی کی طرح کنارے پر کھڑے ہو کر اس کی عبادت کرتے ہیں یعنی ان کی عبادت کی بنیاد ایمان اور دل کے یقین پر نہیں ہوتی بلکہ دنیاوی زندگی کے وقتی حالات پر ہوتی ہے کہ اگر کوئی خوشحالی اور فائدے کی بات پیش آگئی تو مطمئن ہو گئے اور اگر کوئی آزمائش یا مصیبت پیش آگئی تو دین سے برگشتہ ہو گئے اور کفر کی طرف الٹے پاؤں پھر گئے۔ چنانچہ بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ ایک یہودی مسلمان ہوا۔ کچھ دنوں کے بعد اس کی بینائی ختم ہو گئی بعد ازاں اس کا کافی مالی نقصان ہو گیا اور آخر کار ایک ہی بیٹا تھا وہ بھی مر گیا۔ اس نے خیال کیا کہ یہ سب کچھ اسلام کی نحوست کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ وہ بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا مجھے بیعت اسلام سے آزاد کیجئے۔ ارشاد ہوا۔ اسلامی بیعت سے کسی کو آزاد نہیں کیا جاسکتا۔ اس نے حالات کی ستم ظریفی کی شکایت کی کہ اسلام لانے کے بعد مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ الٹا نقصان ہوا ہے۔ فرمایا جس طرح آگ سونے، چاندی اور لوہے کو صاف کر کے اسے کندن بناتی ہے اسی طرح اسلام بھی اپنی بھٹی میں لوگوں کو ڈال کر صاف کرتا ہے (ابن مردویہ) ایسے آدمی کبھی کامیاب نہیں ہوتے نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں کیونکہ کامیابی کا دارومدار امید اور یقین پر ہے تو جو اس سے محروم ہو جائے وہ دونوں جہانوں میں ناکام و نامراد رہتا ہے یہی کھلا ہوا خسارہ ہے۔

۸) یدعوا من دون اللہ ... الآیة

سابق الذکر مذبذب مسلمان کا مزید بیان

بظاہر یہ سابق الذکر مذبذب مسلمان کے بارے میں مزید وضاحتی بیان ہے۔ جو ہر کام اپنی مرضی کے

Presented by Ziaraat.Com

مطابق دیکھ کر خدا سے راضی ہوتا ہے۔ اور اگر کبھی کوئی خواہش پوری نہ ہو یا کوئی تمنا ادھوری رہ جائے تو پھر خدا کو چھوڑ کر ان استانوں پر جبیہ سائی کرنے لگتا ہے جہاں سے کسی مادی فائدہ کی امید ہوتی ہے۔ حالانکہ ان چوکھٹوں پر گرنے کا ضرر وزیاں تو یقینی ہے کہ ایمان رخصت ہو جاتا ہے اور شرک لازم ہو جاتا ہے مگر فائدہ کی امید صرف موہوم ہوتی ہے و ذالك هو الضلال البعيد۔ یہی سب سے بڑی گہری گمراہی ہے کہ

نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

آخر کار ایسے لوگوں کو قیامت کے دن کہنا پڑے گا کہ لبئس المولی ولبئس العشير کیا ہی برا آقا اور کیا ہی بُرا ساتھی ہے۔ مخفی نہ رہے کہ یہ آیت قبل ازیں متعدد مقامات پر مع تشریح گزر چکی ہے۔ فراجع

۹) ان الله یدخل الذین .. الآیة

مومنین صالحین کے اچھے انجام کا بیان

جو لوگ ایمان لائے اور اس کے ساتھ نیک عمل بھی کئے تو خدائے تعالیٰ ان کو ایسے بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اللہ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے کہ نیکو کاروں کو جزا دیتا ہے اور بد کاروں کو سزا دیتا ہے۔ واضح رہے کہ اس قسم کی ایک آیت سورہ بقرہ میں نمبر ۲۵ میں گزر چکی ہے۔ و بشر الذين امنوا و عملوا الصالحات ان لهم جنات تجری من تحتها الانهار الآیہ اسی مقام پر اس کی مکمل تفسیر بھی بیان کی جا چکی ہے۔ تفصیلات کے خواہشمند حضرات اس مقام کی طرف رجوع کریں۔

۱۰) من کان یظن... الآیة

اس آیت کے ترجمہ وتفسیر میں شدید اختلاف ہے

اس آیت کے ترجمہ وتفسیر میں مترجمین ومفسرین میں شدید اختلاف ہے اور اس بات کا کچھ اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت کم وبیش چودہ عدد ترجمے پیش نگاہ ہیں مگر ایک کے ساتھ دوسرا نہیں ملتا۔ اور مفسرین یہ ہی طے نہیں کر سکے کہ لہ ینصرہ اللہ کی ضمیر واحد مذکر غائب کا مرجع کون ہے؟ بہت سے مفسرین نے اس کا مرجع حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا ہے۔ حالانکہ آیت کے سیاق وسباق میں آپ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ لہٰذا یہ مفہوم غیر متعلق معلوم ہوتا ہے بلکہ ضمیر کا مرجع وہی شخص ہے جو خیال کرتا ہے کہ خدا دنیا وآخرت میں اس کی کوئی مدد نہیں کرے گا؟ پھر اس میں اختلاف ہے کہ یہاں سماء سے کیا مراد ہے؟ وہی معروف آسمان یا کوٹھے کی چھت جبکہ وہی مشہور معنی مراد ہیں؟ پھر اس میں اختلاف ہے کہ ثم لیقطع میں قطع سے کیا

Presented by Ziaraat.Com

مراد ہے؟ کہ رسی کو کاٹے یا آسمان میں شگاف لگائے۔ جبکہ اس سے دوسرے معنی مراد ہیں اور پھر اس میں اختلاف ہے کہ اس ساری کاروائی سے مراد حالات سے تنگ آ کر خودکشی کرنا ہے یا اپنا سارا زور لگا کر آسمان پر جانے اور اسے پھاڑ کر اسے تھیگی لگانا اور اس کوشش میں آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائے پھر بھی وہ اپنی اس تدبیر سے خدا کی تقدیر کو بدل نہیں سکتا۔ اور کسی ناخوش گوار فیصلہ کو بدل کر خوشگوار نہیں بنا سکتا۔ لہٰذا جب وہ ایسا نہیں کر سکتا تو پھر دانشمندی یہ ہے کہ خدا کے فیصلہ پر ناک بھوں چڑھانے کے بجائے اسکے ہر فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر دینا چاہیے۔

کیونکہ ع

وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

ہم نے ان تمام اختلافی امور کو سامنے رکھ کر وہ ترجمہ کیا ہے جو آپ کے سامنے ہے اور تفسیر میں اسکی تائید مزید کی ہے وبس۔ اس دشوار گزار وادی میں صاحب تفسیر الکاشف اور صاحب تفسیر تفہیم القرآن ہمارے ہم نوا اور ہم سفر نظر آتے ہیں۔

۱۱) و کذالك انزلناہ... الآیة

انزلناہ کی ضمیر کا مرجع بالاتفاق قرآن مجید ہے جو آیات بینات یعنی واضح نشانیوں اور روشن دلیلوں کی صورت میں نازل ہوا ہے جو خدا کی توحید پیغمبر اسلام کی نبوت اور دوسرے اسلامی حقائق و معارف پر دلالت کرتا ہے جو ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے اللہ اسے ہدایت دے دیتا ہے اور جو رشد و ہدایت کی راہ پر چلنا چاہتا ہے خدا اس کی رہنمائی کر دیتا ہے۔ والذین جاھدو فینا لنھدینھم سبلنا۔

۱۲) ان الذین آمنوا والذین ھادوا... الآیة

خدا قیامت کے دن مختلف ملل و مذاہب کی حقانیت کا عملی فیصلہ کرے گا

کوئی مسلمان ہے اور کوئی یہودی، کوئی نصرانی ہے اور کوئی مجوسی وغیرہ وغیرہ۔ یہاں تو سب اپنی اپنی صداقت و سچائی کی ڈفلی بجا رہے ہیں۔ کوئی بات نہ سنتا ہے اور نہ مانتا ہے کیونکہ

عاقل بعقل خود نازد و مجنون بجنون

کل حزب بما لدیھم فرحون

خدا ہی قیامت کے دن ان کے درمیان عملی فیصلہ کرے گا کہ جو حق پر ہوگا اسے جنت میں داخل کرے

Presented by Ziaraat.Com

گا اور جو باطل پر ہوگا اسے واصل جہنم کرے گا۔ کیونکہ وہ سب کے عقائد ونظریات اور سب کے اعمال وافعال سے اچھی طرح واقف ہے اور ہر چیز پر گواہ ہے۔ مخفی نہ رہے کہ اس آیت کے ساتھ ملتی جلتی ایک آیت سورہ بقرہ میں نمبر ٦٢ پر مع تفسیر گزر چکی ہے اور بعض باطل نواز لوگ اس آیت سے اپنے باطل نظریہ کی جو تائید حاصل کرنا چاہتے ہیں اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی مکمل رد بھی کی جا چکی ہے تفصیلات معلوم کرنے کے خواشمند اس مقام کی طرف رجوع کریں۔

۱۳) الم تر ان اللہ یسجد... الآیۃ

کائنات ارضی وسماوی کی ہر چیز تکوینی یا تشریعی طور پر خدا کو سجدہ کرتی ہے

جو کوئی آسمان میں ہے یا زمین میں جاندار ہے یا بے جان۔ فرشتے ہیں یا جن یا پھر انسان شمس وقمر ہیں یا ستارے جمادات ونباتات ہیں یا عام حیوانات۔ غرضیکہ کائنات ارضی وسماوی کی ہر چیز تکوینی طور پر اپنے خالق و مالک کو سجدہ کناں ہے یعنی ہر چیز فطری طور پر اپنے مقصد خلقت کی تکمیل میں لگی ہوئی ہے۔ خدا جس طرح چاہتا ہے ان میں تصرف کر رہا ہے اور ان سے کام لے رہا ہے۔ الغرض جہاں جہاں اختیار نہیں ہے۔ وہاں تکوینی طور پر قانون قدرت اور ناموس فطرت کی اطاعت کا نام سجدہ ہے۔ جو سب اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں۔ مگر انسان کو چونکہ فاعل مختار بنایا گیا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے ارادہ واختیار سے سجدہ بھی کر سکتا ہے اور نہ کرنے کا بھی اختیار رکھتا ہے۔ اس لئے یہاں پہنچ کر یہ فرق ہو گیا کہ بہت سے انسان سجدہ کرتے ہیں اور بہت سے ایسے نا ہنجار نافرمان ہیں جو اپنے اختیار سے سجدہ نہیں کرتے۔ اس لئے اس کا نیکی کرنے پر ثواب کا حقدار ہونا اور برائی کرنے پر جہنم کا سزاوار ہونا اس کے فاعل مختار ہونے کی ناقابل رد دلیل ہے۔ ورنہ اگر وہ صاحب اختیار نہ ہوتا تو پھر اللہ کی عدالت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ نیکی کرنے پر جزا اور برائی کرنے پر سزا کا مستحق قرار نہ پاتا۔ اور یہ عزت وذلت بھی انسان کے اچھے یا برے اعمال وافعال کا ثمرہ ہے۔ اور یہ جو کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے تو اللہ کی یہ مشیت بھی اس کے عدل کے مطابق ہوتی ہے کہ عزت کے مستحق کو عزت عطا کرتا ہے اور ذلت کے مستحق کو ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ مخفی نہ رہے کہ الم تری ان اللہ یسجد الآیہ کی مانند ایک آیت سورہ اسراء نمبر آیت ۴۳ پر گزر چکی ہے۔ وان من شئی الا یسبح بحمدہٖ ولکن لا تفقھون تسبیحھم۔ (اسراء۔ ۴۴) اور اسی مقام پر تکوینی وتشریعی تسبیح کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

۱۴) ھاذان خصمان... الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

یہ دو خصم یا دو فریق کون ہیں؟

جیسا کہ تشریح الالفاظ میں بیان کیا جاچکا ہے کہ خصم کا لفظ مفرد اور جمع اور پھر مذکر و مونث سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مگر لفظ خصم چونکہ واحد ہے۔ لہٰذا دو کیلئے تثنیہ لفظ استعمال ہوئی ہے۔ مگر یہاں تثنیہ سے دو شخص نہیں بلکہ دو گروہ مراد ہیں۔ البتہ تحقیق طلب بات یہ ہے کہ وہ دو گروہ کون ہیں؟ مشہور بین المفسرین یہ ہے کہ ان سے عام مومنین اور عام کافرین (بجمع اقسامہم جو اوپر آیت ۱۷ میں مذکور ہیں اور ان دونوں گروہوں میں جھگڑا جاری ہے۔ چنانچہ مومنین یہ کہتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور کافرین کہتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں۔ مگر تفسیر ابن جریر طبری وغیرہ میں جناب ابوذرؓ کا حلفیہ بیان ہے کہ یہ آیت تین خاص مومنین اور تین خاص کافرین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یعنی مومنین سے (۱) حضرت امیر علیہ السلام (۲) جناب حمزہؓ (۳) اور جناب عبیدہ بن حرث مراد ہیں اور کافرین سے (۱) عتبہ (۲) عتیبہ پسران ربیعہ (۳) اور ولید بن عتبہ مراد ہیں۔ جن کا باہمی جھگڑا جنگ بدر میں ہوا تھا۔ اور خدا نے اہل ایمان کی نصرت کر کے حق و باطل کا فیصلہ کر دیا تھا۔

۱۵) فالذین کفرو۔۔۔الآیة

کافروں کی سزا کا بیان

اہل ایمان کی جزا کا تذکرہ بعد ازیں آ رہا ہے۔ یہاں صرف کافرین کی سزا کا تذکرہ کیا گیا ہے اور یہاں اجمالاً تین سزاؤں کا ذکر ہے۔

(۱) جہنم کا آتشیں لباس۔ جو انہیں پہنایا جائے گا۔ (۲) جہنم کا کھولتا ہوا پانی۔ جو ان کے سروں پر انڈیلا جائے گا اور انہیں پلایا جائے گا۔ جس سے ان کے پیٹ کے اندر کی سب چیزیں اور کھالیں گل جائیں گی۔ (۳) آہنی گرز ہوں گے جو انہیں مارے جائیں گے اور اگر وہ اس جہنم سے نکلنا چاہیں گے تو انہیں پھر وہیں دھکیل دیا جائے گا۔ الامان یا رحمن

مخفی نہ رہے کہ اس قسم کی بعض آیات سورہ ابراہیم میں ۴۹ سے لیکر ۵۱ تک مع تفسیر گزر چکی ہیں۔

آیات القرآن

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

Presented by Ziaraat.Com

الْاَنْھٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا
حَرِيْرٌ ۝۲۳ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝۲۴
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ
جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ
بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۵

ترجمۃ الآیات

جولوگ ایمان لائے اوراس کے ساتھ نیک عمل بھی کئے۔ بے شک اللہ ان کوان بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی وہاں ان کوسونے کے کنگن اور موتی (کے ہار) پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کے لباس ریشم کے ہوں گے (۲۳) (یہ اس لئے ہے کہ) انہیں پاکیزہ گفتگو کی طرف ہدایت دی گئی اور انہیں لائق ستائش (خدا) کی راہ کی طرف راہنمائی کی گئی (۲۴) جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں) کوخدا کے راستے سے روکتے ہیں اور اس مسجد سے جسے ہم نے (بلاامتیاز) سب لوگوں کے لئے (عبادت گاہ) بنایا ہے جس میں وہاں کے رہنے والے اور باہر سے آنے والے برابر ہیں اور جو بھی اس میں ظلم وزیادتی کے ساتھ غلط روی کا ارادہ کرے تو ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۲۵)

تشریح الالفاظ

(۱)یحلون حلی ...... سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں آرائش وزیبائش اور پہنانے کے ہیں۔(
۲)اساور سوار ......کی جمع ہے اور سوار کے معنی کنگن کے ہیں۔(۳)عاکف ...... کے معنی ہیں مقامی باشندہ
۔(۴)بادی...... کے معنی ہیں باہر سے آنے والا۔(۵)الحاد...... کے معنی ہیں کج روی اور غلط روی اختیار کرنا۔(
۶)الیم ...... کے معنی ہیں مولم یعنی دردناک۔

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۱۶) ان اللہ یدخل الذین ۔۔۔ الآیۃ

مومنین صالحین کی جزا کا بیان

کافروں کے لئے چونکہ جہنم میں (۱) لباس آتشیں (۲) لوہے کے گرز (۳) اور کھولتا ہوا پانی تھا۔ اب ان کے بالمقابل مخلص اہل ایمان کے لئے جنات ہیں اور انہار ہیں اور پہننے کے لئے ریشمی لباس ہوں گے۔

۱) اس میں ریشمی لباس ہوں گے چونکہ دنیا میں مومنین ریشم کے حرام ہونے کی وجہ سے اس کے پہننے سے محروم رہے تھے اب اس کے عوض جنت میں خدا ان کو ریشمی لباس عطا فرمائے گا۔

۲) سونے کے کنگن چونکہ دارالتکلیف یعنی دنیا میں ریشم کی طرح سونا بھی مردوں کیلئے حرام تھا۔ اب دارالجزا میں اس کے عوض انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ مخفی نہ رہے کہ مردوں کو کنگن اور کپڑے پہننے کی معقولیت پر سورہ کے خاتمہ پر آیت ۔۔۔ کی تفسیر میں تبصرہ کیا جا چکا ہے وہاں رجوع کیا جائے۔

۳) اور موتیوں کے ہار پہنائے جائیں گے۔ ذالك جزاء ما کنتم تعملون

۱۷) وھدوا الی الطیب ۔۔۔ الآیۃ

اہل جنت کے خورد و نوش اور لباس کی چیزوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اب ان کی باتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ انہیں پاکیزہ باتوں کی ہدایت دی گئی ہے۔ لہٰذا ان کا آپس میں سلام و کلام بڑے احسن طریقہ پر ہی ہوگا۔ اور اس کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اہل ایمان کو جو جنت اور اس کی نعمتیں نصیب ہوئی ہیں یہ سب دو چیزوں کا نتیجہ ہیں۔ جو ان کو دنیا میں منجانب اللہ عطا ہوئی تھیں۔

(۱) پاک و پاکیزہ قول کی طرف ہدایت اس سے مراد کلمہ توحید اور اس میں اخلاص مراد ہے۔ (تفسیر صافی)

(۲) اس سے مراد ہے۔ الحمدللہ ولہ الشکر علی ما تفضل و انعم۔ (تفسیر کاشف)

(۳) صراط مستقیم کی طرف راہنمائی۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا۔ ھو واللہ ھذا الامر الذی انتم علیہ بخدا اس راستہ سے وہ راستہ مراد ہے جس پر تم ہو۔ (تفسیر صافی)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا اس سے حمزہؓ، عبیدہؓ، سلمانؓ، ابوذرؓ، مقداد

Presented by Ziaraat.Com

بن اسود اور عمار مراہیں۔ جن کو حضرت امیر علیہ السلام کی طرف راہنمائی کی گئی تھی۔ (الکافی)

(۱۸ ان الذین کفروا ۔۔ الآیة

خانہ کعبہ پورے عالم اسلام کی بین الاقوامی عبادت گاہ ہے

اس قسم کی ایک آیت سورہ بقرہ میں نمبر ۲۵ پر گزر چکی ہے۔ واذ جعلنا الکعبة مثابة للناس الآیة۔ وہاں اور یہاں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ مسجد الحرام جس میں خانہ کعبہ موجود ہے۔ اس پر کسی قوم وقبیلہ کی کوئی اجارہ داری نہیں ہے بلکہ وہ بین الاقوامی عبادت گاہ ہے جس میں ملکی و غیر ملکی سب کے حقوق برابر ہیں۔

والی حجاز کے فرائض

لہٰذا جو وہاں کا حکمران ہے وہ سارے جہان کے مسلمانوں کا امین ہے اسکا فرض ہے کہ وہ سب مسلمانوں کو برابر کے مواقع مہیا کرے کہ وہ پورے آرام واطمینان کے ساتھ اپنے مسلک کے مطابق اعمال حج وعمرہ وغیرہ بجالائیں۔ اور اسے کسی خاص مسلک کی فقہ کو دوسرے مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں پر مسلط کرنے اور زبردستی ان پر ٹھونسنے کا حق نہیں ہے۔ جیسا کہ مشرکین قریش لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے اور حج وعمرہ کی نیت سے بیت اللہ میں داخل ہونے سے روکتے تھے۔ حتیٰ کہ پیغمبر اسلامؐ کو بھی روک دیا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے ظاہری عہد حکومت میں مکہ کے گورنر قشم بن عباس کے نام مکتوب میں لکھا تھا۔ وامر اھل مکة ان لا یاخذوا من ساکن اجراً فان اللہ یقول سواء العاکف والبادی۔ (نہج البلاغہ)

اہل مکہ کو حکم دو کہ وہ کسی (بیرونی شخص) سے کرایہ وصول نہ کریں۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اس میں مقیم اور باہر سے آنے والا برابر ہے۔ نیز معصوم سے مروی ہے کہ وہ مکہ والوں کے لئے کرایہ پر گھر دینے کو ناپسند کرتے تھے (قرب الاسناد) اور بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہے کہ مکہ کے مکانوں کو پہلی بار دروازے امیر شام نے لگوائے تھے۔ ورنہ اس سے پہلے مکانوں کے دروازے نہیں ہوتے تھے اور باہر سے حج پر آنے والے مقامی لوگوں کے ہاں مفت قیام کرتے تھے (اصول کافی)۔ واہ رے انقلاب زمانہ کہ آج مکہ کے لوگوں کا گزر بسر بھی حجاج کرام پر ہے وہ ان کے چند روزہ قیام مکہ سے اس قدر کما لیتے ہیں کہ پورا سال آرام سے کھاتے ہیں۔

بہر حال یہ ایک اخلاقی حکم ہے ورنہ اہل مکہ کی اگر ملکیت ثابت ہے تو مالک کو اپنا مکان کرایہ وغیرہ پر دینا جائز ہے اور یہ حقوق مساوات کعبہ میں ہیں اور وہ بھی عبادات بجالانے میں نہ کہ اس سے باہر۔

(۱۹ ومن یرد فیه بالحاد ۔۔۔ الآیة

Presented by Ziaraat.Com

مکان وزمان اور گنہگار کی حیثیت بدلنے سے گناہ کی نوعیت بدل جاتی ہے

گناہ اگرچہ گناہ ہے جہاں بھی ہو اور جب بھی کیا جائے اور جو بھی کرے۔ مگر یہ بات بھی ناقابل انکار ہے کہ مکان، زمان اور گناہ کرنے والے کے بدل جانے سے گناہ کی نوعیت بھی بدل جاتی ہے۔ ایک گناہ کسی عام جگہ اور عام وقت میں کوئی عام آدمی کرے تو اس کی کیفیت اور ہوگی اور اگر وہی گناہ کسی متبرک مکان، کسی متبرک وقت میں کیا جائے اور کرنے والا بھی کوئی پڑھا لکھا کوئی بڑا آدمی ہو تو ظاہر ہے کہ گناہ کی نوعیت بھی بدل جائے گی اور اس کی سنگینی بڑھ جائے گی۔ لہٰذا الحاد میں حق سے روگردانی، یا شرک، یا غیر اللہ کی عبادت، کوئی گناہ اور مناہی الہیہ کا ارتکاب یا کسی قسم کا ظلم وزیادتی حتی کہ نوکر کو گالی دینا یا اسے مارنا وغیرہ سب داخل ہیں۔ (مجمع البیان) اگر اس قسم کے جرائم کا اس مقدس مقام پر ارتکاب کیا گیا۔ تو ہم ایسے شخص کو دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ و عذاب الآخرۃ اشد و ابقی۔

آیات القرآن

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ
لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ
يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا
مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ
مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ
لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾
ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ
لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ
وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ
بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ

Presented by Ziaraat.Com

مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى
الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ
الْعَتِيْقِ ﴿۳۳﴾

ترجمۃ الآیات

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے ابراہیمؑ کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ معین کردی۔ (اور حکم دیا کہ) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک رکھنا (۲۶) اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو۔ کہ لوگ (آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے) آپ کے پاس آئیں گے۔ پیادہ پا اور ہر لاغر سواری پر کہ وہ سواریاں دور دراز سے آئی ہوں گی (۲۷) تا کہ وہ اپنے فائدوں کے لئے حاضر ہوں اور مقررہ (دنوں میں خدا کا نام لیں) ان چوپایوں پر (ذبح کے وقت) جو اللہ نے انہیں عنایت فرمائے۔ پس خود بھی ان سے کھاؤ اور حاجت مند فقیر کو بھی کھلاؤ (۲۸) پھر لوگوں کو چاہیے کہ اپنی میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم گھر (خانہ کعبہ) کا طواف کریں (۲۹) یہ ہے حج اور اس کے مناسک کی بات! جو اللہ کی محترم چیزوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے پروردگار کے ہاں بہتر ہے اور تمہارے لئے چوپائے حلال ہیں۔ بجز ان کے جو تم سے بیان کئے جاتے رہتے ہیں۔ پس تم بتوں کی گندگی سے پرہیز کرو اور راگ گانے کی مجلس سے اجتناب کرو (۳۰) صرف اللہ ہی کے لئے ہو کر رہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوئے۔ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گرا تو اسے کسی پرندہ نے اچک لیا یا ہوا نے اسے کسی دور دراز جگہ پر پھینک دیا (۳۲) یہ ہے حقیقت حال۔ اور جو کوئی شعائر اللہ کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے (۳۳) تمہارے ان جانوروں میں ایک مقررہ مدت تک فائدے ہیں۔ پھر ان کو ذبح کرنے کا مقام اسی قدیم گھر کی طرف ہے (۳۳)

Presented by Ziaraat.Com

تشریح الالفاظ

١۔ بوء...... کے معنی ہیں معین کرنا اور ظاہر کرنا۔ ٢۔ فج...... کے معنی راستہ کے ہیں۔ ٣۔ بائس...... کے معنی ہیں تکلیف زدہ۔ ٤۔ عتیق...... کے معنی ہیں ازاد کردہ اور قدیم ٥۔ ضامر...... کے معنی لاغر اونٹ یا اونٹی کے ہیں۔ ٦۔ عمیق...... کے معنی ہیں گہرا اور بعید۔ ٧۔ تفث...... کے معنی ہیں میل کچیل۔ ٨۔ القول الزور...... کے معنی ہیں جھوٹ کے ہیں اور اس سے غنا بھی مراد لیا گیا ہے۔ چنانچہ ہم نے ترجمہ میں جو معنی اختیار کئے ہیں وہی المنجد مترجم اردو میں مذکور ہیں۔ ٩۔ اوثان وثن...... کی جمع ہے جس کے معنی ہیں بت۔ ١٠۔ حنفاء...... یہ حنیف کی جمع ہے جس کے معنی باطل سے منہ موڑ کر خدا کی طرف مائل ہونے والا۔ ١١۔ سحیق...... کے معنی اتنی دور دراز جگہ جہاں آدمی پاش پاش ہوجاتا ہے۔ ١٢۔ حرمات...... یہ حرمت کی جمع ہے جس کے معنی ہیں محترم چیز۔

تفسیر الآیات

٢٠) واذبوانا... الآیة

خداوند عالم نے جب جناب خلیلؑ کو خانہ کعبہ کی تعمیر کرنے کا حکم دیا تو آپ سوچنے لگے کہ خانہ کعبہ کہاں تعمیر کرنا ہے۔ تو خدا نے آپ کو اس معین اور مقررہ جگہ سے آگاہ فرمایا اور اس طرح یہ مشکل آسان ہوئی اور باپ بیٹے نے مل کر خانہ خدا تعمیر کیا اور جب اس کی تعمیر مکمل ہوگئی تو ارشاد ہوا کہ کسی چیز کو میرا شریک نہ بناؤ۔ طواف کرنے والوں، مکہ اور اس کے مضافات میں رہنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں یعنی نمازیوں کے لئے اسے پاک رکھو۔

٢١) واذن فی الناس بالحج... الآیة

جناب خلیلؑ کا اعلان حج کرنا

تاریخی روایات شاہد ہیں کہ جب خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہوگئی تو خداوند عالم نے جناب ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ حج کا اعلان کرو۔ عرض کیا میری آواز کہاں تک جائے گی؟ ارشاد ہوا اعلان کرنا تمہارا کام ہے اور اس آواز کو تمام لوگوں تک پہنچانا میرا کام ہے۔ چنانچہ آپ کوہ ابوقبیس پر تشریف لے گئے اور کانوں میں انگلیاں دبا کر اور مشرق

Presented by Ziaraat.Com

ومغرب کی طرف منہ کرکے آواز بلند کرکے اعلان کیا۔ ایھا الناس کتب علیکم الحج الی البیت العتیق فا جیبو اربکم اور بروایتے فرمایاً ھلموا ھلموا الحج الحج۔ اس وقت بظاہر تو یہ ندا، صدا بصحراء کے طور پر کرائی گئی تھی کیونکہ مکہ کے اردگرد کوئی آبادی نہ تھی۔ مگر چونکہ خدا نے اس آواز کے لوگوں تک پہنچانے کی ضمانت دی تھی۔ لہٰذا یہ ندا صدا بصحراء ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ مشرق ومغرب کے لوگوں نے سنی، سات سمندر پار والوں نے سنی حتیٰ کہ جو روحیں ہنوز باپوں کے صلبوں اور ماؤں کے رحموں میں تھیں انہوں نے بھی سنی۔ اور لبیک اللّٰھم لبیک کہہ کر جواب دیا۔

جس نے جتنی بار لبیک کہی تھی وہ اتنی بار حج کرتا ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس نداء حج پر کسی نے دس بار لبیک کہی اور کسی نے پانچ بار اور کسی نے اس سے زیادہ بار اور کسی نے اس سے کم مرتبہ لبیک کہی لہٰذا جس نے جس قدر لبیک کہی تھی وہ اتنی بار دنیا میں حج ادا کرتا ہے۔ (کافی وصافی)

۲۲) وعلیٰ کل ضامر ... الآیۃ

ضامر سے کیا مراد ہے؟

خدا کا یہ بھی وعدہ تھا کہ اے خلیل! تم ندائے حج دو۔ لوگ اطراف واکناف عالم سے حج کے لئے آئیں گے۔ پیادہ پا بھی آئیں گے اور لاغر سواریوں پر بھی لاغر سواریوں سے مراد تیز رفتار سواریاں ہیں۔ کیونکہ اس دور میں عام طور پر سواری کا کام اونٹ وغیرہ سے لیا جاتا تھا۔ تو سواری جتنی دبلی ہوتی تھی اتنی تیز رفتار ہوتی تھی۔ لہٰذا یہ ضامر تیز رفتاری سے کنایہ ہے۔ آج زمانہ بدل گیا ہے آج تیز رفتاری کی حدود ہوائی جہاز کو بھی اپنے دائرہ میں لے رہی ہیں۔ اسی طرح دور دراز کا لفظ بھی آج پوری کائنات کو اپنے دامن میں لے رہا ہے۔ ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

۲۳) یشھدوا منافع لھم ... الآیۃ

حج کے وجوب کا فلسفہ

وجوب حج کے دیگر علل واسباب کے علاوہ جن کا تفصیلی تذکرہ ہم نے اپنے ''رسالہ منیۃ الناسکین'' میں کیا ہے۔ یہاں اس کے دو فوائد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک دینی فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جو شخص مقررہ

Presented by Ziaraat.Com

شرائط وآداب کے ساتھ حج ادا کرے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے کہ گویا آج شکم مادر سے باہر آیا ہے۔(وسائل الشیعہ)

اور دوسرا دنیوی فائدہ ہے کہ اس موقع پر تمام ممالک سے لوگ آتے ہیں اور سستے داموں اپنی ضرورت کی چیزیں خرید کر لے جاتے ہیں۔ لہٰذا خریدنے والوں کا بھی فائدہ ہوتا ہے اور بیچنے والوں کا بھی۔ الغرض حج عربوں کی معاشی زندگی کے لئے سراپا رحمت ہے اور لوگ اس عالمی کانفرنس سے دینی فوائد کے علاوہ دنیوی طور پر مادی فوائد بھی حاصل کرتے ہیں۔

۲۴) ویذکروا اسم اللہ ... الآیۃ

بہیمۃ الانعام سے مراد اونٹ، گائے، بھینس اور بکریاں ہیں۔ اور خدا کا نام لینے سے ذبح کرتے وقت خدا کا نام لینا مراد ہے اور ایام معلومات سے قربانی کے دن مراد ہیں جو ہمارے نزدیک چار دن ہیں دسویں ذی الحجہ سے لے کر ۱۳ ذی الحجہ تک برادرن اسلامی کے نزدیک تین دن ہیں دسویں سے لے کر بارہ ذی الحجہ تک بناء بریں ایام معلومات سے جو یہاں مذکور ہیں اور ایام معدودات سے جو سورہ بقرہ کی آیت ۲۰۳ میں مذکور ہیں واذکروا اللہ فی ایام معدودات کہ گنتی کے چند دنوں میں خدا کا ذکر کرو۔ بناء بر مشہور ان دنوں سے مراد ایام تشریق ہیں۔

اور ایک روایت کے مطابق ان ایام میں ذکر خدا سے وہ تکبیر مراد لی گئی ہے جو دسویں ذی الحجہ کی نماز ظہر سے لے کر تیرہویں ذی الحجہ کی نماز صبح تک پوری پندرہ نمازوں کے بعد پڑھی جاتی ہے اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر وللہ الحمد اللہ اکبر علی ما ھدانا والحمد للہ علی ما اولانا ورزقنا من بہیمۃ الانعام۔ (کافی وصافی)

۲۵) واطعموا البائس الفقیر ... الآیۃ

فقیر ومسکین کو تو قربانی کے گوشت سے کھلانا واجب ہے مگر آیا خود بھی کھانا واجب ہے اس میں اختلاف ہے اظہر یہ ہے کہ واجب نہیں ہے یہاں جو اطعموا منھا وارد ہے تو یہ صرف اباحت کے لئے ہے کہ اسے کھانا جائز ہے۔ بخلاف اہل جاہلیت کے کہ وہ اپنی قربانی کا گوشت کھانا ناجائز جانتے تھے تو خدا نے کھانے کی اجازت دے کر ان لوگوں کی غلط روش پر تنبیہ کی ہے۔

۲۶) ثم لیقضوا تفثھم ... الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

چونکہ محرم کے لئے احرام کے دنوں میں سر منڈوانا، ناخن کٹوانا، خوشبو لگانا اور بلا ضرورت نہانا بلکہ بناء بر مشہور مچھر و جوؤں تک کا مارنا حرام تھا۔ تو ظاہر ہے کہ ان حالات میں جسم پر میل جم جاتی ہے اور بال پراگندہ ہو جاتے ہیں۔ تو ارشاد قدرت ہے کہ قربانی کر چکنے کے بعد اب نہاؤ، دھو، میل کچیل دور کرو تاکہ صاف ستھرے ہو جاؤ۔ اور اگر موسم حج میں کوئی منت مانی تھی تو اسے پورا کرو۔ قدیم گھر کا طواف کرو (سورہ النساء) فان الطواف بالبیت صلوٰۃ۔ خانہ کعبہ کا طواف کرنا بمنزلہ نماز پڑھنے کے ہے۔

۲۷) ومن یعظم حرمات اللہ ۔۔۔ الآیۃ

حرمات حرمہ کی جمع ہے وہ لائق احترام چیز جس کی ہتک حرمت حرام ہو اسے حرمات کہا جاتا ہے اور بظاہر شعائر اللہ اور حرمات اللہ ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ یہاں اس سے کیا مراد ہے؟

فاضل طبرسی نے اس کے چند مصداق بیان کئے ہیں۔

(۱) البیت الحرام (۲) البلد الحرام (۳) مناسک حج (۴) المسجد الحرام وَ(۵) الشہر الحرام (۶) قربانی کا جانور (۷) بعض نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ جن چیزوں کو خدا نے حرام قرار دیا ہے ان کے ترک کی پابندی کرنا (تفسیر بتیان)

الغرض محترم چیزوں کا احترام کرنا عند اللہ آدمی کے لئے بہتر ہے۔

۲۸) احلت لکم الانعام ۔۔۔ الآیۃ

قبل ازیں سورہ انعام آیت ۱۴۵ اور سورہ نحل آیت ۱۱۵ کی تفسیر میں بیان کیا جا چکا ہے کہ کفار اپنے من پسند قانون کے تحت بہت سے حلال جانوروں کو حرام قرار دے دیتے تھے۔ جیسے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ وغیرہ۔ لہٰذا یہاں اور وہاں وضاحت کر دی گئی ہے کہ حرام جانور صرف وہی ہیں جن کا تذکرہ سابقہ مقامات پر کر دیا گیا ہے۔ جیسے مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ حیوان جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے وغیرہ۔

۲۹) فاجتنبوا الرجس ۔۔۔ الآیۃ

زور کے مشہور معنی جھوٹ بولنے کے ہیں۔ جو بالاتفاق حرام ہے اور پیغمبر اسلامؐ نے جھوٹی گواہی کو تو شرک کا ہم پلہ قرار دیا ہے (تفسیر کاشف) مگر چونکہ تفسیر اہلبیت میں زور کی تفسیر غنا سے کی گئی ہے۔ (تفسیر قمی و صافی وغیرہ) عجیب اتفاق ہے کہ لغت کی مشہور کتاب المنجد، مترجم اردو میں زور کے وہی معنی بیان کئے گئے ہیں جو ہم نے ترجمہ میں اختیار کئے ہیں۔ یعنی راگ گانے کی مجلس'' اس طرح یہ آیت حرمت غنا کی نص صریح قرار پاتی

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔اورغنا کی حرمت زنا کی طرح ذاتی ہے جو تخصیص کے قابل نہیں ہے غنا کی حرمت کے دلائل اور اس کے مضرات ونقصانات کی تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ہمارے رسالہ ''حرمت غنا اور اسلام'' کا یا رسالہ ''اصلاح المجالس والمحافل'' کا مطالعہ فرمائیں۔

(۳۱ حنفاء للہ۔۔۔ الآیة

حنفاء۔حنیف کی جمع ہے اورقبل ازیں آیت ان ابراھیم کان حنیفاً مسلماً کی تفسیر میں لفظ حنیف کی مکمل وضاحت کی جاچکی ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ تمام ادیان باطلہ اور کفر وشرک سے منہ موڑ کر کمال یک رخی و یک سوئی کیساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہونے والے کو حنیف کہا جاتا ہے اور کمال توحید یہ ہے کہ خدا کی ذات، صفات، افعال اور عبادات الغرض کسی چیز میں بھی کسی کو اس کا شریک قرار نہ دیا جائے۔

یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

(۳۲ ومن یعظم شعائر اللہ۔۔۔ الآیة

ابھی اوپر آیت ۳۰ میں حرمات اللہ کی وضاحت کرتے ہوئے یہ حقیقت بیان کی جاچکی ہے کہ حرمات اللہ اور شعائر اللہ ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔الغرض جو علامات کسی مذہب ومسلک کی پہچان کی خاص علامات ہوں انہیں اس مذہب کے شعائر کہا جاتا ہے۔بناء بریں شعائر اسلام ان مخصوص علامات کا نام ہے جو کسی شخص کے مسلمان ہونے کی علامات سمجھی جاتی ہیں۔اوران کی تعظیم دل کے تقویٰ کی علامت ہے شعائر اسلامی کی تعظیم وہی کرے گا جس کے دل میں تقویٰ الٰہی ہوگا۔اور حقیقت یہ ہے کہ تقویٰ کا اصل تعلق ہی دل ودماغ کے ساتھ ہے (کمالایخفی) جناب پیر کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں رقمطراز ہیں۔

''اور قرآن کریم میں صفا ومروہ کی پہاڑیوں، قربانی کے جانوروں کو اللہ تعالیٰ کی شان کہا گیا ہے اور ان کی تعظیم وتکریم کا حکم دیا گیا ہے۔جب یہ چیزیں شعائر اللہ ہیں تو مدینہ طیبہ اور اس کے گلی کوچے، اولیاء کرام اور ان کے مزارات پرانوار کیا۔شعائر اللہ میں داخل نہیں شرک کی مذمت کے بعد شعائر اللہ کی تعظیم وتکریم کا حکم دیا جارہا ہے اور اس کے دل کو تقویٰ کی علامت قرار دیا جارہا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ محبوبان الٰہی اور ان کے آثار کی تعظیم واحترام شرک نہیں تاکہ قبیح اور مذموم ہو جس طرح آج کل بعض لوگ خیال کرتے ہیں بلکہ جذبہ خدا ترسی کی نشانی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دلی لگاؤ کی دلیل ہے کیونکہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کا جس سے تعلق ہوتا ہے وہ بھی پیاری لگتی ہے عبادات اور تعظیم میں فرق نہ کرنا اور تعظیم کو عبادت شمار کرنا اور اسے شرک کہنا قرآن فہمی کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں ہے۔(ج ۳ ص ۲۱۳)

Presented by Ziaraat.Com

ہم صرف اس قدر عرض کرنا چاہیں گے کہ اگر یہ سب کچھ شعائر اللہ میں داخل ہے جن کا احترام کرنا دل کے تقویٰ کی علامت ہے تو حضرت سید الشہداء کی یاد منانے کے سلسلہ میں مراسم عزا کیوں شعائر اللہ میں داخل نہیں ہیں۔ مذکورہ بالا چیزوں کو شعائر اللہ میں داخل کرنا اور خامس آل عباء کے مراسم عزا کو اس سے خارج کرنا قرآن فہمی اور اسلام شناسی کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں ہے۔ فتدبر

۳۳) لکم فیہا منافع ... الآیۃ

یہاں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ شاید قربانی کے لئے نامزد ہو جانے کے بعد ان جانوروں سے فائدہ اٹھانا جائز نہ ہو تو اس خیال کا ابطال کیا جا رہا ہے کہ ان کے دودھ اور اون سے اور ان پر سواری و بار برداری سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

آیات القرآن

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن
بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ
الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا
أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ
جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ
عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ
وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٣٦﴾ لَن يَنَالَ اللهَ
لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا
لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ اللهَ
يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ﴿٣٨﴾

Presented by Ziaraat.Com

ترجمۃ الآیات

اور ہم نے ہرقوم کے لئے قربانی کا ایک طور طریقہ مقرر کیا ہے۔تا کہ وہ ان چوپایوں پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں، جو اس نے انہیں عطا کئے ہیں (الغرض) تمہارا اللہ ایک ہی ہے لہٰذا تم اس کی بارگاہ میں سر جھکاؤ اور ان عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری دے دو (۳۴) کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔اور جو ان مصائب و آلام پر صبر کرنے والے ہیں جو انہیں پہنچتے ہیں اور جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں۔اور ہم نے انہیں جو کچھ عطا کیا ہے اس میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہتے ہیں (۳۵) اور ہم نے قربانی کے اونٹوں کو تمہارے لئے شعائر اللہ سے قرار دیا ہے۔ان میں تمہارے لئے بھلائی ہے پس تم ان کو صف بستہ کھڑا کر کے خدا کا نام لو۔اور جب وہ کروٹ کے بل گر پڑیں تو ان میں سے خود بھی کھاؤ اور بے سوال اور سوالی کو بھی کھلاؤ اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کیا ہے تا کہ تم شکر گزار (بندے) بن جاؤ (۳۶) نہ ان کا گوشت اللہ تک پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون ہاں البتہ اس تک تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے اسی طرح ہم نے انہیں تمہارے لئے مسخر کیا ہے تا کہ تم اس کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی کبریائی و بڑائی بیان کرو۔اور (اے رسول) احسان کرنے والوں کو خوشخبری دے دو (۳۷) بے شک اللہ اہل ایمان کی طرف سے دفاع کرتا ہے۔یقیناً اللہ کسی خیانت کار کفران نعمت کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا (۳۸)

تشریح الالفاظ

۱۔ منسک ...... کے معنی ہیں عبادت اور قربانی۔ ۲۔ اخبات ...... کے معنی ہیں تواضع اور عاجزی۔ ۳۔ وجل ...... کے معنی ہیں خوف اور ڈر۔ ۴۔ بدن بدنہ ...... کی جمع ہے جس کے معنی ہیں قربانی کے اونٹ اور (اونٹنی) ۵۔ صواف ...... کے معنی ہیں صف بستہ کھڑا ہونا جبکہ ایک پاؤں بندھا ہو۔ ۶۔ وجب ...... کے معنی گرنے کے ہیں۔ ۷۔ قانع ...... کے معنی قناعت کرنے والا یعنی سوال نہ کرنے والا کے ہیں۔ ۸۔ معتر ...... کے معنی ہیں دست سوال دراز کرنے والا۔ ۹۔ محسن ...... کے معنی ہیں خدا کو حاضر و ناظر جان کر نیکی کرنے والا۔ ۱۰۔ خوان ...... کے معنی ہیں بڑا خیانت کار۔ ۱۱۔ کفور ...... کے معنی ہیں بڑا کفران نعمت کرنے والا۔

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

(۳۴　　ولکل امۃ جعلنا۔۔۔الآیۃ

اسلامی قربانی کوئی نیا حکم نہیں ہے

کسی نہ کسی صورت میں سابقہ شرائع میں قربانی رائج رہی ہے۔ہاں البتہ اس کے طور طریقے بدلتے رہے ہیں۔ چنانچہ اسلامی شریعت نے اسے مخصوص شرائط کے ساتھ حجاج پر فرض قرار دیا ہے۔آج کل ماڈرن مسلمان منیٰ کے علاوہ باقی شہروں میں عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کرنے کے قائل نہیں ہیں اور اسے دولت کا ضیاع سمجھتے ہیں۔ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں اس نے مدینہ منورہ کے دس سالہ قیام کے دوران ہر سال وہاں قربانی کی ہے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی قربانی کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ کتب سیر وتواریخ میں مذکور ہے۔(ملاحظہ ہو بخاری ومسلم اور مسند احمد بن حنبل وغیرہ)

منیٰ اور باقی شہروں میں فرق یہ ہے کہ وہاں حجاج پر قربانی کرنا واجب ہے اور باقی شہروں میں سنت ہے۔

(۳۵　　فالھکم الہ واحد۔۔۔الآیۃ

تمام ادیان عالم اور تمام داعیان حق کا اتفاق ہے کہ لا الہ الا اللہ۔یعنی اللہ صرف ایک ہے لہٰذا قربانی کی اصل روح یہ ہے کہ وہ صرف اللہ کی خوشنودی کی خاطر کی جائے اور جانور ذبح کرتے وقت صرف اسی اللہ کا نام لیا جائے اور اگر کسی غیر اللہ کا نام لیا گیا تو پھر اس کا گوشت حرام ہو جائے گا۔اور قربانی کرنے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

(۳۶　　الذین اذا ذکر اللہ۔۔۔الآیۃ

مخبتین کے اوصاف چہارگانہ کا تذکرہ

اخبات کے معنی تواضع اور فروتنی کے ہیں۔اور حقیقی مخبتین کی چار علامتیں یہاں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔　جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جائے تو اس کی عظمت وجلالت کے تصور سے ان کے دل دہل جاتے ہیں۔

۲۔　دار دنیا بالخصوص راہ حق میں جس قدر بھی ان پر مصائب آئیں وہ صبر کرتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۳۔ شرعی قوانین کی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔

۴۔ جو کچھ خدا نے ان کو رزق حلال عطا کیا ہے اس میں سے کچھ راہ خدا میں اور کارہائے خیر میں خرچ کرتے ہیں۔

۳۷) والبدن جعلنا ھا... الآیۃ

بدن بدنہ کی جمع ہے جس کے معنی موٹی تازی ناقہ کے ہیں۔اس میں فی الجملہ اختلاف ہے کہ بدنہ کا تعلق صرف اونٹ اور اونٹنی سے ہے یا بیل گائے پر بھی اس کا اطلاق ہوسکتا ہے؟ اہل لغت میں مشہور یہی ہے کہ یہ لفظ اونٹ اور اونٹنی کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کی تائید مزید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یہاں اس کی قربانی کرنے کا جو طریقہ کار بیان کیا گیا ہے وہ اونٹ کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔اور وہ یہ ہے کہ اس کا ایک پاؤں باندھ دیا جائے اور اسے تین پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔اور اللہ کا نام لے کر اس کے حلقوم میں نیزہ مارا جائے جس سے خون کا فوارہ جاری ہوجائے۔اسے نحر کہا جاتا ہے۔جو اونٹ کے ساتھ مخصوص ہے۔جس طرح ذبح دوسرے جانوروں کے ساتھ مخصوص ہے۔

۳۸) لن ینال اللہ دماءھا... الآیۃ

مشرکین عرب کے طریقہ کار کی اصلاح

مشرکین کا یہ طریقہ تھا کہ جب وہ کوئی جانور اپنے خداؤں اور دیوتاؤں کی بھینٹ چڑھاتے تھے تو اس کا خون اپنے بتوں اور خانہ خدا کی دیواروں پر مل دیتے تھے اور اسے اپنے گناہوں کا کفارہ جانتے تھے۔تو یہاں ان کے اس خیال کا ابطال کیا جارہا ہے کہ خدا تک نہ قربانی کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون۔کیونکہ وہ پوری کائنات سے بے نیاز ہے۔ہاں البتہ اس تک صرف تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے پس اگر قربانی کرتے وقت تمہارے دلوں میں تقویٰ اور اخلاص ہے تو پھر تمہاری قربانی قبول ہے اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر سب فضول ہے اور یہی حکم باقی تمام اعمال وعبادات کا ہے نماز ہو یا روزہ ہو یا کوئی اور کار خیر۔اگر اس میں جوہر تقویٰ واخلاص ہے تو وہ عمل اتنا گرانقدر ہے کہ اس کی کوئی قیمت مقرر نہیں کی جاسکتی۔اور اگر وہ اس روح سے خالی ہے تو پھر وہ عمل ایک ایسا بدن ہے جس میں روح نہیں ہے یا ایک ایسا پھول ہے جس میں خوشبو نہیں ہے کیونکہ

نکل جاتی ہے جب خوشبو تو گل بے کار ہوجاتا ہے

۳۹) ان اللہ یدافع... الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

اہل ایمان کو خدائی مدافعت کی بشارت

اہل ایمان کے لئے یہ ایک بہت بڑی بشارت ہے کہ معرکہ حق و باطل میں خدا اہل ایمان کی طرف سے مدافعت کرتا ہے یعنی وہ ان کا ناصر و مددگار ہوتا ہے۔ اور دشمن کے ضرر وزیاں کو ان سے دفع کرتا ہے اور ان کی تدبیروں کو خاک میں ملاتا ہے۔ وان اللہ لا یھدی کیدا الخائنین۔ خدا کبھی مکاروں اور خیانت کاروں کے مکروہ فریب کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ گویا یہ آیت ویسی ہے جیسی انا لتنصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ للدنیا۔

ہاں البتہ یہ ضروری ہے کہ اہل ایمان کو بھی معرکہ حق و باطل میں قدم رکھنا پڑے گا۔ اور جس قدر ممکن ہے حرب وضرب کے اور ناخن تدبیر سے دشمن کی چال کو ناکام کرنا پڑے گا۔ تب خدا کی نصرت شامل حال ہوگی۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ آدمی تو ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھا رہے۔ اور خدا اس کی طرف سے معرکہ سر کرتا رہے نہیں ایسا نہیں ہے۔ بلکہ لیس للانسان لا ماسعی انسان کو اس کی کوشش وکاوش کے مطابق ثمرہ ملے گا۔

مخفی نہ رہے کہ خدائے حکیم نے اہل ایمان کی حمایت کو دفاع قرار دیا ہے جس سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں ایک یہ کہ جارحیت اہل ایمان کے مخالفوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ دوسری یہ کہ اسلام میں جارحیت جائز نہیں ہے اور نہ ہی جہاد کے معنی جارحانہ جنگ کے ہیں۔

آیات القرآن

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ﴿۳۹﴾
الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ
وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ
وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ
يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ
الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

Presented by Ziaraat.Com

قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوۡدُ ۙ﴿۴۲﴾ وَقَوۡمُ اِبۡرٰهِيۡمَ وَقَوۡمُ لُوۡطٍ ۙ﴿۴۳﴾ وَّاَصۡحٰبُ
مَدۡيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوۡسٰى فَاَمۡلَيۡتُ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ثُمَّ اَخَذۡتُهُمۡ ۚ فَكَيۡفَ
كَانَ نَكِيۡرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى
عُرُوۡشِهَا وَبِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ
فَتَكُوۡنَ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ يَّعۡقِلُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا
تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَلٰـكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ ﴿۴۶﴾
وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ وَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ وَعۡدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوۡمًا عِنۡدَ
رَبِّكَ كَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَمۡلَيۡتُ لَهَا وَهِىَ
ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذۡتُهَا ۚ وَاِلَىَّ الۡمَصِيۡرُ ﴿۴۸﴾

ترجمۃ الآیات

ان مظلوموں کو (دفاعی جہاد کی) اجازت دی جاتی ہے جن سے جنگ کی جارہی ہے اس بناء پر
کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے ۔اور بیشک اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔(۳۹) یہ وہ
(مظلوم) ہیں جو ناحق اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے صرف اتنی بات پر کہ وہ کہتے تھے کہ
ہمارا پروردگار اللہ ہے اور اگر خدا بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا رہتا
تو نصرانیوں کی خانقاہیں اور گرجے اور (یہود کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجد
یں جن میں بکثرت ذکر خدا ہوتا ہے۔سب گرادی جاتیں جو کوئی اللہ (کے دین) کی مدد کرے
گا اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک وہ طاقت والا (اور) غالب آنے والا ہے۔(۴۰) یہ
وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے
، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ (اختیار
) میں ہے۔(۴۱) (اے رسولؐ) اگر لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (یہ کوئی نئی بات نہیں ہے)
ان سے پہلے (کئی قومیں اپنے نبیوں کو جھٹلا چکی ہیں جیسے) قوم نوح نے ،عادو

Presented by Ziaraat.Com

ثمود نے (۴۲) اور قوم ابراہیمؑ نے اور قوم لوط نے (جھٹلایا) (۴۳) اور اہل مدین نے بھی اور موسیٰ ؑ کو بھی جھٹلایا گیا۔سو پہلے میں نے کافروں کو (کچھ) مہلت دی اور پھر انہیں پکڑ لیا۔تو (دیکھو) میرا عذاب کیسا تھا؟ (۴۴) غرض کتنی ہی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے تباہ وبرباد کردیا کیونکہ وہ ظالم تھیں (چنانچہ) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور کتنے کنویں جو بیکار پڑے ہیں اور کتنے مضبوط محل ہیں (جو کھنڈر بن گئے ہیں) (۴۵) کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں تاکہ (یہ منظر دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہوجاتے جن سے وہ (حق کو) سمجھ سکتے اور کان ایسے ہوجاتے جن سے (آوازحق) سن سکتے۔مگر (حقیقت یہ ہے کہ) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں (۴۶) (اے رسولؐ) یہ لوگ آپ سے عذاب کے مطالبہ میں جلدی کررہے ہیں اور اللہ کبھی اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرے گا اور آپ کے پروردگار کے نزدیک ایک دن تم لوگوں کے شمار کئے ہوئے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔(۴۷) اور کتنی ہی ایسی بستیاں ہیں جن کو میں نے مہلت دی۔حالانکہ وہ ظالم تھیں۔پھر میں نے انہیں پکڑ لیا اور (آخرکار) میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔(۴۸)

تشریح الالفاظ

(۱) **صوامع** **صومعه** کی جمع ہے جس کے معنی ہیں قوم نصاریٰ کے راہبوں کی خانقاہ۔(۲) **بیع** یہ **بیعه**۔کی جمع ہے جس کا اطلاق عیسائیوں کے عام کنیسوں پر ہوتا ہے اور بعض نے اسے یہودی عبادت گاہ کے معنی میں استعمال کیا ہے۔اور بعض نے اسے یہودونصاریٰ کی عبادت گاہ کے معنی میں استعمال کیا ہے۔(۳) **صلوٰت**۔اس سے یہود کا عبادت خانہ مراد ہے۔(۴) **مساجد**۔یہ مسجد کی جمع ہے۔یہ مسلمانوں کی مخصوص عبادت گاہ کا نام ہے۔(۵) **مّلاء**۔اس کے معنی مہلت اور ڈھیل دینے کے ہیں۔(۶) **نکیر**۔کے معنی ہیں انکار اور ہلاکت۔(۷) **خاویه**۔کے معنی ہیں ساقطہ یعنی گری ہوئی۔(۸) **عروش**۔عرش کی جمع ہے جس کے معنی چھت کے ہیں۔(۹) **بئر معطل**۔کے معنی ہیں بےکار کنواں جس سے پانی نہ پیا جاسکے۔(۱۰) **قصر مشید**۔کے معنی ہیں وہ مضبوط محل جسے چونا سے چنا گیا ہو اور اسی کا پلستر کیا گیا ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۴۰)اذن للذین.........الآیۃ

دفاعی جہاد کی اجازت

تمام مفسرین اور مورخین کا اتفاق ہے کہ ہجرت سے پہلے کفار ومشرکین پیغمبر اسلامؐ اور مسلمانوں کو حد سے زیادہ اذیتیں اور تکلیفیں پہچایا کرتے تھے اور کئی بار ایسا بھی ہوا کہ مسلمانوں کے صبر وضبط کا پیانہ لبریز ہو گیا۔ اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر کفار سے مقابلہ کرنے کی اجازت چاہی۔ مگر آنحضرتؐ نے ہر بار بحکم پروردگار یہ فرمایا کہ نماز پڑھو اور زکوۃ دو اور جنگ سے ہاتھ روکے رکھو۔ حتیٰ کہ ہجرت مدینہ واقع ہوئی اور اس کے پہلے سال بھی مسلمانوں کا یہ اصرار جاری رہا مگر وہی سابقہ جواب دیا گیا۔ حتیٰ کہ 2 ہجری میں پہلی بار یہ آیت نازل ہوئی اذن للذین یقاتلون الآیۃ اور مسلمانوں کو دفاعی جہاد کی اجازت ملی۔ وہ بھی ان حالات میں۔

۱۔ان مظلوموں کو جن کیخلاف جنگ کی جارہی ہے۔ ۲۔جن پر ظلم کیا گیا ہے۔

۳۔جن کو ناحق وطن سے بے وطن اور گھر سے بے گھر کیا گیا۔

۴۔صرف اس جرم کی پاداش میں کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے ان کو جوابی کاروائی کرنے کی اجازت دی جاتی ہے وہ اپنے دفاع میں ہتھیار اٹھا سکتے ہیں۔ اور جہاد کر سکتے ہیں اس کے بعد جہاد والی دوسری آیات نازل ہوئیں۔ جیسے قاتلو افی سبیل اللہ الذی یقاتلو تکم (بقرہ/۱۹۰) **واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخر جوھم من حیث اخرجو کم** (بقرہ/۱۹۱) وغیرہ وغیرہ۔ جن کی تفسیر جلد اول میں پوری شرح وبسط کے ساتھ کی جا چکی ہے جہاد کی اصل حقیقت اور اس کا فلسفہ سمجھنے کے خواہشمند حضرات پہلی جلد کی ان متعلقہ آیات کی طرف رجوع کریں۔

۴۱)ولولا دفع اللہ الناس......الآیۃ

اگر خدائے قدیر بعض لوگوں کو دوسرے بعض سے دفع نہ کرتا تو تمام عبادت گاہیں منہدم ہو جاتیں

اس قسم کی ایک آیت سورہ بقرہ میں نمبر ۲۵۰ پر گزر چکی ہے۔ **ولولا دفع اللہ الناس بعضھم**

Presented by Ziaraat.Com

ببعض لفسدت السموات والارض الآیۃ۔ اگر خدا ایک گروہ کا دوسرے گروہ کے ذریعہ سے دفاع نہ کرتا تو زمین و آسمان تباہ و برباد ہو جاتے اور وہیں اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ جب کسی قوم کے گناہ و عصیاں حد سے بڑھ جاتے ہیں تو خدائے جبار آخرت سے پہلے انہیں سزا دینے کیلئے کوئی ظالم و جابر حکمران ان پر مسلط کر دیتا ہے۔ اور وہ انکو ظلم و جور کی چکیوں میں خوب پیتا ہے۔ اور اگر دفاع کا یہ حکیمانہ نظام نہ ہوتا تو نظام کائنات درہم برہم ہو جاتا، ہر بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کھا جاتی۔ اور ہر طاقتور ہر کمزور کا خون پی جاتا اور ظاہر ہے کہ اس طرح نظام کون و مکان برباد ہو جاتا۔ اور تمام عبادت گاہیں زیروزبر ہو جاتیں لیکن حکیم مطلق نے یہ نظام عالم برقرار رکھنا ہے تو پھر قیام امن بذریعہ طاقت کا انتظام بھی اسے خود کرنا پڑے گا۔ سچ ہے کہ لکل فرعون موسیٰ

۴۲) ولینصر اللہ من ینصرہ......... الآیۃ

اس مضمون کا قرآن مجید میں کئی جگہ پر تذکرہ کیا گیا ہے۔ کہ جو کوئی اللہ کے دین کی جان سے یا مال سے نصرت کرتا ہے تو اللہ اس کی نصرت کرتا ہے اور اسے ثابت قدم رکھتا ہے۔

۴۳) الذین ان مکناھم...... الآیۃ

اسلامی حکومت کے خدوخال اور سربراہ کے فرائض کیا ہیں

خداوند عالم ان مخصوص اہل ایمان کا تذکرہ فرما رہا ہے کہ اگر ان کو زمام اقتدار مل جائے تو وہ نشہ اقتدار میں بدمست ہو کر نہ یاد خدا سے غافل ہوتے ہیں اور نہ ہی اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں سہل انگیزی سے کام لیتے ہیں۔ بلکہ وہ خلق اور خالق دونوں کے حقوق و فرائض ادا کرتے ہیں اور حقوق اللہ اور حقوق الناس ادا کرتے ہیں۔ یعنی۔

۱۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ ۲۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

۳۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یعنی وہ عادلانہ حکومت قائم کرتے ہیں اور اقتدار کو اللہ کی امانت سمجھتے ہیں اور خلق خدا کی خدمت کو عبادت سمجھتے ہیں اور بیت المال کو اپنے آرام و آسائش پر صرف کرنے کی بجائے مخلوق کے نفع پر صرف کرتے ہیں۔ اور وہ خدا کی عطا کردہ قوت و طاقت سے ظالم کو ظلم کرنے سے منع کرتے ہیں اور مظلوم کی نصرت و امداد کرتے ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں کہ یبقی الملک مع الکفر ولا یبقی مع الظلم۔ کہ ملک کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتا ہے مگر ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتا۔

اس طرح اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت کے حقیقی خدوخال کیا ہوتے ہیں۔ اور اس

Presented by Ziaraat.Com

کے فرائض کیا ہوتے ہیں۔ واللہ الموفق

۴۴) وان یکذبوک ...... الآیۃ

پیغمبر اسلامؐ کو تسلی دی جا رہی ہے

خداوند کریم اپنے حبیب مکرمؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرما رہا ہے کہ اگر قریش آپ کی تکذیب کر رہے ہیں تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اسی طرح پہلے بھی ظلم و غرور کی متوالی مختلف قومیں اپنے اپنے دور کے نبیوں کی تکذیب کرتی رہی ہیں اور حق کو جھٹلاتی رہی ہیں جیسے نوحؑ اور ان کی قوم، ہودؑ اور ان کی قوم، صالح اور انکی قوم ثمود سب نے اس کا خمیازہ بھگتا۔ جن کو ہم نے اصلاح احوال کی خاطر خاصی مہلت دی مگر انہوں نے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔ لہٰذا ہم نے انجام کار ان کو تہس نہس کر دیا اور اس طرح جناب موسیٰ علیہ السلام کو بھی جھٹلایا گیا۔

مخفی نہ رہے کہ اس قسم کی ایک آیت قبل ازیں سورہ انعام میں نمبر ۳۴ پر گزر چکی ہے ولقد کذبت رسل من قبلك فصبروا علیٰ ما کذبوا الآیۃ

۴۵) فکاین من قریۃ ...... الآیۃ

اس قسم کی ایک آیت سورہ بقرہ میں آیت ۲۵۹ پر گزر چکی ہے او کالذی مر علیٰ قریۃ وھی خاویۃ علی عروشھا الآیۃ۔ اور سورۂ کہف آیت ۴۲ وھی خاویۃ علی عروشھا الآیۃ گزر چکی ہے اور وہیں ان بستیوں کے حالات وکوائف کا تذکرہ بھی کیا جا چکا ہے کہ جن کے باشندے ظالم و ستم کیش تھے۔

۴۶) افلم یسیروا فی الارض ...... الآیۃ

اس قسم کی ایک آیت سورہ آل عمران آیت ۱۳۷ قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض الآیۃ اور ایک آیت سورہ نحل آیت ۳۶ فسیروا فی الارض فانظروا کیف عاقبۃ المکذبین الآیۃ گزر چکی ہیں اور وہیں ان کی تشریح بھی کی جا چکی ہیں۔ کہ یہ سیر و سیاحت کا حکم اس لئے دیا جا رہا ہے کہ ان عبرت آموز واقعات و سانحات کو دیکھ کر ان کو کچھ عبرت حاصل ہو۔ یعنی اگر فہم و بصیرت کے دلائل ان کیلئے بے سود ہیں تو کیا وہ اپنے مشاہدہ سے بھی کام نہیں لیتے؟ کیا انہوں نے انقلابات عالم اور حوادث نہیں دیکھے۔ تا کہ انہیں سمجھنے والا دل اور آواز حق سننے والے کان میسر آئیں۔ مگر جب دل اندھے ہو جائیں تو آنکھوں کی بینائی کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ اس لئے حدیث میں وارد ہے کہ عمی القلب یعنی بدترین قسم کا اندھا پن تو دل کا اندھا پن ہونا ہے۔ (تفسیر قمی)

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی فرمایا کہ شیعتنا اصحاب الاربعة الاعین عینان فی الراس وعینان فی القلب ہمارے شیعہ چار آنکھوں والے ہوتے ہیں۔ دو آنکھیں ان کے سر میں ہوتی ہیں اور دو دل میں۔ (روضہ کافی) اور جب دل کی بصیرت جاتی رہے تو پھر آنکھوں کی بصارت کام نہیں آتی

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے۔

۴۷) ویستعجلونك بالعذاب.........الآیة

احمق لوگ عذاب کے معاملہ میں جلد بازی سے کام لیتے تھے کہ اگر وہ عذاب برحق ہے جس کے نزول کا آپ ذکر کیا کرتے ہیں کہ جھٹلانے والوں پر نازل ہوگا تو پھر وہ نازل کیوں نہیں ہوتا؟ اس کا جواب دیا جا رہا ہے کہ خدائی فیصلے تمہاری گھڑیوں اور گھنٹوں کی حساب سے نہیں ہوتے کہ ادھر غلط کام و اقدام کیا اور ادھر فوراً اس کا برا انجام سامنے آ گیا۔ ایسا نہیں بلکہ یہاں تو صدیاں گزر جاتی ہیں۔ تب نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ نیز قوموں کا عروج ہو یا ان کا زوال یہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ بلکہ یہاں تو خدائے متعال کا ایک دن تمہارے شمار سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ ہمیشہ سے خدا کا یہی دستور رہا ہے کہ وہ بدکار قوموں پر عذاب نازل کرنے میں جلدی نہیں کرتا۔ بلکہ ان کو خاصی لمبی ڈھیل دیتا ہے اور اتمام حجت کے بعد پکڑتا ہے۔ ع

دیر گیرد سخت گیرد مرترا

اللہ کے نزدیک ایک سال تمہارے ہزار کے برابر ہونے کا مفہوم کیا ہے؟

اس کا ایک مفہوم تو وہی ہے جو اوپر مذکور ہے۔ جو بعض مفسرین نے اختیار کیا ہے اور اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ واقعی آخرت کا ایک دن دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ چنانچہ ایک روایت میں وارد ہے کہ غریب و نادار اہل ایمان دولت مند مومنین سے آدھا دن یعنی پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے (تفسیر الثقلین)

اور تیسرا مفہوم یہ ہے کہ قادر مطلق کی قدرت کے لحاظ سے ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ جس طرح وہ گناہ کرنے کے ایک دن بعد پکڑ سکتا ہے۔ اسی طرح ہزار سال کی مہلت کے بعد بھی عذاب میں

Presented by Ziaraat.Com

مبتلا کر سکتا ہے۔(مجمع البیان)

اور چوتھا مفہوم یہ ہے کہ بہشتیوں کے آرام وآسائش کا ایک دن اور دوزخیوں کے عذاب وعقاب کا ایک دن اپنی ہولنا کی میں دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر محسوس ہوگا۔ کما قیل

ایام	السرور	قصار
وایام	الهموم	طوال

ایک ایراد اور اس کا جواب

قرآن مجید میں ایک جگہ قیامت کے ایک دن کو پچاس ہزار سال کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ کان مقدارہ خمسین الف سنة۔(معارج۔۴) اور یہاں اسے ایک ہزار سال کے برابر بتایا گیا ہے تو اس ایراد کا جواب بھی یہی ہے کہ چونکہ وہاں ہر شخص کی تکلیف ومصیبت دوسرے سے مختلف اور کم وبیش ہوگی ۔لہٰذا وہ دن کسی کو دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر طویل محسوس ہوگا۔ اور کسی کو پچاس ہزار سال کے برابر دکھائی دے گا۔ واللہ العالم

آیات القرآن

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَکُمۡ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِیۡنَ سَعَوۡا فِیۡۤ اٰیٰتِنَا
مُعٰجِزِیۡنَ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ ﴿۵۱﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ
رَّسُوۡلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤی اَلۡقَی الشَّیۡطٰنُ فِیۡۤ اُمۡنِیَّتِهٖ ۚ فَیَنۡسَخُ اللّٰهُ
مَا یُلۡقِی الشَّیۡطٰنُ ثُمَّ یُحۡکِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۵۲﴾
لِّیَجۡعَلَ مَا یُلۡقِی الشَّیۡطٰنُ فِتۡنَةً لِّلَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ
وَّالۡقَاسِیَةِ قُلُوۡبُهُمۡ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَفِیۡ شِقَاقٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِیَعۡلَمَ
الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ اَنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ فَیُؤۡمِنُوۡا بِهٖ فَتُخۡبِتَ لَهٗ

Presented by Ziaraat.Com

قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا
يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ
يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ
فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾

ترجمۃ الآیات

(اے رسولؐ) آپ کہہ دیجئے! اے لوگو! میں تو صرف تمہیں ایک کھلا ہوا (عذاب خدا سے) ڈرانے والا ہوں (۴۹) سنو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے (گناہوں کی) بخشش بھی ہے اور عزت کی روزی بھی (۵۰) اور جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں (ہمیں) عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہی لوگ (دوزخی) ہیں (۵۱) اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب اس نے (اصلاح احوال کی) آرزو کی تو شیطان نے اس کی آرزو میں خلل اندازی کی۔ پس شیطان جو خلل اندازی کرتا ہے خدا اسے مٹا دیتا ہے اور اپنی نشانیوں کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۵۲) (یہ سب اس لئے ہے) تاکہ اللہ شیطانوں کی خلل اندازی کو ان لوگوں کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنائے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں۔ بے شک ظالم لوگ بڑی گہری مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں (۵۳) اور اس میں (یہ مصلحت بھی ہے) کہ وہ لوگ جنہیں علم عطا کیا گیا ہے جان لیں کہ یہ (وحی) آپ کے پروردگار کی طرف سے حق ہے تاکہ وہ اس پر ایمان لائیں اور ان کے دلوں میں اس کے لئے عجز و نیاز پیدا ہو جائے۔ بے شک اللہ ایمان لانے والوں کو سیدھے راستہ تک پہنچانے والا ہے (۵۴) اور جو کافر ہیں وہ تو ہمیشہ اس کی طرف سے شک میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ اچانک قیامت ان پر آجائے۔ یا پھر منحوس دن کا عذاب ان پر آجائے (۵۵) اس

Presented by Ziaraat.Com

دن بادشاہی صرف اللہ ہی کی ہوگی (لہذا) وہی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ پس جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ نعمتوں والے بہشتوں میں ہوں گے (۵٦) اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے (۵۷)

تشریح الالفاظ

۱۔ رزق کریم...... کے معنی ہیں عزت کی روزی۔ ۲۔ معاجزین...... عجز سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں عاجز کرنا۔ ۳۔ جحیم...... کے معنی ہیں دوزخ۔ ۴۔ تمنا، امنیہ...... کے معنی آرزو کرنے کے ہیں۔ ۵۔ نسخ...... کے معنی ہیں منسوخ کرنے اور مٹانے کے۔ ٦۔ احکام...... کے معنی مضبوط و محکم کرنے کے ہیں۔

۷۔ فتنۃ...... کے معنی ہیں آزمائش۔ اس کا اطلاق اولاد و جائیداد پر بھی اسی مناسبت سے کیا جاتا ہے کہ یہ چیزیں آزمائش کا باعث ہیں۔ ۸۔ قاسیہ...... کے معنی ہیں سخت۔ ۹۔ شقاق...... کے معنی ہیں عناد اور مخالفت کے۔

۱۰۔ مریۃ اور ریب...... کے معنی ہیں شک۔

۱۱۔ یوم عقیم...... کے اصل معنی تو بانجھ پن کے ہیں۔ لیکن مراد ایسا منحوس اور بے برکت دن ہے جس میں کوئی تدبیر کامیاب نہ ہو یا وہ امروز جس کا کوئی فردا نہ ہو۔

تفسیر الآیات

۴۹) قل یا ایھا الناس... الآیۃ

پیغمبرؑ کا فرض منصبی

ارشاد ہوتا ہے کہ آپ اپنی پوزیشن کی وضاحت کر دیں کہ میں تمہاری حاجتیں بر لانے والا، مشکل کشائیاں کرنے والا اور تمہاری قسمتوں کے فیصلے کرنے والا نہیں ہوں۔ بلکہ میرا فرض منصبی صرف یہ ہے کہ تمہارے پروردگار کا پیغام و کلام تم تک پہنچاؤں۔ پھر جو سر تسلیم خم کر دے اسے جنت کی خوشخبری دوں اور جو روگردانی کرے اسے جہنم سے ڈراؤں وبس۔ اور یہی انبیاء کرامؑ کا فرض منصبی ہوتا ہے۔

۵۰) فالذین آمنو... الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

دونوں آیتوں کے معنی بالکل واضح ہیں کہ جو ایمان لائے اور اس کے ساتھ نیک عمل بھی کرے ان کے لئے دو انعام ہیں

ا۔ گناہوں اور لغزشوں کی مغفرت

۲۔ عمدہ روزی جو عزت کے ساتھ ان کو پیش کی جائے گی۔ اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا۔ اور پیغمبرؐ اسلام سے بغض و عناد رکھا اور آیات الٰہیہ کی تبلیغ میں روڑے اٹکا کر اور لوگوں کو ان کے پاس آنے سے روک کر انہیں عاجز کرنے کی کوشش کی وہ دوزخی ہیں جو اس میں رہیں گے۔

(۵۱) وما ارسلنا من قبلك ... الآية

رسول اور نبی میں کیا فرق ہے اس کی وضاحت سورہ مریم کی آیت ۵۱ وکان رسولاً نبیاً کی تفسیر میں کی جا چکی ہے اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

اس آیت کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟

اس آیت کا صاف اور سیدھا سا مفہوم یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ ہو یا دوسرے انبیاء و مرسلین جب بھی وہ دنیا میں تبلیغ دین اور اصلاح و احوال کے لئے آئے انہوں نے یہ آرزو کی کہ دنیا جہاں کے لوگ ایمان لائیں اور اللہ کے شکرگزار بندے بن جائیں تو شیطان اور اس کے انصار و اعوان یعنی جنی و انسی شیطانوں نے ان کی راہ حق میں روڑے اٹکائے اور فتنہ پردازیاں کر کے رکاوٹیں کھڑی کیں اور تمام باطل نواز اور مفسد قوتوں کو ان کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا۔ تاکہ وہ اپنے مقدس مشن میں ناکام ہو جائیں۔ الغرض اس نے ہر ممکن طریقہ سے ان کی اصلاحی کوششوں میں رخنہ اندازی کی۔ مگر قادر و قیوم خدا نے ہمیشہ اس کی فتنہ سامانیوں اور اس کی رخنہ اندازیوں کو اپنی قدرت کاملہ سے ملیامیٹ کیا۔ اور داعیان حق کی دعوت روز بروز پھلتی، پھولتی اور پروان چڑھتی رہی۔ اور شیطان اور اس کے چیلے چانٹوں نے جو آیات الٰہیہ کو نیچا دکھانا چاہا تھا اور انبیاء کی آواز حق کو اپنے شور و غوغا میں دبانا چاہا تھا ان کو ان کے مذموم مقصد میں ناکام و نامراد بنا دیا۔ اور انبیاء کو فتح مند کر دیا اور اس طرح اپنی نصرت و تائید غیبی سے اپنی نشانیوں کو اور زیادہ مضبوط کر دیا۔ والحمدللہ

ایک جعلی افسانہ اور اس کی تردید

یہ تھا اس آیت مبارکہ کا صاف اور سادہ مفہوم جس میں کوئی اینچ پینچ نہیں ہے اور نہ ہی اس میں انبیاء کی کسی قسم کی کوئی کسر شان ہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ برادران اسلامی کے بعض مفسرین و محدثین نے

Presented by Ziaraat.Com

حقیقت حال سے آنکھیں بند کرکے اس آیت کے شان نزول میں ایک ایسی روایت نقل کر دی۔ جس نے نہ صرف پیغمبر اسلامؐ کی رسالت پر کاری ضرب لگائی بلکہ اسلام کی بنیاد ہی ہلا کر رکھ دی۔ اور جس نے مخالفین کو شیطانی آیات جیسی لغو اور بے ہودہ کتابیں شائع کرنے کا حوصلہ دیا۔ اس بے ہودہ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جسے ہم نقل کفر کفر نباشد کے طور پر یہاں نقل کرتے ہیں ایک بار حضورؐ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش قرآن میں کوئی آیت نازل ہوتی جس کی وجہ سے کفار کی اسلام سے نفرت دور ہو جاتی۔

چنانچہ ایک بار آپ کفار قریش کی ایک بڑی محفل میں تشریف فرما تھے کہ آپ پر سورہ نجم کا نزول ہوا اور آپ نے اسے وہیں پڑھنا شروع کر دیا۔ چنانچہ جب آپ اسے پڑھتے ہوئے افرائتم للات والعزی و مناة الثالثة الاخرىٰ۔ پر پہنچے تو ایک دم شیطان نے آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیئے۔

تلك الغرانيق العلى

وان شفاعتهن لترتجى

(یہ بلند مرتبہ اور حسین وجمیل دیوتے ان کی شفاعت کی یقینا توقع کی جاتی ہے)

یہ سن کر کفار قریش خوش ہوگئے۔ چنانچہ آپ نے سورہ کے اختتام پر سجدہ کیا تو مسلمانوں کے ساتھ مشرکین بھی سجدہ میں گر گئے اور کہا اب ہمارا پیغمبر اسلامؐ سے کیا اختلاف ہے وہ تسلیم کر رہے ہیں کہ بڑا معبود خدا ہے اور ہمارے یہ چھوٹے معبود اس کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی ہیں۔

اس پر جبرائیل آئے اور کہا کہ یہ دو فقرے میں تو نہیں لایا تھا آپ نے کس طرح بڑھائے؟ اس پر آپ بہت پریشان ہوئے۔ پھر خدا نے آپ کی سرزنش کرتے ہوئے وہ آیت نازل کی جو سورہ بنی اسرائیل میں ہے۔ وان كادوا ليفتنونك عن الذى اوحينا اليك لتفترىٰ علينا غيره الآيه۔ جس کی وجہ سے آپ کا حزن وملال اور بھی بڑھ گیا۔ یہاں تک کہ خدا نے سورہ حج میں یہ آیت آپ کی تسلی کی خاطر نازل کی کہ صرف تمہارے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔ سابقہ انبیاء ومرسلین کے ساتھ بھی شیطان ایسا سلوک کرتا رہا ہے۔ (العیاذ باللہ)

حالانکہ یہ روایت درایت کے اصول کے مطابق بالکل ناقابل قبول اور ناقابل اعتماد ہے بلکہ بالکل جھوٹی ہے اور جعلی روایت ہے۔ کیونکہ یہ روایت نہ صرف پیغمبر اسلامؐ کے شان ومقام کے خلاف ہے بلکہ ان کی عصمت وطہارت کے سراسر منافی ہے۔ ما ينطق عن الهوىٰ ان هو الا وحى يوحى کے مصداق مصطفیٰ کی زبان حق ترجمان سے شیطان یہ مشرکانہ فقرے کہلوائے اور آپ کو احساس تک نہ ہو؟

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است؟

Presented by Ziaraat.Com

یہ من گھڑت روایت نقل کرنے والوں نے اتنا بھی نہ سوچا کہ اس صورت میں پیغمبر اسلامؑ کے قول و فعل کا کیا اعتبار رہ جائے گا۔ اور پھر یہ بھی ارباب عقل کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ خدا پہلے شیطان کو نہیں روکتا۔ بلکہ وہ نبی و رسول سے غلطی کرالیتا ہے تو پھر خدا میدان میں آجاتا ہے اور شیطان کی تدبیر کو ناکام بنا دیتا ہے۔ بھلا اس بے وقت کی تائید کا فائدہ کیا؟ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر انبیاء و مرسلین بھی شیطان کے غلبہ و تسلط سے محفوظ نہیں ہیں تو پھر وہ اللہ کے مخلص بندے کون ہیں جن پر شیطان کا کوئی قابو نہیں ہے؟ ان عبادی لیس لك علیهم سلطان

محقق علماء نے اس روایت کو رد کر دیا ہے

یہی وجہ ہے کہ سب شیعہ علماء نے اور برادران اسلامی کے محقق حضرات نے اس روایت کو بالکل مسترد کر دیا ہے اور اسے زندیقوں کی من گھڑت اور دشمنان اسلام کی سازش قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں فاضل قرطبی نے احکام القرآن میں، فاضل آلوسی بغدادی نے روح المعانی میں، ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں، بدر الدین عینی نے بخاری میں اور شوکانی نے نیل الاوطار میں اسے مسترد کر دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ الحمد للہ علی وضوع الحق والحقیقة وما ذا بعد الحق الا الضلال۔

۵۲) لیجعل ما یلقی الشیطان... الآیة

شیطان کی ان رخنہ اندازیوں اور فتنہ سامانیوں کو ان لوگوں کے لئے آزمائش کا ذریعہ بناتا ہے جن کے دلوں میں شرک ونفاق کی بیماری ہے یا جن کے دل ایسے سخت ہیں کہ ان پر کسی وعظ و نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کی آزمائشوں سے طیب وخبیث اور کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جاتی ہے غلط سوچ کے لوگ اس سے غلط نتیجہ اخذ کرتے ہیں اور یہ چیز ان کی گمراہی کا موجب بن جاتی ہے اور جو مثبت سوچ کے مالک ہوتے ہیں یا جو ارباب عقل و دانش ہیں تو ان پر شیطانی وسوسوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ وحی ربانی سے ان کے دل و دماغ منور ہو جاتے ہیں۔ وہ خلوص نیت کے ساتھ اس حقیقت پر ایمان لاتے ہیں اور ان کے دلوں کا عجز و نیاز بڑھ جاتا ہے۔

۵۳) ولا یزال الذین کفروا... الآیة

مطلب یہ ہے کہ وہ شکوک وشبہات جو شیطان نے قرآن واسلام کے بارے میں ان کے دل و دماغ میں ڈال دیئے ہیں وہ انہی میں پھنسے ہوئے ہیں وہ ان سے نکلنے کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ وہ روز بروز بڑھتے

Presented by Ziaraat.Com

ہی جاتے ہیں۔ اب ان کی آنکھیں اس وقت ہی کھلیں گی جب ایک دم اچانک قیامت آجائے گی یا پھر عذاب الٰہی اچانک ان کے سروں پر آدھمکے گا۔ ولات حین مناص

۵۴) الملك يومئذ لله... الآية

گو درحقیقت تو آج بھی کائنات پر خدا ہی کی حکمرانی ہے مگر اس کی عطا سے یہاں کچھ اور حاکم بھی دکھائی دیتے ہیں۔ مگر قیامت کے دن تو سب حجاب ہٹ جائیں گے اور لوگ بچشم خود وہاں مشاہدہ کرلیں گے کہ وہاں بلاشرکت غیرے صرف اور صرف مالک الملک کی بادشاہی ہے اور سب اسی کے حکم، فیصلے اور اس کی جزاو سزا کے منتظر ہیں ایک دوسرے مقام پر ہے کہ آواز قدرت آئے گی لمن الملک الیوم۔ بتاؤ آج کس کی بادشاہی ہے؟ مگر کوئی جواب دینے والا نہیں ہوگا۔ تھوڑے سے وقفہ کے بعد خود آواز قدرت گونجے گی لله الواحد القھار کہ آج اس واحد و یکتا خدا کی حکومت ہے جو ہر چیز پر قادر و غالب ہے مگر اس پر کوئی غالب نہیں ہے۔

۵۵) فالذين آمنو... الآية

چنانچہ حقیقی عادل بادشاہ کے فیصلہ کے مطابق باکردار اہل ایمان کو نعمتوں والے بہشتوں میں اور کفر کرنے والے اور آیات الٰہیہ کے جھٹلانے والوں کو رسوا کن عذاب میں داخل کیا جائے گا۔ وذالك هو الخسران المبين

آیات القرآن

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ
رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا
يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا
عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ
بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ
بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ
وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

Presented by Ziaraat.Com

مَآءً ز فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ط اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾

ترجمۃ الآیات

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر قتل کر دیئے گئے۔ یا اپنی موت مر گئے (دونوں صورتوں میں) اللہ ضرور انہیں اچھی روزی عطا فرمائے گا (کیونکہ) وہ بہترین روزی عطا کرنے والا ہے (۵۸) (اور) وہ ضرور انہیں ایسی جگہ داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے۔ بیشک وہ بڑا جاننے والا، بڑا بردبار ہے (۵۹) یہ بات تو ہو چکی۔ اور جو شخص ویسی ہی سزا دے جیسے اسے سزا ملی ہے پھر اس پر زیادتی کی جائے تو اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ بڑا معاف کرنے والا، بڑا بخشنے والا ہے (۶۰) یہ اس لئے ہے کہ اللہ رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور بے شک اللہ بڑا سننے والا، بڑا دیکھنے والا ہے (۶۱) اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے علاوہ جسے وہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بے شک اللہ ہی بلند (مرتبہ والا) بزرگ ہے (۶۲) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا آسمان سے پانی برساتا ہے تو (خشک) زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ بے شک اللہ بڑا لطف و کرم کرنے والا (اور) بڑا خبر رکھنے والا ہے (۶۳) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور بے شک اللہ سب سے بے نیاز (اور) ہر تعریف کا حقدار ہے (۶۴)

تشریح الالفاظ

۱۔ مدخل...... کے معنی داخل ہونے کی جگہ یہاں مراد جنت ہے۔
۲۔ بغی...... کے معنی ہیں ظلم و زیادتی۔
۳۔ ایلاج...... کے معنی داخل کرنے کے ہیں۔
۴۔ مخضرۃ...... کے معنی ہیں سرسبز و شاداب۔
۵۔ لطیف...... کے معنی باریک بین کے بھی ہیں اور لطف و کرم کرنے والا کے بھی۔

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۵٦) والذین ھاجروا۔۔۔ الآیۃ

مہاجر کی تعریف اور اس کے بعض اقسام کا بیان

قبل ازیں سورہ آل عمران کی آیت ۱۹۵ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم الآیۃ۔ اور سورہ نساء کی آیت ۱۹۷ الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا الآیۃ۔ کی تفسیر میں اور بعض دوسرے مقامات پر بھی ہجرت، اس کی فضیلت اور اس کے مقررہ شرائط پر مفصل گفتگو کی جا چکی ہے لہٰذا یہاں اعادہ وتکرار کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں البتہ یہاں صرف اسی قدر وضاحت کر دینا مناسب معلوم ہوتی ہے کہ اصل ہجرت تو زیغ وضلال سے جہاد کرتے ہوئے اپنے وطن کو خیر باد کہنے یا جہاں آدمی اپنے اسلامی فرائض انجام نہ دے سکے، وہاں سے اپنا دین بچانے کی خاطر ترک وطن کا نام ہے۔ مگر یہاں ہجرت کے چند اور مظاہر یا اقسام بھی بیان کئے گئے ہیں۔ جیسے

۱۔ جو شخص دینی علم حاصل کرنے کے لئے وطن چھوڑے۔

۲۔ رزق حلال کمانے کی خاطر وطن سے بے وطن ہونا۔

۳۔ یا پھر فریضہ حج ادا کرنے کے ارادہ سے گھر سے نکلے۔

ان سب کا حکم یہ ہے کہ وہ خواہ قتل کر دیئے جائیں یا اپنی طبعی موت مر جائیں۔ بہر حال خدا انہیں ایسی جگہ داخل کرے گا جسے وہ پسند کرتے ہوں گے۔ یعنی جنت الفردوس میں داخل کرے گا۔ جس میں وہ جو چاہیں گے وہ پائیں گے۔ وذالك ھو الفوز العظیم

۵۷) ومن عاقب بمثل ما عوقب۔۔۔ الآیۃ

یہ ان مظلوموں کا تذکرہ ہے جنہیں بلا وجہ تکلیف پہنچائی جائے۔ اور یہ ان ظالموں کا مقابلہ کر کے انہیں اتنی ہی تکلیف پہنچائیں جتنی انہیں پہنچائی گئی تھی۔ اور پھر محض اس لئے ان پر ظلم وزیادتی کی جائے کہ انہوں نے ظلم وزیادتی کے سامنے گردن خم نہیں کی بلکہ اپنا دفاع کیا ہے تو پھر ظالم کے مقابلہ میں خدا ضرور ان کی نصرت فرمائے گا۔ اور ظالم سے انتقام لے گا۔

بناء بریں اگرچہ بدلہ لینا یقیناً شرعاً جائز ہے لیکن چونکہ قدر عفو ودرگزر کرنے والا ہے۔ لہٰذا اگر بموجب

Presented by Ziaraat.Com

تخلقوا باخلاق الله کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتقام لینے کی بجائے عفو درگزر سے کام لیا جائے تو بہتر ہے کیونکہ

در عفو لذتے است کہ در انتقام نیست

فمن عفا وا صلح فاجرہ علی الله

وان تعفوا ھواقرب للتقویٰ

۵۸) بان الله یولج اللیل فی النھار۔۔۔ الآیۃ

یہ سب کچھ جو اوپر مذکور ہوا ہے کہ خدا درج ذیل صفات کا حامل ہے کہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ سمیع و بصیر ہے یعنی وہ قادر مطلق ہے جو مظلوموں کی نصرت کرنے پر بھی قادر ہے اور رات کو دن میں اور دن کو رات میں کس طرح داخل کرتا ہے اس کی وضاحت سورہ آل عمران کی آیت ۲۷ تولج اللیل فی النھار وتولج النھار فی اللیل و تخرج الحی من المیت الآیۃ۔ کی تفسیر میں کی جا چکی ہے اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۵۹) ذالك بان الله ھو الحق۔۔۔ الآیۃ

ابھی اوپر خدا کی قدرت کاملہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اب یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اسی کی ذات جامع، جمیع کمالات حق ہے اور اس کے مقابلہ میں مشرک جن دیوتاؤں کو پکارتے ہیں اور ان کی نصرت پر اعتماد کرتے ہیں وہ محض باطل اور ہیچ ہیں اور کسی قابل نہیں ہیں۔ لہٰذا اللہ ہی اہل زیغ وضلال کے مقابلے میں اہل ایمان کی نصرت و امداد کرنے پر قادر ہے۔

۶۰) الم تر ان الله انزل۔۔۔ الآیۃ

اس قسم کی ایک آیت سورہ بقرہ میں ۱۶۴ پر وما انزل الله من السماء من ماء الآیۃ۔ اور اسی سورہ حج کی آیت ۵ وتری الارض ھا مدۃً فاذا انزلنا علیھا الماء اھتزت الآیۃ ۔ گزر چکی ہے جہاں اس کی تفسیر بھی گزر چکی ہے۔ لہٰذا تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

۶۱) لہ ما فی السموٰت۔۔۔ الآیۃ

اس قسم کی متعدد آیات اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور ان سب کا مفہوم یہی ہے کہ:

در حقیقت مالک ہر شئی خدا است

ایں امانت چند روزہ پیش ماست

Presented by Ziaraat.Com

وہی ہر چیز کا خالق ہے وہی ہر چیز کا پالک ہے اور وہی ہر شئے کا مالک ہے۔
قل اللھم مالك الملك توتی الملك من تشاء و تنزع الملك ممن تشاء۔ الغرض ہر قسم کی عطاومنع اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ وھو علی کل شئی قدیر۔

آیات القرآن

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ
بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَحْيَاكُمْ ۫ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ
يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ
نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى
مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٦٧﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٦٨﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ
بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ
يَسِيْرٌ ﴿٧٠﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ
لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٧١﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا
بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ
بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ
اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٧٢﴾

Presented by Ziaraat.Com

ترجمۃ الآیات

کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو کچھ زمین میں ہے۔ اللہ نے وہ سب کچھ تمہارے لئے مسخر کردیا ہے اور کشتی کو بھی جو سمندر میں اس کے حکم سے چلتی ہے اور وہی آسمان کو روکے ہوئے ہے کہ اس کے حکم کے بغیر زمین پر نہ گر پڑے۔ بے شک اللہ لوگوں پر بڑا شفقت والا، بڑا رحمت والا ہے (۶۵) وہ وہی ہے جس نے تمہیں زندگی عطا کی ہے پھر وہی تمہیں موت دے گا اور پھر (دوبارہ) زندہ کرے گا۔ بے شک انسان بڑا ناشکرا ہے (۶۶) (اے رسولؐ) ہم نے ہر قوم کے لئے عبادت کا ایک طریقہ مقرر کردیا ہے جس کے مطابق وہ عبادت کررہی ہے اس لئے انہیں آپ سے جھگڑا نہیں کرنا چاہیے اور آپ اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہیں۔ یقیناً آپ ہدایت کے سیدھے راستہ پر ہیں (۶۷) اور اگر وہ لوگ (خواہ مخواہ) آپ سے بحث کریں تو آپ کہہ دیجئے! کہ اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ تم کررہے ہو۔ قیامت کے دن اللہ تمہارے درمیان ان باتوں کے بارے میں فیصلہ کردے گا جن میں تم باہم اختلاف کرتے ہو (۶۹) کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ وہ سب کچھ جانتا ہے جو آسمان اور زمین میں ہے۔ بے شک یہ سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے۔ اور یہ بات اللہ پر آسان ہے (۷۰) اور یہ جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کرتے ہیں۔ جن کے لئے نہ تو اللہ نے کوئی دلیل (سند) نازل کی ہے اور نہ ہی انہیں ان کے بارے میں کوئی علم ہے اور (ان) ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں ہے (۷۱) اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تم کافروں کے چہروں پر ناگواری کے آثار واضح محسوس کرتے ہو۔ قریب ہے وہ ان پر حملہ کردیں جو ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں۔ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اس سے بڑھ کر ناگوار چیز کیا ہے؟ وہ دوزخ کی آگ ہے۔ جس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ کررکھا ہے اور وہ بڑا بُرا ٹھکانہ ہے (۷۲)

تشریح الالفاظ

۱۔ سلطان...... کے معنی ہیں سند اور دلیل۔

۲۔ المنکر...... کے معنی ہیں خلاف شرع امر۔ یہاں یہ لفظ ناپسندیدگی اور ناگواری کے معنی میں

Presented by Ziaraat.Com

استعمال ہوا ہے۔

٣۔ یسطون، سطی یسطو سطواً ...... کے معنی حملہ کرنے اور جھپٹنے کے ہیں۔

٤۔ مصیر ...... کے معنی جائے بازگشت اور ٹھکانہ کے ہیں۔

٥۔ منازعہ...... کے معنی باہم جھگڑا کرنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

٦٢) الم تر ان اللہ۔۔۔ الآیۃ

اس قسم کی ایک آیت سورہ ابراہیم میں آیت ٣٢ وسخرلکم الفلك و سخر لکم الشمس و القمر دائبین الآیۃ۔اور سورہ نحل میں دوآیتیں ١٤،١٥ او ھو الذی سخر البحر لتا کلو منھا لحماً طریا۔مع تفسیر گزر چکی ہے اور انہی مقامات پر شمس وقمر اور لیل ونہار اور کشتی کے مسخر ہونے کے مفہوم ومعنی کی بھی وضاحت کی جا چکی ہے۔لہٰذا انہی مقامات کی طرف رجوع کیا جائے۔

٦٣) و یمسك السماء ان تقع۔۔۔ الآیۃ

اس سے خواہ خدا کا ارادہ مراد لیا جائے یا نظام کشش بہرحال مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ خدائے قدیر وخبیر کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ وہ ستونوں کے بغیر عالم بالا اور اجرام ساویہ کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے۔اگر وہ چاہے تو اس نظام کشش کو ختم کر سکتا ہے اور اس کی وجہ سے اجرام ساویہ زمین سے ٹکرا سکتے ہیں۔ اور اس طرح پورا نظام شمسی زیروزبر اور درہم برہم ہوسکتا ہے اور اگر انسانوں کے سروں پر گرے تو انسانوں کا بھی خاتمہ ہوجائے۔یہ اسی کا لطف وکرم ہے کہ وہ آسمان کو اپنی قدرت وارادہ سے تھامے ہوئے ہے۔ الغرض اگر یہ نظام اپنی جگہ برقرار ہے اور انسانوں کو جو کچھ حاصل ہے تو یہ سب اس کی صفت رافت ورحمت کی تجلی ہے اور اسی کا فیض ہے۔

٦٤) وھو الذی احیا کم۔۔۔ الآیۃ

بالکل اسی طرح کی ایک آیت سورہ بقرہ ٢٥ پر گزر چکی ہے۔ کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً فاحیا کم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔اور اسی مقام پر خدا کی نعمت ہستی عطا فرمانے اور دوبار مارنے اور دوبار جلانے کا تذکرہ کیا جا چکا ہے اور واضح کیا جا چکا ہے کہ اگر منعم حقیقی انسان کو

Presented by Ziaraat.Com

زندگی کی نعمت سے نہ نوازتا تو وہ کائنات کی ان بے شمار نعمتوں سے لطف اندوز کس طرح ہوتا؟

(۶۵) ان الانسان لکفور... الآیة

کفوراً کفران سے بھی ہوسکتا ہے کہ انسان بڑا ناشکرا ہے۔ اور ہم نے اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ مگر یہ کفر سے بھی ہوسکتا ہے کہ خدا کی قدرت کے مختلف مظاہر کا مشاہدہ کرنے کے باوجود حیات بعد الموت کا انکار کرتا ہے۔

(۶۶) لکل امةً جعلنا منسکا... الآیة

اسی سورہ کی آیت ۳۴ میں یہ لفظ گزر چکا ہے کہ ولکل امة جعلنا منسکا لیذکروا اسم الله الآیة۔ اور اسی مقام پر ہم نے واضح کیا ہے کہ منسک کے معنی عبادت کے طور وطریقہ اور قربانی کے ہیں۔ اور وہاں یہی قربانی والے معنی مراد تھے کیونکہ وہاں چوپایوں پر اللہ کا نام لینے کا تذکرہ تھا مگر یہاں یہ لفظ طریقہ عبادت اور جائے عبادت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح سابقہ انبیاء منجانب اللہ اپنی امتوں کے لئے مخصوص طریقہ ہائے عبادت لائے تھے اسی طرح سرکار ختمی مرتبت بھی ایک خاص طریقہ عبادت لائے ہیں لہٰذا کسی اہل دین کو آنحضرتؐ سے بحث کرنے اور جھگڑا کرنے کا کیا حق ہے؟

موسیٰؑ بدین خود و عیسیٰ بدین خود

یہ آیت ایسے ہی ہے جیسے سورہ جاثیہ میں ارشاد قدرت ہے ثم جعلناك علی شریعة من الامر فاتبعها ولا تتبع اهواء الذین لا یعلمون (جاثیہ۔۱۸) (اے رسولؐ) ہم نے آپ کو دینی معاملہ میں ایک شریعت (طریقہ) پر قرار دیا ہے تو تم اسی کی اتباع کرو۔ اور بے علم لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ لکل جعلنا منکم شرعةً و منهاجا۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک راستہ مقرر کیا ہے۔

ایضاح:

اس بیان سے کوئی کم عقل وکوتاہ اندیش یہ نہ سمجھے کہ اگر کوئی صنم پرستی کرتا ہے یا اگر کوئی آتش پرستی وغیرہ کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کا یہ طریقہ خدا نے مقرر کیا ہے۔

کیونکہ ہر امت سے وہ دینی و مذہبی جماعتیں مراد ہیں جن کا معبود برحق صرف اللہ ہے اور ان کے دور کے نبی منجانب اللہ کوئی طریقہ عبادت لائے ہیں۔ یہی لوگ مسلمانوں پر اعتراض کرتے تھے کہ انہوں نے

Presented by Ziaraat.Com

قدیمی طریقہ عبادت کو چھوڑ کر جدید طریقہ عبادت کیوں اختیار کیا ہے؟ ان سے کہا جارہا ہے کہ جب تمہارا طریقہ عبادت خدا نے مقرر کیا ہے تو اب اگر اسی خدا نے ایک نیا نبی بھیج کر ایک نیا طریقہ عبادت مقرر کیا ہے تو تمہارے لئے اس پر اعتراض کرنے کا کیا جواز ہے؟

بہر حال پیغمبر اسلامؐ سے ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ ان لوگوں کے ایراد اور کج بحثی کی پرواہ کئے بغیر لوگوں کو اپنے پروردگار کی طرف دعوت دیتے رہیں۔ وہ لوگ اپنا کام کر رہے اور آپ اپنا کام کرتے رہیں۔ اللہ قیامت کے دن تمہارے اختلافات کا فیصلہ کرے گا۔ اس سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اسلام کے آجانے کے بعد دوسرے طریقہ ہائے عبادت منسوخ ہو گئے ہیں۔ اور اب غلط بھی ہیں۔ ورنہ ان طریقوں کو چھوڑ کر نئے طریقہ کی دعوت دینے کی کیا ضرورت تھی؟ اور اگر سب حق پر تھے تو قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ لہٰذا وحدت الادیان کے مدعیوں کا اس آیت سے سب طریقہائے عبادت کے صحیح ہونے پر استدلال کرنا سراسر غلط ہے۔ فتدبر

۶۷) وان جادلوك ... الآية

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اگر لوگ نہ مانیں اور جھگڑا کریں تو معاملہ خدا پر چھوڑ دو کہ وہ بہتر جانتا ہے کہ حق پر کون ہے وہ قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر لوگ حق کے معاملہ میں بے جا بحثیں کریں تو اللہ اعلم بما تعملون کہہ کر ہر قسم کی کج بحثی کو ختم کر دینا چاہیے۔ کاش اہل مذہب کی سمجھ میں یہ بات آجائے تو سب مذہبی جھگڑے ختم ہو جائیں۔

۶۸) الم تعلم ان الله ... الآية

پیغمبر اسلامؐ کو خطاب کر کے دراصل کفار و مشرکین کو دھمکی دی جارہی ہے کہ جب وہ آسمان و زمین کی ہر بات کو جانتا ہے تو جو کچھ لوگ کر رہے ہیں یا کہہ رہے ہیں یا جو کچھ دلوں میں چھپا رہے ہیں وہ سب کچھ خدا جانتا ہے اور یہ سب کچھ اس کے ہاں ایک کتاب میں درج ہے جس سے نامہ اعمال بھی مراد ہو سکتا ہے اور لوح محفوظ بھی۔ اور عنقریب اسی کے مطابق ان کو سزا دے گا۔ اور یہ بات اس کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے بلکہ بالکل آسان ہے۔

۶۹) ویعبدون من دون الله ... الآية

اوپر ان لوگوں کا تذکرہ تھا جن کا معبود ایک ہے مگر طریقہ عبادت الگ الگ تھا۔ اور اب ان لوگوں کا ذکر کیا جارہا ہے جنہوں نے معبود بھی الگ الگ بنائے ہیں۔ جن کی معبودیت پر نہ کوئی عقلی دلیل

Presented by Ziaraat.Com

ہے اور نہ نقلی۔ یہ لوگ ظالم ہیں۔ جنہوں نے خدا کے شریک ٹھہرا کر خدا پر بھی ظلم کیا ہے اور غیر اللہ کی پرستش کر کے اپنے اوپر بھی ظلم کیا ہے۔ لہٰذا ایسے لوگوں کا کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔

۷۰) واذا تتلیٰ علیهم... الآیة

بت پرستوں کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ جب ان کے سامنے وہ آیات الٰہیہ پڑھی جائیں جن میں خدا کی وحدانیت اور پیغمبرؐ اسلام کی نبوت اور رسالت کا تذکرہ ہے تو ان کے چہروں پر ناپسندیدگی اور ناگواری کے آثار آشکار ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ان کا بس چلے تو ان آیات کی تلاوت کرنے والوں پر حملہ کر دیں۔ ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر وہ ان ہادیوں کی تلاوت برداشت نہیں کرتے تو پھر جہنم کی آگ کس طرح برداشت کریں گے۔ جو یقیناً اس سے زیادہ سخت و شدید ہے۔ فما اصبر هم علی النار

آیات القرآن

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ
شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا
قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ
الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۚ﴿۷۵﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ
اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُوْنَ ۚ﴿۷۷﴾ السجدة ۩ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا
جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ
هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِىْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ
شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

Presented by Ziaraat.Com

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

ترجمۃ الآیات

اے لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے اسے غور سے سنو۔ اللہ کو چھوڑ کر تم جن معبودوں کو پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ وہ سب کے سب اس کام کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔ اور اگر ایک مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اسے اس (مکھی) سے نہیں چھڑا سکتے۔ طالب و مطلوب دونوں ہی کمزور و ناتواں ہیں (۷۳) (آہ) ان لوگوں نے اللہ کی اس طرح قدر نہیں کی جس طرح قدر کرنی چاہیے۔ بے شک اللہ بڑا طاقتور ہے (اور) سب پر غالب ہے (۷۴) اللہ پیغام پہنچانے والے فرشتوں میں سے منتخب کر لیتا ہے اور انسان میں سے بھی۔ بیشک اللہ بڑا سننے والا، بڑا دیکھنے والا ہے (۷۵) وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور سب معاملات کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے (۷۶) اے ایمان والو! رکوع و سجود کرو۔ اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ اور نیک کام کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ (۷۷) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور دین کے معاملہ میں اس نے تمہارے لئے کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔ اپنے باپ (مورث اعلیٰ) ابراہیمؑ کی ملت کی پیروی کرو۔ اسی (اللہ) نے اس سے پہلے بھی تمہارا نام مسلمان رکھا اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ پیغمبر تم پر گواہ ہوں۔ اور تم لوگوں پر گواہ ہو۔ پس تم نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہی تمہارا مولا ہے سو کیسا اچھا مولا ہے اور کیسا اچھا مددگار ہے (۷۸)

تشریح الالفاظ

۱۔ استماع...... کے معنی ہیں کان لگا کر توجہ سے بات سننا۔

۲۔ طالب (طلب گار)...... اس سے مراد بتوں کی پوجا پاٹ کرنے والا اور مطلوب سے مراد بت ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۳۔ اجتباء...... کے معنی ہیں انتخاب کرنے اور برگزیدہ کرنے کے ہیں۔

۴۔ حرج...... کے معنی ہیں تنگی اور تکلیف۔

۵۔ ھوسما کم ......ھوضمیر کا مرجع خدا ہے اور ایک قول کے مطابق اس کا مرجع جناب ابراہیمؑ ہیں کہ انہوں نے تمہارا نام مسلمان رکھا تھا۔ ۶۔ اعتصام...... کے معنی کسی کے دامن کو پکڑنے کے ہیں۔

۷۔ مولیٰ...... کے متعدد معنی ہیں جن میں سے ایک معنی سرپرست، آقا اور حاکم کے ہیں۔

۸۔ ملت...... کے معنی دین کے ہیں۔

تفسیر الآیات

(۷۱) یاایھا الناس... الآیۃ

بتوں کی درماندگی اور پجاریوں کی حماقت کی بہترین تمثیل

اس آیت مبارکہ میں خدائے حکیم نے بتوں کی عجز و درماندگی اور ان کے پجاریوں کی حماقت کی جو تمثیل بیان کی ہے اس سے بہتر تمثیل کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ مکھی ایک کمزور اور خسیس ترین مخلوق ہے۔ تو جب یہ بت اتنے عاجز ہیں کہ یہ سارے خودساختہ خدا مل کر بھی ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو سب ملکر اس سے واپس نہیں لا سکتے۔ تو اس کے باوجود ان کو معبود سمجھنے اور انہیں سود و زیاں کا مالک و مختار قرار دینے سے بڑھ کر بھی کوئی حماقت ہوسکتی ہے؟ اگر ان لوگوں میں عقل سلیم ہوتی تو اس کے بعد ان بتوں کی پرستش ترک کر دیتے اور اپنی عبادت کا مرکز پروردگار عالم کو قرار دیتے۔ مگر انہوں نے کھسیانی بلی کی طرح کھمبا نوچنا شروع کر دیا ہے کہ خدا کو مکھی کے علاوہ اور کوئی مثال نہیں ملتی تھی؟ اس کی مثال کیوں دی؟ اور اس کا نام کیوں لیا؟ تو خدا نے اس کا جواب یوں دیا۔ ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضۃ وما فوقھا۔ کہ چونکہ مثال کسی مطلب کی وضاحت کی خاطر پیش کی جاتی ہے۔ تو اللہ اس سے شرم نہیں کرتا کہ وہ مچھر یا اس سے بڑی مخلوق یعنی مکھی کی مثال دے۔ لہٰذا مثال میں مناقشہ کرنا اور الفاظ کے پیچوں میں الجھنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ کیونکہ ع

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا!

جب یہ نص قرآنی شاہد ہے کہ مخلوق نے اپنے خالق کی قدر نہیں کی اور قرآن و سنت شاہد ہیں کہ امتوں

Presented by Ziaraat.Com

نے اپنے انبیاء کی قدر نہیں کی اور عوام نے اوصیاء و آئمہ کی قدر نہیں کی۔ بلکہ بقول شاعر

قیل ان الالہ ذوولد
و قیل ان الرسول قد کھنا
اذاما نجی اللہ والرسول معاً
من لسان الوریٰ فکیف انا

یعنی لوگوں نے کہا کہ خدا کی اولاد ہے اور لوگوں نے کہا کہ رسول جادوگر ہیں
تو جب لوگوں کی زبان سے خدا اور رسول نہ بچ سکے تو پھر میں کون ہوں؟

مروی ہے کہ کوہ طور پر جناب موسیٰؑ نے خدا سے مناجات کرتے وقت بارگاہ خدا میں ایک استدعا کی۔ کہ سب لوگ ان کی نبوت اور کلیمی پر متفق ہو جائیں۔

ارشاد ہوا: اے موسیٰؑ! یہ چیز تو میں نے اپنی ذات کے لئے بھی روا نہیں رکھی، یعنی جب میرے سب بندے میری خدائی پر متفق نہیں ہیں تو پھر تمہاری نبوت و کلیمی پر کس طرح متفق ہو سکتے ہیں۔ (انوار نعمانیہ)

لہٰذا اگر کسی شخص کے دل و دماغ پر محبوب کل بننے کا بھوت سوار ہے تو اسے اولین فرصت میں اس سے چھٹکارا حاصل کر لینا چاہیے۔ کیونکہ اس آرزو کے پورا ہونے کی کوئی امید نہیں ہے۔

ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے؟

۷۳) اللہ یصطفی من الملائکہ... الآیۃ

کوئی مشرک و کافر یہ کہتا تھا کہ مکہ و طائف کے کسی سردار کو منصب نبوت پر کیوں نہ فائز کیا گیا؟ یتیم عبداللہ کو کیوں اس عہدہ کے لئے منتخب کیا گیا۔ اور کوئی فرشتوں کی پرستش کرتا تھا۔ تو ان دونوں قسم کے لوگوں کا جواب دیا جا رہا ہے کہ انتخاب خدا کرتا ہے جو لوگوں کے آگے اور پیچھے اور ظاہر و باطن کے حالات سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ بار رسالت اٹھانے کی صلاحیت کون رکھتا ہے؟ اس میں بندوں کی پسند یا ناپسند کا کوئی دخل نہیں ہے۔ لہٰذا وہ فرشتوں میں سے جسے چاہتا ہے جیسے جبرائیل، میکائیل و اسرافیل اور عزرائیل کو پیغام رسانی کے لئے اور انسانوں میں سے جسے چاہتا ہے۔ جیسے نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفی علیہم السلام کو منصب رسالت کیلئے منتخب کر لیتا ہے۔ لہٰذا فرشتے ہوں یا انبیاء۔ سب اللہ کے پیغام رساں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ۔ کیونکہ معبود برحق صرف ایک ہے۔ جس سے ہر چیز کا آغاز ہوا ہے۔ اور اسی کی طرف ہر چیز کی انتہاء ہے۔ والی اللہ ترجع الامور۔ (تفسیر کافی)

Presented by Ziaraat.Com

۷۴) یاایہا الذین آمنوا... الآیۃ

اہل ایمان پر واضح کیا جارہا ہے کہ جب تک تم عملی طور پر چار کام انجام نہ دو تب تک صرف قلبی تصدیق چنداں مفید نہیں ہے

۱۔ رکوع وسجود کرو۔یعنی نماز کی پابندی کرنا۔

۲۔ محرمات الٰہیہ جیسے ریا کاری، خیانت کاری، فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانا اور افتراء پردازی کرنے وغیرہ سے اجتناب کرنا۔

۳۔ ہر خیر وخوبی اور رفاہ عامہ کے کام جیسے مظلوم کی دادرسی کرنا۔لڑنے والوں کے درمیان صلح کرانا اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے کام کرنا۔

۴۔ اور دشمنانِ انسانیت سے مال وجان سے جہاد کرنا (تفسیر کاشف وغیرہ) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا۔تمام نیکیاں ایک مکان میں بند ہیں اور اس کی کنجی زہد ہے۔(تفسیر صافی)

۷۵) وجاھدوا فی اللہ... الآیۃ

جہاد کے اقسام

مخفی نہ رہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کی کئی قسمیں ہیں۔البتہ اس کی بڑی قسمیں دو ہیں۔

۱۔ دشمنان خدا اور رسول سے سیف وسنان سے جہاد کرنا۔

۲۔ اور نفس امارہ سے جہاد کرنا۔

مروی ہے کہ جب حضرت رسول خداؐ غزوہ تبوک سے واپس آئے فرمایا۔**رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر**۔یعنی ہم چھوٹے جہاد سے فارغ ہوکر بڑے جہاد کی طرف لوٹے ہیں۔یعنی جہاد بالنفس (تفسیر نور الثقلین) اسی لئے کہا گیا ہے کہ ع

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

اور یہ جہاد بھی اس طرح کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔یعنی تن، من اور دھن کی بازی لگا دو۔ تاکہ حق کا بول بالا ہوجائے اور کفر وباطل کا پرچم سرنگوں ہوجائے۔

۷۶) ھو اجتباکم... الآیۃ

مسلمانوں سے خطاب کرکے کہا جارہا ہے کہ تمام کائنات میں خدا نے اپنے خصوصی فضل وکرم سے

Presented by Ziaraat.Com

تمہیں سیدالانبیاء کی نبوت کی اور شریعت اسلامیہ پر عمل پیرا ہونے اور اس کی نصرت کرنے کے لئے برگزیدہ کیا ہے۔ جس شریعت کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے احکام ایسے حد اعتدال پر قائم ہیں کہ جن میں نہ افراط ہے اور نہ تفریط اور نہ کوئی تنگی ہے اور نہ مشکل بلکہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ پیغمبرؐ اسلام نے اپنے اعلان نبوت کے ساتھ ہی کہا تھا کہ جئتکم بشریعة سهلة سمحاء۔ میں ایک ایسی شریعت لایا ہوں۔ جو سہل اور نرم ہے اس میں ہرگز کوئی تنگی نہیں ہے کہ جس پر عمل کرنے سے انسان کی مادی یا معنوی دنیاوی یا دینی ترقی کی راہیں بند ہو جائیں۔ اور اسے گوناگوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ بہرحال دین اللہ یسر و لا عسر فیه اللہ کا دین آسان ہے اس میں کوئی تنگی نہیں ہے۔ وذالك فضل الله يوتيه من يشاء

۷۷) ملة ابيكم ابراهيم ... الآية

اور یہ تمہارے روحانی باپ اور مورث اعلیٰ جناب ابراہیمؑ خلیل اللہ کا دین ہے جو اپنے اصول اور بہت سارے فروغ کے ساتھ دین اسلام میں داخل ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا هو اجتبا كم الله ملة ابيكم ابراهيم۔ میں ہر دو جگہ خدا نے ہم اہلبیتؑ نبوت سے خطاب فرمایا ہے کہ اللہ نے تمہیں منتخب کیا ہے اور یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے۔ (اصول کافی)

۷۸) هو سما كم ... الآية

بناء بر مشہور ھو کی ضمیر کا مرجع خدا ہے کہ اس نے قرآن سے پہلے صحیفوں میں اور اس قرآن میں تمہارا نام مسلمان رکھا۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ نام کے مسلمان تو بہت ہیں مگر کام کے مسلمان کبریت احمر سے بھی کم ہیں۔ بقول شاعر

یوں تو مرزا بھی ہو سید بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو ؟

آج نام نہاد مسلمانوں کی مجموعی حالت یہ ہے کہ:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اور یہ قول و فعل کا تضاد و اختلاف مسلمانوں کی ذلت و رسوائی اور نکبت و پسپائی کا باعث ہے اور بعض مفسرین نے اس ضمیر کا مرجع جناب ابراہیمؑ کو قرار دیا ہے۔ کہ انہوں نے بارگاہ خدا میں دعا کرتے ہوئے کہا تھا کہ

Presented by Ziaraat.Com

ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امةً مسلمة لك۔ (بقرہ۔۱۲۸)

(۷۹ لیکون الرسول شهیداً علیکم ... الآیة

قبل ازیں سورہ بقرہ کی آیت ۱۴۳ میں اس قسم کی ایک آیت گزر چکی ہے۔ و کذالك جعلنا کم امةً وسطا لتکونو اشهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیداً۔ اور وہیں اس شہادت کا حقیقی مفہوم اور اس کی کیفیت ونوعیت واضح کی جا چکی ہے۔ لہٰذا یہاں اس مضمون کے اعادہ وتکرار کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ تفصیل کے خواہشمند حضرات اس مقام کی طرف رجوع کریں۔

(۸۰ فاقیمو الصلوٰة ... الآیة

سورہ کے اختتام پر ایک بار پھر نماز کی پابندی کرنے (جو حق اللہ ہے) اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے (جو حق الناس ہے) کا حکم دیا جا رہا ہے جو ایک مومن کی شان ہیں اور ایک مسلمان کی پہچان ہیں۔ اور انہی دو ستونوں پر اسلام کی عمارت قائم ہے اور خدا کی رحمت وبخشش کا یہی سرچشمہ اور خزانہ ہیں۔ اور اس کے ساتھ خدا سے تمسک کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ اس کے دین کے دامن، اس کی توحید کے دامن اور اس کی رحمت کے دامن کو مضبوطی سے تھام لو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اور اس کی عصیان کاری سے اجتناب کرو۔ امید رکھو تو اسی سے اور خوف رکھو تو اسی کا۔ اور مشکلات ومصائب کی یلغار کے وقت سہارا بناؤ تو اسی کی ذات ذوالجلال کو کیونکہ وہی تمہارا مولیٰ ہے۔ اور وہ بہترین مولا اور بہترین مددگار ہے۔

(۸۱ هو مولا کم ... الآیة

مولا کے لفظ کے عربی زبان میں ۲۴ (چوبیس) کے قریب معنی ہیں اور انہی معنوں میں سے ایک معنی آقا اور غلام کے بھی ہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ یہ لفظ جب اللہ کے بارے میں یا اس کے رسول کے بارے میں استعمال ہو تو پھر تو بلا تکلف اس سے یہی معنی مراد لئے جاتے ہیں مگر جب یہی لفظ حدیث غدیر میں حضرت علیؑ کے بارے میں استعمال ہو کہ

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

تو پھر اس لفظ کے معنی بدل جاتے ہیں۔ ع

یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے ؟

چنانچہ ایسے لوگوں کو ایک شاعر نے بڑا اچھا مشورہ دیا ہے کہ وہ:

Presented by Ziaraat.Com

چرادر معنی من کن مولا میروی ہر سو
علی ؑ مولا بآن معنی کہ پیغمبر بود مولا

نعم المولیٰ و نعم النصیر

سورۃ حج اور سترہویں پارے کا ترجمہ وتفسیر آج مورخہ 18 اگست 2002ء بروز اتوار
پونے تین بجے دن بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ والحمدللہ۔

Presented by Ziaraat.Com

سورۃ المومنون کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ:

چونکہ اس سورہ مبارکہ کا آغاز قد افلح المومنون سے ہوا ہے۔ نیز اس میں اہل ایمان کے صفات و کمالات کا جس تفصیل سے تذکرہ کیا گیا اتنا کسی دوسری سورہ میں نہیں کیا گیا۔ اس لئے اس سورہ کا نام ''المومنون'' رکھا گیا ہے۔

عہد نزول:

داخلی اور خارجی قرائن و شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورہ پیغمبرؐ اسلام کی مکی زندگی کے وسطانی عہد میں نازل ہوئی اور گویا سورہ حج کے بعد نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ جس مضمون پر سورہ حج کا اختتام ہوا ہے۔ اسی مضمون سے اس سورہ کا آغاز ہوا ہے۔ سورہ حج کا اختتام نماز پڑھنے، زکوۃ دینے اور اللہ پر اعتماد و بھروسہ کرنے کے حکم پر ہوا تھا۔ اور اس سورہ کا آغاز انہی کاموں کے احکام سے شروع ہو رہا ہے۔ تو گویا یہ سورہ اس سورہ کا مثنیٰ ہے۔ سورۃ مومنون مکی ہے اور اس کی ۱۱۸ آیتیں اور چھ (۶) رکوع ہیں۔

اس سورہ کے مطالب و مضامین کی اجمالی فہرست

۱۔ اہل ایمان کی ان صفات کا بیان جن پر ان کی فوز و فلاح اور جنت میں داخلہ موقوف ہے۔
۲۔ انسانی خلقت کے مراحل و مراتب کا تذکرہ۔
۳۔ زمین و آسمان، حیوانات و نباتات اور دوسری مختلف اشیاء کی خلقت کا بیان۔
۴۔ انسان کی تخلیق پر خدا کا اپنی تعریف کرنا۔
۵۔ بعض انبیاء علیہم السلام کی سرگذشت کا اجمالی تذکرہ۔
۶۔ انفس و آفاق کی آیات سے توحید و قیامت کی حقانیت پر استدلال۔
۷۔ جناب نوحؑ کے طوفان اور ان کی کشتی نجات کا تفصیلی تذکرہ۔
۸۔ مکذبین کے بعض شکوک و شبہات اور ان کے جوابات۔
۹۔ تمام انبیاء کی ایک ہی دعوت اور ان کے ایک ہی دین کا بیان۔
۱۰۔ کفار و مشرکین کے بعض ناجائز مطالبات اور خدا کا جواب کہ حق کبھی انسانی خواہشات کی اتباع نہیں کرتا۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۱۔توحید کے سلسلہ میں برہان تمانع کا تذکرہ۔

۱۲۔برائی کے مقابلہ میں اچھائی کرنے کی پاکیزہ تعلیم اور احسن طریقہ پر دفاع کرنے کا حکم۔

۱۳۔اتباع رسول کی دعوت حق۔

۱۴۔مخالفین حق کو قیامت کے محاسبہ اور اس کی باز پرس سے ڈرایا گیا ہے۔وغیرہ وغیرہ

اس سورت کی تلاوت کرنے کا ثواب

۱۔حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے جو شخص سورۃ المنومنوں کی تلاوت کرے گا تو اسے قیامت کے دن فرشتے روح الایمان کی خوشخبری دیں گے اور ایسی خوشخبری دیں گے کہ ملک الموت کی آمد پر اس کی آنکھیں ٹھنڈک محسوس کریں گی۔(مجمع البیان)

۲۔حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کے دن اس سورہ کی تلاوت کرے اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔اور فردوس بریں میں اس کو نبیوں اور رسولوں کے پاس جگہ ملے گی۔(مجمع البیان)

۳۔اور اگر اس سورہ کو لکھ اور سفید پارچہ میں باندھ کر کسی شراب خوار کے بازو پر اسے باندھا جائے تو اسے شراب سے اس قدر نفرت ہو جائے گی کہ شراب پینا تو بجائے خود اس کا نام بھی نہیں لے گا۔(تفسیر برہان

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝۱ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ
صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۝۲ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ۝۳ وَالَّذِیۡنَ
هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوۡنَ ۝۴ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِفُرُوۡجِهِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰۤی
اَزۡوَاجِهِمۡ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَیۡمَانُهُمۡ فَاِنَّهُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ۝۶ فَمَنِ ابۡتَغٰی
وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡعٰدُوۡنَ ۝۷ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ
وَعَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ ۝۸ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِهِمۡ یُحَافِظُوۡنَ ۝۹ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ ۝۱۰ الَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝۱۱

Presented by Ziaraat.Com

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۱۲ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ
قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۱۳ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً
فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا
اٰخَرَ ۗ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۱۴ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ
لَمَيِّتُوْنَ ۱۵ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۱۶ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ
سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۱۷ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ
مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۱۸
فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ
كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۱۹ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ
بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ۲۰ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۗ نُسْقِيْكُمْ
مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۲۱ وَعَلَيْهَا
وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۲۲

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یقیناوہ اہل ایمان فلاح پا گئے (۱) جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع کرتے ہیں (۲) اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑتے ہیں (۳) اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں (۴) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (۵) سوائے اپنی بیویوں کے اوران کنیزوں کے جو ان کی ملکیت ہیں کہ اس صورت میں وہ قابل ملامت نہیں ہیں (۶) اور جو اس (دوطرح) کے علاوہ کوئی خواہش رکھے تو ایسے لوگ (حد سے) تجاوز کرنے والے ہیں (۷) اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد وپیمان کا لحاظ رکھتے ہیں (۸) اور جو اپنی نمازوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں (۹) یہی لوگ وارث ہیں (۱۰) جو

Presented by Ziaraat.Com

فردوس (بریں) کے وارث ہوں گے (اور) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے (۱۱) یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا (۱۲) پھر ہم نے اسے نطفہ کی صورت میں ایک محفوظ مقام (رحم) میں رکھا (۱۳) پھر ہم نے نطفہ کو منجمد خون بنایا اور پھر ہم نے اس منجمد خون کو گوشت کا لوتھڑا بنایا پھر اس لوتھڑے سے ہڈیاں پیدا کیں پھر ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر) ایک دوسری مخلوق بنا دیا۔ پس بڑا بابرکت ہے وہ اللہ جو بہترین خالق ہے (۱۴) پھر تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو (۱۵) پھر اس کے بعد تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے (۱۷) اور ہم نے ایک خاص اندازہ کے ساتھ آسمان سے پانی برسایا اور اسے زمین میں ٹھہرایا اور یقیناً ہم اسے لیجانے پر بھی قادر ہیں (۱۸) پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغات اگائے ان باغوں میں تمہارے لئے بہت سے پھل ہیں اور ان میں سے تم کھاتے ہو (۱۹) اور (ہم نے) ایک درخت ایسا بھی (پیدا کیا) جو طور سینا سے نکلتا ہے (زیتون کا درخت) جو کھانے والوں کے لئے تیل اور سالن لے کر اُگتا ہے (۲۰) اور تمہارے لئے چوپایوں میں بڑا سامان عبرت ہے ہم تمہیں ان سے (دودھ) پلاتے ہیں جو ان کے پیٹوں میں ہے اور تمہارے لئے ان میں اور بہت سے فائدے ہیں اور انہی (کے گوشت) سے تم کھاتے بھی ہو (۲۱) اور ان پر اور کشتیوں پر تمہیں سوار کیا جاتا ہے (۲۲)

تشریح الالفاظ

۱۔ خشوع ...... کے معنی ہیں عجز و نیاز۔

۲۔ لغو ...... کے معنی ہیں بے فائدہ کام وکلام۔

۳۔ ملك اليمين ...... سے مراد ہیں کنیزیں۔

۴۔ عادی ...... کے معنی ہیں حد سے تجاوز کرنے والا۔

۵۔ راعون ...... کے معنی ہیں رعایت کرنے والے اور لحاظ رکھنے والے۔

۶۔ قرار مکین ...... کے معنی ہیں جماؤ اور ٹھہراؤ والی جگہ یعنی محفوظ مقام (رحم مادر)

۷۔ نطفہ اور علقہ ...... کے معنی قبل ازیں سورہ حج میں گزر چکے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۸۔ سلالہ...... کے معنی ہیں جو ہر خلاصہ اور نچوڑ۔
۹۔ صبغ ...... کے معنی سالن کے ہیں جیسے سرکہ وغیرہ۔
۱۰۔ انعام...... کے معنی ہیں چوپائے، مویشی۔
۱۱۔ حمل ...... کے معنی ہیں سوار ہونا۔

تفسیر الآیات

۱) قد افلح المومنون...الآیۃ

دنیا و آخرت میں فوز و فلاح حاصل کرنے کے لئے ایمان کے ساتھ مندرجہ ذیل صفات کا پایا جانا ضروری ہے۔ اس میں تو کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ جو شخص کلمہ اسلام پڑھ لے وہ دار دنیا میں اسلامی جماعت کا رکن بن جاتا ہے اور ہر قسم کے نفع و نقصان میں دوسرے مسلمانوں کے برابر کا شریک بن جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ آخرت میں جنت الفردوس میں داخل بھی ہونا چاہتا ہے تو قلبی ایمان کے ساتھ کم از کم مندرجہ ذیل صفات جلیلہ کو بھی اپنے اندر پیدا کرنا ہوگا۔ گویا ایمان کے مرقع میں یہی نمایاں خدوخال ہیں جن سے ایک عام زندگی سے مومنانہ زندگی تشکیل پاتی ہے۔

۱۔ نماز کی ادائیگی پر مداومت کرنا اور اسے خشوع و خضوع کے ساتھ یعنی اسے انتہائی عجز و نیاز کے ساتھ ہر طرف سے اپنی توجہ ہٹا کر خدا کی ذات کو اپنی توجہ کا مرکز بنانا اور اس کی سرکار میں اس طرح کھڑا ہونا کہ جس طرح ایک غلام اپنے عالی جاہ آقا کی بارگاہ میں مؤدب کھڑا ہوتا ہے۔

۲۔ بے فائدہ باتوں اور کاموں سے روگردانی کرنا یعنی ایسے فضول کاموں میں عملی حصہ لینا تو بجائے خود اہل ایمان ادھر کا رخ بھی نہیں کرتے۔ ع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

لہٰذا وہ صرف ان باتوں اور کاموں میں مشغول رہتے ہیں جو دنیا و آخرت میں نفع رساں ہوں۔

۳۔ باقاعدہ زکوٰۃ ادا کرنا۔

قبل ازیں متعدد مقامات پر نماز و زکوٰۃ کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ جس سے ان کی اہمیت و افادیت اجاگر ہوتی ہے۔

۴۔ اپنی شرمگاہوں اور قابل ستر مقاموں کی حفاظت کرنا۔

Presented by Ziaraat.Com

۵۔ امانت ادا کرنا۔

۶۔ عہد و پیمان کا پاس کرنا۔

بے شک اسلام جنسی خواہش کی تکمیل کو بالکل ممنوع قرار نہیں دیتا۔ اور رہبانیت کی طرح شادی بیاہ سے بالکل کنارہ کشی کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ بلکہ وہ فطرت و شریعت کے تقاضوں کے مطابق اس کی تکمیل کی اجازت دیتا ہے۔ ہاں البتہ وہ اس سلسلہ میں عفت و پاکدامنی کی نگہداشت کرتے ہوئے اس قوت کو بے لگام ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ الغرض وہ اس سلسلہ میں دو طریقوں کو جائز قرار دیتا ہے

(۱) عقد و ازدواج کے ذریعے سے آزاد عورت۔

(۲) ملک یمین یعنی مملوکہ کنیز۔ ان کے علاوہ مومن کسی عورت کے سامنے اپنا ستر نہیں کھولتے۔

۲) ومن ابتغی وراء ذالك ... الآية

اور جو شخص ان (دو طریقوں) کے علاوہ کچھ اور چاہے اور کوئی صورت نکالے۔ جیسے زنا کاری، خلاف وضع فطری فعل یا استمنا بالید وغیرہ تو وہ حد سے تجاوز کرنے والا متصور ہوگا۔

عقد متعہ کے جواز پر ایراد اور اس کا جواب

اس مقام پر مولانا مودودی اور مولانا ازہری صاحب نے اپنی تفسیروں میں بلا وجہ مسئلہ متعہ کو اچھالنے کی کوشش کر کے اور اس کی وجہ سے اہل تشیع کو ہدف تنقید بنا کر اپنی اسلامی معلومات کے متعلق اچھا مظاہرہ نہیں کیا۔ کیونکہ **متمتعہ** عورت عقد و ازدواج کے ذریعہ سے منکوحہ عورتوں میں داخل ہے اسے اس سے خارج کر کے **ومن ابتغی ورآء ذالك** میں داخل کرنا۔ اسلامی معلومات سے اپنی تہی دامنی کا ثبوت دینے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ منکوحہ عورتوں میں داخل ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ متعہ عقد منقطع ہے جس کی مدت مقرر ہوتی ہے۔ جس کے ختم ہو جانے یا بخش دینے سے یہ عقد ختم ہو جاتا ہے اور عقد نکاح دائمی ہے۔ جو طلاق کے بغیر ختم نہیں ہو سکتا۔ اور اس عقد کے نتیجہ میں جو اولاد متولد ہوتی ہے اسے وہ سب حقوق از قسم وراثت وغیرہ حاصل ہوتے ہیں جو اسے عقد دائمی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد کو حاصل ہوتی ہیں عقد دائمی میں بھی عدت ہوتی ہے اور عقد متعہ میں بھی۔

مودودی صاحب کا یہ کہنا ہے کہ "نہ اس کے لئے عدت ہے" یہ ان کے فقہ جعفریہ سے نابلند ہونے کی دلیل ہے۔ ورنہ یہاں بالاتفاق عدت لازم ہے ہاں البتہ یہاں وراثت نہیں ہے۔ جو کہ ملک یمین میں بھی نہیں

Presented by Ziaraat.Com

ہوتی۔ حالانکہ مملوکہ کنیز حلال ہوتی ہے اور وراثت عقد نکاح کا وہ لازمی جز نہیں ہے جو کبھی بھی اس سے علیحدہ نہ ہو سکے۔ اگر مرد وعورت میں سے کوئی دوسرے کا قاتل ہو تو قاتل کو مقتول کی وراثت نہیں ملتی۔ اور اگر منکوحہ کتابیہ عورت ہو تو وہ مسلمان خاوند کی وراثت حاصل نہیں کر سکتی وغیرہ وغیرہ۔

باقی رہا ان دونوں بزرگوں کا متعہ کو مردار جانور، خون اور خنزیر کے گوشت کی طرح قرار دینا تو یہ ان کی اپنے مذہب سے ناواقفی کی دلیل ہے۔ ورنہ کون باخبر مسلمان نہیں جانتا کہ پانچویں پارے کے آغاز اور سورہ نساء کی آیت ۲۴ میں متعہ کا شرعی جواز مذکور ہے ارشاد قدرت ہے فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضةً۔ کہ جن عورتوں سے تم نے عقد متعہ کیا ہے تو ان کا مقررہ حق مہر انہیں دے دو۔ اوائل اسلام میں متعۃ کے جواز پر سب اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ چنانچہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی نے متعہ کے جواز پر اہل اسلام کے اجماع کا دعویٰ کیا ہے فرماتے ہیں ان الامة مجتمعة على ان نكاح المتعة كان جائزاً في اوائل الاسلام ولا خلاف في الامة فيه۔ یعنی تمام علماء اسلام کا اس آیت پر اتفاق ہے کہ متعہ اوائل اسلام میں جائز تھا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے (تفسیر کبیر) اختلاف صرف اسی بات میں ہے کہ بعد ازاں یہ عقد حرام ہوا ہے یا نہ؟

چنانچہ اہل تشیع کا موقف یہ ہے کہ یہ عقد حلال تھا، حلال ہے اور حلال رہے گا۔ کیونکہ حلال محمد حلال الى يوم القيامة و حرامه حرام الى يوم القيامة۔ (اصول کافی) جس کی بخاری و مسلم وغیرہ کی روایات اور صحابہ وصحابیات کے اقوال وافعال سے تائید مزید ہوتی ہے۔ جن میں مذکور ہے کہ متعہ والی آیت قرآن میں نازل ہوئی ہے اور ہم نے عہد رسالتؐ اور عہد ابی بکر میں متعہ کیا۔ پھر اس کی ممانعت پر کوئی آیت نازل نہیں ہوئی یہاں تک کہ ایک شخص نے اپنی مرضی سے اسے ممنوع قرار دیا ہے۔

مگر برادران اسلامی اسے کئی بار حلال اور کئی بار حرام قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ غزوہ خیبر سے پہلے حلال تھا پھر غزوہ خیبر میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد فتح مکہ کے دن حلال قرار کر دیا گیا پھر تین دن کے بعد ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا۔ (معارف القرآن بحوالہ روح المعانی)

بہرحال ان حضرات کے بقول جنگ خیبر میں حرام ہو یا فتح مکہ کے بعد۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس سے پہلے یہ عقد حلال تھا اور چونکہ یہ سورہ المومنون بالاتفاق مکی ہے۔ اور جنگ خیبر ہو یا فتح مکہ یہ ہجرت نبوی کے بعد کے واقعات ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت رسولؐ خدا کی مکی زندگی میں بہرحال عقد متعہ جائز تھا۔ تو اگر بقول مودودی صاحب وازہری صاحب یہ مردار جانور، خون اور خنزیر کے گوشت کی مانند ہے تو پھر

Presented by Ziaraat.Com

۱۳ سال تک اس مردار کا کھانا حلال تھا اور پھر حرام کیوں ہوا؟ مالکم کیف تحکمون؟

جواز متعہ کے بارے میں حضرت علیؑ اور ابن عباسؓ کا قول

یہاں حضرت علیؑ اور ابن عباس کا یہ قول بھی پیش نظر رکھنے کے قابل ہے کہ ما کانت المتعة الا رحمةً رحم اللہ بہا امة محمد ولو لا نہی عنه عمر لمازنی الا الشقی ۔ کہ متعہ ایک رحمت خداوندی تھا جسے خدا نے امت محمدیہ پر رحم کرتے ہوئے جائز قرار دیا تھا اور اگر عمر اس کی ممانعت نہ کرتے تو کسی شقی ازلی کے سوا کوئی شخص زنا نہ کرتا۔ (تفسیر در منثور سیوطی) اور حقیقت یہ ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کے حین حیات میں متعہ کبھی حرام نہیں ہوا۔ اور نہ اس کی کوئی ناسخ آیت موجود ہے۔

متعہ کو جناب عمر نے حرام قرار دیا ہے

بلکہ اسے جناب عمر نے کسی وجہ سے حرام قرار دیا ہے جیسے علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء، ص ۱۳۶ تا ۱۳۷ طبع مصر پر اولیات عمر بن الخطاب میں صاف لکھا ہے کہ اول من حرم المتعة یعنی جناب عمر پہلے شخص ہیں جنہوں نے متعہ کو حرام قرار دیا ہے۔ اور اس کا اقرار خود جناب عمر کو بھی تھا۔ چنانچہ انہوں نے برسر منبر کہا تھا کہ متعتان کانتا علی عهد رسول اللہ وانا احرمهما و اعاقب علی من عاد۔۔ متعة النساء و متعة الحج۔ دو متعے رسول خداؐ کے عہد میں جائز تھے۔ جنہیں میں حرام قرار دے رہا ہوں اور جو ان کا اعادہ کرے گا تو میں اسے سخت سزا دوں گا''۔ (شرح تجرید، قوشجی، تفسیر کبیر، تفسیر درمنثور)

متعہ سے نفرت کی وجہ کیا ہے؟

باقی رہا ان دونوں حضرات کا یہ کہنا کہ ''کوئی شریف آدمی گوارا نہیں کرسکتا کہ کوئی شخص اس کی بیٹی یا بہن کے لئے نکاح کی بجائے متعہ کا پیغام دے''۔ (تفہیم القرآن، ضیاء القرآن) کبھی سوچا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ اس کی دو (۲) وجہیں ہیں۔ ایک اس کا رائج نہ ہونا۔ دوسرا چودہ سو سال سے اس کے خلاف زہریلے پروپیگنڈہ کا ہونا۔ ورنہ نکاح میں بھی کسی شریف کی بیٹی یا بہن کے ساتھ وہی کچھ ہوتا ہے جو متعہ میں ہوتا ہے۔ وہاں رضا و رغبت اور یہاں ناخوشی اور نفرت برائے چہ؟ ورنہ ظاہر ہے کہ جب پیغمبرؐ اسلام اور عہد ابی بکر میں متعہ رائج تھا۔ جیسا کہ صحاح ستہ کی روایات سے واضح ہے تو وہ بھی شریفوں کی بہنوں اور بیٹیوں سے ہوتا ہوگا؟

ہے ادب شرط منہ نہ کھلواؤ

کیونکہ

اس میں کچھ پردہ نشینوں کے نام بھی آتے ہیں

کردم اشارتے وکرنمی کنم

۳) الذین یرثون الفردوس ... الآیۃ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ خداوند عالم نے ہر شخص کے لئے دو مکان بنائے ہیں۔ایک جنت میں اور دوسرا جہنم میں۔پس جب جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو ایک منادی ندا کرے گا کہ اے جنتیو! ذرا نیچے جھانک کر دیکھو۔چنانچہ جب وہ دوزخیوں پر نگاہ ڈالیں گے تو ان دوزخیوں والے مکان بلند کر کے انہیں دکھائے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ اگر تم خدا کی نافرمانی کرتے تو یہ مکان تمہارے ہوتے۔امام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی خوشی سے مرسکتا۔تو اس وقت بہشتی لوگ خوشی سے مرجاتے۔ پھر منادی ندا کرے گا اے دوزخیو! ذرا اپنے سر بلند کرو۔چنانچہ جب وہ سر بلند کریں گے تو انہیں ان کے جنت والے مکان دکھائے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ اگر تم اللہ کی فرماں برداری کرتے تو یہ تمہارے مکان ہوتے ۔امام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی غم سے مرسکتا تو دوزخی شدت غم سے مرجاتے۔تو اس طرح گویا جنتی دوزخیوں کے مکانوں اور دوزخی جنتیوں کے مکانوں کے وارث بنائے جائیں گے ۔ یہ ہے اللہ کے اس ارشاد کا مفہوم اولئك هم الوارثون الذين يرثون الفردوس هم فيها خالدون۔(تفسیر قمی)

۴) ولقد خلقنا الانسان ... الآیۃ

انسانی تخلیق کے مراحل ومنازل کا تذکرہ

یہاں انسانی تخلیق کے بارے میں جو مراحل اور مراتب بیاں کئے گئے ہیں۔یہ تفصیل کے ساتھ سورہ حج کی آیت (۵) یا ایها الناس ان كنتم فی ریب من البعث انا خلقنا کم من تراب ثم من نطفة الآية ۔کی تفسیر میں بیان کئے جاچکے ہیں۔یہاں اعادہ وتکرار کی ضرورت نہیں ہے۔اسی مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔وہاں یہ بھی واضح کیا جاچکا ہے کہ جس پہلے انسان کے مٹی کے جوہر اور خلاصہ سے کی خلقت کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سے ابوالبشر آدمؑ مراد ہیں اور پھر نطفہ وعلقہ اور مضغۃ کے جن مراحل ومنازل سے گزرنے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے اولاد آدمؑ کی خلقت مراد ہے۔

۵) فتبارك الله احسن الخالقين ... الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

اہل زیغ وضلال کے ایک غلط استدلال کا ابطال

اس قسم کی آیات جن میں احسن الخالقین یا خیر الرازقین کے الفاظ پائے جاتے ہیں اس کے ساتھ تفویض کا باطل عقیدہ رکھنے والے لوگ اپنے بدعقیدہ کی صحت پر استدلال کیا کرتے ہیں۔ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی خالق ورازق ہیں۔ ہاں البتہ اللہ ان سے بہتر خالق ورازق ہے۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ دین کے مبتدی طالب علم بھی جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی خالق و رازق نہیں ہے۔ کیونکہ خالق ورازق کے حقیقی معنی عدم سے نکال کر وجود میں لانا ہیں۔ اور اس پر خدا کے سوا اور کوئی قادر نہیں ہے۔ اسی لئے ارشاد قدرت ہے هل من خالق غير الله يرزقكم من السماء والارض۔ کیا اللہ کے سوا بھی کوئی خالق ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے روزی دے؟ یعنی کوئی نہیں ہے۔ قل اللہ خالق کل شئی کہہ دیجئے کہ ہر چیز کا خالق صرف خدا ہے۔ اس آیت کے ذیل میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ يدل على عدم جواز نسبة الخلق الى الانبياء و الآيمة عليهم السلام۔ یہ آیت انبیاء کی طرف پیدا کرنے کی نسبت دینے کے عدم جواز پر دلالت کرتی ہے۔ (سابع بحار الانوار ص ۳۷ طبع قدیم ایران) بناء بریں یہاں الخالقین اور الرازقین کے مجازی معنی مراد لینے پڑیں گے کہ اللہ احسن المقدرين و احسن الصانعين ہے۔ وہ سب اندازہ کرنے والوں یا کاریگری کرنے والوں سے بہتر مقدر یا صانع ہے۔ (متشابہ القرآن، کلیات ابوالبقاء)

یا پھر اس کی یہ تاویل کی جائے گی کہ جن خودساختہ معبودوں کو کفار ومشرکین خالق ورازق تسلیم کرتے ہیں ان کے بالمقابل کہا جارہا ہے کہ اللہ ان سب سے بہتر خالق ورازق ہے پھر افضل و اعلیٰ کو چھوڑ کر مفضول کے دامن سے وابستہ ہونا کہاں کی عقلمندی ہے؟ بہرحال خلاق عالم کا تمام کائنات پیدا کرنے کے باوجود انسان کی خلقت کے سوا کسی مقام پر بھی اپنی تعریف نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام کائنات کی تخلیق کا شاہکار حضرت انسان ہے جو اشرف المخلوقات ہے۔

۶) ولقد خلقنا فوقکم... الآية

ان سات آسمانی راستوں سے وہی سات آسمان مراد ہیں جن کا تذکرہ سورہ بقرہ کی آیت ۲۹ کی تفسیر میں گزر چکا ہے۔ ثم استوى الى السماء فسوهن سبع سموات وهو بكل شئى عليم۔ لہٰذا اس بات کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کی طرف رجوع کیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

۷) وانزلنا من السماء ۔۔الآیة

اس قسم کی کئی آیات قبل ازیں مع تفسیر گزر چکی ہیں۔ بالخصوص سورہ نحل کی آیت ۱۰ اوراس کے بعد والی آیات میں انہی الفاظ کے ساتھ انعامات الٰہیہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ وھو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب و منه شجر فیه تسیمون (۱۰) ینبت لکم به الزرع والزیتون والنخیل والاعناب و من کل الثمرات، ان فی ذلك لآیة لقوم یتفکرون (۱۱) اور وہیں ان صفات الٰہیہ کی تفصیل گزر چکی ہے۔ یہاں جس شجرہ کا خصوصی تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو اس کوہ سینا سے اگتا ہے جہاں جناب موسیٰ نے خدا سے کلام کیا تھا۔ اس سے مراد زیتون کا درخت ہے۔ جس کا تیل عام استعمال میں آتا ہے۔ اور سالن کا کام بھی دیتا ہے۔ خداوند عالم نے زیادہ تر انہی تین درختوں کا ذکر کیا ہے۔ کھجور، انگور، اور زیتون۔ کیونکہ عرب میں زیادہ تر یہی درخت ہوتے تھے۔ اور انہی کو زیادہ مفید اور اچھا درخت سمجھا جاتا تھا۔

۸) وان لکم فی الانعام ۔۔۔ الآیة

ان چوپایوں سے اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریاں مراد ہیں۔ ان میں بنی نوع انسان کے لئے کیا کیا فوائد ہیں اور ان مویشیوں میں کیا کیا سامان عبرت ہے۔ اس کی تفصیل سورہ نحل کی آیت ۵ اور اس کے بعد والی آیات کی تفسیر میں گزر چکی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ والانعام خلقها لکم فیها دف و منافع و منها تا کلون (۵) آیت ۸ اور دودھ کا تذکرہ جو خون و گوبر کے درمیان سے نکلتا ہے اور پینے والوں کے لئے نہایت خوشگوار ہوتا ہے اس کا تذکرہ اس سورہ نحل کی آیت ۶۶ میں کیا جا چکا ہے۔ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ ﴿٦٦﴾ (۶۶) ان مقامات کی طرف رجوع کیا جائے۔

آیات القرآن

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ﴿٢٤﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ

Presented by Ziaraat.Com

بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾
فَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا
وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ
سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ
مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ
مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا
لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ
رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا
تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾

ترجمۃ الآیات

اور بے شک ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف ہدایت کے لئے بھیجا۔ تو آپ نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے۔ کیا تم (اس کی حکم عدولی سے) نہیں ڈرتے؟ (۲۳) تو ان کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ یہ (نوحؑ) نہیں ہے مگر تم ہی جیسا ایک بشر (آدمی) ہے جو تم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر خدا (یہی) چاہتا تو وہ فرشتوں کو بھیجتا۔ ہم نے تو یہ بات اپنے پہلے باپ دادوں سے نہیں سنی (۲۴) بس یہ ایک آدمی ہے۔ جسے کچھ جنون ہو گیا ہے۔ پس تم اس کے بارے میں کچھ مدت تک انتظار کرو (۲۵) آپ نے کہا اے میرے پروردگار! تو میری مدد کر کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے (۲۶) سو ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم ہماری نگرانی اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بناؤ۔ پس جب ہمارا عذاب آجائے۔ اور تنور سے پانی ابلنے لگے تو ہر قسم کے نر اور مادہ (جانوروں

) میں سے جوڑا جوڑا (اس میں) داخل کرلو۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی سوا ان کے جن کے خلاف پہلے سے فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کرنا کیونکہ یہ اب یقینا غرق ہونے والے ہیں (۲۷) اور جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی پر سوار ہو جائیں تو کہنا۔ الحمدللہ۔ سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے۔ جس نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی (۲۸) اور کہنا اے میرے پروردگار! مجھے بابرکت اتار تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے (۲۹) بے شک اس (واقعہ) میں بڑی نشانیاں ہیں اور ہم (لوگوں) کی آزمائش کیا کرتے ہیں (۳۰)۔ پھر ہم نے ان کے بعد ایک اور نسل پیدا کی (۳۱) پھر ہم نے انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا (جس نے ان سے کہا) اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ کیا تم (اس کی حکم عدولی) سے ڈرتے نہیں ہو۔ (۳۲)

تشریح الالفاظ

۱۔ یتفضل علینا ...... کے معنی ہیں ہم پر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔
۲۔ ملاء ...... کے معنی ہیں سرداران قوم۔
۳۔ جنۃ ...... کے معنی ہیں جنون۔
۴۔ تربص ...... کے معنی ہیں انتظار کرنا۔
۵۔ امرنا ...... کے معنی حکم کے بھی ہیں اور عذاب کے بھی۔
۶۔ فار یفور ...... کے معنی ابلنے کے ہیں۔
۷۔ ابتلاء ...... کے معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں۔
۹۔ قرنا .... کے معنی ہیں قوم اور نسل

تفسیر الآیات

۹) ولقد ارسلنا نوحاً ... الآیۃ

جناب نوحؑ کے بارے میں جو کچھ اجتماعی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ وہ قبل ازیں متعدد مقامات پر متفرق

Presented by Ziaraat.Com

طور پر بیان کیا جاچکا ہے۔جیسے سورہ اعراف آیت ۵۹ سے لے کر ۶۴ تک،سورہ یونس آیت ۷۱ سے ۷۳ تک، سورہ ہود آیت ۲۵ سے ۴۹ تک اور سورہ انبیاء ۷۶ سے ۷۷ تک۔لہٰذا کسی قابل وضاحت بات کے لئے ان مقامات کی طرف بالخصوص سورہ ہود کے مذکورہ بالا مقام کی طرف رجوع فرمائیں۔

۱۰)قال الملؤا الذین کفروا...الآیۃ

ہمیشہ کافر لوگ نبیوں کو اپنے جیسا بشر کہہ کر ان کی نبوت کا انکار کرتے رہے ہیں اور انبیاء نے اپنی بشریت کا کبھی انکار نہیں کیا۔ہاں صرف اپنے خصائص نبوت کے اظہار کرنے پر اکتفا کی ہے اپنی طرف سے کوئی تبصرہ کرنے کی بجائے مناسب معلوم ہوتا ہے۔کہ یہاں بے کم وکاست وہ تبصرہ نقل کر دیا جائے۔جو علامہ سید علی نقی النقوی نے کیا ہے۔فرماتے ہیں:

بشریت انبیاء وآئمہ پر علامہ سید علی نقی کا تبصرہ

’’کافروں کے حلق سے یہ کسی طرح نہیں اترتا تھا کہ جو ہماری ہی طرح انسان ہیں وہ اللہ کے رسول ہو جائیں۔وہ کہتے تھے کہ اللہ کو رسول بنانا ہوتا تو کسی فرشتہ کو اتارتا مگر اس کے جواب میں قرآن شروع سے آخر تک دیکھا جائے تو کسی نبی ورسول نے یہ نہیں کہا کہ ہمیں انسان نہ سمجھو ہم حقیقت میں فرشتے ہی ہیں۔یا اس سے بڑھ کر کوئی الگ قسم کی مخلوق ہیں۔یہ صرف ہمارا ظاہری لباس ہے جو تم سے ملتا جلتا ہے اس صورت میں کافروں کی زبان بند ہو جاتی۔مگر یہ جواب مقصد خالق کے خلاف اور حقیقت کے لحاظ سے غلط تھا اس لئے یہ کبھی نہیں کہا گیا۔ اس سے ان مسلمین ومومنین کی آنکھیں کھلنا چاہئیں جو یہ ثابت کرنے پر تلے ہیں کہ انبیاء اور آئمہ نوع انسان میں داخل نہیں بلکہ ایک الگ قسم کی مخلوق ہوتے ہیں۔جو انسان سے ذاتاً الگ ہے۔یہ تصور قرآن کے بالکل خلاف ہے‘‘۔(فصل الخطاب۔ج۵،ص۲۵۵)

۱۱)ان ھو الا رجل...الآیۃ

انبیاء کو کفار کے مجنون کہنے کی وجہ

اگر کفار قریش پیغمبر اسلام کو مجنون کہتے تھے تو یہ کوئی نئی بات نہ تھی بلکہ ہمیشہ سے رسولوں کی تکذیب کرنے والے انسانیت کے ماتھے کے جھومر افراد کو ہمیشہ مجنون کہتے رہے ہیں۔محض اس لئے کہ جب وہ فریضہ تبلیغ انجام دیتے تھے تو یہ نہیں دیکھتے تھے کہ ان کے سامعین ومخاطبین کیا سننا چاہتے ہیں؟ بلکہ وہ ہمیشہ یہ دیکھ کر خطاب کرتے تھے کہ ان کا بھیجنے والا خدا انہیں کیا سنانا چاہتا ہے بہرحال چونکہ وہ مصلحت بین اور ہوا کا رخ دیکھ کر چلنے

Presented by Ziaraat.Com

والے نہیں ہوتے تھے اس لئے وہ دنیاداروں اور ریاست مداروں کی نظر کج بین میں مجنون ہوتے تھے کہتے تھے کہ کچھ دیر تک انتظار کرو۔ ہوسکتا ہے کہ اپنے دعویٰ سے دست بردار ہوجائے یا پھر لقمہ اجل بن جائے۔

۱۲) قال رب انصرنی... الآیة

جب جناب نوحؑ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو بددعا کی رب انصرنی----

۱۳) فاوحینا الیه... الآیة

ارشاد ہوتا ہے کہ ہماری وحی اور ہماری نگرانی میں ایک کشتی بناؤ۔ اور اس میں ہر قسم کے جانوروں کے جوڑا جوڑا یعنی اس کا نر و مادہ سوار کرو۔ اور اپنے اہل کو بھی سوائے ان کے جن کے خلاف پہلے سے فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ آپ کی بیوی اور ایک بیٹا ہے۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ لہٰذا جو اس کشتی نجات پر سوار ہوگئے وہ بچ گئے اور باقی سب غرق ہوگئے۔

۱۴) فقل الحمد للّٰه... الآیة

جناب نوحؑ کو یہ تلقین حمد اس بات کی بین دلیل ہے کہ ان کی قوم کج رفتاری اور ناہنجاری میں کس حد تک پہنچی ہوئی تھی کہ اس کی بربادی پر آپ کو حمد و ثنا ادا کرنے کا حکم دیا جارہا ہے۔

۱۵) وقل رب انزلنی... الآیة

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ جب کسی جگہ پر اترو تو یہ آیت پڑھو۔ رب انزلنی--- جب ایسا کروگے تو اس جگہ کی خیر و خوبی سے متمتع ہو گے۔ اور اس کے ضرر و زیاں سے محفوظ رہو گے۔ (من لا یحضره الفقیه)

۱۶) ثم انشانا من بعدهم... الآیة

اس نئی نسل و قوم سے کونسی نسل و قوم مراد ہے؟ عاد یا ثمود؟ زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس سے قوم عاد مراد ہے۔ ارشاد قدرت ہے واذکرا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح (اعراف۔ ۶۹) قوم عاد سے خطاب کر کے کہا جارہا ہے کہ یاد کرو جب ہم نے قوم نوحؑ کی ہلاکت کے بعد تمہیں ان کا جانشین بنایا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم نوح کے بعد یہی قوم پیدا کی گئی تھی۔

۱۷) فارسلنا فیهم رسولاً... الآیة

اس سے جناب ہودؑ مراد ہیں۔ انہوں نے بھی دوسرے انبیاء کی طرح اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور

Presented by Ziaraat.Com

شرک کرنے کی مناہی کی۔ اور پھر توحید اختیار کرنے پر حمد و ثناء کی بشارت بھی دی اور شرک کرنے پر عذاب و
عقاب الٰہی سے ڈرایا بھی۔ ولکن لا تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یومنون

آیات القرآن

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ
وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا
تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝۳۳ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ
اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝۳۴ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا
وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝۳۵ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝۳۶ اِنْ هِیَ
اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝۳۷ اِنْ هُوَ اِلَّا
رَجُلُ ِۨ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۳۸ قَالَ رَبِّ
انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝۳۹ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝۴۰
فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ۝۴۱ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝۴۲ مَا تَسْبِقُ مِنْ
اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۴۳ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ
اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ
فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۴۴ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ
بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۴۵ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا
قَوْمًا عَالِيْنَ ۝۴۶ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا
عٰبِدُوْنَ ۝۴۷ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝۴۸ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى

Presented by Ziaraat.Com

الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ
اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ﴿۵۰﴾

ترجمۃ الآیات

اور اس کی قوم کے وہ سردار جو کافر تھے اور آخرت کی حاضری کو جھٹلاتے تھے اور جنہیں ہم نے دنیوی زندگی میں آسودگی دے رکھی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ یہ نہیں ہے مگر تمہارے ہی جیسا ایک بشر (آدمی) ہے یہ وہی (خوراک) کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی (مشروب) پیتا ہے۔ جو تم پیتے ہو (۳۳) اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک بشر کی اطاعت کر لی تو تم گھاٹے میں رہو گے (۳۴) کیا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو پھر تم (قبروں) سے نکالے جاؤ گے (۳۵) (حاشا وکلا) بہت بعید ہے بہت بعید وہ بات جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے (۳۶) کوئی اور زندگی نہیں سوائے اس دنیوی زندگی کے جس میں ہمیں مرنا بھی ہے اور جینا بھی۔ اور ہمیں (دوبارہ) نہیں اٹھایا جائے گا (۳۷) وہ نہیں ہے مگر ایک ایسا شخص جس نے خدا پر جھوٹا بہتان باندھا ہے اور ہم تو (اس کو) ماننے والے نہیں ہیں (۳۸) اس (رسول) نے کہا اے میرے پروردگار! تو میری مدد کر! کیونکہ ان لوگوں نے مجھے جھٹلایا ہے (۳۹) ارشاد ہوا کہ عنقریب یہ لوگ (اپنے کیے پر) پشیمان ہوں گے (۴۰) چنانچہ حق بجانب طور پر انہیں ایک سخت آواز نے آ پکڑا اور ہم نے انہیں خس و خاشاک بنا دیا سو ہلاکت ہے ظالم قوموں کے لئے (۴۱) پھر ہم نے ان کے بعد دوسری قومیں پیدا کیں (۴۲) کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے (۴۳) پھر ہم نے لگاتار اپنے رسول بھیجے جب بھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم بھی ایک کے بعد دوسرے کو ہلاک کرتے رہے۔ اور ہم نے انہیں قصہ پارینہ (اور افسانہ) بنا دیا۔ پس تباہی ہو اس قوم کے لئے جو ایمان نہیں لاتے (۴۴) پھر ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیوں اور کھلی ہوئی دلیل کے ساتھ (۴۵) فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ بڑے سرکش لوگ تھے (۴۶) چنانچہ وہ کہنے لگے کہ ہم اپنے ہی

Presented by Ziaraat.Com

جیسے دو آدمیوں پر ایمان لائیں حالانکہ ان کی قوم ہماری خدمت گزار ہے (۴۷) پس ان لوگوں نے ان دونوں کو جھٹلایا (نتیجہ یہ نکلا کہ) وہ بھی ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو گئے (۴۸) اور ہم نے موسیٰ کو کتاب (توراۃ) عطا کی تا کہ وہ لوگ ہدایت پائیں (۴۹) اور ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو (اپنی قدرت کی) نشانی بنایا اور ان دونوں کو ایک بلند مقام پر پناہ دی جو ٹھہرنے کے قابل بھی تھا اور جہاں چشمے جاری تھے (۵۰)

تشریح الالفاظ

۱۔ ترف...... کے معنی ہیں خوشحالی و مرفہ الحالی

۲۔ هيهات...... اسم ہے جو فعل کے معنی دیتا ہے یعنی بعید ہے۔

۳۔ ایمان...... کا اگر صلہ باء ہو تو اس کے معنی ایمان لانے کے ہوتے ہیں اور اگر اس کا صلہ لام ہو تو اس کے معنی ماننے کے ہوتے ہیں۔

۴۔ صيحة...... کے معنی سخت آواز یعنی چنگھاڑنے کے ہیں۔

۵۔ غثاء...... کے معنی اس خس و خاشاک کے ہیں جسے پانی کا ریلا اپنے اوپر بہا کر لے جاتا ہے۔

۶۔ تترا...... وتر سے مشتق ہے جس کے معنی فرد کے ہیں یعنی ایک کے بعد ایک۔

۷۔ اتبعنا...... کے معنی ایک کے پیچھے دوسرے کا آنا یعنی یکے بعد دیگرے ہیں۔

۸۔ عالین...... کے معنی تکبر و سرکشی کرنے والے ہیں۔

۹۔ ربوہ...... کے معنی مرتفع مقام کے ہیں۔

۱۰۔ ذات قرار...... کے معنی ہیں ایسی برابر جگہ جہاں آدمی سکون و آرام سے رہ سکے۔

۱۱۔ معین...... کے معنی ہیں پانی کا جاری چشمہ۔

۱۲۔ آیہ...... کے معنی ہیں نشانی۔ جناب مریم اور ان کا بیٹا عیسیٰؑ دونوں اللہ کی نشانی ہیں۔ وہ شوہر کے بغیر حاملہ ہوئیں اور یہ باپ کے بغیر پیدا ہوئے۔

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۱۸) وقال الملاء من قومه ... الآیة

ابھی اوپر وضاحت کی جا چکی ہے کہ قوم نوحؑ کی ہلاکت کے بعد بلا فاصلہ آنے والی قوم عاد ہے۔ اور ان کے نبی کا نام ثمودؑ ہے۔ بعض لوگوں کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں صرف اس لئے ہچکچاہٹ محسوس ہوئی ہے کہ قوم عاد کی تباہی ''ریح صرصر'' تند و تیز آندھی سے ہوئی تھی۔ اور اس قوم کی تباہی ''صیحة'' سخت آواز یعنی چنگھاڑنے سے بتائی گئی ہے۔ حالانکہ ''صیحة'' سے قوم ثمود کی ہلاکت ہوئی تھی۔ اس کی دو طرح تاویل ممکن ہے ایک یہ کہ تند و تیز آندھی کے ساتھ آواز بھی جمع ہو سکتی ہے۔ اس میں کوئی تضاد نہیں ہے دوسرے یہ کہ بے شک قوم عاد کی تباہی و بربادی تیز تند آندھی سے ہوئی تھی مگر جب کوئی قوم اجتماعی طور پر برباد ہوتی ہے تو اس وقت شور و شغب تو برپا ہوتا ہے لہٰذا اسی شور و ہنگامہ پر ''صیحة'' کے لفظ کا اطلاق کیا گیا ہے۔

بہرحال جب جناب ثمودؑ نے تبلیغ حق شروع کی تو قوم نے وہی جواب دیا جو ہر دور میں منکرین و مکذبین کی طرف سے دیا جاتا رہا ہے۔ اور جو عہد جاہلیت سے لے کر آج کے اس سائنسی دور تک برابر چلا آ رہا ہے۔ یہ تو ہم جیسا بشر ہے ہم کس طرح اس پر ایمان لائیں؟ اور کس طرح اس کی اتباع کریں؟ یہ کہتا ہے کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ یہ بات تو بعید از عقل ہے۔ یہ سب افسانہ ہے۔ بس زندگی صرف یہی ہے جو ہم گزار رہے ہیں اور جب مر جائیں گے تو مٹ جائیں گے۔ بہرحال جب جناب ثمود کی پوری کوشش و کاوش کے باوجود قوم کی اکثریت ایمان نہ لائی تو انہوں نے یہ بددعا کی اور خدا نے انہیں اس طرح عذاب میں مبتلا کیا کہ پیس کر بھوسا اور خس و خاشاک بنا کر رکھ دیا۔

مخفی نہ رہے کہ قوم عاد کے حالات کا یہ مختصر سا خاکہ جو یہاں پیش کیا گیا ہے وہ قبل ازیں بڑی تفصیل کے ساتھ سورۃ اعراف آیت ۶۵ سے لے کر آیت ۷۲ تک اور سورہ ہود میں آیت ۵۰ سے لے کر آیت ۶۰ تک بیان کیا جا چکا ہے۔ تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ان مقامات کی طرف رجوع کریں۔

۱۹) ثم انشانا من بعدھم ... الآیة

قوم عاد کی ہلاکت کے بعد خدا نے کئی اور قومیں پیدا فرمائیں۔ اور ان سب سے پہلی قوم ثمود تھی جس کے نبی صالحؑ تھے جیسا کہ خداوند عالم سورہ اعراف آیت ۷۳ میں ارشاد فرماتا ہے: والی ثمود اخاھم صالحاً .. تاقولہ تعالیٰ۔ واذ کروا اذا جعلکم خلفاء من بعد عاد (اعراف۔ ۷۴) اس قوم کے

حالات بھی سورہ اعراف اور سورہ ہود میں آیت ۶۱ سے لے کر ۶۶ تک تفصیل سے بیان کئے جا چکے ہیں۔

(۲۰) ما تسبق ... الآیة

جس طرح فرد کی عمر مقرر ہوتی ہے اور اس کے بعد موت آ کر زندگی کا چراغ گل کر دیتی ہے اسی طرح قوموں کی بھی ایک مدت مقرر ہوتی ہے فرد کی طرح جب ان کی مدت بھی ختم ہو جائے تو پھر اس کے مرنے مٹنے میں ایک ساعت کی تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔ ذالك تقدير العزيز العليم۔

(۲۱) ثم ارسلنا رسلنا تترا ... الآیة

خدا کا ہمیشہ سے دستور چلا آ رہا ہے کہ وہ ایک قوم کو پیدا کرتا ہے پھر اس کی ہدایت کی خاطر نبی بھیجتا ہے مگر جب قوم اس کی تکذیب کرتی ہے اور کفران نعمت کا ارتکاب کرتی ہے تو خدا اسے ہلاک کر کے اس کی جگہ دوسری قوم کو موقع دیتا ہے۔ لیکن جب وہ لوگ بھی اپنے دور کے نبی کے ساتھ سابقہ قوموں والا سلوک کرتے ہیں اور پہلوں کے انجام سے عبرت حاصل نہیں کرتے تو پھر ان کو بھی نشان عبرت بنا دیا جاتا ہے اس طرح قومیں یکے بعد دیگرے ہلاک و برباد ہوتی رہتی ہیں۔ اور انبیاء یکے بعد دیگرے اتمام حجت کے لئے آتے رہتے ہیں۔ یہاں اس حقیقت کو بیان کیا جا رہا ہے نیز اس آیت کے الفاظ سے مستفاد ہوتا ہے کہ ان ادوار میں بے شمار قومیں صفحۂ ہستی پر ابھریں اور پھر فنا ہوئیں اور اس طرح خدا نے رسول بھی بہت سے بھیجے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ ثم ارسلنا تترىٰ مخفی نہ رہے کہ سورہ بقرہ ۸۷ میں بھی یہ حقیقت بیان کی جا چکی ہے افكلما جاء كم رسول بما لا تهوى انفسكم الآية۔

(۲۲) ثم ارسلنا موسیٰ و اخاہ ھارون ... الآیة

جناب موسیٰؑ و ہارون کے واقعات قرآن مجید میں سب سے زیادہ تکرار کے ساتھ مختلف مقامات پر بیان کئے گئے ہیں۔ چنانچہ سورۃ بقرہ آیت ۴۹ تا ۵۰، سورہ اعراف آیت ۱۰۳ تا ۱۳۶، سورہ یونس آیت ۷۵ تا ۹۲، سورہ ہود آیت ۹۶ تا ۹۹، سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۰۱ تا ۱۰۴ اور سورہ طہٰ آیت ۹ تا ۸۰۔ تفصیلات معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات ان مقامات کی طرف رجوع کریں۔

(۲۳) وجعلنا ابن مریم ... الآیة

دونوں ماں بیٹے کا قدرت کی نشانی ہونا عیاں راچہ بیان کا مصداق ہے کہ وہ شوہر کے بغیر حاملہ ہوئیں اور یہ باپ کے بغیر متولد ہوئے۔ ان لوگوں پر تعجب ہے کہ جو جناب عیسیٰؑ کی خلاف نیچر ولادت کے قائل نہیں ہیں اور قرآن کے بیان کے خلاف بڑی بے حیائی و ڈھٹائی سے کسی یوسف نجار نامی شخص کو آپ کا باپ ٹھہراتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(العیاذ باللہ) تو وہ جناب مریمؑ اوران کے بیٹے کے آیت اور معجزہ ہونے کی کیا تاویل کرتے ہیں؟ اور کیا کر سکتے ہیں؟ مخفی نہ رہے کہ قبل ازیں جناب عیسیٰؑ اوران کی والدہ ماجدہ کے حالات و واقعات متعدد مقامات پر بیان ہو چکے ہیں۔ جیسے سورہ نساء، سورہ مریم، اور سورہ انبیاء وغیرہ۔ وہاں رجوع کریں۔

ایضاح:

واضح رہے کہ اس ربوہ (بلند مقام) میں اختلاف ہے کہ اس سے کونسا مقام مراد ہے؟ اور وہ کہاں واقع ہے؟ اس میں چند قول یہ ہیں۔

۱۔ ربوہ سے مراد فلسطین ہے۔

۲۔ دمشق کا علاقہ۔

۳۔ شام کا ایک شہر ناصرہ۔

۴۔ ایک روایت کے مطابق اس سے مراد نجف اشرف ہے (تفسیر اصفی)

۵۔ اور ایک روایت کے مطابق اس سے مراد نہر فرات ہے (تفسیر صافی) واللہ العالم

آیات القرآن

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
عَلِيْمٌ ؕ﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ﴿۵۲﴾
فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ﴿۵۳﴾
فَذَرْهُمْ فِىْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ﴿۵۴﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ
وَّبَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِى الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ
مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۙ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۵۸﴾
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۙ﴿۵۹﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ
وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۙ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ

Presented by Ziaraat.Com

لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ
بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ
مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ
اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَدْ
كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾
مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ
مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ
مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ
كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ
وَمَنْ فِيْهِنَّ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾
اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّكَ
لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ
لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا
اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٧٦﴾ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا
عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٧﴾

ترجمۃ الآیات

اے (میرے) پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ بیشک تم جو کچھ کرتے ہو میں
اسے خوب جانتا ہوں (۵۱) اور یہ تمہاری امت (جماعت) ایک امت ہے اور میں تمہارا

Presented by Ziaraat.Com

پروردگار ہوں سو تم مجھ سے ہی ڈرو (۵۲) مگر ان لوگوں نے اپنے (دینی) معاملہ کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا پس ہر گروہ کے پاس جو (دین) ہے وہ اس پر خوش ہے (۵۳) پس (اے رسولؐ) آپ ان کو ایک خاص وقت تک اپنی غفلت و مدہوشی میں پڑا رہنے دیجئے (۵۴) کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو مال و اولاد (کی فراوانی) سے ان کی امداد کر رہے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائیاں کرنے میں جلدی کر رہے ہیں؟ (ایسا نہیں) بلکہ انہیں (اصل حقیقت کا) شعور نہیں ہے (۵۶) بے شک جو لوگ اپنے پروردگار کی ہیبت سے ڈرتے ہیں (۵۷) اور جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان لاتے ہیں (۵۸) اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے (۵۹) اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں (پھر بھی) ان کے دل اس خیال سے ترساں رہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی طرف پلٹ کر جانا ہے (۶۰) یہی لوگ بھلائیاں کرنے میں جلدی کیا کرتے ہیں اور بھلائیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں (۶۱) ہم کسی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس وہ کتاب (نامہ اعمال) ہے جو حق کے ساتھ بولتی ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۶۲) بلکہ ان کے دل اس (دینی) معاملہ میں غفلت و سرشاری میں پڑے ہیں اور اس کے علاوہ بھی ان کے کچھ (برے) عمل ہیں جو یہ کرتے رہتے ہیں (۶۳) یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب کی گرفت میں لیتے ہیں تو وہ چیخنے چلانے لگتے ہیں (۶۴) آج کے دن چیخو چلاؤ نہیں (آج) ہماری طرف سے تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی (۶۵) (وہ وقت یاد کرو جب) میری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو تم (سنتے ہی) الٹے پاؤں پلٹ جایا کرتے تھے (۶۶) تکبر کرتے ہوئے داستان سرائی کرتے ہوئے (اور) بے ہودہ بکتے ہوئے (۶۷) کیا ان لوگوں نے اس کلام میں کبھی غور نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی ایسی چیز آئی ہے جو ان کے پہلے والے باپ داداؤں کے پاس نہیں آئی تھی (۶۸) یا کیا انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا نہیں ہے؟ اس لئے منکر ہو گئے (۶۹) یا وہ کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہے؟ بلکہ وہ تو ان کے پاس حق لے کر آیا ہے اور اکثر لوگ حق کو ناپسند کرتے ہیں (۷۰) اور اگر حق لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرتا تو آسمان و زمین اور جو ان کے اندر ہے سب درہم برہم ہو جاتے۔ بلکہ ہم تو ان کے پاس نصیحت لے کر آئے مگر وہ اپنی نصیحت سے ہی روگردانی کرتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

(۷۱) کیا آپ ان سے کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں؟ تمہارے لئے تو تمہارے پروردگار کا معاوضہ بہت بہتر ہے اور وہ بہترین رازق ہے (۷۲) اور بے شک آپ ان لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہیں (۷۳) اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ راہ سے ہٹے ہوئے ہیں (۷۴) اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جس تکلیف میں مبتلا ہیں وہ بھی دور کر دیں تو بھی یہ لوگ اپنی سرکشی میں اندھا دھند بڑھتے جائیں گے (۷۵) اور ہم نے انہیں سزا میں گرفتار بھی کیا مگر وہ پھر بھی اپنے پروردگار کے سامنے نہ جھکے اور نہ تضرع وزاری کی (۷۶) یہاں تک کہ جب ہم ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو وہ ایک دم ناامید ہو جائینگے (۷۷)

تشریح الالفاظ

۱۔ غمرہ...... کے اصلی معنی تو پانی میں ڈبونے کے ہیں۔ مگر یہاں غفلت اور جہالت مراد ہے۔

۲۔ اشفاق...... کے معنی خوف کے ہیں۔

۳۔ جؤار...... کے معنی چیخنا، چلانا اور آہ و فغان کرنا کے ہیں۔ ۴۔ نکص، ینکص...... کے معنی پچھلے پاؤں لوٹنا کے ہیں۔

۵۔ سامراً...... سمر سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں رات کی محفل میں قصے کہانیاں بیان کرنا۔

۶۔ تھجرون...... ھَجر سے ہو سکتا ہے جس کے معنی چھوڑنے اور ترک کرنے کے ہیں ھُجر سے بھی جس کے معنی ہیں ہذیان اور بکواس

۷۔ خرج وخراج...... کے معنی ہیں جزیہ، معاوضہ اور اجرت کے۔

تفسیر الآیات

۲۴) یا ایھا الرسل... الآیۃ

تمام رسولوں کو خطاب کرنے کا مفہوم

یہاں تمام رسولوں کو خطاب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ یہ خطاب اور حکم ویسا ہی ہے جیسا کہ اہل ایمان کو خطاب کر کے کہا گیا ہے۔ یا ایھا الذین امنو کلو امن

Presented by Ziaraat.Com

طیبات ما رزقنا کم ۔(البقرہ۔۱۷۲)اس مجموعی خطاب کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے رسول کسی جگہ اکٹھے موجود تھے اوران سے اس طرح خطاب کیا گیا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مختلف وقتوں اور مختلف قوموں میں آنے والے رسولوں کوخطاب کرکے یہی ہدایت دی گئی کہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل بجالاؤ۔ کیونکہ وہ سب کے سب ایک امت اور ایک جماعت تھے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ اچھا کھانا کھانا اوراچھا لباس زیب بدن کرنا ہر شریعت میں جائز رہا ہے۔اور شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ پیغمبراسلامؐ کو جو غذا میسر آتی تھی وہ کھالیتے تھے اور جو لباس مل جاتا تھا وہ زیب تن فرمالیتے تھے۔

ایک غلط استدلال کا ابطال

پیغمبروں کو اس اجتماعی خطاب کا جو مفہوم ہم نے اوپر بیان کیا ہے اس سے اجزاء نبوت کے قائل حضرات جیسے امت مرزائیہ کے استدلال کی رکاکت بھی عیاں ہوجاتی ہے جو کہتے ہیں کہ یہ خطاب پیغمبراسلامؐ کے بعد آنے والے رسولوں سے ہے۔حاشاوکلا۔یہ تفسیر بالرائے کی بدترین مثال ہے۔جو بالاتفاق حرام ہے اور قرآنی فصاحت و بلاغت اور عربی زبان اور بیان کے ذوق لطیف سے کوسوں دور ہے۔

۲۵)وان ہذہ امتکم ... الآیۃ اور (۲٦) فتقطعوا امرہم ... الآیۃ

ان دونوں آیتوں کی تفسیر قبل ازیں سورہ انبیاء کی آیت ۹۲ اور ۹۳ میں گزرچکی ہے اور وہاں اس بات کی تفصیل بیان کی جاچکی ہے کہ انبیاء کس طرح ایک جماعت ہیں اور کس طرح ان کا دین اور اس کے بنیادی عقائد ایک ہیں۔اور زمانی و مکانی تقاضوں کے مطابق ان کے شرائع و احکام مختلف تھے اوران کے بعد ان کے نام لیواؤں نے کن مذموم اغراض و مقاصد کی خاطر دین کے ٹکڑے ٹکرے کئے اور پھر کس طرح ہر فرقہ اپنے نظریات پر خوش اوران میں مگن ہے۔تفصیل کے خواہشمند حضرات اس مقام کی طرف رجوع کریں۔

۲۷) فذرھم فی غمرتہم... الآیۃ

پیغمبراسلامؐ سے کہا جارہا ہے کہ آپ نے فریضہ رسالت ادا کردیا اور بشارت و نذارت کرکے حجت تمام کردی ہے۔اس پر بھی اگر کوئی شخص،کوئی قبیلہ اور کوئی قوم ایمان نہیں لاتی تو آپ اسے کچھ خاص وقت کے لئے اپنی غفلت و جہالت میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے لئے اپنے حال پر چھوڑ دیں۔خدا خود ان سے نمٹ لے گا۔

۲۸) ایحسبون انما نمدھم... الآیۃ

Presented by Ziaraat.Com

دنیاداروں کی ایک غلط سوچ اور اس پر تنبیہ

دنیاداروں کی یہ کافرانی سوچ بڑی پرانہ ہے کہ وہ مال و دولت کی کثرت اور اسباب عیش وعشرت کی فراوانی کو اس بات کی دلیل سمجھتے ہیں کہ وہ بڑے اچھے کام کر رہے ہیں۔ اور ان پر اللہ کی بڑی خصوصی نظر کرم ہے جیسا کہ وہ دنیا کے مال ومنال میں کمی اور تکلیف ومصیبت میں گرفتاری کو اللہ کی ناراضی کی علامت قرار دیتے ہیں۔ ان لوگوں کی اسی غلط فہمی اور غلط بینی کے ازالہ کی خاطر کہا جا رہا ہے کہ کیا تم مال واولاد کی کثرت کو دیکھ کر یہ سمجھ رہے ہو کہ خدا تمہیں بھلائی پہنچانے میں تیزی وسرگرمی دکھا رہا ہے؟ اور وہ تم پر بڑا مہربان ہے؟ تمہاری یہ سوچ غلط ہے یہ تو استدراج ہے اور قانون مہلت ہے اور جب یہ مہلت کی مدت ختم ہو جاتی ہے تو پھر خدا اس طرح سخت عذاب میں گرفتار کرتا ہے کہ جس میں پھنس جانے کے بعد کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔ ان بے چاروں کو اصل حقیقت کا شعور نہیں ہے کہ یہ سب کچھ قانون امہال کے تحت ہو رہا ہے۔

ایک حدیث قدسی کا تذکرہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آباء وطاہرین کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے توسط سے یہ حدیث قدسی نقل کرتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے۔ **یحزن عبدی المومن اذا اقترت علیه شیئا من الدنیا وذالك اقرب له منی و یفرح اذا بسطت له الدنیا و ذالك ابعد له عنی ثم تلا هذه الآیة۔ ثم قال ان ذالك فتنة لهم۔** (مجمع البیان وصافی)

بندہ مومن پر دنیاوی رزق کی کمی کر دیتا ہوں تو وہ پریشان ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ بات اس کے لئے میرے مزید قرب کا باعث ہوتی ہے اور جب میں اس کی روزی کشادہ کر دیتا ہوں تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہ چیز اس کے لئے میری بارگاہ سے دوری کا موجب ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا۔ یہ سب چیزیں آزمائش کا باعث ہیں۔

۲۹) ان الذین هم ... الآیة

اہل ایمان کی علامات وخصوصیات

خداوند عالم کفار کے غلط نظریات اور ان کی سوچوں کے غلط زاویوں کا بیان کرنے کے بعد یہاں اہل ایمان کی علامات اور خصوصیات بیان فرما رہا ہے۔ جو بڑے اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۔ وہ خدا کی ہیبت سے خائف وترساں رہتے ہیں کہ شاید ان کے اعمال خدا کی شان کے شایان نہ ہوں۔ لہٰذا ہوسکتا ہے کہ قبول نہ ہوں۔ مگر وہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی رحمت کے امیدوار بھی رہتے ہیں۔ (مجمع البیان)

۲۔ وہ آیات الٰہیہ اور اس کے حجج وبینات پر ایمان لاتے ہیں۔ اور توحید ورسالت اور قیامت وغیرہ حقائق کو تسلیم کرتے ہیں

۳۔ وہ ہر قسم کے شرک جلی وخفی سے اپنے دامن توحید کی حفاظت کرتے ہیں۔

۴۔ وہ خدا کے عطا کردہ مال سے خالق وخلق کے حقوق ادا کرتے ہیں اور پھر بھی ڈرتے ہیں کہ کہیں اللہ کے حضور ان کی یہ مالی قربانی نامنظور نہ ہوجائے۔ اور اس کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ ہوگئی ہو۔

ایسے صفات کے حامل حضرات کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ نیکیوں اور بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے تیز گام ہوتے ہیں۔ اور یہی لوگ اس کی راہ میں سبقت لے جانے والے ہیں۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

۳۰) ولا نکلف نفساً ... الآیة

ہمیشہ تکلیف بقدر وسعت ہوتی ہے

ہم تفسیر کی پہلی جلد یعنی سورہ بقرہ کی آیت ۱۸۴ والذین یطیقونہ الآیة کی تفسیر میں بڑی وضاحت کے ساتھ ثابت کرآئے ہیں کہ وسعت اور ہے طاقت اور؟ اور یہ کہ شرعی احکام وسعت پر مبنی ہیں طاقت پر نہیں۔ لہٰذا جہاں وسعت ختم ہوجائے اور پوری طاقت ومقدرت صرف کرکے کوئی کام انجام دینا پڑ جائے۔ وہاں شرعی تکلیف ساقط ہوجاتی ہے۔ جیسے بوڑھے مرد وعورت یا حاملہ عورت، مرضعہ اور ذوالعطاش (جسے پیاس کی بیماری ہو) کیلئے روزہ رکھنا جو سخت مشقت کا باعث ہو۔ تو جس طرح شرعی احکام وسعت کے مطابق ہیں۔ لہٰذا جہاں وسعت ختم ہوجائے وہاں حکم شرعی اولی بھی ختم ہوجاتا ہے اور اس کی جگہ اسکا کوئی متبادل ثانوی حکم آجاتا ہے جس میں وسعت ہوتی ہے اسی طرح بعض محققین کے نزدیک اس کا دائرہ صرف شرعی تکلیف تک محدود نہیں بلکہ اس میں ہر قسم کی تکلیف داخل ہے۔ کیونکہ خدا عادل ہے لہٰذا وہ کسی پر اس کی استطاعت ومقدرت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

Presented by Ziaraat.Com

کیونکہ

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

بہرحال استطاعت سے زیادہ تکلیف دینا ظلم ہے اور اللہ کبھی ظلم نہیں کرتا بلکہ اس کی ممانعت کرتا ہے۔

(۳۱) ولدینا کتاب۔۔۔الآیۃ

نامہ اعمال کا تذکرہ

اس کتاب سے مراد نامہ اعمال ہے جو ہر شخص کا لکھا جا رہا ہے جس میں اس کی زندگی کا ہر قول وفعل اور اس کی ہر ہر حرکت وسکون ضبط تحریر میں لائی جا رہی ہے اسی نامہ اعمال کے بارے میں ہم سورہ کہف آیت ۴۹ میں پڑھ چکے ہیں کہ جب لوگ اپنے نامہ اعمال کو پڑھیں گے تو کہہ اٹھیں گے مالھذا الکتب لا یغادر صغیر ولا کبیرۃ الا احصاھا کہ یہ کیسی کتاب ہے کہ جس نے ہماری کوئی چھوٹی یا بڑی بات ایسی نہیں چھوڑی ہے جو اس میں مندرج نہ ہو؟ اور لوگوں پر ہرگز کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ نہ نیکو کار کے ثواب میں کمی ہوگی اور نہ گنہگاروں کے عذاب میں زیادتی ہوگی ہر شخص کی روش ورفتار کے مطابق اس کے ساتھ سلوک کیا جائے گا۔

(۳۲) بل قلوبھم فی غمرۃ من ھذا۔۔۔الآیۃ

مشرکوں کی حالت زار کا بیان

ارشاد ہو رہا ہے کہ مشرک لوگ قیامت کے شدائد سے، مومنین کے عمدہ صفات سے غافل وساہل ہیں اور ان کے دل غفلت و مدہوشی میں پڑے ہوئے ہیں اور عقیدہ کے فاسد ہونے کے علاوہ ان کے اعمال بھی بڑے برُے ہیں۔ جو اہل ایمان کے اعمال کے خلاف ہیں۔ جب ان کے سامنے آیات الٰہیہ کی تلاوت کی جاتی ہے تو پچھلے پاؤں پلٹ جاتے ہیں ان سے اثر لینے کی بجائے غرور وتکبر کرتے ہیں۔ اپنی شبینہ محافل میں ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور ان کے بارے میں بکواس بازی کرتے ہیں۔

(۳۳) حتی اذا اخذنا۔۔۔الآیۃ

ارشاد ہوتا ہے کہ جب ہم ان کے دولتمندوں اور خوشحال لوگوں کو اپنے عذاب کی گرفت میں لیتے ہیں

Presented by Ziaraat.Com

تو پھر اپنی قدیم عادت کے مطابق پھر داد وفریاد اور تضرع وزاری کرنے لگتے ہیں۔ ارشاد ہو رہا ہے کہ جب وہ ایسا کریں گے تو ان سے کہا جائے گا اس کردار پر نگاہ ڈالو جو تم کرتے رہے ہو۔ جس کی ایک جھلک ابھی اوپر پیش کی جا چکی ہے۔ لہٰذا آج چیخنے چلانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ولات حين مناص۔ جب وقت تھا تو تم نے اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا نہ سابقہ بدکاروں کے انجام بد سے عبرت حاصل کی اور نہ ہی اپنے کفر و شرک اور برے کاموں سے توبہ کی پھر آج چیخنے چلانے کا کیا فائدہ؟ آج تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔

۳۴) افلم يدبروا القول... الآية

کیا انہوں نے قرآن اور اس کے دلائل توحید و نبوت وغیرہ میں کبھی غور و فکر نہیں کیا؟ یا پیغمبرؐ اسلام کوئی ایسی نئی چیز لائے ہیں جو ان کے باپ داداؤں کے پاس نہیں آئی تھی؟ حالانکہ قرآن میں سابقہ انبیاء اور ان کی دعوت کی تصدیق موجود ہے؟ یا کیا وہ پیغمبرؐ اسلام کو نہیں پہچانتے؟ جو انہی میں پیدا ہو کر بے داغ جوانی کی منزل تک پہنچا جسے وہ خود صادق وامین کہہ کر یاد کرتے ہیں؟ یا وہ یہ کہتے ہیں کہ ان میں دیوانگی ہے (العیاذ اللہ) حالانکہ وہ خود جانتے ہیں کہ یہ سب سے بڑے عقلمند ہیں تو جب ان مذکورہ بالا وجوہ میں سے کوئی بھی انکار کی وجہ نہیں بن سکتی تو پھر آخر کار آنحضرتؐ کی نبوت و رسالت کے انکار کی وجہ کیا ہے؟ یہ انداز بیان اس حقیقت کے اظہار کیلئے کہ کفار کے پاس قرآن کی صداقت اور پیغمبرؐ اسلام کی حقانیت کا انکار کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں تھی۔ اس بیان سے دو باتیں واضح ہو گئی۔ ایک یہ کہ اسلام کی صداقت معلوم کرنے کی دو راہیں ہیں:

۱۔ قرآن میں تدبر کرنا۔

۲۔ صاحب قرآن کی زندگی میں غور کرنا۔

دوسری بات یہ کہ جب خدا کے کلام میں تدبر ضروری ہے تو پھر کسی اور شخص کے کلام کو تدبر کے بغیر کیسے قبول کیا جا سکتا ہے؟

۳۵) بل جاءهم بالحق... الآية

اس بیان حق ترجمان سے واضح وعیاں ہو گیا کہ حضرت رسولؐ خدا کی نبوت و رسالت کے انکار کی اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ حق وصدق لائے ہیں۔ اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ ان لوگوں کے آبائی عقائد و نظریات کے خلاف ہے۔ اور جن کاموں کا وہ حکم دیتے ہیں اور جن باتوں سے وہ منع کرتے ہیں وہ ان کے ذاتی مفادات سے متصادم ہیں۔ اور وہ حق بات کو ماننے اور تسلیم کرنے پر آمادہ وتیار نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اسے ناپسند کرتے ہیں۔ بلکہ وہ حق کو اپنی خواہشات نفسانی کا تابع بنانا چاہتے ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

(۳۶ ولو اتبع الحق اھوآءھم۔۔۔الآیۃ

حق و باطل کی چپقلش اور کشاکش کوئی نئی بات نہیں بلکہ ازل سے شروع ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ان کے درمیان زمین وآسمان کے فاصلہ سے بھی زیادہ فاصلہ ہے ان میں اتفاق واتیلاف کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے کیونکہ حق کے تقاضے اور ہیں اور باطل کے اور؟ حق چاہتا ہے کہ باطل پیچھے چلے اور باطل کی خواہش ہے کہ حق میری پیروی کرے۔ارشاد قدرت ہورہا ہے کہ زمین وآسمان اپنے اپنے مرکز پر قائم ہیں تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ حق نے کبھی باطل کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا۔اور اگر ایسا ہوجاتا یعنی حق لوگوں کی خواہشات کی پیروی کرنے لگ جاتا اور اہل حق باطل نوازوں کی متابعت کرنے لگ جاتے اور توحید کی جگہ شرک اسلام کی جگہ کفر، ایمان کی جگہ بے ایمانی، تقویٰ کی جگہ فسق، خیر کی جگہ شر، عدل کی جگہ ظلم یا صدق کی جگہ کذب اور امانت کی جگہ خیانت آجاتی تو نظام کائنات تباہ و برباد ہوجاتا۔اور زمین وآسمان برباد ہوجاتے۔لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔لہٰذا اب ان لوگوں کو فیصلہ کرنا پڑے گا کہ حق کا دامن تھام کر زندہ رہنا چاہتے ہیں یا باطل کا دامن پکڑ کر ہلاک ہونا پسند کرتے ہیں؟

(۳۷ بل اتیناھم بذکرھم۔۔۔الآیۃ

مفسرین میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہاں ذکر سے کیا مراد ہے؟ بعض نے اس سے پند و نصیحت مراد لی ہے۔بعض نے قرآن وانہ لذکر لك ولقومك اور بعض نے اس سے مجد وشرف اور عزو افتخار مراد لیا ہے۔یعنی ہم نے ان کو وہ عظیم الشان کتاب عطا کی ہے کہ اگر وہ اس پر ایمان لائیں اور اس کی مقدس تعلیمات پر عمل کریں تو یہ ان کے لئے باعث صدو ہزار عزو افتخار قرار پائے۔

(۳۸ ام تسئلھم خرجاً۔۔۔الآیۃ

اس آیت میں پیغمبر اسلامؐ کو تسلی دینے کے ساتھ ساتھ ان کے مکذبین کی سخت لعنت ملامت بھی کی جارہی ہے کہ آپ جو ان لوگوں کے سامنے عدیم المثال دین پیش کررہے ہیں۔آپ ان سے کوئی عوضانہ اور طلبانہ تو طلب نہیں کررہے۔اگر وہ اسے قبول نہیں کرتے تو یہ ان کی بدبختی اور حرمان نصیبی ہے۔آپ کا تو اس میں کوئی نقصان وزیاں نہیں ہے۔آپ کے لئے تو اپنے پروردگار کی عطاو بخشش ہی بہتر ہے اور وہ بہترین رازق

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔اور آپ کا کام صرف اپنے پروردگار کے سیدھے راستہ کی طرف بلانا ہے جو آپ بلا رہے ہیں۔

ایضاح:

مخفی نہ رہے کہ احسن الخالقین کی طرح بعض غلونواز لوگ خیر الرازقین سے بھی استدلال کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ خدا کے علاوہ بھی کچھ رازق ہیں مگر اللہ ان سے بہتر رازق ہے۔تو اس استدلال کا ابطال دیکھنے کے لئے اسی سورہ کی آیت ۱۴ فتبارك الله احسن الخالقين کی تفسیر کی طرف رجوع فرمائیں۔مزید برآن واضح رہے کہ ایک رزق کا حقیقی مفہوم ہے یعنی روزی اور اس کے اسباب از قسم بادو باراں وغیرہ فراہم کرنا تو اس کے معنی کے لحاظ سے تو صرف خدا ہی رازق ہے اور دوسرے اس کے مجازی معنی ہیں یعنی کسی کو کچھ دینا۔جیسے ارشاد قدرت ہے۔جب وراثت تقسیم ہوتے وقت کچھ وہ رشتہ دار آجائیں جنہیں شرعاً حصہ نہیں ملتا۔تو انہیں کچھ رزق دے دو۔یعنی کچھ مال دے دو تو بناء بریں خیر الرازقین کے معنی ہوں گے۔خیر المعطین۔تو اس لحاظ سے غیر اللہ پر مجازاً اس کا اطلاق ہوسکتا ہے۔

۳۹) ولو رحمنا هم... الآية

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ حق وحقیقت سے روگردانی کرنے اور باطل سے چمٹا رہنے میں اس قدر سخت پختہ ہو گئے ہیں کہ خود ان پر رحم وکرم کرکے ان کے مصائب وشدائد کو ختم بھی کر دیا جائے یا ان کو چھوٹے موٹے رنج والم میں گرفتار کر دیا جائے جیسے قحط والی مصیبت یا جنگ بدر والی تکلیف وغیرہ مگر یہ ہدایت پانے اور ایمان لانے والے نہیں ہیں۔وہ آخرت کا انکار کرکے اس قدر فنافی الدنیا ہو چکے ہیں کہ ان کی نظر میں دنیاوی ضروریات زندگی کے علاوہ کسی آخروی جزا وسزا کا کوئی تصور ہی نہیں ہے اور حق وباطل میں امتیاز کرنے والی ان کی حس ہی مفقود ہو چکی ہے۔وما تغنى الآيات والنذر عن قوم لا يومنون۔

مخفی نہ رہے کہ تمام مفسرین نے یہ مصائب وآلام سے چھٹکارا پانے کو دنیوی آلام وشدائد پر محمول کیا ہے۔مگر فاضل طبرسی نے مجمع البیان میں ایک قول کی بناء پر اسے اخروی عذاب سے چھٹکارا پر محمول کیا ہے۔بناء بریں یہ آیت اس آیت جیسی ہے جس میں خدا فرماتا ہے کہ لو ردوا العادو المانهوا عنه کہ اگر بالفرض ان بندوں کو دوبارہ دنیا میں لوٹا بھی دیا جائے تو وہ پھر بھی وہی برے کام کریں گے جن سے ان کو منع کیا گیا تھا۔

۴) حتى اذا فتحنا عليهم... الآية

مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کا کفر وشرک اور اباء وانکار اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ جب تک ان پر استیصالی

Presented by Ziaraat.Com

عذاب کا دروازہ کھول نہ دیا جائے اور اس میں انہیں مبتلا نہ کر دیا جائے تب تک اصلاح احوال کی کوئی امید نہیں ہے اور جب وہ صورت حال پیش آئے گی تو پھر چونکہ توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہوگا۔ لہٰذا انہیں سوائے مایوسی و نامرادی اور شکستہ دلی و ناشادی کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ **وذالك هو الخسران المبين**۔ واضح رہے کہ عام مفسرین نے اس سخت عذاب دنیا کا استیصالی عذاب مراد لیا ہے۔ اور بعض نے اخروی عذاب اور صاحب تفسیر صافی نے ایک ایسی روایت نقل کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے زمانہ رجعت مراد ہے۔ واللہ العالم

آیات القرآن

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا
تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٩﴾
وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ﴿٨٠﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿٨١﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا
وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٨٢﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا
مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٨٣﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ
فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٤﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٨٥﴾
قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٨٦﴾ سَيَقُوْلُوْنَ
لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ
وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى
تُسْحَرُوْنَ ﴿٨٩﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿٩٠﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ
وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا
بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿٩١﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ

Presented by Ziaraat.Com

وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾

ترجمۃ الآیات

اور اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل بنائے (لیکن) تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو (۷۸) وہ وہی ہے جس نے تمہیں روئے زمین پر (پیدا کر کے) پھیلا دیا ہے اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے (۷۹) وہ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور رات اور دن کی آمد و رفت اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ (۸۰) ان لوگوں نے وہی بات کہی ہے جو ان کے پہلے (کافر) کہتے رہے ہیں (۸۱) کہتے ہیں کہ جب ہم مر جائینگے اور خاک اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے (۸۲) ہم سے بھی اور اس سے پہلے ہمارے باپ داداؤں سے یہ وعدہ بھی ہوتا آیا ہے۔ یہ کچھ نہیں صرف پہلے عہدوں کے افسانے ہیں (۸۳) آپ کہہ دیجئے اگر تم جانتے ہو تو (بتاؤ) کہ زمین اور جو اس میں رہتے ہیں کس کے لئے ہیں؟ (۸۴) وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ کے لئے ہیں۔ تو کہئے کہ تم غور کیوں نہیں کرتے؟ (۸۵) آپ کہئے کہ سات آسمانوں اور اس بڑے تخت سلطنت کا پروردگار کون ہے؟ (۸۶) وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ ہے؟ کہئے کیا تم پھر بھی پرہیزگار نہیں بنتے (اس سے نہیں ڈرتے؟) (۸۷) آپ کہئے کہ اگر جانتے ہو تو بتاؤ کہ ہر چیز کی بادشاہی کس کے قبضہ میں ہے۔ جو سب کو پناہ دیتا ہے۔ مگر اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دی جاسکتی (۸۸) وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ کی! تو کہئے! کہ پھر تم پر کہاں سے جادو کیا جا رہا ہے؟ (۸۹) بلکہ ہم ان کے سامنے حق لے آئے ہیں۔ اور یقینا وہ جھوٹے ہیں (۹۰) اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی الہ ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور پھر ایک خدا دوسرے خدا پر چڑھ دوڑتا۔ پاک ہے خدا اس سے جو لوگ بیان کرتے ہیں (۹۱) وہ غیب و شہادت یعنی پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے۔ اور وہ اس شرک سے بلند و بالا ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں؟ (۹۲)

Presented by Ziaraat.Com

تشریح الالفاظ

۱۔ فوأد......کے عمومی معنی دل کے ہیں مگر اس کا اطلاق قوت مدرکہ پر بھی ہوتا ہے۔
۲۔ ذرأ......کے معنی پیدا کرنے کے بھی ہیں اور پھیلانے کے بھی۔
۳۔ اختلاف......کے معنی جہاں عام باہمی اختلاف رائے کے ہیں وہاں یکے بعد دیگرے آمدورفت کے بھی ہیں۔
۴۔ اساطیر......اسطور کی جمع ہے جس کے معنی جھوٹے قصہ اور افسانے کے ہیں۔
۵۔ ملکوت......ملکوت ملک سے مبالغہ ہے جس کے معنی اقتدار اور بادشاہی کے ہیں۔
٦۔ تسحرون......کے معنی ہیں سحرزدہ اور فریب خوردہ کے بھی ہیں۔
۷۔ علو۔ ......کے معنی فوقیت جتانے اور حملہ آور ہونے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۴۱) وهو الذی انشاء لکم...الآیة

قبل ازیں آیت اخرجکم من بطون امهاتکم لا تعلمون شیأً۔کی تفسیر میں کان، آنکھ اور دل ودماغ کی افادیت پر مکمل تبصرہ کیا جاچکا ہے اور واضح کیا جاچکا ہے کہ انسان جو کچھ حاصل کرتا ہے وہ کان سے سن کر، آنکھ سے دیکھ کر، اور عقل ودماغ سے سوچ کر۔ واضح رہے کہ لفظ ''قلب'' اور فواد کا اطلاق صرف اسی خاص عضو پر ہی نہیں ہوتا جسے دل کہا جاتا ہے بلکہ اس کا اطلاق قوت مدرکہ یعنی دماغ وعقل پر بھی ہوتا ہے اور وہی یہاں مراد ہے۔ اللہ کے اس خصوصی انعام واحسان کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان اعضاء وجوارح سے انسانی کام لیا جاتا اور پھر محسن حقیقی کا شکر ادا کیا جاتا مگر غافل انسان نے ان سے حیوانی کام لیا۔ یعنی انہیں نفسانی خواہشات کی تکمیل میں استعمال کیا اسی لئے ارشاد ہوتا ہے کہ تم بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو۔

۴۲) وهو الذی ذرء کم...الآیة

عربی میں ذرء کے معنی خلق کے بھی ہیں اور پھیلانے کے بھی۔ ہم نے ترجمہ میں ان دونوں معنی کو مدنظر رکھا ہے کہ تمہیں پیدا کرکے زمین کے اطراف وجوانب میں پھیلا دیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۴۳) وھو الذی یحی و یمیت۔۔۔ الآیۃ

جہاں تک خدا کے محی و ممیت ہونے کا تعلق ہے اس پر دوسرے متعدد مقامات کے علاوہ سورہ بقرہ کی آیت ۲۸ کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً فاحیا کم ثم یمیتکم ثم یحییکم الآیۃ۔ کی تفسیر میں اور گردش لیل ونہار کے موضوع پر اسی سورہ بقرہ کی آیت ۶۴ ان فی خلق السموت والارض و اختلاف الیل والنہار الآیۃ۔ کی تفسیر میں بقدر ضرورت تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۴۴) بل قالو امثل ما۔۔۔ آلایۃ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ پیغمبرؐ اسلام کے عہد والے کفار ومشرکین کا کوئی ایراد نیا ہے اور نہ خدا کا جواب نیا ہے اعتراض وہی عقلی استبعاد ہے۔ کہ جب وہ مرکر خاک اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر کس طرح زندہ ہوں گے؟ اور یہ کہ کبھی کوئی مردہ زندہ ہو کر دنیا میں واپس نہیں آیا۔ اور اس کا جواب بھی وہی ہے جو کئی بار دیا جا چکا ہے کہ جو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے کی بھی پوری قدرت رکھتا ہے۔ فسیقولون من یعیدنا؟ قل الذی فطرکم اول مرۃ۔ وہ سوال کریں گے کہ دوبارہ کون زندہ کرے گا؟ کہئے! وہی خدا زندہ کرے گا جس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے۔

۴۵) قل لمن الارض ومن فیہا۔۔۔ الآیۃ

پروردگار عالم کی وحدانیت کے مقدمات

خداوند عالم کی وحدانیت پر جو محکم دلیل قائم ہے سوال و جواب کی شکل میں یہاں اس کی وہ مقدمات بیان کئے جارہے ہیں جن پر وہ دلیل مبنی ہے۔ مثلاً

۱۔ یہ کہ زمین اور جو کچھ روئے زمین پر موجود ہے وہ بلاشرکت غیرے خدا کی ملکیت ہے۔

۲۔ سات آسمانوں اور بڑے تخت اقتدار کا مالک ومختار بھی خدا ہے۔

۳۔ زمین وآسمان بلکہ کائنات کی بادشاہی خدا ہی کے قبضہ قدرت میں ہے یہ سب مقدمات کفار و مشرکین کے نزدیک مسلم ہیں لیکن ان مقدمات کو ترتیب دینے سے جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ جس ذات کے یہ آثار قدرت ہیں وہ ہر چیز پر قادر بھی ہے اور معبود برحق بھی وہی ہے۔ مگر وہ لوگ اس منزل پر بھٹک جاتے ہیں اور دوبارہ زندہ ہونے پر ایراد بھی کرتے ہیں اور خدا کو چھوڑ کر اپنے معبود خودساختہ بتوں کو بناتے ہیں۔ اور انہی کی

Presented by Ziaraat.Com

پرستش کرتے ہیں۔ خدائے حکیم نے کفار کو ان کے اسی فکر و عمل کے تضاد و اختلاف پر یہاں اور کئی دوسرے مقامات پر سرزنش کی ہے اور فعل وقول کے اسی اختلاف پر متنبہ کیا ہے۔

۴۶) وما کان معه من اله ... الآیة

توحید پروردگار پر برہان تمانع کا بیان

یہ بھی اس برہان کی تقریر ہے جسے علم کلام میں ''برہان تمانع'' کہا جاتا ہے جو سورہ انبیاء آیت ۲۲ میں گزر چکا ہے لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا۔ بلکہ یہاں پر یہ برہان زیادہ واضح اور صاف ہے کہ اگر ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو پھر ہر ایک خدا اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور پھر ان میں سے ہر ایک اپنی فوقیت اور بالادستی حاصل کرنے کے لئے دوسرے پر چڑھ دوڑتا اور اور اس طرح کائنات افراتفری کا شکار ہو جاتی اور اس کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ اور نظام عالم درہم برہم ہو جاتا ہے۔ مگر باجود کائنات کے کثیر التعداد ہونے کے اس کے نظام کی وحدت اس بات کی ناقابل رد دلیل ہے کہ اس کا منتظم اعلیٰ واحد و یکتا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ سبحان الله عما یصفون

۴۷) عالم الغیب والشهادة ... الآیة

جس چیز کا علم لوگوں سے پوشیدہ ہے اور جس کا جاننا ان کے لئے ممکن ہے اللہ کے نزدیک سب برابر ہیں وہ غیب شہود، حاضر و غائب اور محسوس و غیر محسوس سب کا یکساں علم رکھتا ہے۔ اور سب اس کی نگاہ قدرت میں برابر ہیں۔ وہ علیم بذات الصدور ہے اور یعلم السر واخفی کا مصداق ہے اور وما یعزب عن علمه مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء اس کی شان ہے۔ سبحان من هو هكذا ولا هكذا غيره۔

آیات القرآن

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ
هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ
مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓى اِذَا

Presented by Ziaraat.Com

جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا
تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ
يُبْعَثُوْنَ ﴿١٠٠﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا
يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿١٠١﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ
خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ
خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾ اَلَمْ تَكُنْ
اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ
عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا
فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿١٠٧﴾ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿١٠٨﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ
عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ
الرّٰحِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ
مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿١١٠﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ
الْفَآئِزُوْنَ ﴿١١١﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا
يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿١١٣﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ
اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١١٤﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ
اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿١١٥﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ
الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿١١٦﴾ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ
فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿١١٧﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ
وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿١١٨﴾

Presented by Ziaraat.Com

ترجمۃ الآیات

(اے رسولؐ) آپ کہیے کہ اے میرے پروردگار اگر تو مجھے وہ عذاب دکھادے جس کی ان
لوگوں کو دھمکی دی جا رہی ہے (۹۳) تو اے میرے پروردگار! مجھے ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا
(۹۴) اور ہم اس عذاب کے آپ کو دکھانے پر قادر ہیں جس کی ان کو دھمکی دی جا رہی ہے (۹۵)
(اے رسولؐ) آپ برائی کو احسن طریقہ سے دفع کریں۔ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ (آپ کی
نسبت) بیان کرتے ہیں (۹۶) اور آپ کہئے! اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے
وسوسوں سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (۹۷) اور اے میرے پروردگار! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں
اس سے کہ وہ (شیطان) میرے پاس آئیں (۹۸) (کافروں کی یہی حالت رہتی ہے) یہاں
تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آ کھڑی ہوتی ہے تو (تب) کہتا ہے کہ اے
میرے پروردگار! مجھے (ایک بار) اسی دنیا میں واپس بھیج دے جسے میں چھوڑ آیا ہوں (۹۹)
تاکہ میں نیک عمل کرسکوں (ارشاد ہوگا) ہرگز نہیں! یہ محض ایک (فضول) بات ہے جو وہ کہہ رہا
ہے اور ان کے (مرنے کے) بعد برزخ کا زمانہ ہے ان کے (دوبارہ) اٹھائے جانے تک
(۱۰۰) پھر جب صور پھونکا جائے گا تو اس دن نہ تو ان کے درمیان رشتے ناطے رہیں گے اور نہ ہی
ایک دوسرے کو پوچھیں گے (۱۰۱) (ہاں البتہ) جن کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہی کامیاب
ہوں گے (۱۰۲) اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو یہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے
آپ کو نقصان پہنچایا (اور) وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے (۱۰۳) آگ ان کے چہروں کو جھلسا رہی
ہوگی اور ان کی شکلیں اس میں بگڑ گئی ہوں گی (۱۰۴) (ان سے کہا جائے گا) کیا تمہارے سامنے
ہماری آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں اور تم انہیں جھٹلاتے تھے؟ (۱۰۵) (وہ اس وقت) کہیں گے
اے ہمارے پروردگار! ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی۔ اور واقعی ہم گمراہ لوگ تھے (۱۰۶)
اے ہمارے پروردگار! (ایک بار) ہمیں اس سے نکال دے۔ پھر اگر ہم ایسا کریں تو بے شک
ہم سراسر ظالم ہوں گے (۱۰۷) ارشاد ہوگا اور مجھ سے کوئی بات نہ کرو (۱۰۸) (تمہیں یاد ہے)
کہ بے شک میرے بندوں میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو کہتا تھا۔ اے ہمارے پروردگار ہم
ایمان لائے ہیں! پس تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے (۱۰۹) تو

Presented by Ziaraat.Com

تم ان کا مذاق اڑاتے تھے یہاں تک کہ (گویا) انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان پر ہنستے تھے (۱۱۰) (دیکھو) آج میں نے انہیں ان کے صبر کی جزا دی ہے۔ وہی کامران ہیں (۱۱۱) ارشاد ہوگا تم کتنے برس تک زمین میں رہے ہو؟ وہ کہیں گے ایک دن یا ایک دن کا بھی کچھ حصہ۔ سو تو گننے والوں سے پوچھ لے (۱۱۳)۔ ارشاد ہوگا تم نہیں رہے۔ مگر تھوڑا عرصہ کاش تم نے یہ بات سمجھی ہوتی (۱۱۴) کیا تمہارا یہ خیال تھا کہ ہم نے تمہیں بلا مقصد پیدا کیا ہے اور تم نے کبھی ہماری طرف پلٹ کر نہیں آنا ہے (۱۱۵) اللہ جو حقیقی بادشاہ ہے (ایسی بات سے) بلند برتر ہے اس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے۔ وہ عزت وعظمت والے عرش کا مالک ہے (۱۱۶) اور جو کوئی اللہ کے سوا کسی دوسرے (خود ساختہ) الہ (خدا) کو پکارتا ہے تو اس کے پاس اس کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے تو اس کا حساب و کتاب پروردگار کے پاس ہے۔ اور جو کافر ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پائیں گے (۱۱۷) اور (اے رسولؐ) آپ کہئے! اے میرے پروردگار! تو بخش دے اور رحم فرما۔ اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے (۱۱۸)

تشریح الالفاظ

۱...... ھمزات۔ ھمزہ کی جمع ہے جس کے معنی وسوسہ کے ہیں۔

۲...... ورا۔ اضداد میں سے ہے جو قبل اور بعد دونوں کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

۳...... برزخ۔ دو چیزیں کے درمیان والی چیز کو برزخ کہا جاتا ہے یہاں وہ زمانہ مراد ہے جو موت والے دن اور جو آخرت کے درمیان واقع ہے۔

۴... تلفح۔ تلفح کی معنی جھلسنے کے ہیں۔

۵...... کالحون۔ کلح کے معنی ہیں ہونٹوں کا اس طرح سکڑ جانا کہ دانت نکل آئیں اور مراد شکل کا بگڑ جانا۔

۶...... اخساء۔ کے معنی ہیں دھتکارنا۔ دفع ہو جا۔

۷...... عبث کے معنی ہیں بلا مقصد اور بے کار کام کرنا۔

۸...... یفلح۔ کے معنی ہیں فلاح پانا یعنی اپنے مقصد میں کامیاب وکامران ہونا۔

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۴۸۔ قل رب اما ترینی ۔۔۔ الآیۃ

اس آیت کی شان نزول

چونکہ پیغمبر اسلامؐ کفار قریش کو ڈراتے دھمکاتے تھے کہ اگر وہ انکار اور تکذیب سے باز نہ آئے تو خدا ان پر عذاب نازل کرے گا۔ تو وہ اس بات کا تمسخر اڑاتے تھے تو خداوند عالم آنحضرتؐ کو تسلی دے رہا ہے کہ ہم وہ عذاب نازل کر کے ان کا ستیاناس کرنے پر قادر ہیں۔ مگر خاص مصلحت کے تحت انہیں مہلت دے رہے ہیں اور ساتھ یہ بھی حکم دے رہا ہے کہ آپ اس عذاب سے خدا کی پناہ مانگیں۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کو کوئی خطرہ تھا کہ وہ عذاب آپ کو بھی لپیٹ میں نہ لے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ آپ اپنی عصمت وطہارت کی وجہ سے اس سے مامون ومحفوظ ہیں۔ بلکہ اس عذاب کی شدت سے کفار ومشرکین کو ڈرانا دھمکانا مقصود ہے کہ عذاب چیز ہی ایسی ہے کہ اس سے ڈرنا چاہیے اور برے ماحول ومعاشرہ میں رہنے والے نیک لوگوں کو بھی پناہ مانگنی چاہیے کہ برے لوگوں کے ساتھ وہ بھی کہیں اس کی لپیٹ میں نہ آجائیں۔ یہ عذاب کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ احمق منکروں اور بدکاروں کی طرح اس کا مطالبہ کیا جائے (تفسیر کاشف)

۴۹۔ ادفع بالتی ھی احسن ۔۔۔ الآیۃ

دفاع احسن کا حکم اور اس کا مفہوم؟

پیغمبر اسلامؐ جن کا مودب خود خدائے ذوالجلال ہے کہ وہ اپنے حبیب مکرم کو درس اخلاق دے رہا ہے کہ دشمن کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے مطلب یہ ہے کہ اگر وہ شرک آمیز بات کرے تو آپ اس کے بالمقابل دلیل وبرہان سے اس کا ابطال کریں۔ اور اگر وہ دور کرنے والی بات کرے تو آپ پند ونصیحت کر کے اسے قریب لانے کی کوشش کریں۔ الغرض اس قسم کی ہرزہ سرائی کا جواب اخلاق ومروت سے دیں اور کسی حالت میں بھی میانہ روی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دشمن کی ہر قسم کی ایذا رسانی پر صبر ہی سے کام لیا جائے اور کبھی ہاتھ کو حرکت نہ دی جائے؟ یہ بات پیغمبر اسلامؐ کی مدنی زندگی پر صادق نہیں آتی۔ اس لئے محققین کی تحقیق یہ ہے کہ حالات وکوائف کے مطابق دانشمندانہ کام واقدام کا نام دفاع احسن ہے! یعنی اگر آدمی کمزور اور دشمن طاقتور ہو تو یہاں صبر وضبط کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ علاج بالمثل اپنانے سے نقصان وزیاں کا اندیشہ

Presented by Ziaraat.Com

ہے۔جیسا کہ پیغمبر اکرمؐ نے اپنی مکی زندگی میں ایسے صبر وضبط کا مظاہرہ کیا تھا۔اور اگر طاقت وقوت ہو اور حالات بھی اس کے استعمال کی اجازت دیں تو پھر قوت کا مظاہرہ کرکے ظلم و جور کو ہاتھ سے روکنا بھی دفاع احسن میں داخل ہے۔جیسا کہ آنحضرتؐ نے اپنی مدنی زندگی میں اس کا مظاہرہ فرمایا ہے کیونکہ ایسے موقع پر صبر وسکوت کرنا مخالف کو اور زیادہ جری وجسور بنانے کا باعث بنتا ہے۔حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ الوفاء لا هل الغدر غدر والغدر باهل الغدر وفاء۔ بدعہد سے وفا کرنا بدعہدی ہے اور بدعہد سے بدعہدی کرنا وفا ہے۔(ایضاً)

خلاصہ یہ ہے کہ موقع ومحل کی مناسبت سے کوئی شریفانہ وحکیمانہ اقدام کرنا دفاع احسن کہلاتا ہے۔

و بعض الحلم عند الجهل للذلة اذعان
وفی الشر نجات حين لا ينجيك احسان

۵۰۔ وقل رب اعوذ... الآیة

شیطان اور اس کے وسوسوں سے پناہ مانگنے کی حکمت

چونکہ سابقہ آیات میں خدائے علیم وحکیم نے بظاہر اپنے حبیب مکرم کو خطاب کرکے اور درحقیقت تمام غلامان مصطفیٰ کو صبر وضبط اور عفو وصفح کی مقدس تعلیم دی ہے مگر شیاطین وہ خواہ جنی ہوں اور خواہ انسی ان کا کام ہی دشمن کے مقابلہ میں جوش دلا کر سخت کلامی پر اکسانا ہوتا ہے۔تاکہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جائے۔اس لئے اس آیت شریفہ میں شیاطین کی ان تحریکوں اور قلبی وسوسوں سے پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آئمہ اہلبیتؑ سے مروی ہے کہ صبح وشام یعنی طلوع آفتاب اور اس کے غروب سے پہلے دس بار یہ دعا پڑھی جائے اعوذ بالله السميع العليم من همزات الشياطين و اعوذ بالله رب ان يحضرون۔

۵۱۔ قال رب ارجعون... الآیة

مرتے وقت کفار ومجرمین کی حالت

کفار ومشرکین ومکذبین وہ اتنی غفلت شعاری کی حالت میں پڑے رہے ہیں کہ ان کی آنکھیں ہر غافل اور مقصر انسان کی طرح اس وقت کھلتی ہیں جب ان تک فرشتہ اجل پہنچ جاتا ہے اور موت سر پر آ کھڑی ہوتی ہے تو اب داد وفریاد کرتا ہے کہ اے میرے پروردگار! ایک بار مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں نیک عمل کرسکوں۔

Presented by Ziaraat.Com

ارشادقدرت ”کلا“ ہرگز اب ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ محض ایک (فضول) بات ہے جو یہ کہہ رہا ہے کفار ومشرکین اور مجرمین کی اس خواہش کا قرآن مجید میں کئی جگہ تذکرہ موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کی سرحد میں داخل ہوتے ہی آدمی کو اچھے یا برے انجام کا پتہ چل جاتا ہے۔ (تفسیر تبیان) ایسی ہی ایک درخواست اوراس کے جواب کا تذکرہ سورہ انعام آیت ۲۸ اور ۲۹ میں موجود ہے۔ **قالو ! ایلیتنا نرد**۔ اے کاش! کہ ہم دنیا میں دوبارہ لوٹائے جاتے۔ ارشاد ہوتا ہے **ولو ردوا العادوالما لهو اعنه**۔ اور اگر (بالفرض) یہ لوٹا بھی دیئے جائیں تو پھر بھی وہی کام کریں گے جن سے ان کو روکا گیا ہے۔

ایضاح:۔ یہاں ایک چیز قابل غور ہے کہ رب ارجعون میں جب خطاب خداوند عالم کو ہے اور وہ واحد ویکتا ہے تو یہاں صیغۂ جمع کیوں لایا گیا ہے؟ بعض نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ تعظیم کے طور پر ہے مگر یہ جواب درست نہیں ہے۔ کیونکہ خدا کے لئے جمع کے صیغے کا استعمال نہیں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء ومرسلین اور آئمہ طاہرین اپنی دعاؤں میں ہمیشہ خدا کے لئے واحد کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ جیسے **رب اغفرلی رب زدنی علماً رب هب لی من لدنك وليا** اور **الحقنی بالصالحين**۔ وغیرہ اور بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ یہ **ارجعنی ارجعنی** کے تکرار کا مفہوم ادا کرتا ہے اور بعض نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ رب کا خطاب تو خداوند عالم سے ہے اور ارجعون کا خطاب ان فرشتوں سے ہے جو اس کی روح قبض کر کے لے جا رہے ہوں گے۔ یعنی گھبرا کر اللہ کو پکارے گا اے اللہ پھر فرشتوں سے کہئے گا۔ ارجعون مجھے واپس لوٹا دو۔ واللہ العالم

۵۲۔ **ومن ورائهم برزخ۔۔۔ الآية**

عالم برزخ کا اجمالی تذکرہ

دو چیزوں کے درمیان والی چیز (آڑ) کو برزخ کہا جاتا ہے ادھر عالم دنیا ادھر عالم آخرت اور درمیان والے زمانہ کو برزخ کہا جاتا ہے جو موت سے شروع ہوتا ہے اور قیامت کی آمد پر ختم ہوتا ہے اور اس میں آدمی پر کیا گزرتی ہے وہ کس حال میں رہتا ہے؟ آرام میں رہتا ہے یا الم میں یا رنج وراحت سے غافل ہو کر سو یا ہوا ہے۔ اور قیامت کی آمد پر جاگے گا؟ ان امور کی تفصیلات ہم نے اپنی کتاب احسن الفوائد فی شرح العقائد کے سترہویں باب میں درج کردی ہیں۔ جو اسی عالم برزخ سے متعلق ہے تفصیلات کے خواہشمند حضرات اسی کتاب کے اسی باب کا مطالعہ فرمائیں۔ اس کا خلاصہ یہی ہے جو مومن کامل میں ان کی روحیں آرام وراحت میں ہوں گی اور جو کافر ومشرک میں ان کی روحیں تکلیف میں وقت گزاریں گی اور جو بین بین میں وہ سوئے ہوئے ہیں انہیں نہ

Presented by Ziaraat.Com

کوئی راحت اور نہ رنج۔ ہاں البتہ آئمہ اہلبیتؑ نے عالم برزخ سے اپنے نام لیواؤں کو بہت ڈرایا ہے اور اس کے لئے تیاری کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ کیونکہ انبیاء و آئمہ کی شفاعت قیامت کے دن ہوگی۔ انشاءاللہ

۵۳۔ فاذا نفخ فی الصور... الآیۃ

قیامت کے دن تمام رشتے ناطے ختم ہوجائیں گے

ارشاد قدرت ہے کہ نفخ صور کے بعد قیامت میں اس طرح نفسی نفسی کا عالم ہوگا کہ سب رشتے ناطے ختم ہوجائیں گے کہ کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ بلکہ حالت یہ ہوگی کہ یفر المرأ من اخیه و امه وابیه و صاحبته و بنیه۔ (عبس۔ ۳۴۔۳۶)

آدمی بھائی سے، اپنی ماں، اپنے باپ سے اور اپنے بیوی بچوں سے بھاگتا ہوگا اور نہ ہی آپس میں ان میں کوئی احوال پرسی اور پوچھ گچھ ہوگی۔

ایک ایراد اور اس کا جواب

قرآن مجید میں یہاں تو وارد ہے کہ ولا یتسائلون کہ وہ ایک دوسرے سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کریں گے مگر دوسری جگہ وارد ہے کہ واقبل بعضھم علی بعض یتسائلون۔ (صافات۔ ۲۷) کہ وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر پوچھ گچھ کریں گے تو اس اختلاف کا حل کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ قیامت کا دن بڑا طویل و عریض ہوگا۔ لہٰذا ان آیتوں میں مختلف اوقات میں مختلف حالات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کہ جب ایک دم صور کی قیامت خیز آواز بلند ہوگی۔ اور زلزلہ قیامت شروع ہوجائے گا۔ تو لوگ اس قدر حیران و پریشان ہوجائیں گے کہ سوال و جواب کی تاب نہ ہوگی۔ اور جب کچھ وقت گزر جائے گا۔ اور لوگ جب اپنے آپ میں آجائیں گے تو پھر باہم سوال و جواب کریں گے۔

افادہ:۔

علم اصول کا ایک قاعدہ ہے کہ مامن عام الا وقد خص کہ ہر عام قابل تخصیص ہوتا ہے بعض ظاہر بین تو اس آیت کو پڑھ کر فوراً فتوی جاری کردیتے ہیں کہ قیامت کے دن سب رشتے داریاں اور قرابتداریاں ختم ہوجائیں گی لہٰذا کوئی خونی رشتہ کسی کو کوئی فائدہ نہ دے گا۔ مگر جس پیغمبر اسلامؐ کے قلب مقدس پر قرآن اترا ہے اور جو ساری کائنات سے بڑھ کر اس کا مفہوم سمجھتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ کل حسب ونسب منقطع الا

Presented by Ziaraat.Com

حسبی ونسبی۔ کہ قیامت کے دن سب رشتے ناطے ختم ہوجائیں گے سوائے میرے حسب ونسب کے کہ وہ ختم نہیں ہوگا (مجمع البیان وتفسیر صافی وغیرہ)

۵۴۔ فمن ثقلت موازینه ... الآية

میزان کے بھاری اور ہلکا ہونے کا اجمالی تذکرہ

ہم قبل ازیں سورہ اعراف کی آیت ۸ والوزن یومئذ الحق الآية۔ کی تفسیر میں تفصیلاً اور سورہ انبیاء کی آیت ۴۷۔ ونضع الموازین القسط لیوم القیامة الآية۔ کی تفسیر میں اجمالاً میزان کی حقیقت اور قیامت کے دن اعمال نیک وبد کے تولے جانے کی نوعیت وکیفیت پر تبصرہ کر چکے ہیں۔ یہاں اس کے اعادہ وتکرار کی ضرورت نہیں ہے۔ سورہ اعراف کی آیت ۸ کی تفسیر کی طرف رجوع کریں اور مزید اطمینان قلب کی خاطر ہماری علم الکلام والی ضخیم کتاب احسن الفوائد کے اٹھائیسویں باب کا مطالعہ کریں۔

۵۵۔ الم تکن آیاتی تتلی علیکم ... الآية

خدا اور جہنمیوں کا یہ مقالمہ اپنے معنی ومفہوم کے اعتبار سے چونکہ بالکل واضح وعیاں ہے اس کا مطلب سمجھنے کے لئے یہی کافی ہے۔ اس لئے اس کی تفسیر وتشریح سے عنان بیان کو روکا جاتا ہے۔

۵۶۔ حتی انسوکم ذکری ... الآية

اس جملہ کا لفظی ترجمہ تو یہ ہے کہ اس نیک گروہ نے (جس کا ذکر خیر کیا جارہا ہے) تمہیں (اے کافرو) میری یاد بھلا دی۔ اور یہ بات غلط ہے وہ گروہ تو خود بھی یاد خدا کرنے والا تھا اور دوسروں کو یاد الٰہی پر آمادہ کرنے والا۔ تو وہ کس طرح ان کو خدا کی یاد بھلا سکتا ہے؟ تو اس کا حل یہ ہے کہ یہاں اس گروہ کی طرف ''انسا'' (بھلانے) کی نسبت مجازی ہے۔ یعنی تم ان کا مذاق اڑانے میں مشغول رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اس شغل نے تمہیں مری یاد بھلا دی۔ لہٰذا وہ اپنے صبر کا صلہ پا کر آج کامیاب وبامراد ہوگئے اور تم کفر کرکے اور نیک لوگوں کا مذاق اڑا کے اور یاد خدا سے غفلت کرکے نامراد وناشاد رہ گئے۔ مخفی نہ رہے کہ اس قسم کا سوال وجواب سورہ انبیاء کی آیت ۱۲ سے ۱۵ تک بھی گزر چکا ہے۔ فراجع۔

۵۷۔ قال کم لبثتم فی الارض ... الآية

خداوند عالم کفار ومشرکین اور مجرمین سے پوچھے گا کہ تم دنیا اور برزخ میں کتنے برس رہے ہو؟ اس سوال کے مختلف مقامات پر مختلف جوابات مذکور ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۔ کہیں دس دن۔(طہ۔۱۰۸)

۲۔ کہیں ایک دن۔(طٰہ۔۱۰۹)

۳۔ اور کہیں ایک دن کا بھی کچھ حصہ۔جیسے یہاں مذکور ہے۔

۴۔ اور کہیں ایک دن کے چند گھنٹے مذکور ہیں۔

اور یہ سب اختلاف ان لوگوں کی حواس باختگی اور دہشت زدگی کی وجہ سے ہوگا۔یہ اس حقیقت کا اظہار ہے کہ دور کائنات میں وقفہ حیات عنصری انسان کا کتنا مختصر ہے پھر بھی وہ اسے اہمیت دیتا ہے اور آخرت کے دور حیات ابدی کی فکر نہیں کرتا۔(فصل الخطاب)

۵۸۔ افحسبتم انما خلقنکم عبثاً۔۔۔الآیة

انسان کو عبث پیدا نہیں کیا گیا ہے

اگرچہ حسب ظاہر یہ خطاب قیامت اور حیات بعد الموت کے منکرین سے ہے مگر درحقیقت گنہگار اور بدکار انسان سے ہے۔خواہ سرے سے قیامت کا انکار کرے یا زبانی اقرار تو کرے مگر اس کے شدائد سے بچنے کے کوئی تدبیر نہ کرے۔بھلا جب کوئی معمولی عقل وخرد رکھنے والا انسان کوئی عبث و بے کار کام نہیں کرتا تو کیا خالق عقل وعقلاء پروردگار نے انسان جیسی اشرف المخلوقات ہستی کو بلا مقصد پیدا کیا ہے؟ ع

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

مخفی نہ رہے کہ اس مضمون کی کئی آیات مع تفسیر قبل ازیں گزر چکی ہیں۔

۵۹۔ ومن یدع مع اللہ۔۔۔الآیة

مشرکین کے پاس اپنے شرک پر کوئی دلیل نہیں ہے

جو شخص بھی کسی چیز کو خدا کا شریک ٹھہراتا ہے اس کے پاس اس دعویٰ کی صداقت پر کوئی دلیل و برہان نہیں ہے اور بھلا شرک پر کیا دلیل ہوگی؟ بلکہ انفس وافاق کی سب آیات اس کے اس بنیادی دعویٰ کی نفی پر دلالت کرتی ہیں۔اور بتاتی ہیں کہ کائنات ارضی وسماوی کا خالق و مالک اور رب پالک واحد و یکتا ہے کوئی بھی مخلوق اس کی ذات، صفات، افعال اور عبادت میں اس کی شریک نہیں ہے۔

و فی کل شئی له آیة

تدل علی انه واحد

Presented by Ziaraat.Com

ہر گیا ہے کہ از زمین روید
وحد لاشریک لہ گوید

اور جو واضح حقیقت کا انکار کرتا ہے اور اسے نہیں سمجھ سکتا وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس سے کوئی بحث و تمحیص کی جائے۔ بس اس کا معاملہ خدا کے سپرد کر دینا چاہیے۔ فانما حسابہ عند ربہ۔

۶۰۔ انہ لا یفلح الکافرون... الآیۃ

جو کافر ہیں وہ کبھی فوز و فلاح نہیں پائیں گے

اس سورہ مبارکہ کا آغاز قد افلح المومنون یعنی مومنوں کے فلاح پانے سے ہوا تھا۔ اور اختتام قریباً لا یفلح الکافرون پر ہو رہا ہے۔ کہ کافر فلاح نہیں پائیں گے۔ اس طرح گویا مثبت اور منفی پہلوؤں کو سامنے رکھ کر اصل موضوع کی تکمیل کی گئی ہے کہ فلاح کونین اہل ایمان کا مقدر ہے اور کافر اس سعادت سے محروم ہیں اور آخر کلام میں پیغمبر اسلامؐ کو خطاب کرکے دراصل ان کے ساتھ جملہ اہل ایمان کو دعائے مغفرت و رحمت کرنے کی تلقین کی گئی ہے تاکہ اگر ان کا کوئی تمسخر اڑائے تو اس کا بھی وہی انجام ہو۔ جو اس قسم کے لوگوں کا ابھی اوپر آیت ۱۱۰ میں بیان ہو چکا ہے۔ اور خداوند عالم دعائے مغفرت و رحمت مانگنے والوں کو ان کے صبر کے عوض جنت الفردوس کی جاگیر عطا کرکے انہیں کامران اور فائز المرام فرمائے۔

اللھم اغفر وارحم وانت خیر الراحمین

آج بتاریخ ۲۴ اگست ۲۰۰۲ بمطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ بروز ہفتہ بوقت آٹھ بجے شب سورہ المومنین کی تفسیر اور ترجمہ وتشریح بخیر وخوبی مکمل ہوئی۔ والحمدللہ اولاً وآخراً

Presented by Ziaraat.Com

سورۃ النور کا مختصر تعارف

وجہ تسمیہ:

اس سورہ کا یہ نام اسی سورہ کی آیت ۳۵ اللہ نور السموات والارض الآیۃ۔ کی بناء پر رکھا گیا ہے۔ بعض اخبار و آثار کے مطابق خصوصی طور پر لڑکیوں کو یہ سورہ پڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

عہد نزول:

اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ یہ سورہ غزوہ بنی المصطلق کے بعد نازل ہوئی جس میں واقعہ افک پیش آیا۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ غزوہ کب ہوا؟ اور یہ کہ آیا یہ غزوہ احزاب سے پہلے ہوا یا اس کے بعد؟ مشہور یہ ہے کہ یہ غزوہ، غزوہ احزاب یعنی غزوہ خندق کے بعد ۶ ھ میں واقع ہوا۔ جبکہ غزوہ خندق ۵ ھ میں پیش آیا۔

بنابریں پردہ کے احکام ان دونوں سورتوں (احزاب اور نور) میں مذکور ہیں ان کی ترتیب یوں ہوگی کہ ان کا آغاز سورہ احزاب سے ہوا۔ اور واقعہ افک سے پہلے پردہ کا حکم آچکا تھا۔ اور ان احکام کی تکمیل سورہ نور میں ہوئی۔ سورۃ نور مدنی ہے اس کی ۶۴ آیتیں اور نو (۹) رکوع ہیں۔ واللہ العالم

اس سورہ کے مضامین کی اجمالی فہرست

۱...... اس کا زیادہ تر حصہ خانگی زندگی کو خوشگوار بنانے کے احکامات وہدایات پر مشتمل ہے۔
۲...... زناکاری کی سخت حرمت بیان کرنے کے ساتھ اس کی شرعی حد کا بیان۔
۳...... قذف یعنی کسی پاکدامن عورت پر تہمت زنا لگانے کی حرمت اور اس کی شرعی حد کا بیان۔
۴...... ثبوت زنا کے لئے چار عادل اور عینی گواہوں کی ضرورت۔
۵...... لعان یعنی گواہوں کے بغیر شوہر کی طرف سے اپنی بیوی پر تہمت زنا لگانے کے احکام۔
۶...... واقعہ افک کا تذکرہ اور اس کی تردید اور ایسی بے بنیاد خبر کو نشر کرنے والوں کی سخت مذمت۔
۷...... اجازت کے بغیر لوگوں کے گھروں میں داخل ہونے کی ممانعت۔
۸...... عقد بیوگان اور کنیزوں اور غلاموں کے عقد نکاح کی تاکید مزید۔
۹...... سلام کرنے کا حکم۔
۱۰...... پردہ کے مکمل احکام اور اجنبی مردوں وعورتوں کو ایک دوسرے پر نگاہ کرنے کی مناہی۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۱......عقد نکاح کرنے کا حکم۔

۱۲......غلام اور کنیز سے مکاتبہ کرنے کا حکم۔

۱۳......ایمان وکفر کی تمثیل

۱۴......کافروں کے اعمال کے بےکار ہونے کا تذکرہ۔

۱۵......مومنین صالحین سے اقتدار کا وعدہ یعنی آیت استخلاف اور اس کی تفسیر۔

۱۶......تجارتی کاروبار کرنے کا حکیمانہ حکم۔

۱۷......زیادہ بوڑھی عورتوں کو برقع اتارنے کی اجازت۔

۱۸......منافقین کی مذمت اور دوغلی پالیسی اختیار کرنے کی ممانعت۔

۱۹......پیغمبر اسلامؐ کی خصوصی اطاعت اور خصوصی احترام کا تاکیدی حکم۔

۲۰......اہل ایمان کی شان۔

۲۱......ہر ذی حیات کی پانی سے خلقت کا تذکرہ۔

۲۲......اندھوں اور لولے لنگڑوں۔ الغرض معذوروں کو کسی نہ کسی کے ہاں بلا اجازت کھانے کی اجازت۔

۲۳......حضرت رسول خداؐ کی ازواج کو باوقار طریقے سے گھروں میں بیٹھنے کا حکم۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کرنے کے فضائل

۱......حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا عورتوں کو بالائی منزلوں میں نہ ٹھہراؤ۔ انہیں کتابت نہ سکھاؤ۔ اور انہیں چرخا کاتنا اور سورہ نور کی تعلیم دو۔ (مجمع البیان)۔

۲......حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا سورہ نور کی تلاوت سے اپنے مالوں اور شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ نیز اپنی عورتوں کی بھی۔ کیونکہ جو شخص ہر رات یا ہر دن سورہ نور کی تلاوت پر مداومت کرتا ہے تو جب تک وہ زندہ ہے اس کے اہل خانہ سے کوئی زنا نہیں کرے گا اور جب مرے گا تو اس کی قبر میں داخل ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کی مشایعت کریں گے۔ اور اس کے لئے دعا و استغفار کریں گے۔ (مجمع البیان)

Presented by Ziaraat.Com

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ سُوۡرَةٌ اَنۡزَلۡنٰهَا وَفَرَضۡنٰهَا وَاَنۡزَلۡنَا فِيۡهَاۤ
اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ١ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىۡ فَاجۡلِدُوۡا كُلَّ
وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا مِائَةَ جَلۡدَةٍ‌ۖ وَّلَا تَاۡخُذۡكُمۡ بِهِمَا رَاۡفَةٌ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اِنۡ
كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ۚ وَلۡيَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ
مِّنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ٢ اَلزَّانِىۡ لَا يَنۡكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوۡ مُشۡرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ
لَا يَنۡكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوۡ مُشۡرِكٌ‌ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ٣
وَالَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ ثُمَّ لَمۡ يَاۡتُوۡا بِاَرۡبَعَةِ شُهَدَآءَ
فَاجۡلِدُوۡهُمۡ ثَمٰنِيۡنَ جَلۡدَةً وَّلَا تَقۡبَلُوۡا لَهُمۡ شَهَادَةً اَبَدًا‌ۚ وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۙ ٤ اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ وَاَصۡلَحُوۡا‌ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ٥ وَالَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهُمۡ شُهَدَآءُ
اِلَّاۤ اَنۡفُسُهُمۡ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمۡ اَرۡبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ‌ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ
الصّٰدِقِيۡنَ ٦ وَالۡخَامِسَةُ اَنَّ لَعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ اِنۡ كَانَ مِنَ
الۡكٰذِبِيۡنَ ٧ وَيَدۡرَؤُا عَنۡهَا الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ‌ۙ
اِنَّهٗ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ ۙ ٨ وَالۡخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيۡهَاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ
الصّٰدِقِيۡنَ ٩ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ
حَكِيۡمٌ ١٠

Presented by Ziaraat.Com

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے یہ ایک سورہ ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے اور ہم نے (ہی) اس (کے احکام) کو فرض کیا ہے۔ اور ہم نے ہی اس میں کھلی ہوئی آیتیں نازل کی ہیں۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (۱) زنا کار عورت اور زنا کار مرد ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑے لگاؤ۔ اور اللہ کے دین کے معاملہ میں تمہیں ان پر ترس نہ آئے۔ اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان دونوں کو سزا دیتے وقت اہل ایمان کی ایک جماعت کو موجود ہونا چاہیے (۲) زنا کار مرد نکاح نہیں کرتا مگر زنا کار عورت یا مشرک عورت کے ساتھ اور زنا کار عورت نکاح نہیں کرتی مگر زنا کار مرد یا مشرک مرد کے ساتھ اور یہ (زنا) اہل ایمان پر حرام قرار دے دیا گیا ہے (۳) اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور پھر چار گواہ پیش نہ کریں تو انہیں اسی (۸۰) کوڑے لگاؤ اور کبھی ان کی کوئی گواہی قبول نہ کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں (۴) سوائے ان کے جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور (اپنی) اصلاح کر لیں۔ تو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۵) اور جو (خاوند) اپنی بیویوں پر تہمت (زنا) لگائیں اور (ثبوت کے لئے) ان کے پاس خود ان کے سوا کوئی گواہ نہ ہو تو ان میں سے کسی کی گواہی اس طرح معتبر ہوگی کہ وہ چار مرتبہ خدا کی قسم کھائے کہ وہ (اپنے دعویٰ میں) سچا ہے (٦) اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ (اپنے دعویٰ) میں جھوٹا ہے (۷) اور اس عورت سے یہ صورت شرعی حد کو ٹال سکتی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے (۸) اور پانچویں بار یوں قسم کھائے کہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ (مرد) سچا ہے (۹)۔ اگر اللہ کا فضل و کرم اور اس کا رحم نہ ہوتا اور یہ (بات نہ ہوتی) کہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بڑا حکمت والا ہے (تو اس الزام تراشی کا انجام بڑا دردناک ہوتا) (۱۰)

تشریح الالفاظ

۱......سورہ: کے کئی معنی ہیں مرتبہ، اونچی عمارت، کتاب کا مستقل قطعہ، قرآن کا حصہ وغیرہ۔

Presented by Ziaraat.Com

۲......فرض: کے معنی واجب ہیں۔

۳......جلد: کے معنی ہیں کوڑے لگانا اور درے مارنا۔

۴......رأفت: کے معنی ہیں رحمدلی۔

۵ ...... یرمون: یہاں سے مراد پاکدامن عورتوں پر تہمت زنا لگانا مراد ہے جسے اصطلاح شریعت میں قذف کہا جاتا ہے۔

۶......درا،یدرا: کے معنی ٹالنے اور دور کرنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۱) سورۃ انزلناھا...الآیۃ

سورہ کا اصطلاحی مفہوم

ابھی تشریح الالفاظ میں سورہ کے معنی بیان کئے جا چکے ہیں اور مسلمانوں کی اصطلاح میں چند آیتوں کے مجموعہ کو سورہ جبکہ اس کے اجزاء کو آیات کہا جاتا ہے واضح رہے کہ اس سورہ کی ابتداء میں خدائے علیم وحکیم نے جمع متکلم کے صیغے استعمال کر کے یہ سورہ ہم نے نازل کیا ہے اور اس میں جو احکام ہیں وہ ہم نے فرض کئے ہیں۔ جس رعب و دبدبہ اور جس جلالت وعظمت کا اظہار کیا ہے وہ ذوق سلیم رکھنے والوں پر مخفی و مستور نہیں ہے۔

بناء بریں اس میں بیان کردہ اوامر واحکام کی بجا آوری بندوں کی مشیت پر منحصر نہیں ہے کہ جس کا جی چاہے وہ ان پر عمل کرے۔نہیں بلکہ یہ چونکہ احکم الحاکمین کے نازل کردہ احکام ہیں اس لئے بہرحال ان کی تکمیل کرنا پڑے گی۔ نیز اس میں دی گئی ہدایات واضح ہیں جن میں کوئی اجمال نہیں ہے لہٰذا نہ سمجھنے کی وجہ سے عمل نہ کر سکنے کے عذر کا کوئی جواز نہیں ہے۔

نیز مخفی نہ رہے کہ یہاں سب صیغے ماضی کے استعمال کئے گئے ہیں جیسے انزلناھا۔ فرضناھا وغیرہ۔تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ واقعہ پہلے وقوع پذیر ہو چکا ہے جس کی اب یہاں خبر دی جارہی ہے۔ بلکہ اس سے حال مراد ہے کہ اس سورہ کا نزول بھی اب ہو رہا ہے اور اس میں درج شدہ احکام بھی اب فرض ہو رہے ہیں۔جن کا اعلان کیا جارہا ہے۔ جیسے عقد نکاح اور بیع وشراء میں سب صیغے ماضی کے ہوتے ہیں۔انکحت، و قبلت اور بعت واشتریت کہ صیغے ماضی کے ہیں۔مگر مراد حال ہے کہ اب اور اس وقت نکاح کیا جارہا ہے اور

Presented by Ziaraat.Com

اب خرید وفروخت کی جارہی ہے۔

۲) الزانیة والزانی فاجلدوا... الآیة

زنا کاری کی تباہ کاریاں

زنا کاری کی حرمت مغلظہ اوراس جرم شنیع کی تمدنی ومعاشرتی تباہ کاریوں پر قبل ازیں سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۳۲ ولا تقربوا الزنی انه کان فاحشة وساء سبیلا۔ کی تفسیر میں مفصل گفتگو کر چکے ہیں۔ لہٰذا اسی مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔ یہاں اعادہ وتکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

اس آیت میں بیان کردہ سزا غیر محصن زانی اور زانیہ کی ہے

زنا کار عورت ہو یا مرد ان دونوں کو سو کوڑے لگاؤ۔ اگر چہ یہ خطاب حاکم شرع یعنی امام یا نائب امام کو ہے اور بظاہر اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ زانی وزانیہ محصن ہوں یا غیر محصن۔ سب کو سو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ مگر تمام امت مسلمہ کا اجماع واتفاق ہے کہ یہ سزا اس زانی اور زانیہ کی ہے جو محصن یا محصنہ نہ ہو۔ یعنی کنوارے ہوں یا شوہر کی بیوی تک یا بیوی کی شوہر تک رسائی نہ ہو۔ اور اگر زانی وزانیہ محصن ہوں تو ان کی سزا سنگسار کرنا ہے۔

محصن اور محصنہ کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا ہے

واضح رہے کہ شرعی اصطلاح میں محصن اور محصنہ ان بالغ وعاقل اور آزاد مرد اور عورت کو کہا جاتا ہے جو اس طرح رشتہ ازدواج میں منسلک ہوں کہ شب وروز اور صبح وشام جب چاہیں ایک دوسرے کے پاس آسکیں اور مقاربت کر سکیں۔ اور اگر ان میں کسی ایک شرط کا بھی فقدان ہو گیا تو پھر وہ محصن ومحصنہ نہیں رہیں گے اور زنا کرنے کی صورت میں انہیں کوڑے لگائے جاسکیں گے۔

اس سنگسار کرنے کا مدرک کیا ہے؟

امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر محصن ومحصنہ زنا کریں تو ان کی حد سنگسار کرنا ہے مگر اس میں قدرے اختلاف ہے کہ اس حد کا مدرک کیا ہے۔ اکثر کے نزدیک اس کا مدرک وہ احادیث متواترہ ہیں جو اس تفریق پر دلالت کرتی ہیں۔ اور خود پیغمبر اسلامؐ کا اپنا عمل بھی اس کا شاہد صادق ہے کہ انہوں نے اس آیت کے نزول کے بعد بھی کئی محصن ومحصنہ زانی وزانیہ کو سنگسار کرنے کی سزا دی اور اس بات پر بھی امت مسلمہ کا اتفاق ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ بے شک حدیث صحیح قرآن کی ناسخ نہیں ہوسکتی۔ اور اس سے کوئی قرآنی حکم منسوخ نہیں ہوسکتا۔ مگر وہ قرآنی عموم کی مخصص اور قرآنی اطلاق کی مقید ہوسکتی ہے اور اس بات کی صداقت معلوم کرنے کیلئے فریقین کی اصول فقہ کی کتابیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

اور بعض محدثین کے نزدیک اس بات کا مدرک وہ آیت رجم ہے جو بخاری و مسلم وغیرہ کتب میں جناب عمر کی زبانی مروی ہے کہا ان اللہ بعث محمداً بالحق و انزل علیہ الکتاب فکان فیما انزل آیۃ الرجم فقر اناھا و عقلنا ھا و وعینا ھا (البخاری۔ ج ۸، ص ۲۰۹، طبع ۱۳۷۷ مصر، المسلم قسم اول الجزء ثانی ۱۰۸، طبع ۱۳۴۸ھ) اور بخاری شریف کی دوسری روایت میں جناب عمر سے یوں مروی ہے۔ لولا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبت آیۃ الرجم بیدی (بخاری ج ۹، ص ۸۶ طبع مذکور)۔ ”اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا ہے تو میں اپنے ہاتھ سے اس میں آیت رجم لکھ دیتا“۔

یہی کوڑے یا رجم ہی وہ سبیل ہے جس کا تذکرہ سورہ نساء میں ہے

قبل ازیں سورہ نساء کی آیت ۱۵ واللاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم الآیۃ۔ کی تفسیر میں گزر چکا ہے کہ اوائل اسلام میں زانیہ کیلئے یہ سزا تھی کہ اسے گھر میں بند رکھو یہاں تک کہ شدت بھوک اور پیاس سے بلک بلک کر مر جائے۔ یا اللہ اس کے لئے کوئی اور راستہ نکالے۔ وہ راستہ یہ ہے کہ جو سورہ نور میں مذکور ہے کہ اگر زانیہ وزانی غیر محصن ہوں تو انہیں سو کوڑے لگائے جائیں۔ اور اگر محصن ہوں تو انہیں سنگسار کر دیا جائے۔ یہی بات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ (اصول کافی، تفسیر صافی)

باقی رہیں یہ تفصیلات کہ ثبوت زنا کا طریقہ کیا ہے؟ کوڑے لگانے اور سنگسار کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اور یہ کہ آیا کوڑے ننگے بدن پر لگائے جائیں یا کپڑوں کے اوپر سے؟ ان باتوں کی تفصیل معلوم کرنے کے خواہشمند حضرات فقہی کتابوں کے باب الحدود والتعزیرات کا مطالعہ فرمائیں۔ اور اس سلسلہ میں ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفر یہ کی دوسری جلد کا مطالعہ کرنا بھی بڑا مفید رہے گا۔ انشاء اللہ

۳) ولا تاخذ کم بھما رأفۃ... الآیۃ

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رحمدلی بڑی اچھی صفت ہے مگر جہاں لوگوں کے مال و جان اور عزت و ناموس کی حفاظت و نگہداشت کی خاطر شرعی حد جاری کرنا ہو اور ارحم الراحمین کے حکم کی تعمیل کرنا ہو وہاں کسی قسم کی

Presented by Ziaraat.Com

رحمدلی کا مظاہرہ کرنا اور شرعی حد کے جاری کرنے میں سہل انگیزی سے کام لینا مذموم ہے ممدوح نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بندگی نام ہی اس چیز کا ہے کہ بے کم و کاست خداوند عالم کے احکام کی تعمیل کی جائے۔ اگر ان میں سخت دلی سے زیادتی کی گئی اور کوئی کوڑا زیادہ مارا گیا یا رحمدلی کی وجہ سے کچھ کمی کی گئی تو اس بات کا انجام جہنم ہوگا۔ جیسا کہ بعض آثار میں وارد ہے (تفسیر کبیر)۔ لہٰذا خدا سے بڑا حاکم یا اس سے بڑا رحیم بننے کی کوشش کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی خدا کے مقرر کردہ حدود و تعزیرات میں کسی قسم کی کمی بیشی کے بارے میں غور و فکر کرنا جائز ہے خالق حکیم نے بقاء باہمی حفظ نظام امن عامۃ قائم رکھنے اور لوگوں کے مال و جان اور ان کی ناموس کی حفاظت کی خاطر جو عادلانہ و حکیمانہ حدود و تعزیرات مقرر کر دیئے ہیں ان میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ کا تصور کرنا بھی گناہ عظیم ہے ان سخت حدود و تعزیرات اور ان کے ثابت کرنے کے لئے بڑے سخت شرائط مقرر کرنے میں کیا کیا حکم و مصالح کارفرما ہیں۔ اس سلسلہ میں ہماری فقہی کتاب قوانین الشریعہ کی دوسری جلد کے باب الحدود والتعزیرات کا مطالعہ بڑا مفید ہے۔

۴) ولیشهد عذابهما ... الآیة

اس لئے فرمایا ہے کہ رحمدلی کا مظاہرہ کرنے کی بجائے اس شرعی حد کے اجراء کے موقع پر اہل ایمان کی ایک جماعت موجود رہنی چاہیے۔ تاکہ وہ یہ دردناک منظر دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور بچشم خود دیکھیں کہ لوگوں کی عزت و ناموس پر ڈاکہ ڈالنے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے اور پھر دوسرے لوگوں کو بھی یہ واقعہ ہائلہ بتائیں تاکہ وہ بھی اس سے درس عبرت حاصل کریں اور اس جرم شنیع کے ارتکاب سے باز رہیں۔

مخفی نہ رہے کہ بناء بر مشہور لفظ ''طائفہ'' کا اطلاق کم از کم تین افراد پر ہوتا ہے اور بعض آثار سے آشکار ہوتا ہے کہ اگر کم از کم ایک آدمی بھی تم میں سے موجود ہو تو کافی ہے۔ (تفسیر صافی)

۵) الزانی لا ینکح الا زانیة او مشركةً ... الآیة

اس آیت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

اس آیت کو قرآن مجید کی مشکل ترین آیات میں سے سمجھا جاتا ہے کیونکہ اگر اس جملہ کو جملہ خبریہ قرار دیا جائے کہ زانی مرد صرف زانیہ یا مشرکہ عورت سے نکاح کرتے رہتے ہیں اور زانیہ عورت صرف زانی یا مشرک مرد ہی سے نکاح کرتی رہتی ہے تو یہ خبر واقع کے خلاف ہے بلکہ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ ایک زناکار مرد عفیفہ اور پاکدامن عورت سے نکاح کر لیتا ہے۔ اور ایک زناکار عورت سے انتہائی عفیف اور شریف النفس مرد نکاح کر لیتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے اور اگر اسے یہ جملہ خبریہ بمعنی جملہ انشائیہ یعنی خبر کے عنوان سے اسے حکم قرار دیا جائے کہ زانی مرد نکاح نہ کرے مگر زانیہ یا مشرکہ سے اور زانیہ سے نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک تو مسلمانوں کا کوئی مذہب ومسلک اس کا قائل نہیں ہے کیونکہ زنا کار مرد ہو یا عورت وہ گنہگار اور فاسق ضرور ہیں مگر اسلام سے تو خارج نہیں ہیں اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ کسی مسلمان مرد کا مشرکہ عورت سے یا مسلمان عورت کا مشرک مرد سے عقد نکاح جائز نہیں ہے۔

بناء بریں یہ دشواری محسوس ہوتی ہے کہ اگر یہ دونوں باتیں صحیح نہیں ہیں تو پھر اس آیت کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر اس آیت کے سیاق وسباق اور اس سلسلہ میں وارد شدہ روایات کا گہری نگاہوں سے جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جو کچھ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے وہ نہ جملہ خبریہ ہے تاکہ اس میں بیان خبر کو خلاف واقع قرار دیا جائے اور نہ ہی جملہ انشائیہ حکمیہ ہے تاکہ اس حکم میں اشکال وگرانی محسوس ہو بلکہ اس میں صرف انسانی جبلت وفطرت کا احوال واقعی بیان کیا گیا ہے کہ بموجب:

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

مشاہدہ شاہد ہے کہ ہر شخص جس طبیعت اور جس روش ورفتار کا مالک ومختار ہو۔ وہ اپنا ساتھی اور ہم نشین بھی ویسا ہی تلاش کرتا ہے۔ چنانچہ عقلمند کسی شخص کی سیرت وکردار کو دیکھ کر اس کے ساتھی کی رفتار طبع کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ عرب کا ایک مشہور شاعر کہتا ہے کہ

عن المرء لا تسئل وانظر قرينه
فان القرين بالمقارن يقتدى

کسی شخص کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کرو۔ صرف اس کے ساتھی کو دیکھ لو کیونکہ ہر ساتھی اپنے ساتھی کی پیروی کرتا ہے۔ بناء بریں یہ صرف انسانی فطرت کی عکاسی وترجمانی ہے کہ عام طور پر زانی مرد اپنی جیسی زانیہ یا مشرکہ سے نکاح کرتا ہے۔ یا زانیہ عورت بھی عموماً زانی یا مشرک مرد میں رغبت کرتی ہے۔ لہٰذا یہ نہ کوئی خبر ہے اور نہ کوئی حکم اور یہ مفہوم بڑا واضح ہے جس میں کوئی ابہام واشکال نہیں ہے اور جن مفسرین نے اس سے حکم مراد لیا ہے وہ بھی صراحت کرتے ہیں کہ یہاں زانیہ عورتوں سے وہ مشہور بدکار عورتیں مراد ہیں جن کے دروازوں پر جھنڈے نصب تھے عام زانی وزانیہ مراد نہیں ہیں۔ واللہ العالم

۶) وحرم ذلك على... الآية

مذکورہ بالا بیان حقیقت ترجمان سے واضح وعیاں ہو گیا کہ یہ ذالک کا اشارہ اس عقد وازدواج اور نکاح

Presented by Ziaraat.Com

کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ زنا کی طرف اشارہ ہے کہ فعل شنیع اہل ایمان پر ''لاتقربوالزنا'' کہہ کر حرام قرار دے دیا گیا ہے۔لہٰذ وہ اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب نہیں کرتے کیونکہ وہ فحش کام ہے اور بُرا راستہ ہے۔

۷) والذین یرمون المحصنت... الآیة

{منجملہ گناہان کبیرہ ایک گناہ کبیرہ کسی پاکدامن عورت یا مرد پر تہمت زنا لگانا بھی ہے}

کسی پاکدامن عورت یا مرد پر زنا کاری کی تہمت لگانا معاشرتی اور اسلامی نقطہ نگاہ سے بدترین قسم کا گناہ کبیرہ ہے ارشاد قدرت ہے کہ ان الذین یرمون المحصنات المؤمنات الغافلات لعنوا فی الدنیا والآخرة ولهم عذاب عظیم۔(سورہ نور۔ ۲۳) جو لوگ پاکدامن اور مکروہات دنیا سے غافل اور ایماندار عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے بڑا سخت عذاب ہے مومن تو اس ستار العیوب خدا کا بندہ ہے کہ اگر وہ اتفاقاً کسی اہل ایمان مرد یا عورت کے کسی پوشیدہ گناہ پر اتفاقاً مطلع بھی ہو جائے تو اس پر پردہ ڈالتا ہے اور لوگوں میں اس کی نشر و اشاعت کر کے اہل ایمان کو ذلیل و رسوا نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ''ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لهم عذاب الیهم فی الدنیا و الآخرة۔ جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی کی باتوں کی اشاعت و تشہیر ہو۔ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے) تو جب ایک بندہ مومن کی یہ شان ہے کہ وہ کسی مومن یا مومنہ کے چشم دید گناہ کی تشہیر کرنا پسند نہیں کرتا اور نہ ہی شریعت اس کی اجازت دیتی ہے تو وہ یہ بات کس طرح گوارا کرے گا اور شریعت اسے اجازت دے گی کہ وہ اہل ایمان پر تہمت تراشی اور الزام سازی اور وہ بھی زنا جیسے بدترین گناہ کر کے ان کو معاشرہ میں ذلیل و رسوا کرے اس جرم کو شریعت کی اصطلاح میں ''قذف'' کہا جاتا ہے اور جس طرح کوئی مرد کسی مومنہ عورت پر تہمت لگا کر اس جرم کا مرتکب ہو سکتا ہے اسی طرح کوئی عورت بھی کسی مومن مرد پر یہ تہمت لگا کر اس جرم کا ارتکاب کر سکتی ہے۔

جرم قذف کی سزا

جب کوئی شخص اس جرم کا ارتکاب کرے اور اس کے پاس ثبوت زنا کے لئے چار عادل عینی گواہ موجود نہ ہوں تو اس کی سزا یہ ہے کہ

۱) اسے اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں۔

۲) اس کی کسی معاملہ میں گواہی قبول نہ کی جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

۳) وہ چونکہ فاسق وفاجر ہے لہٰذا اس سے اسی کے مطابق سلوک کیا جائے۔

۸) الا الذین تابوا... الآیۃ

اس توبہ کے دو (۲) فائدے تو واضح ہیں۔ایک یہ کہ توبہ کرنے سے آئندہ اس کی گواہی قبول کی جا سکے گی۔دوسرا یہ کہ وہ فاسق وفاجر نہیں رہے گا۔مگر جہاں تک حد شرعی کے اجراء کا تعلق ہے تو اگر تو حاکم شرع کے پاس شرعی طریقہ پر جرم ثابت ہونے سے پہلے توبہ کر لے تو پھر تو اس سزا سے بچ جائے گا۔لیکن اگر یہ جرم ثابت ہونے کے بعد توبہ کی۔تو پھر بہرحال حد جاری ہو کر رہے گی۔مگر یہ کہ وہ معاف کر دے جس پر تہمت لگائی گئی تھی۔کیونکہ یہ جرم حقوق العباد میں سے ہے۔لہٰذا مقذوف کے مطالبہ پر حد جاری ہوگی اور اس کے معاف کرنے سے ساقط ہو جائے گی۔

اس موضوع کی باقی تفصیلات کا تعلق چونکہ فقہ سے ہے لہٰذا فقہی کتب بالخصوص ہماری قوانین الشریعہ جلد دوم باب الحدود کی طرف رجوع کیا جائے۔

۹) والذین یرمون ازواجھم.. الآیۃ

لعان کا بیان اور اس کے احکام

جب کوئی شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اپنے فراش پر پیدا ہونے والے بچے کو اپنا بچہ تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔صرف اپنے چشم دید ہونے کا دعویٰ کرے مگر اس کے پاس چار گواہ موجود نہ ہوں۔تو اس کا نام شریعت میں لعان ہے۔اس کا حکم یہ ہے کہ اب دیکھا جائے کہ اس اتہام کے بعد عورت کیا روش اختیار کرتی ہے؟ پس اگر وہ اقرار کرے یا خاموش رہے تو پھر یہ جرم ثابت ہو جائے گا اور اس پر حد جاری ہوگی۔اور اگر وہ اس کا انکار کرے تو اس پر پانچ شرعی قسمیں شوہر کھائے۔چار قسمیں تو خدا کے نام کی اس طرح کھائے گا کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور پانچویں اس طرح کھائے گا کہ اگر وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہے تو اس پر خدا کی لعنت ہو۔اس کے بعد عورت شرعی حد سے اس طرح بچ سکتی ہے کہ وہ بھی حاکم شرع کے پاس پانچ قسمیں کھائے گی۔چار اس طرح کہ اس کا شوہر اپنے الزام میں جھوٹا ہے اور پانچویں اس طرح کہ اس پر خدا کا غضب نازل ہو اگر اس کا شوہر سچا ہے پس اس طرح لعان واقع ہو جائے گی اور ان کا عقد نکاح فسخ ہو جائے گا اور یہ عورت اپنے اس خاوند پر حرام موبد ہو جائے گی۔اور اس بچہ کی اس شخص سے اس طرح نفی ہو جائے گی کہ نہ وہ شخص اس کا وارث ہوگا اور نہ یہ اس کا وارث ہوگا۔ہاں البتہ وہ بچہ ماں کا سمجھا جائے گا۔اور وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اور اس لعان

Presented by Ziaraat.Com

کے بعد مرد سے قذف والی حد اور عورت سے زنا والی حد شرعاً ساقط ہو جائے گی اس موضوع کی باقی تفصیلات فقہی کتابوں میں دیکھی جائیں اور اس سلسلہ میں ہماری قوانین الشریعہ مفید رہے گی۔

١٠) ولولا فضل اللہ علیکم ... الآیۃ

اس ''لولا'' کا جواب محذوف ہے جو ہر شخص اپنی عقل کے مطابق سمجھ سکتا ہے یعنی اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی۔ اور اگر خدا **تواب و حکیم** نہ ہوتا۔ تو نا معلوم اس الزام تراشی اور تہمت سازی کی وجہ سے کیا ہو جاتا ہے؟ تم ہلاک و برباد ہو جاتے۔ دنیا و آخرت خراب ہو جاتی نیز اس ''**لولا**'' کا تعلق سابقہ احکام سے بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اگر زنا کاری، تہمت تراشی حرام قرار نہ دی جاتی اور اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے اتنی سخت سزا تجویز نہ کی جاتی تو نا معلوم معاشرہ میں کس قدر جنسی بے راہ روی اور ماحول میں تباہی پھیل جاتی۔ مگر یہ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے کہ اس نے یہ سخت قوانین نافذ کر کے اس کا سد باب کر دیا ہے۔

آیات القرآن

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ
هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِىْ
تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١١﴾ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ
الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٢﴾
لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ
عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِى
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٤﴾ ۖ اِذْ
تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ
وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ

Presented by Ziaraat.Com

قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾
يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ
اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ
تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾

ترجمۃ الآیات

بے شک جولوگ جھوٹا بہتان گھڑ کر لائے ہیں وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے۔ تم اسے اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو۔ بلکہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس (گروہ) میں سے ہر آدمی کیلئے اتنا حصہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا ہے۔ اور جو ان میں سے اس (گناہ) کے بڑے حصہ کا ذمہ دار ہے اس کے لئے عذاب بھی بہت بڑا ہے (۱۱) ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم لوگوں نے یہ (بہتان) سنا تھا تو مومن مرد اور مومن عورتیں اپنوں کے حق میں نیک گمان کرتے اور کہتے کہ یہ تو ایک کھلا ہوا بہتان ہے (۱۲) وہ اس پر چار گواہ کیوں نہیں لائے؟ سو جب یہ لوگ گواہ نہیں لائے تو یہ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہی ہیں (۱۳) اور اگر تم پر دنیا و آخرت میں خدا کا فضل و کرم اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو جس بات میں تم پڑ گئے تھے (اور اس کا چرچا کیا تھا) تمہیں سخت عذاب پہنچتا (۱۴) جب تم لوگ اس (بہتان) کو ایک دوسرے کی زبان سے نقل کر رہے تھے اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہہ رہے تھے جس کا خود تمہیں علم نہیں تھا۔ اور تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی (۱۵) اور ایسا کیوں نہیں ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تھی کہہ دیتے کہ ہمارے لئے زیبا نہیں ہے کہ یہ بات منہ سے نکالیں۔ سبحان اللہ! یہ تو بڑا بہتان ہے (۱۶) اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تم مومن ہو تو آئندہ کبھی اس قسم کی بات نہ کرنا (۱۷) اور اللہ تمہارے لئے (اپنی) آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا

Presented by Ziaraat.Com

جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۱۸) اور جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی و برائی کی اشاعت ہو (اور اس کا چرچا ہو) ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۱۹) اور اگر تم پر اللہ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ بڑا شفقت والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (تو تم دیکھ لیتے کہ اس بہتان تراشی کا کیا انجام ہوتا؟) (۲۰)

تشریح الالفاظ

۱...... افک۔ کے معنی ہیں صریح جھوٹ اور کھلی ہوئی افتراء پردازی۔

۲......عصبہ: کے معنی گروہ اور جماعت کے ہیں۔

۳...... افضتم فیہ: کے معنی ہیں کسی بات میں مشغول ہونا۔

۴...... تلقی بالالسن: کے معنی ہیں ایک دوسرے کی زبان سے سنی سنائی ہوئی بات آگے نقل کرنا۔

۵...... یعظکم: وعظ کے معنی ہیں نصیحت کرنا۔

۶......فاحشہ: کے معنی ہیں بے حیائی کا کام اس لئے زناکاری کو بھی فاحشہ کہتے ہیں۔

۷...... تشیع: کے معنی ہیں کسی بات کی تشہیر کرنا اور اس کا چرچا کرنا۔

تفسیر الآیات

۱۱) ان الذین جاؤا بالافك ... الآية

واقعہ افک کا خلاصہ

اگرچہ تفسیر قمی میں ایک ایسی روایت مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات جناب ماریہ قبطیہ کی صفائی میں نازل ہوئی ہیں جن پر جناب عائشہ نے تہمت زنا لگائی تھی مگر قرآن مجید نے اس واقعہ کو جس انداز میں بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی غیر معمولی واقعہ ہے جس مین ایک پورا گروہ ملوث ہے جسے سخت سرزنش کی جا رہی ہے یہ کوئی معمولی گھریلو معاملہ نہیں ہے کہ کسی ایک بیوی نے اپنی سوکن پر کوئی الزام عائد کیا ہو۔ مگر جو کچھ مفسرین اسلام اور فریقین کے مورخین کرام میں مشہور ہے وہ یہ ہے کہ یہ آیتیں ام المومنین

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عائشہ کے خلاف تہمت لگانے والوں کی رد اور موصوفہ کی اس سے برائت اور پاک دامنی میں نازل ہوئی ہیں۔(صحیح بخاری و مسلم کے بیان کے مطابق یہ واقعہ خود اسی ام المومنین کی زبانی جس طرح مروی ہے بقدر ضرورت اس کی تفصیل یہ ہے)

''چنانچہ آپ بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول خداؐ کا یہ دستور تھا کہ جب آپؐ سفر پر جانے لگتے تو آپؐ قرعہ اندازی کر کے فیصلہ کرتے کہ آپؐ کی ازواج میں سے کون سی زوجہ اس سفر میں ساتھ جائے گی۔ چنانچہ غزوہ بنی المصطلق میں قرعہ میرے نام نکلا۔ چنانچہ میں آپ کے ساتھ گئی۔ اس وقت چونکہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ اس لئے میں باپردہ ہودج میں بیٹھتی تھی اور وہ اونٹ پر رکھ دیا جاتا۔ اور جہاں قیام کیا جاتا وہاں اتار دیا جاتا۔ بہرحال جب آپؐ اس سفر سے مظفر و منصور ہو کر واپس آرہے تھے تو مدینہ کے قریب ایک منزل پر پڑاؤ کیا۔ ابھی رات کا کچھ حصہ باقی تھا کہ کوچ کی تیاری ہونے لگی۔ میں رفع حاجت کے لئے باہر گئی واپسی پر قیام گاہ کے نزدیک پہنچی تو میں نے دیکھا کہ میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر پڑا ہے۔ میں اس کی تلاش میں قضائے حاجت والے مقام پر گئی۔ چنانچہ ہار تو مل گیا۔ مگر جب واپس آئی تو دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے۔ ہوا یوں کہ میرے ہودج اٹھانے پر جو چار آدمی مامور تھے انہوں نے یہ سمجھ کر کہ میں ہودج میں بیٹھ گئی ہوں۔ ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا اور کس دیا۔ چونکہ ہم عورتیں اس دور میں غذا کی کمی کی وجہ سے ہلکی پھلکی ہوتی تھیں لہٰذا اس کا احساس نہ ہوا۔ آخر میں یہ سوچ کر آگے چل کر قافلہ والے جب مجھے نہیں پائیں گے تو وہ میری تلاش میں یہاں آئیں گے چادر تان کر وہیں لیٹ گئی۔ اور مجھے نیند آگئی۔ صبح کے وقت صفوان بن معطل سلمی وہاں سے گزرے اور مجھے پہچان گئے کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے مجھے کئی بار دیکھا تھا انہوں نے اپنا اونٹ میرے قریب لا کر بٹھا دیا اور میں اس پر سوار ہوگئی اور وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر روانہ ہو گئے۔ ابھی قافلہ دوپہر کے وقت ایک منزل پر جا کر ٹھہرا ہی تھا کہ ہم وہاں پہنچ گئے۔ اور اس وقت قافلہ والوں کو علم ہوا کہ میں پیچھے رہ گئی تھی۔ اس وقت منافقین نے جن کا سرغنہ عبداللہ بن ابی تھا ایک طوفان کھڑا کر دیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ بخدا یہ بچ کر نہیں آئیں۔ رات غیر شخص کے پاس گزاری اور اب وہ شخص علی الاعلان اسے یہاں لا رہا ہے۔ یہ بہتان باندھنے والے اور طوفان برپا کرنے والے کون تھے؟ تاریخ میں چند نام نظر آتے ہیں:

(۱) عبداللہ بن ابی (۲) زید بن رفاعہ (۳) مسطح بن اثاثہ

(۴) حسان بن ثابت (دربار رسول کا مشہور شاعر) (۵) اور حمنہ بن جحش

مولانا مودودی لکھتے ہیں ان میں سے پہلے دو منافق تھے اور باقی تین مومن تھے جو غلطی اور کمزوری

Presented by Ziaraat.Com

سے اس فتنے میں پڑ گئے تھے ان کے سوا اور جو لوگ اس گناہ میں کم و بیش مبتلا ہوئے۔ ان کا ذکر حدیث و سیرت کی کتابوں میں نظر سے نہیں گزرا۔ (تفہیم القرآن ج ۳، ص ۳۵۶)

مدینہ پہنچ کر ام المومنین بیمار ہو گئیں اور وہیں ان افواہوں کی ان کے کان میں بھنک پڑی جس سے ان کی بیماری اور پریشانی میں اور اضافہ ہو گیا۔ خود حضرت رسول خداؐ بھی اس افواہ سے بہت غمگین ہوئے۔ اور سراسیمگی و پریشانی کی کیفیت اس وقت تک برقرار رہی یہاں تک کہ خدا نے یہ آیتیں نازل کر کے برات فرما دی اور اس طرح منافقین کا اٹھایا ہوا طوفان تھما اور یہ فتنہ فرو ہوا۔ عبداللہ کے بارے میں تو اختلاف ہے کہ اس پر حد قذف جاری ہوئی یا نہ ہوئی؟ البتہ دوسرے لوگوں پر یہ حد جاری کی گئی جو اس تہمت لگانے اور اس کی تشہیر کرنے میں ملوث تھے۔

لمحہ فکریہ:

بہر حال یہ تہمت لگانے والے، اس کی نشر و اشاعت اور تشہیر کرنے والے اور یہ آتش فتنہ و فساد بھڑکانے والے نہ غیر مسلم تھے اور نہ چودہویں یا پندرہویں صدی کے سنی یا شیعہ مسلمان تھے۔ بلکہ اسی مقدس جماعت کے افراد تھے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ **الصحابة کلھم عدول**۔ اور جن کے فضائل بیان کرنے میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے ہیں اور جن پر تنقید کرنے یا ان کا کسی قسم کا گلہ شکوہ کرنے کو کفر قرار دیا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ سارا قرآن مجید عموماً اور سورہ نور کی یہ آیت خصوصاً ان کی مذمت سے چھلک رہی ہے

ناطقہ سر بگریبان ہے کہ اسے کیا کہیے ؟؟

دو باتوں کی وضاحت:

یہاں دو باتوں کی وضاحت کر دینا مناسب معلوم ہوتی ہے۔

(۱) اول یہ کہ شیعہ امامیہ کا یہ نظریہ ہے کہ تمام انبیاء کی بیویاں پاکدامن ہوتی ہیں کبھی ان کا دامن اس گناہ کی آلودگی سے داغدار نہیں ہو سکتا۔ وہ کافر ہو سکتی ہیں جیسے نوحؑ اور لوطؑ کی بیویاں تھیں۔ کیونکہ کفر لوگوں کو کبھی نبی سے متنفر نہیں کر سکتا مگر ان کا دامن عفت اس معاشرتی عیب سے عیب دار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ بات شان نبوت کے سراسر منافی ہے کہ ان کے گھر کوئی فاحشہ عورت ہو اور وہ اسے برداشت کریں۔ کیونکہ یہ لوگوں کو نبی سے متنفر کرتی ہے۔ چنانچہ ابن عباس سے مروی ہے کہ **ما زنت امرأة نبی قط**۔ کبھی کسی نبی کی

Presented by Ziaraat.Com

بیوی نے بدکاری نہیں کی۔ (مجمع البیان)۔ لہٰذا نبی کا ہر اس عیب سے منزہ ہونا ضروری ہے جو اس سے لوگوں کی نفرت کا باعث ہو۔ اگر شیعان علیؑ کو اس ام المومنین سے کوئی اصولی اختلاف ہے تو وہ بغض علیؑ اور ان سے جنگ کرنے اور بے قصور مسلمانوں کو قتل کرانے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ کوئی شیعہ مسلمان کسی حالت میں بھی چہ جائیکہ اس قرآنی برات کے بعد پیغمبر اسلامؐ کی زوجہ محترمہ کے بارے میں اس قسم کے گھٹیا الزام و اتہام کی سچائی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

(۲) دوسری یہ کہ بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ نے اس معاملہ میں حضرت علیؑ سے مشورہ کیا تھا کہ انہیں کیا کرنا چاہیے۔ تو انہوں نے ام المومنین کو طلاق دینے کا مشورہ دیا تھا۔ اے معاذ اللہ! یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی یہ روایات بوجوہ نا قابل اعتماد ہے۔

اولاً: اس لئے کہ پیغمبر اسلامؐ جو خود سب سے افضل و اعلیٰ ہیں انہیں کسی سے مشورہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

ثانیاً: انہیں کسی منافق کے افواہ اڑانے سے اپنی زوجہ کے بارے میں شک کرنے کا جواز کیا تھا؟

ثالثاً: کیا ان کو یقین نہیں تھا کہ خدائے علیم و حکیم کوئی فاحشہ عورت ان کے حبالہ عقد میں نہیں دے سکتا؟

رابعاً: اگر بفرض محال شک تھا تو کیا خدا سے براہ راست رابطہ قائم کر کے اس کا ازالہ نہیں کر سکتے تھے؟

ہاں البتہ اس کے برعکس برادران اسلامی کے مفسر جناب اسماعیل حقی نے اپنی تفسیر روح البیان میں یہ روایت لکھی ہے کہ جب حضرت پیغمبر اسلامؐ نے اس سلسلہ میں حضرت علیؑ سے مشورہ کیا تو آپ نے کہا کہ جب آپؐ کا جوتا نجاست سے پاک ہے تو آپؐ کی زوجہ کس طرح اس نجاست سے آلودہ ہو سکتی ہے۔ اس پر آنحضرتؐ خوش ہو گئے۔ (روح البیان)

۱۲) لا تحسبوه شرا لکم... الآیة

خداوند عالم مسلمانوں کو عموماً اور متعلقہ افراد کو خصوصاً تسلی دے رہا ہے کہ اس معمولی واقعہ کے عوض جو اجر ملنے والا ہے اس کی عظمت پر غور کرو۔ پھر یہ بھی تو سوچو کہ قرآن تمہاری صفائی اور برات پیش کر رہا ہے یہ کوئی معمولی احسان ہے؟ اور سب سے بڑھ کر اس واقعہ سے امت کو ایک قانون مل رہا ہے کہ ایسے حالات میں انہیں کیا کرنا چاہیے۔ اور مفتری و بہتان تراش کی سزا کیا ہے؟

Presented by Ziaraat.Com

۱۳) لکل امرأٍ ... الآیة

کسی نے تہمت گھڑی، کسی نے اس کی تشہیر کی اور کسی نے یہ سن کر خاموشی اختیار کی۔ حالانکہ انہیں اس کی تردید کرنی چاہیے تھی تو جس شخص نے جس قدر اس گناہ میں حصہ لیا ہے۔ اسے اتنی ہی سزا دی جائے گی۔ اور سب سے زیادہ حصہ اس بہتان کے مصنف اور اس فتنہ کے بانی عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کو ملے گا۔

۱۴) لولا اذ سمعتموہ ... الآیة

عام لوگوں کی افتادِ طبع کچھ اس طرح واقع ہوئی ہے کہ وہ اگرچہ کسی شخص کی اچھائیوں اور بھلائیوں کا کئی بار مشاہدہ کر چکے ہوں۔ اس کے باوجود اگر وہ اس کے خلاف کوئی اڑتی ہوئی خبر بھی سن لیں زبانی طیور کی تو وہ اسے لے اڑتے ہیں اور پھر بڑے مزے لے کر لوگوں میں اس کے چرچے کرنے لگتے ہیں۔ قرآن اس روش کی سخت ممانعت کر رہا ہے اور اپنے لوگوں کے حق میں حسن ظن رکھتے ہوئے ایسی بے بنیاد خبروں کو جھٹلانے کی تلقین کر رہا ہے یہاں ''بانفسھم'' سے اہل ایمان کی اپنی ذات مراد نہیں ہے بلکہ ان کے ایمانی بھائی بند مراد ہیں کہ انہیں اپنوں کی نسبت حسن ظن رکھنا چاہیے۔ اس سے قرآن نے امت مسلمہ کو وحدت کا احساس دلایا ہے اور اسے یہ درس دیا ہے کہ اسے چاہیے کہ وہ اپنے دینی بھائی کی بدنامی و رسوائی کو اپنی بدنامی و رسوائی تصور کرے۔

۱۵) جاء و اعلیہ باربعة ... الآیة

زنا کے ثابت کرنے کے لئے چار عادل اور چشم دید گواہوں کی شہادت ضروری ہے اور قانون شریعت کے مطابق چار گواہوں کا نہ ہونا ہی کذب کی علامت ہے۔ اور یہاں تو قرآنی برات کے مطابق واقعی کذب موجود ہے کہ یہ تہمت سراسر خلاف واقع ہے اس لئے فرمایا! پس جب یہ لوگ چار گواہ نہیں لا سکے تو وہ خدائی قانون کے مطابق جھوٹے ہیں اور اسی وجہ سے ان پر قذف کی حد جاری ہوتی ہے۔

۱۶) لولا اذ سمعتموہ ... الآیة

قرآن اہل ایمان کو کن اخلاق عالیہ کی تعلیم دے رہا ہے کہ اس قسم کے مواقع پر جب کوئی مفتری کسی اہل اسلام پر کوئی اتہام لگائے تو تمہیں تحقیق کرنے کی ضرورت ہے تم تذبذب کا شکار نہ ہو۔ بلکہ فوراً کہدو۔ سبحان اللہ۔ یہ عظیم بہتان ہے۔ ہمیں یہ بات زیب نہیں دیتی کہ ہم اسے اپنی زبان پر بھی لائیں۔ چہ جائیکہ کہ مزے لے کر اس کی تشہیر کریں اور اسے لوگوں میں پھیلائیں۔ اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ خبردار آئندہ کبھی ایسی غلط روش و رفتار کا اظہار نہ کرنا عام لوگ اس قسم کی افواہ سازی اور گلہ گوئی کو معمولی کام سمجھ کر بطور تفریح طبع ارتکاب کیا کرتے

Presented by Ziaraat.Com

ہیں۔حالانکہ یہ مشغلہ اللہ کے نزدیک عظیم گناہ ہے یعنی گناہ کبیرہ ہے۔

۱۷) ان الذین یحبون ... الآیۃ

اہل ایمان میں برائی پھیلانے کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ایک یہ کہ وہ برائی اس قدر عام ہو جائے کہ سب اہل ایمان اس کا ارتکاب کرنے لگ جائیں۔دوسرا یہ کہ ان کی واقعی یا من گھڑت برائیاں لوگوں میں پھیلائی جائیں۔اور جب سب اس حوض میں ننگے ہو جائیں تو کوئی کسی پر انگلی نہ اٹھا سکے۔عام اس سے کہ یہ سب کچھ تقریر کے ذریعے سے ہو یا تحریر سے، تصویر کشی سے جرم ہو یا فلم سازی سے۔الغرض جس طرح بھی برائی کی نشر و اشاعت کی جائے۔اور انہیں رسوا کرنے کے لئے ان کی تشہیر کی جائے۔داخلی و خارجی قرائن سے اس دوسرے مفہوم کی تائید مزید ہوتی ہے۔ہم اسی سورہ کی آیت کی ۴ والذین یرمون المحصنت الآیۃ۔کی تفسیر میں اہل ایمان کی برائیوں کی لوگوں میں تشہیر کرنے کی مذمت بیان کر چکے ہیں۔اور اسی مقام پر اس متعلقہ آیت کے مفہوم و مفاد پر بھی گفتگو کی جا چکی ہے مزید برآں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔فرمایا۔من قال فی مومن مارات عیناہ وسمعت اذ ناہ وھو مما یھدم مروتہ، فھو من الذین قال فیھم ان الذین یحبون الآیۃ۔جو شخص کسی بندہ مومن کے بارے میں لوگوں میں وہ بات بیان کرے جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو اور اپنے کانوں سے سنی ہو۔مگر وہ بات ایسی ہو کہ اس کی مروت اور اس کی منزلت کو بٹہ لگاتی اور گراتی ہو تو ایسا شخص ان ہی لوگوں کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان کی برائیوں کی تشہیر کی جائے تو ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔(اصول کافی و تفسیر صافی)

آیات القرآن

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىْ مَنْ
يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ
اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ

Presented by Ziaraat.Com

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا
فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ ۙ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ
اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ
يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾
اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ
لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾

ترجمۃ الآیات

اے ایمان والو! شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے نقش قدم پر چلتا ہے تو وہ اسے بے حیائی اور ہر طرح کی برائی کا حکم دیتا ہے اور اگر تم پر خدا کا فضل و کرم اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک وصاف نہ ہوتا۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے اسے پاک و صاف کرتا ہے اور اللہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے (۲۱) اور جو لوگ تم میں سے مال و دولت اور وسعت والے ہیں وہ قسم نہ کھائیں کہ قرابتداروں، مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے۔ چاہیے کہ یہ لوگ معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے؟ اور اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۲۲) جو لوگ پاکدامن، بے خبر اور ایماندار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے (۲۳) جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ ان کے اعمال کے متعلق جو وہ کیا کرتے تھے (۲۴) اس دن اللہ انہیں پورا پورا بدلہ دے گا جس کے وہ حقدار ہیں اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ ہی حق ہے جو نمایاں ہے (اور حق کا ظاہر کرنے والا ہے) (۲۵) ناپاک باتیں، ناپاک لوگوں کے لئے

Presented by Ziaraat.Com

(زیبا) ہیں اور ناپاک آدمی ناپاک باتوں کے لئے موزوں (مناسب) ہیں اور اچھی اور صاف ستھری باتیں اچھے آدمیوں کے لئے (مناسب) ہیں اور اچھے اور ستھرے آدمی اچھی اور ستھری باتوں کے (لائق) ہیں اور یہ ان باتوں سے بری الذمہ ہیں جو لوگ (ان کے بارے میں) کہتے ہیں کہ ان کے لئے مغفرت ہے اور باعزت روزی (۲۶)

تشریح الالفاظ

۱......خطوہ۔ کے معنی ہیں دو آدمیوں کے درمیان والی جگہ۔ یہاں نقش قدم مراد ہے۔

۲......منکر۔ کے معنی ہیں ہر بُرا کام

۳......لا یاتل۔ ایلا سے ہے جس کے معنی ہیں قسم کھانا۔

۴...... غافلات ۔ سے مراد وہ سیدھی سادھی شریف عورتیں ہیں جو کبھی بے حیائی کے بارے میں دل میں سوچتی بھی نہیں ۔

۵......اولوا الفضل۔ جس طرح فضل کے معنی فضل وکمال کے ہیں وہاں اس کے معنی مال کے بھی ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔ وابتغوا من فضل اللہ اور یہاں یہی معنی مناسب ہیں۔

۶......یوفیھم، وفھی یوفی۔ کے معنی پورا پورا دینا لینا کے ہیں۔

۷......دین۔ کے معنی ہیں جزا وسزا۔

تفسیر الآیات

(۱۸ یا ایھا الذین آمنو... الآیۃ

شیطان کے نقش قدم پر چلنے کے نقصانات

اس قسم کی ایک آیت سورہ بقرہ آیت ۱۶۸ ولا تتبعوا خطوات الشیطن الآیۃ۔ میں گزر چکی ہے اور وہیں اس کی مختصر تفسیر بھی گزر چکی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہل ایمان کو شیطان اور اس کے انصار و اعوان کے نقش قدم پر چلنے کی مناہی کی جا رہی ہے کیونکہ وہ ہمارا ازلی دشمن ہے۔ لہٰذا وہ کبھی اپنے پیروکاروں کو ہدایت اور نیکی کی بات نہیں سمجھائے گا۔ بلکہ اسے جب ہی موقع ملا تو وہ بے حیائی اور ہر قسم کی برائی کی ہی تلقین

Presented by Ziaraat.Com

کرے گا۔ اور وہ کم بخت برے کاموں کو اس انداز میں پیش کرتا ہے کہ ان کے برے نتائج و عواقب آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں جیسے آج کل مردوں و عورتوں کو مخلوط تعلیم کی ترغیب دی جا رہی ہے تاکہ آزادی نسواں اور مردوں سے کامل مساوات کی تعلیم اور ہر شعبہ حیات میں مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کی تلقین اور اس قسم کی دوسری تعلیمات منکرات کی رغبت دلا کر ان کو اخلاق باختگی کی انتہائی پستیوں کی طرف لے جا رہا ہے اور جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے اور اس کے پیروکاروں کے اپنے گھر کو آگ لگ جاتی ہے اور ان کے دین و مذہب بلکہ ان کی آدمیت و انسانیت کا جنازہ نکلنے لگتا ہے اور وہ اسے اپنی امداد کے لئے پکارتے ہیں تو وہ غائب ہو جاتا ہے اور اپنے مریدان باصفا کی تباہی و بربادی پر مسکراتا ہے۔

۱۹) ولولا فضل الله... الآية

ارشاد ہو رہا ہے کہ یہ تم پر اللہ کا خصوصی فضل و کرم اور اس کی رافت و رحمت ہے کہ اس نے اپنی توفیق تمہارے شامل حال کر کے تمہیں اس کی وسوسہ اندازی اور اس کے دام ہمرنگ زمین سے بچا لیا۔ ورنہ وہ تمہیں گمراہ کرنے اور گناہوں کی آلودگیوں سے آلودہ کرنے پر اس طرح تلا ہوا تھا کہ تم میں سے کوئی بھی اس کی کافت کاریوں سے نہ بچ سکتا اور نہ پاک نہو سکتا۔ **ذالك فضل الله يوتيه من يشاء**۔ لہٰذا کسی بھی شخص کو اپنے تزکیہ و تقویٰ پر مغرور ہو کر دوسروں پر تنقید کے تیر برسانے اور بلا تحقیق ان کے بارے میں ہر قسم کی بے پر کی باتیں قبول کر کے ان کی اشاعت و تشہیر کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۲۰) ولا يأتل اولو الفضل... الآية

یہاں مترجمین نے اولوالفضل کے معنی کرنے میں عجیب قسم کی بوقلمونی دکھائی ہے کسی نے اس کے معنی جو تم میں سے صاحب فضل کئے ہیں اور کسی نے یہ معنی کئے ہیں جو برگزیدہ ہیں تم میں سے۔ اور کسی نے یوں ترجمہ کیا ہے اور جو لوگ تم میں سے بزرگی اور وسعت والے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہاں نہ فضل و کمال مراد ہے نہ بزرگی اور نہ ہی برگزیدگی بلکہ یہاں فضل کے معنی ہیں مال و روزی۔ جیسا کہ سورہ جمعہ میں ارشاد ہوتا ہے **واذا قضيت الصلوٰة فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله الآية**۔ کہ جب نماز جمعہ ہو چکے تو زمین میں نکل جاؤ اور خدا کی روزی تلاش کرو۔ الغرض اس آیت مبارکہ میں ارباب ثروت و دولت کو نصیحت کی جا رہی ہے کہ وہ اس کی قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کی مدد نہیں کریں گے اور انہیں کچھ نہیں دیں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس آیت کی شان نزول

بیان کیا جاتا ہے کہ مسطح بن اثاثہ جو ام المومنین حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے اور اس کی تشہیر کرنے والوں میں شامل تھے۔ جو جناب ابوبکر کے عزیز بھی تھے یہ صحابی بھی تھے، مہاجر بھی تھے اور بدری بھی۔ مگر بڑے خستہ حال تھے جن کی جناب ابوبکر اعانت کیا کرتے تھے انہوں نے جب یہ ناشائستہ حرکت کی تو جناب ابوبکر نے قسم کھائی کہ وہ آئندہ ان کی مدد نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (روح المعانی، مجمع البیان) اس طرح سرمایہ داروں اور خوشحال لوگوں کو تنبیہ فرمائی کہ وہ رشتہ داروں، مسکینوں اور مہاجروں میں سے جو اعانت کے مستحق ہیں ان کی کسی غلطی اور نالائقی کی وجہ سے ان کی اعانت ترک کر دینے کی قسم نہ کھائیں بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے ان کی مدد و اعانت کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اللہ غفور اور رحیم ہے۔ لہٰذا جو خدا سے مغفرت اور عفو و درگزر کے طلبگار ہیں وہ اپنے حق میں کوتاہی کرنے والوں کی غلطیاں معاف کر دیں خدا بھی ان کی غلطیاں معاف کر دے گا اور ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے گا۔

(۲۱ ان الذین یرمون المحصنت... الآیة

اس آیت کی تفسیر اسی سورہ کی آیت ۴ والذین یرمون المحصنت الآیة۔ کی تفسیر میں اوپر گزر چکی ہے۔ وہاں رجوع کیا جائے۔ انشاءاللہ

(۲۲ یوم تشھد علیھم... الآیة

بروز قیامت اعضاء و جوارح کے مجرموں کے خلاف گواہی دینے کا تذکرہ

وار دنیا میں تو کسی بھی مدعی کو اپنا دعویٰ بینہ و برہان سے ثابت کرنا پڑتا ہے لیکن آخرت میں نہ گواہوں کی ضرورت ہوگی، اور نہ کسی دلیل و برہان کی۔ کیونکہ وہاں پہلے تو مجرم انکار کی جرأت ہی نہیں کر سکے گا اور اگر کرے گا تو پھر اس کا ہر عضو بول کر اس گناہ کی گواہی دے گا جو اس نے اس سے کیا ہوگا۔ جیسا کہ قبل ازیں کسی مناسب مقام پر اس موضوع پر مکمل تبصرہ کیا جا چکا ہے۔

(۲۳ یومئذ یوفیھم... الآیة

Presented by Ziaraat.Com

اس آیت کے صحیح مفہوم کی تعیین

دین حق سے یہاں لوگوں کے اچھے یا برے اعمال کی وہ واجبی جزا و سزا مراد ہے جس کے وہ مستحق ہوں گے خدا سب کو ان کے افعال و اعمال کا پورا پورا معاوضہ دے گا۔ کیونکہ وہ حقیقی عادل ہے وہاں ظلم و زیادتی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

۲۴) الخبثيت للخبيثين... الآية

اس آیت کے صحیح مفہوم کا تعین!

اس آیت شریفہ کا صحیح مفہوم متعین کرنے میں مفسرین اسلام میں خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔

۱) چنانچہ مشہور یہ ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ خبیث اور گندی عورتیں، خبیث اور گندے مردوں کے لئے ہیں اور خبیث اور گندے مرد خبیث اور گندی عورتوں کے لئے ہیں۔ مگر اس پر یہ ایراد وارد ہوتا ہے کہ یہ مفہوم قطعاً واقع کے خلاف ہے۔ کیونکہ قران سے ثابت ہے کہ نوح و لوط دو نبیوں کے گھر دو کافرہ بیویاں تھیں۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہوتا ہے کہ ضرب الله مثلا للذين كفروا امراة نوح وامراة لوط۔ یعنی خدا نے کافروں کی مثال نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں سے دی ہے اور فرعون جیسے کافر و ملحد کے گھر آسیہ جیسی مومنہ بیوی تھی۔ ارشاد قدرت ہے ضرب الله للذين امنوا امراة فرعون۔ کہ خدا نے مومنوں کی مثال فرعون کی بیوی سے دی ہے۔ (التحریم۔۱۱)

۲) دوسرا مفہوم یہ ہے کہ جو بعض مفسرین اہلسنّت اور اکثر شیعہ مفسرین نے اختیار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں خبیثات سے بری اور گندی باتیں اور برے اقوال و اعمال مراد ہیں۔ اور طیبات سے اچھی باتیں اور اچھے اقوال و افعال و اعمال ہیں۔ کیونکہ عربی زبان میں اچھی عادات و صفات اور اچھے اقوال و افعال کے لئے مونث کی ضمیریں لائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ متنبی نے کہا ہے:

ان الكرائم كفو ملكرماء کہ شریفانہ خصائل کے لئے شریف لوگ ہی ہوتے ہیں

لہٰذا الخبيثات للخبثين کے معنی یہ ہوں کہ بدگوئی اور بڑی باتیں برے لوگوں کے لئے ہیں۔ اور اچھی باتیں اچھے لوگوں کے لئے ہیں اور انہی کو زیبا ہیں۔ اس کی تائید آیت کے اس حصہ سے بھی ہوتی ہے کہ اولئك ميرون مما يقولون۔ یہ طیب اور پاک لوگ ان باتوں سے منزہ و مبرا ہیں۔ جو خبیث لوگ ان کے متعلق کرتے ہیں۔ چنانچہ مفسر قرطبی رقمطراز ہیں قال مجاهد وابن جبير وعطاو اكثر المفسرين مفسرين المعنى

الکلمات من الخبیثات من القربی للخبیثین من الرجال و کذا الخبیثون من الناس للخبیثات من القول ۔(قرطبی ج ۱۲،ص ۲۱۱)

یعنی مجاہد، ابن جبیر عطا اور اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ خبیث اور برے کلمات خبیث مردوں کے لئے اور خبیث مرد خبیث اور برے کلمات کے لئے ہیں۔اور صاحب جواہر القرآن لکھتے ہیں کہ ''یعنی گندی باتیں اور عادتیں گندے اور بدکار لوگوں کے لائق ہیں۔اور پاکیزہ عادتیں اور ستھری باتیں نیکوکار اور پاکیزہ لوگوں کے شان کے شایان ہیں''(جواہر القرآن ج ۲،ص ۷۷۹)۔

خبیث عورتوں سے مراد زناکار عورتیں اور خبیث مردوں سے مراد زناکار مرد ہیں اور طیب عورتوں سے عفیفہ عورتیں اور طیب مردوں سے عفیف اور پاکدامن مرد ہیں اور پاکیزہ عادتیں اور سنہری باتیں نیکوکار اور پاکیزہ لوگوں کے لئے ہیں۔ بناء بریں آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ یہ نہ خبر ہے اور نہ حکم بلکہ عام انسانوں کے طبعی رجحان و میلان کا بیان ہے کہ طبعی اور فطری طور پر گندی اور بدکار عورت اپنے جیسے گندے اور بدکار مرد کو پسند کرتی ہے اور گندا اور بدکار مرد اپنی جیسی گندی اور بدکار عورت کو پسند کرتا ہے لہٰذا اس کا مفہوم بالکل وہی ہوگا جو ہم اسی سورہ النور کی آیت ۳ الزانی لا ینکح الا زانیة او مشرکة کا بیان کر آئے ہیں۔ حذ والنعل بالنعل والقذہ بالقذہ۔سچ ہے کہ

کبوتر با کبوتر باز با باز
کند ہم جنس با ہم جنس پرواز

آیات القرآن

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا
وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَاؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ
تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ
ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ﴿۲۸﴾ لَیْسَ
عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْؕ
وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ﴿۲۹﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ

Presented by Ziaraat.Com

اَبۡصَارِهِمۡ وَيَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَهُمۡ ؕ ذٰلِكَ اَزۡكٰى لَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا
يَصۡنَعُوۡنَ ﴿٣٠﴾ وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ يَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِهِنَّ وَيَحۡفَظۡنَ
فُرُوۡجَهُنَّ وَلَا يُبۡدِيۡنَ زِيۡنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ
عَلٰى جُيُوۡبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبۡدِيۡنَ زِيۡنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اٰبَآئِهِنَّ اَوۡ اٰبَآءِ
بُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اَبۡنَآئِهِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِىۡۤ
اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِىۡۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوۡ نِسَآئِهِنَّ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ اَوِ
التّٰبِعِيۡنَ غَيۡرِ اُولِى الۡاِرۡبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِيۡنَ لَمۡ
يَظۡهَرُوۡا عَلٰى عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِيُعۡلَمَ مَا
يُخۡفِيۡنَ مِنۡ زِيۡنَتِهِنَّ ؕ وَتُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ
تُفۡلِحُوۡنَ ﴿٣١﴾ وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ
وَاِمَآئِكُمۡ ؕ اِنۡ يَّكُوۡنُوۡا فُقَرَآءَ يُغۡنِهِمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيۡمٌ ﴿٣٢﴾ وَلۡيَسۡتَعۡفِفِ الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ
مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَبۡتَغُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ
فَكَاتِبُوۡهُمۡ اِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِيۡهِمۡ خَيۡرًا ۖ وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِىۡۤ
اٰتٰٮكُمۡ ؕ وَلَا تُكۡرِهُوۡا فَتَيٰتِكُمۡ عَلَى الۡبِغَآءِ اِنۡ اَرَدۡنَ تَحَصُّنًا
لِّتَبۡتَغُوۡا عَرَضَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَمَنۡ يُّكۡرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنۡۢ بَعۡدِ
اِكۡرَاهِهِنَّ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ
وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَمَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿٣٤﴾

Presented by Ziaraat.Com

ترجمۃ الآیات

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ جب تک کہ اجازت نہ لے لو۔ اور گھر والوں پر سلام نہ کرو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ (۲۷) پھر اگر ان (گھروں) میں کسی (آدمی) کو نہ پاؤ تو ان میں داخل نہ ہو جب تک کہ تمہیں اجازت نہ مل جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ یہ (طریقہ کار) تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے (۲۸) (ہاں البتہ) ایسے گھروں میں داخل ہونے میں تمہارے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے جن میں کوئی رہائش نہیں رکھتا۔ جبکہ ان میں تمہارا کچھ سامان ہو اور اللہ اسے خوب جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور اسے بھی جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو (۲۹) (اے رسولؐ) آپ مومن مردوں سے کہہ دیجئے! کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ (طریقہ) ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔ بیشک لوگ جو کچھ کیا کرتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے (۳۰) اور (اے رسولؐ) آپ مومن عورتوں سے کہہ دیجئے! کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت و آرائش کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو خود ظاہر ہو اور چاہیے کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں اور اپنی زیبائش و آرائش ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے، یا اپنے باپ داداؤں کے، یا اپنے شوہروں کے باپ داداؤں کے، یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے، یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (ہم مذہب) عورتوں کے یا اپنے غلاموں یا لونڈیوں کے یا اپنے نوکروں چاکروں کے جو جنسی خواہش نہ رکھتے ہوں۔ یا ان بچوں کے جو ابھی عورتوں کی پردہ والی باتوں سے واقف نہیں ہیں اور اپنے پاؤں (زمین پر) اس طرح نہ ماریں کہ جس سے ان کی وہ زیبائش و آرائش معلوم ہو جائے جسے وہ چھپائے ہوئے ہوں۔ اے اہل ایمان! تم سب مل کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ (۳۱) اور تم میں جو (مرد و زن) بے نکاح ہیں ان کا نکاح کرو۔ نیز اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے بھی جو (نکاح کے) قابل ہوں۔ ان کا بھی نکاح کرو۔ اگر وہ غریب و نادار ہوں گے تو اللہ

Presented by Ziaraat.Com

انہیں اپنے فضل وکرم سے مالدار بنادے گا۔اوراللہ بڑی وسعت والا، بڑا علم والا ہے(۳۲)
اور جولوگ نکاح کرنے کی مقدرت نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ عفت اور ضبط نفس سے کام لیں۔
یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کردے اور تمہارے مملوکہ غلاموں اور کنیزوں میں
سے جو مکاتب بننے کے خواہشمند ہوں۔تو اگر تمہیں ان میں کوئی بھلائی معلوم ہو تو ان سے
مکاتبہ کرلو۔اورتم اللہ کے مال میں سے انہیں عطا کرواوراپنی جوان کنیزوں کو محض دنیوی رنگ کا
کچھ سامان حاصل کرنے کے لئے بدکاری پر مجبور نہ کروجبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہتی ہوں اگرکوئی
انہیں مجبور کرے تو بیشک ان کو مجبور کرنے کے بعد بھی اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے
(۳۳) بے شک ہم نے تم لوگوں کی طرف واضح آیتیں نازل کی ہیں اورتم سے پہلے گزرے
ہوئے لوگوں کی مثالیں بھی اور پرہیزگاروں کے لئے پندونصیحت بھی (۳۴)

تشریح الالفاظ

۱......غیر مسکونہ۔جس میں کوئی عیال دار رہائش پذیر نہ ہو۔جس کا دوسرا مفہوم مہمان خانہ اور ہوٹل ہے۔

۲......خمار۔بڑی چادر کو کہا جاتا ہے۔

۳......جیبب۔کے معنی ہیں گریبان۔

۴......الاربۃ۔کے معنی ہیں جنسی خواہش۔

۵......ایامی۔ایم کی جمع ہے جس کا اطلاق ہر اس مردوزن پر ہوتا ہے جس کی بیوی یا شوہر مرجائے مجازاً اس سے مجرو یعنی غیر شادی شدہ مردوزن مراد ہے۔

۶......صالحین۔کے ظاہری معنی تو نیکوکار کے ہیں۔مگر اس سے نکاح کی صلاحیت وقابلیت بھی مراد لی گئی ہے۔

۷......مکاتبہ۔مالک ومملوک کے اس خاص معاہدہ کا نام ہے جس میں اس کی قیمت مقرر کردی جاتی ہے جس کے ادا کرنے کے بعد غلام آزاد ہوجاتا ہے۔پھر اس کی دوقسمیں ہیں مطلق اور مشروط۔

۸......تحصن۔کے معنی ہیں اپنے آپ کو محفوظ رکھنا اور پاکدامنی اختیار کرنا۔

Presented by Ziaraat.Com

تفسیر الآیات

۲۵) یا ایہا الذین آمنوا۔۔۔ الآیۃ

بعض اسلامی آداب معاشرت کا تذکرہ

دین اسلام چونکہ خالق فطرت کا بنایا ہوا دین ہے۔لہٰذا اس کے مقرر کردہ آداب زندگی اور آداب معاشرت ایسے جامع و مانع اور حکیمانہ ہیں کہ اگر ان پر صحیح طور پر عمل درآمد کیا جائے تو معاشرہ کی بہت سی برائیوں کا سد باب ہوجاتا ہے اور آدمی کئی تمدنی و معاشرتی خرابیوں سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

۱) استیذان کا حکم:

منجملہ ان اسلامی اداب زندگی کے ایک یہ بھی ہے کہ جب کسی کے گھر میں جانا ہو تو آدمی اجازت کے بغیر اس کے اندر نہ گھس جائے جیسا کہ عہد جاہلیت اور اوائل اسلام میں ایسا ہوتا تھا کہ عموماً گھروں کے دروازے کھلے ہوتے تھے اور ہر ملاقات کرنے والا جب چاہتا منہ اٹھائے گھر میں داخل ہوجاتا تھا جس سے بعض اوقات گھر والوں کو کوفت ہوتی تھی اس لئے اسلام نے حکم دیا کہ پہلے اجازت طلب کرے پھر سلام اور پھر داخل ہو۔ قرآن میں لفظ تستأنسو ہے جو انس سے مشتق ہے یعنی اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک گھر والوں کو مانوس نہ کرلو۔

مگر تمام مفسرین نے اس لفظ کو تستاذنو کے معنی میں لیا ہے۔یعنی جب تک اجازت نہ لے لو۔جیسا کہ دوسرے مقام پر یہی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔واذا بلغ الا طفال منکم الحلم فلیستاذنوا۔ یعنی جب بچے بالغ ہوجائیں تو چاہیے کہ (گھر میں داخل ہونے سے پہلے) اجازت حاصل کریں۔

استیذان کا طریقہ:

اجازت حاصل کرنے کے کئی طریقے ہیں: جیسے

(۱) زبانی اجازت طلب کرنا۔

(۲) دروازہ کھٹکھٹانا۔

(۳) گھنٹی بجانا وغیرہ۔

(۴) اور یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہ اجازت زیادہ سے زیادہ تین بار حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے بس اگر مل جائے تو فبہا ورنہ واپس چلا جانا چاہیئے۔

۲۔ اہل خانہ کو سلام کرنا:

جب اجازت مل جائے تو پھر اہل خانہ کو سلام کیا جائے۔ واضح رہے کہ اجازت طلب کرنا واجب ہے اور سلام کرنا مستحب ہے اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو پھر واپس چلا جانا چاہیے۔ یہاں تک کہ گھر والا گھر آئے اور اجازت دے دے۔

ایضاح:

یہ حکم اپنے گھروں جن میں آدمی خود رہتا ہو کے علاوہ دوسرے گھروں سے مخصوص ہے۔ جس میں والدین، اولاد اور بہن بھائیوں کے گھر داخل ہیں۔ لہٰذا ان میں داخل ہونے سے پہلے اجازت حاصل کرنا پڑے گی۔ اور سلام بھی کرنا پڑے گا۔

مخفی نہ رہے کہ اگر چہ اسلامی احکام کی طرح یہاں بھی خطاب مردوں کو ہے (یا ایھا الذین آمنو) مگر یہ حکم عورتوں کو بھی شامل ہے۔ لہٰذا جب وہ بھی کسی کے گھر میں داخل ہونا چاہیں تو ان کو بھی ان احکام کی پابندی کرنا پڑے گی۔

مخفی نہ رہے کہ یہ اجازت لینے اور سلام کرنے کے احکام عام حالات میں ہیں لیکن اگر کوئی ہنگامی صورت پیش آجائے جیسے گھر کو آگ لگ جائے، یا اس میں کوئی ڈاکو یا قاتل گھس آئے۔ تو مہم کو اہم پر قربان کر دیا جائے گا۔ اور اجازت کے بغیر داخل ہونا واجب ہو جائے گا اور اگر صاحب خانہ اپنی کسی مجبوری، مصروفیت کے تحت کسی کو ملاقات کا وقت نہ دے تو آدمی کو چاہیے کہ وہ کبیدہ خاطر نہ ہو اور برا نہ منائے بلکہ بخوشی واپس لوٹ جائے اور اسے کسی اچھے محمل پر محمول کرے اور یہ تصور کرے کہ کوئی مجبوری ہوگی۔ یہ بات زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔ واضح رہے کہ آج کے اس جدید دور میں کسی کو فون کرنے کے بھی یہی احکام ہیں کہ اس کے دینی و دنیوی مشاغل یا آرام کے اوقات میں بے جا مداخلت بے جا جائز نہیں ہے اور اگر کوئی آدمی فون کرے تو اسلامی، اخلاق و مروت کے تحت اسے سننا چاہیے۔ اور کرنے والے کے لئے بھی ضروری ہے کہ بلا وجہ طول کلام سے کام لے کر دوسرے آدمی کے لئے زحمت کا باعث نہ بنے بہر حال ان حالات میں آدمی کو ایک حکیم اور دانا آدمی کا کردار ادا کرنا چاہیے۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۷) لیس علیکم جناح ... الآیۃ

وہ مکان جس میں کوئی خاص لوگ مستقل طور پر رہائش پذیر نہیں ہوتے بلکہ عموماً ان میں عام لوگ اپنے کام کاج کے سلسلہ میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ جیسے مسافر خانے، مساجد و مدارس، ہسپتال اور کاروباری ادارے اور دکانیں۔ وہاں اجازت حاصل کرنے والے مذکورہ بالا احکام عائد نہیں ہوں گے۔

۲۸) قل للمومنین یغضوا ... الآیۃ

پردہ کا شرعی حکم اور اس کے احکام

جب کہ استیذان وسلام کے سلسلہ میں یہ حقیقت واضح کی جا چکی ہے کہ دین اسلام چونکہ خالق فطرت کا بنایا ہوا دین ہے اور خالق سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے کہ انسان کی افتادِ طبع کیا ہے؟ اس کے طبعی تقاضے اور میلانات کیا ہیں؟ اور اسے برائیوں سے باز رکھنے کا طریقہ کار کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اسلام صرف بدکاری و برائی سے روکتا ہی نہیں اور اس کے ارتکاب پر سزا ہی نہیں دیتا۔ بلکہ ان تمام مقدمات و وسائل پر بھی پابندی عائد کرتا ہے جس سے کسی گناہ کی دل و دماغ میں تحریک پیدا ہوتی ہے کیونکہ جب کسی گناہ کرنے کا راستہ ہی بند کر دیا جائے گا تو پھر آدمی کس طرح گناہ کرے گا۔ اور اس کی ایک زندہ مثال یہی زناکاری ہے جسے شریعت نے بدترین گناہ قرار دیتے ہوئے اس کے جملہ مقدمات و ذرائع بھی حرام قرار دے دیئے ہیں۔ جیسے نگاہ بد، دست درازی اور بوس و کنار وغیرہ وغیرہ۔ ہم پردہ کے موضوع پر ایک مکمل جامع رسالہ بنام ''اسلام میں پردہ کی اہمیت اور اس کے احکام'' لکھ چکے ہیں جو قوانین الشریعہ کے ملحقات میں شائع ہو چکا ہے۔ اور ناظرین کرام کو اس کے مطالعہ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ وہ رسالہ بڑا مفید ہے۔

بہر حال پردہ مردوں اور عورتوں کو زنا جیسے عظیم گناہ سے بچانے کی خاطر واجب قرار دیا گیا ہے تاکہ انسان کے اسپ شہوت کے منہ میں لگا دی جا سکے اور اسے اس دلدل میں پھنسنے سے بچایا جا سکے۔ ارشاد قدرت ہے **قل للمومنین یغضوا من ابصارھم الآیۃ** کہ مومن مردوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور تاڑ بازی نہ کریں اور یہی حکم عورتوں کے لئے بھی ہے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور تاڑ بازی سے اجتناب کریں۔

حرمت نظر:

کیونکہ نامحرم کی طرف نظر شہوت کرنا حرام ہے اور احادیث میں اسے شیطان کے زہر میں بجھے ہوئے

Presented by Ziaraat.Com

تیروں میں سے ایک تیر کہا گیا ہے النظر سهم مسموم من سهام ابلیس۔ حدیث میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ النظرة الاولی لك والثانية عليك کہ پہلی (اتفاقی) نظر معاف ہے اور دوسری (عمدی) نظر نقصان دہ ہے۔

حرمت دست درازی:

بعض اخبار و آثار میں مختلف اعضا کی مخصوص حرکات کو ان کا زنا قرار دیا گیا ہے جیسے نظر بد کو آنکھ کا زنا، دست درازی کو ہاتھ کا زنا اور چل کر جانے کو پاؤں کا زنا اور فحش کلام کرنے کو زبان کا زنا قرار دیا گیا ہے۔ انجام کار شرم گاہ اور اعضا کی تصدیق کرے یا تکذیب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (وسائل الشیعه)

نمائش حسن کی ممانعت:

اسی جوہر عصمت وعفت کی حفاظت کی خاطر اسلام تمام چور دروازوں کو بند کرتے ہوئے عورتوں کو حکم دیتا ہے کہ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى کہ اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور پہلے دور جاہلیت کی طرح باہر نہ نکلو ولا یضربن بارجلهن۔ الآية اور اس طرح زمین پر پاؤں مارتی ہوئی نہ چلیں جس سے ان کی پوشیدہ زینت ظاہر ہو جائے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ پردہ ہر اس شخص سے واجب ہے جس سے عورت کا شرعی نکاح ہو سکتا ہے۔

۲۹) ولا یبدین زینتهن ۔۔۔ الآية

اظہار زینت کی ممانعت

خالق حکیم نے غض بصر کے مشترکہ حکیمانہ حکم کے بعد عورت کو خصوصی حکم دیا ہے۔ کہ وہ اپنی زیبائش و آرائش اور بناؤ سنگھار ظاہر نہ کرے۔ ہاں البتہ یہاں دو استثناء ہیں۔

پہلا استثناء:

ارشاد قدرت ہے ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها۔ کہ عورتیں اپنی زیبائش ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو خود ظاہر ہو۔ اب اس بات کی تحقیق کہ اس ظاہری زینت سے کیا مراد ہے؟ تو اس میں مفسرین، مجتہدین اور محدثین کے درمیان برابر اختلاف رہا ہے اور ہے۔ بعض نے اس سے چہرہ، دونوں ہاتھ اور ظاہر قدمین مراد لئے ہیں۔ روایتی نقطہ نگاہ سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ ان کا مقام اور حیثیت کیا ہے؟ اگر درایتی نقطہ نظر

Presented by Ziaraat.Com

سے دیکھا جائے تو بات بالکل صحیح واضح ہے کہ فساد کی جڑ تو چہرہ اور آنکھیں ہیں اگر ان کو کھلا رکھنا جائز قرار دے دیا جائے تو پھر پردہ کرنے کا مقصد ہی کیا رہ جاتا ہے؟ اس لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ ان اعضاء کو بھی چھپایا جائے۔ اور بعض نے اس ماظھر سے وہ زینت مراد لی ہے جو قہراً ظاہر ہوتی ہے جیسے قدوقامت، ڈیل ڈول اور ظاہری لباس وغیرہ یا اس سے وہ زینت مراد ہے؟ جو بلا قصد اظہار خود بخود ظاہر ہو جائے۔ واللہ العالم

(۳۰) ولیضربن بخمرھن۔۔۔ الآیۃ

اور چاہیے کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔ تاکہ منہ، سینہ اور سر وغیرہ کا شرعی پردہ حاصل ہو جائے

(۳۱) ولا تبدین زینتھن الا لبعولتھن۔۔۔ الآیۃ

دوسرا استثناء:

عورتوں کو اپنی زیبائش و آرائش کی نمائش کی مناہی کرنے کے بعد اب ان افراد کی فہرست گنوائی جارہی ہے۔ جن کے سامنے اس زینت کا اظہار کرنا جائز ہے اور وہ یہ ہیں:

(۱) شوہر
(۲) باپ
(۳) شوہر کا باپ
(۴) اپنے بیٹے
(۵) شوہر کے بیٹے
(۶) بھائی
(۷) بھتیجے
(۸) بھانجے
(۹) مسلمان عورتیں
(۱۰) اپنے مملوک غلام و کنیز۔

اگرچہ غلام کے بارے میں سخت اختلاف ہے کہ آیا وہ اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ اختلاف اخبار و آثار کے اختلاف کی وجہ سے ہے اور احوط یہ ہے کہ اسے مستثنیٰ قرار نہ دیا جائے اور وما ملکت

Presented by Ziaraat.Com

ایمانہن سے صرف کنیزیں اور باندیاں مراد لی جائیں۔ واللہ العالم

(۱۱) وہ نوکر چاکر اور زیردست جن میں جنسی خواہش نہ ہو جیسے دیوانے سے، کم عقل اور خواجہ سرا۔ وغیرہ وغیرہ

(۱۲) وہ چھوٹے بچے جن کے ہنوز صنفی جذبات پیدا نہ ہوئے ہوں اور عورتوں کی پردہ والی باتوں سے آگاہ نہ ہوں۔

(۳۲) ولا یضربن... الآیۃ

کس قدر پاکیزہ اور حکیمانہ تعلیم ہے کہ نگاہ کے علاوہ ہر وہ حرکت بھی ممنوع قرار دی جس سے انسانی حواس متاثر ہوں فرمایا! کہ عورتوں کو چاہیے کہ جب وہ چلیں تو زمین پر اس طرح پاؤں مارتی ہوئی نہ چلیں جس سے ان کی وہ زینت (پازیب وغیرہ) ظاہر ہو جائے جسے وہ چھپائے ہوئے ہیں تا کہ لوگ ان کی یہ چھنکار سن کر ان کی طرف متوجہ نہ ہوں اسی لئے عورت کے لئے بھڑکیلا لباس پہن کر اور تیز خوشبو لگا کر مردوں کے اجتماع میں جانا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ آپ نے پردہ والے احکام میں ملاحظہ کر لیا ہے کہ شریعت نے اس بے حیائی کے سامنے کس طرح محکم بند باندھا ہے۔ اے کاش! کہ خواتین وحضرات ان حکیمانہ احکام کی پابندی کرتے تو ہمارا معاشرہ اس طرح تباہ و برباد نہ ہوتا اور آج اغیار یہ نہ کہتے کہ

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

بہر نوع اس موضوع کو ختم کرنے سے پہلے ہم دختران ملت کو یہ مشورہ دیں گے کہ

اگر پندے ز درویشے بگیری
ہزار امت بمیرد تو نمیری
بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

(۳۳) وانکحوا الایامیٰ منکم... الآیۃ

رنڈووں اور رانڈوں کو عقد ثانی کرنے کا حکم

خالق حکیم نے اپنی حکمت کاملہ سے ہر انسان اور ہر مرد وزن میں جنسی جذبہ یا صنفی کشش ومیلان ودیعت فرمایا ہے جو بقاء نسل اور تمدن کے استحکام کے لئے اشد ضروری ہے۔ لہٰذا اسلام جو کہ دین فطرت

Presented by Ziaraat.Com

ہے وہ اس جذبے کے کچلنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ اس کی تسکین کے لئے کچھ حدود و قیود مقرر کرتا ہے تاکہ وہ افراط تفریط سے محفوظ رہیں۔ اس نے نکاح کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔ جو اس جذبہ کی تسکین کا عقلائی اور شرعی طریقہ ہے۔ اس لئے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ من تزوج فقد احرز نصف دینہ کہ جس نے عقد وازدواج کرلیا اس نے اپنا آدھا دین محفوظ کرلیا۔ (کتب اربعہ) اسی لئے شریعت والدین کو حکم دیتی ہے کہ جب اولاد سن بلوغت میں قدم رکھے تو سب سے پہلے ان کے عقد وازدواج کا اہتمام کیا جائے۔ تاکہ ان کا دامن اس گناہ کی آلودگی سے ملوث نہ ہو جائے۔ اور وہی شریعت اس زن کو جس کا خاوند مرگیا ہو یا اس مرد کو جس کی بیوی مرگئی ہو عقد ثانی کا استحبابی حکم دیتی ہے تاکہ وہ اس گناہ و عصیان سے آلودہ نہ ہوں۔ مخفی نہ رہے کہ آیامی۔ ایم کی جمع ہے جس کا اطلاق اس عورت اور مرد پر ہوتا ہے جس کا جوڑا نہ ہو۔

۳۴) والصالحین من عبادکم... الآیۃ

غلاموں اور کنیزوں کے نکاح کرنے کا حکم

اس آیت میں غلاموں اور کنیزوں کا نکاح کرنے کا استحبابی حکم دیا جارہا ہے گو آج کل تو یہ سالبہ بانتفاء موضوع کے حکم میں ہے کیونکہ نہ آج کوئی غلام ہے اور نہ کوئی کنیز جن پر شرعاً غلام و کنیز کا اطلاق ہو سکے۔ یہاں الصالحین کی لفظ میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ جو کہ غلاموں اور کنیزوں کی صفت ہے۔ عام مفسرین نے اس لفظ کو اس کے ظاہری معنی میں بحال رکھا ہے کہ تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو صالح اور نیک ہوں ان کا نکاح کرو تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ نیک نہ ہوں تو کیا پھر ان کا نکاح نہ کیا جائے؟ حالانکہ جو نیک نہیں ہیں ان کو نیک بنانے کے لئے نکاح کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس لئے بعض مفسرین نے صالحین کے معنی صلاحیت اور قابلیت کے کئے ہیں۔ کہ جو غلام اور کنیزیں نکاح کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں اور اس کی ذمہ داریاں نبھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور یہی معنی نظر قاصر میں انسب معلوم ہوتے ہیں اسی لئے ہم نے اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

۳۵) ولیستعفف الذین لا یجدون... الآیۃ

اس آیت شریفہ کے مفہوم کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ مال و دولت کی کمی کی وجہ سے مہر اور بیوی کا نان و نفقہ ادا نہ کرسکنے کی وجہ سے شادی کرنے پر قدرت نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ عفت و پاکدامنی کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھیں اور خدا کے فضل و کرم کے امیدوار رہیں کہ وہ انہیں مالدار بنادے اور وہ باآسانی عقد وازدواج کے اخراجات برداشت کرسکیں اور شادی خانہ آبادی کرکے اپنا گھر آباد کرسکیں۔

Presented by Ziaraat.Com

۳۶) والذین یبتغون الکتاب۔۔۔ الآیۃ

مکاتبہ کی حقیقت کا بیان

غلام آزاد کرنے کے طریقوں میں ایک طریقہ مکاتبت بھی ہے کہ اگر غلام چاہے تو مالک کے ساتھ یہ معاملہ طے کرلے کہ اس کی اس قدر قیمت ہے لہٰذا وہ کسب واکتساب سے جب یہ قیمت ادا کرے گا تو وہ آزاد ہوجائے گا۔ اسے شریعت کی اصطلاح میں مکاتبت کہتے ہیں اور ایسے غلام کو مکاتب۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں:

۱) مطلق:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی قیمت میں سے جس قدر ثلث یا نصف یا کم وبیش ادا کرے گا اتنا آزاد ہوجائے گا

۲) مشروط:

مشروط یہ ہے کہ جب تک پوری قیمت ادا نہیں کرے گا تب تک وہ مکمل غلام رہے گا۔ لہٰذا جب غلام مکاتبت کا خواہاں ہو تو مالک کے لئے مستحب ہے کہ غلام سے یہ معاملہ کرکے اسے آزادی کا پروانہ دے بشرطیکہ وہ اس میں کوئی خیر وخوبی دیکھے یعنی اس میں اپنے کسب واکتساب سے قیمت ادا کرسکنے کی صلاحیت دیکھے ورنہ اپنا اور غلام کا نقصان نہ کرے اور اسے لوگوں سے مانگنے پر مجبور نہ کرے۔ (واللہ الموفق)

۳۷) واتوھم من مال اللہ۔۔۔ الآیۃ

یہ آقاؤں اور دوسرے عام مالدار مسلمانوں سے خطاب ہے کہ جب غلام سے مکاتبہ ہوجائے اور یہ بات طے پاجائے کہ اس نے اتنی قیمت اتنی مدت تک ادا کرنی ہے۔ تو آقا کو چاہیے کہ اس قیمت میں کچھ کمی کردے اور دوسرے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی گرہ سے غلام کی اعانت کریں تاکہ باسانی اپنی قیمت ادا کرسکے اور اگر وہ اپنی گرہ سے امداد نہیں کرسکتے تو زکوٰۃ کی ''فی الرقاب'' کی مد سے اسے کچھ عطا کریں اس مال سے جو مالک حقیق نے انہیں عطا کیا ہے۔ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ المال مال اللہ۔ مال اللہ کا مال ہے۔ الامراء امناء اللہ۔ امیر اور دولتمند لوگ اللہ کے امین ہیں والفقرا عیال اللہ فقراء ومساکین اللہ کے اہل وعیال ہیں (ایک حدیث قدسی کا مضمون از کواکب مصنۂ دراحادیث قدسیہ)

۳۸) ولا تکرھوا فتیٰتکم۔۔۔ الآیۃ

حیاء اور ایمان چونکہ لازم وملزوم ہیں۔ یعنی جہاں اسلام وایمان ہے وہاں حیاء بھی ہے اور جہاں ایمان

Presented by Ziaraat.Com

نہیں ہے وہاں حیاء بھی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب لوگ نعمت اسلام وایمان سے محروم تھے تو ان میں بے حیائی کا دور دورہ تھا اور بڑے بڑے مالدار وسردار لوگ حیا سوز کام کرتے تھے کہ جن کو دیکھ کر انسانیت کے ماتھے پر پسینہ آجاتا تھا۔ چنانچہ وہ کھلے بندوں اپنی جوان اور خوبصورت لونڈیوں سے قحبہ گری کا کام لیتے تھے۔ اور ان کی اس کمائی سے عیش وعشرت کرتے تھے۔ اہل اسلام کو اس ایمان سوز حرکت سے منع کیا جارہا ہے کہ تم ہرگز ایسا کام واقدام نہ کرو۔ ان اردن تحصنا اگر وہ اس سے بچنا چاہیں۔ اس شرط کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اگر وہ اس گناہ سے نہ بچنا چاہیں تو پھر انہیں مجبور کر سکتے ہو بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جبر واکراہ صادق ہی اس صورت میں آتا ہے کہ جب لونڈی یہ کام نہ کرنا چاہے اور مالک بے غیرتی کا ثبوت دیتے ہوئے اسے اس کام پر مجبور کرے۔ لیکن اگر وہ برضا ورغبت خود یہ برا کام کرنا چاہتی ہے تو پھر جبر کہاں؟ وہ خود اپنے اس فعل کی اور اس کی سزا کی ذمہ دار اور مستحق ہوگی۔ کما لا یخفی۔ اور اگر کوئی بے غیرت مالک اپنی لونڈی کو اس گناہ کے ارتکاب پر مجبور کرے گا تو اس کا وزر وبال اسی پر ہوگا اور لونڈی مجبوری کی وجہ سے معذور متصور ہوگی اور خدا اسے اس کی سزا نہیں دے گا کیونکہ وہ غفور بھی ہے اور رحیم بھی۔

(۳۹) ولقد انزلنا ۔۔۔ الآیۃ

یہاں قرآن مجید کو تین حصوں پر تقسیم کیا جارہا ہے۔

(۱) ایک حصہ تو اسلامی احکام وتعلیمات پر مشتمل ہے جو بالکل واضح ہے۔

(۲) دوسرا حصہ گزشتگان کے قصص وحکایات پر مشتمل ہے کہ انہوں نے کس طرح احکام خداوند کی مخالفت کی اور اس کی پاداش میں کس طرح وہ ہلاک وبرباد ہوئے۔ اور یہ قصص وحکایات بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ امت ایسے برے کاموں اور ان کے نتائج سے بچے۔

(۳) تیسرا حصہ پند ونصائح پر مشتمل ہے جس سے صاحبان تقویٰ اور دلوں میں خوف خدا رکھنے والے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

آیات القرآن

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ
اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ

Presented by Ziaraat.Com

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ
لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۟ۙ ﴿۳۵﴾ فِىْ بُيُوْتٍ
اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ
وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ
الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ
وَالْاَبْصَارُ ۟ۙ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ
وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ
كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ
شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۟ۙ ﴿۳۹﴾ اَوْ
كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّجِّىٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ
سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ
يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۠ ﴿۴۰﴾

ترجمۃ الآیات

اللہ۔آسمانوں اورزمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال یہ ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو(اور) چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو۔اور(وہ) قندیل گویا موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک ستارہ ہے(اوروہ چراغ) زیتون کے بابرکت درخت(کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی قریب ہے کہ اس کا تیل خودبخود بھڑک اٹھے اگرچہ آگ نے اسے چھوا بھی نہ ہو۔یہ نور بالائے نور ہے۔اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا بڑا جاننے والا ہے(۳۵)(یہ ہدایات

Presented by Ziaraat.Com

پانے والے) ایسے گھروں میں ہیں جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں خدا کا نام لیا جائے ان میں ایسے لوگ صبح وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں (۳۶) جنہیں کوئی تجارت اور (خرید) فروخت اللہ کی یاد سے نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی (کیونکہ) وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور نگاہیں الٹ پلٹ ہوجائیں گی (۳۷) تاکہ اللہ ان کو ان کے بہترین اعمال کی جزا دے اور اپنے فضل سے مزید نوازے اور اللہ جسے چاہتا ہے اسے بے حساب رزق عطا کرتا ہے (۳۸) اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے اعمال سراب کی مانند ہیں جو ایک چٹیل میدان میں ہو۔ جسے آدمی پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس جاتا ہے تو اسے کچھ نہیں پاتا بلکہ وہاں اللہ کو موجود پاتا ہے جس نے اس کا پورا پورا حساب چکا دیا۔ اور اللہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے (۳۹) یا پھر ان کی مثال ایسی ہے جیسے گہرے سمندر میں اندھیرا۔ کہ اسے ایک موج ڈھانپ لے پھر اس (موج) کے اوپر اک اور موج ہو۔ اور پھر اس کے اوپر بادل ہو۔ الغرض اندھیروں پر اندھیرا کہ اگر کوئی اپنا ہاتھ نکالے تو اسے دیکھ نہ پائے۔ اور جسے اللہ نور (ہدایت) دے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں ہے (۴۰)

تشریح الالفاظ

۱......نور: کے معنی ہیں روشنی یا وہ کیفیت جسے انسان کی قوت باصرہ ادراک کرتی ہے اور پھر اس کے ذریعے سے ان سب چیزوں کا ادراک کرتی ہے جو آنکھ سے دیکھی جاتی ہیں لیکن یہاں اس کے معنی روشن کرنے والے کے ہیں۔

۲......مشکوٰۃ: کے معنی ہیں دیوار پر چراغ رکھنے کی مخصوص جگہ جسے طاق یا جالا کہا جاتا ہے۔

۳......مصباح: کے معنی بڑے چراغ کے ہیں۔

۴......زجاجہ: کے معنی ہیں شیشہ کا بنا ہوا فانوس جس میں چراغ رکھا جاتا ہے۔

۵......کوکب: کے معنی ہیں موتی کی طرح چمکتا ہوا ستارہ۔

۶......قیعۃ: کے معنی ہیں چٹیل میدان۔

۷......بحر لجی: کے معنی ہیں گہرا سمندر۔

Presented by Ziaraat.Com

۸...... یغشاہ، غشیان: کے معنی ہیں ڈھانپنا۔

تفسیر الآیات

۴۰) اللہ نور السمٰوت ... الآیۃ

آیت نور کی تفسیر

اس آیت مبارکہ کو آیت نور کہا جاتا ہے اگرچہ فریقین کے مفسرین کرام نے اس کی مختلف بڑی عمدہ اور اعلیٰ تاویلیں بیان کی ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ اس کی حقیقت اپنے نام (نور) کی طرح پھر بھی مخفی و مستور ہے اور مستور رہے گی۔ حتی یظھر من یکشف القناع عن وجہ حقیقۃ النور

خدا پر نور کا اطلاق مجازی ہے اور اس کی تاویل

عرف عام میں جس چیز کو نور کہا جاتا ہے وہ مخلوق ہے (بناء بریں کہ وہ جوہر ہو) یا اس کی مخلوق کا اثر ہے (بناء بریں کہ وہ عرض ہو)۔ لہٰذا اگر خدا پر اس کا اطلاق ہوا ہے تو یہ اطلاق مجاز مرسل کے طور پر ہوا ہے کہ جس کے معنی آسمان و زمین کو سورج، چاند اور ستاروں سے روشن کرنے والا۔ یعنی نور کی لفظ بمعنی منور استعمال ہوئی ہے۔ یعنی خدا آسمان و زمین کا روشن کرنے والا ہے۔

۲۔ چونکہ نور کے ایک معنی ہدایت کے بھی ہیں جیسا کہ قدرت کا ارشاد ہے انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی و نور۔ کہ ہم نے توراۃ نازل کی جس میں نور و ہدایت ہے۔ لہٰذا خدا پر اس کا اطلاق ہادی کے معنی میں ہوا ہے۔ یعنی خدا اہل آسمان اور اہل زمین کا ہادی ہے۔ چنانچہ تفسیر مجمع البیان میں یہاں نور کے یہی دو مجازی معنی مراد لئے گئے ہیں۔

۳۔ چونکہ نور کی تعریف لفظی یہ کی گئی ہے کہ الظاھر بنفسہٖ والمظھر غیرہٖ جو خود روشن ہو اور دوسری چیزوں کو روشن کرے۔ بناء بریں اس کا اطلاق اس لئے خدا پر مجازاً ہوا ہے کہ وہ تمام کائنات کو عدم سے نکال کر عالم وجود و شہود میں لانے والا ہے۔ (فصل الخطاب) اور انبیاء و اوصیاء کے ذریعے سے زمین سے کو کفر و شرک وغیرہ سے نور ایمان کے ساتھ مٹانے والا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

مثل نورہ کمشکوٰۃ کی تشبیہ بلیغ کی وجہ شبہ

خداوند عالم وہ بے مثل و بے مثال ہے کہ جس کی ذات، صفات، افعال اور عبادت میں کوئی مثل ومثال نہیں ہے جیسا کہ اس کا ارشاد ہے لیس کمثلہ شئی۔ نیز فرمایا کہ لا تضربو اللہ الا مثال۔ کہ خدا کے لئے مثالیں نہ دیا کرو۔ لہٰذا یہاں اس مثال سے اس کی ذات کی کسی چیز سے تشبیہ دینا مقصود نہیں ہے تو پھر اس مثل نورہ کہ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق میں چراغ رکھا ہوا ہو اور چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو اور قندیل کو تیل سے روشن کیا جاتا ہے۔ غور فرمائیں آج کا سائنسی دور ہے مگر اس دور کے لحاظ سے جب قرآن نازل ہوا اس نور کی ضیا پاشی کی تشبیہ جس چراغ سے دی گئی ہے اس سے زیادہ کا تصور بھی ممکن نہ تھا آپ تصور کریں کہ چراغ جو ہر طرف سے بند ہے صرف ایک سمت سے کھلتا ہے جدھر سے روشنی پھیل رہی ہے پھر چراغ فانوس میں رکھا ہے اور فانوس براق شیشہ سے بنا ہوا ہے تو اس کی روشنی کتنی تیز ہوگی۔ جس میں جو تیل ہے وہ نہ سرسوں کا ہے اور نہ تارا میرا کا بلکہ زیتون کا شفاف تیل ہے جس کی روشنی سب تیلوں سے زیادہ صاف اور تیز ہوتی ہے اور زیتون کا درخت نہ صرف شرقی ہے کہ صرف مشرقی طرف سے سورج کی کرنیں اس پر پڑتی ہوں اور نہ صرف غربی ہے کہ صرف مغربی جانب سے غروب کے وقت اس پر سورج کی روشنی پڑے۔ جہاں سارا دن اس پر سورج چمکتا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں کم وبیش چار پانچ اقوال موجود ہیں۔

اس تمثیل وتشبیہ سے کیا مراد ہے

پہلا قول اس نور سے پیغمبر اسلام کی ذات مراد ہے پس مشکوٰۃ سے آپ کا سینہ، مصباح سے آپ کی نبوت ورسالت اور زجاجہ سے آپ کا قلب مطہر مراد ہے جن کی نبوت کا نور شجرہ مبارکہ ابراہیمیہ سے پھوٹ رہا ہے آپ کی شان نبوت، آپ کے محاسن، اخلاق اور آپ کے خصائل وشمائل تو نبوت سے پہلے عیاں ہو رہے تھے اور اس کے بعد تو نور بالائے نور ہے۔

دوسرا قول: اس سے مراد اوصیاء پیغمبر اسلامؐ مراد ہیں تفسیر البرہان کی بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ کے اس نور سے حضرت علیؑ سے لے کر حضرت مہدی تک بارہ آئمہ اہلبیتؑ مراد ہیں۔

ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شئی علیم۔

تیسرا قول اس سے بندہ مومن مراد ہے۔ مشکوٰۃ سے اس کا نفس، زجاجہ اس کا سینہ اور مصباح سے اس کا نور ایمان مراد ہے جو خدائے قدیر نے اس کے دل میں پیدا کیا ہے مومن ہمیشہ پانچ نوروں میں لوٹتا بوٹتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۔ مدخله النوروہ جس کام میں داخل ہوتا ہے وہ نور ہے۔

۲۔ مخرجه النوروہ جس کام سے نکلتا ہے وہ نور ہے۔

۳۔ علمه نور۔اس کا علم نور ہے۔

۴۔ کلامه نوره اس کا کلام نور ہے۔

۵۔ ومصیره یوم القیمة الی الجنه نور قیامت کے دن اس کی جائے بازگشت یعنی جنت نور ہے۔

چوتھا قول: اس سے قرآن مراد ہے یعنی مصباح سے مراد قرآن مجید ہے کہ جس طرح چراغ سے روشنی حاصل کی جاتی ہے بالکل اسی طرح قرآن مجید سے نور ہدایت حاصل کیا جاتا ہے اور زجاجہ سے مراد مومن کا دل ہے جس میں قرآن موجود ہے اور مشکوۃ سے اس کا مفہوم اور زبان مراد ہے جس سے قرآن کی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہیں۔

پانچویں قول: اس سے مراد ہے مومن کا دل مراد ہے، مصباح سے نور مراد ہے کہ مومن کے شیشہ دل سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا ہے اور شجرہ مبارکہ سے مومن کا وجود مراد ہے اور اس طرح جادوع مستقیہ پر قائم و دائم ہے کہ اس پر مشرق و مغرب کی تہذیب اور یہودیت و نصرانیت اثر انداز نہیں ہوتی۔

یہ مختلف تاویلیں فریقین کے مختلف مفسرین جیسے مجمع بیان صافی، مظہری اور قرطبی وغیرہ میں مذکور ہیں اور ظاہر ہے کہ ان پانچ چیزوں پر نور کا اطلاق مجازی ہے حقیقی نہیں ہے اور جہاں تک نور کی اصلی حقیقت کا تعلق ہے تو وہ مستور ہے کش نہ و نخواہد اکشود و نخواہد و کشود۔نہ آج تک کوئی اس معمہ کو حل کر سکا ہے اور نہ آئندہ حل کر سکے گا۔

(۴۱) فی بیوت اذن الله ... الآیة

یہ مشکوۃ یا یہ چراغ ہدایت یا اس چراغ سے ہدایت پانے والے ایسے گھروں میں پائے جاتے ہیں جن کو بلند کرنے یعنی تعظیم و تکریم کرنے کا اور ان میں خدا کے نام کا ذکر کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے۔

ان گھروں سے کون سے گھر مراد ہیں؟ اس سلسلہ میں مفسرین میں فی الجملہ اختلاف پایا جاتا ہے۔

۱۔ بعض نے اس سے مسجد مراد لی ہے۔

۲۔ بعض نے انبیاء و مرسلین کے گھر مراد لئے ہیں۔ چنانچہ پیغمبر اسلامؐ سے مروی ہے کہ جب آپ نے فرمایا کہ اس سے انبیاء کے گھر مراد ہیں تو کسی صحابی نے حضرت علیؑ و فاطمہؑ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے آپ سے پوچھا کہ آیا یہ گھر بھی ان گھروں میں سے ہے فرمایا نعم من افضلها۔ ہاں ان

Presented by Ziaraat.Com

میں سے خصوصی فضیلت رکھنے والے گھروں میں سے ہیں (مجمع البیان)
۳۔ اور بعض نے اس سے اوصیاء وحکماء کے گھر مراد لئے ہیں۔ (کمال الدین عن الباقر علیہ السلام)
بہر تقدیر بلند کرنے سے ظاہر بلندی مراد نہیں ہے بلکہ اس کی تعظیم وتکریم اور ارجاس وانجاس سے ان کی بلند مرتبی مراد ہے۔ کما لا یخفی

(۴۲ یسبح له فیها ... الآیة

ان گھروں میں صبح وشام ایسے لوگ اس کی تسبیح وتقدیس کرتے ہیں جن کو تجارت اور خرید وفروخت اور دنیا کا کوئی کام اللہ کو یاد کرنے، نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے یعنی حقوق اللہ اور حقوق الناس کی ادائیگی سے انہیں غافل نہیں کرتی۔ ان لوگوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ احادیث میں ان سے وہ کاروباری لوگ مراد لئے گئے ہیں جو تجارت کرتے ہیں اور کسب معاش کے دوسرے طریقے استعمال میں لاتے ہیں۔ مگر ان کے یہ دنیوی مشاغل انہیں دینی فرائض سے مانع نہیں ہوتے۔ وہ کاروبار کرتے ہیں مگر جونہی نماز کا وقت فضیلت داخل ہوتا ہے تو کاروبار کو چھوڑ کر نماز کی ادائیگی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر بتیان ومجمع البیان، عن ابی جعفر وابی عبداللہ علیہ السلام)
اس سے واضح ہے کہ اسلام کاروبار کرنے اور کسب معاش سے مانع نہیں ہے بلکہ وہ کسب معاش کو عبادت اور محبوب خدا ہونے کی علامت قرار دیتا ہے۔

(۴۳ والذین کفروا اعمالهم

کفار کے اعمال کے بے کار ہونے کی دو مثالیں

کافر جو عمل بھی کرتے ہیں اگر واقع اور نفس الامر کے اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ عمل یا تو عملہائے خیر سے ہوگا جن پر اجر وثواب کی توقع کی جا سکتی ہے یا ان عملہائے شر سے ہوگا جن کے ارتکاب پر سزا کی امید ہو سکتی ہے تو عمل بد تو بہر حال بد ہی ہے مگر عمل خیر بھی ایمان کے بغیر محض بے کار ہے جسے قرآن سراب قرار دیتا ہے جسے پیاسا دور سے آب خیال کرتا ہے مگر اس کے قریب جاتا ہے تو کچھ بھی نہیں پاتا اور تشنگی اور بڑھ جاتی ہے ہاں البتہ وہ وہاں عملی واحاطی طور پر خدا کو حاضر وناظر پاتا ہے جو اس کے اس عمل کا حساب چکا دیتا ہے ایمان کے بغیر کوئی بھی عمل ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ صرف عمل کو نجات کی بنیاد قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ نجات کے لئے اچھے عمل کا کرنا کافی ہے عمل کرنے والا جس مذہب وملت سے تعلق

Presented by Ziaraat.Com

رکھتا ہو حتیٰ کہ اگرچہ لا مذہب بھی ہو۔
یہ نظریہ قرآنی و اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے **ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثیٰ وھو مومن** یا اس کے اعمال کی مثال (بالخصوص یہ کہ وہ عمل شر ہوں) گہرے سمندر کے ان اندھیروں جیسی ہے جسے ایک بڑی لہر ڈھانپ رہی ہو۔ اور اس پر ایک اور لہر چھائی ہوئی ہو اور اس کے اوپر بادل اندھیرے میں ایک کے اوپر ایک یعنی تہہ بہ تہہ اندھیرے میں کہ آدمی اگر اپنا ہاتھ باہر نکالے تو قریب نہیں کہ وہ اسے نظر آئے۔ الغرض کفار، کفر و عصیاں میں اس طرح غرق ہو گئے ہیں کہ نہیں ایمان و عمل کی روشنی بھی نظر نہیں آتی ہے۔

ارباب عقل و خرد کے لئے لمحہ فکریہ!

ایک طرف نور علی نور۔ نور بالائے نور کا سماں ہے اور دوسری طرف **ظلمات بعضھا فوق بعض** تاریکی بالائے تاریکی ہے۔ ان حالات میں ارباب عقل کو سوچنا چاہیے کہ حق کدھر ہے اور باطل کدھر؟ اور یہ کہ انہیں کس کا ساتھ دینا چاہیے حق کا یا باطل کا، ایمان کا یا کفر کا؟

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے!!

۴۴) **ومن لم یجعل اللہ لہ... الآیۃ**

جسے خدا سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق نہ دے اس کے لئے جہالت و ضلالت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اور اللہ کی توفیق بھی ان لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے جو حق حقیقت اور سیدھے راستے کو ڈھونڈنا چاہتے ہیں۔ **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا**

آیات القرآن

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ
كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ
سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ

Presented by Ziaraat.Com

خِلٰلِهٖۚ وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَیُصِیْبُ بِهٖ مَنْ
یَّشَآءُ وَیَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ ؕ یَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ یَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ؕ
یُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ
خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ
یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰۤی اَرْبَعٍ ؕ یَخْلُقُ اللّٰهُ مَا
یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ ؕ
وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴۶﴾ وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ
وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ
اُولٰٓىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ
اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْۤا اِلَیْهِ
مُذْعِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ؕ اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ
اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ؑ

ترجمۃ الآیات

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی ہر ایک اپنی اپنی (مخصوص) نماز و تسبیح کو جانتا ہے (۴۱) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کیلئے ہے اور اللہ ہی کی طرف (سب کی) بازگشت ہے (۴۲) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادل کو آہستہ آہستہ چلاتا ہے پھر اس کے ٹکروں کو باہم ملاتا ہے پھر اسے تہ بہ تہہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے درمیان سے بارش نکلواتا ہے اور وہ (اللہ) آسمان سے پہاڑوں کی شکل کے بادلوں سے برف یعنی اولے برساتا ہے پھر ان کو جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے قریب ہے کہ اس کی بجلی کی

Presented by Ziaraat.Com

چمک آنکھوں (کی بینائی) کو لے جائے (۴۳) اللہ رات دن کو ادلتا بدلتا رہتا ہے۔ بے شک اس میں آنکھوں والوں کے لئے (سامان) عبرت ہے (۴۴) اور اللہ ہی نے زمین پر چلنے والے ہر جاندار کو (ایک خاص) پانی سے پیدا کیا ہے تو ان میں سے کوئی پیٹ کے بل چلتا ہے اور کوئی دو (۲) ٹانگوں پر چلتا ہے اور کوئی چار ٹانگوں پر۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہر شئے پر پوری قدرت رکھتا ہے (۴۵) یقیناً ہم نے حقیقت واضح کرنے والی آیتیں نازل کر دی ہیں اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کر دیتا ہے (۴۶) اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اطاعت بھی کی۔ مگر اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ منہ پھیر لیتا ہے اور ایسے لوگ (ہرگز) مومن نہیں ہیں (۴۷) اور جب انہیں خدا اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو ایک دم ان میں سے ایک گروہ روگردان ہو جاتا ہے (۴۸) اور اگر حق ان کے موافق ہو (اس میں ان کا فائدہ) تو پھر سر تسلیم خم کئے اس (رسول) کی طرف آ جاتے ہیں (۴۹) ان کے دلوں میں (نفاق وغیرہ کی) کی کوئی بیماری ہے یا (اسلام کے متعلق) شک میں مبتلا ہیں یا پھر ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے ساتھ زیادتی کریں گے (نہیں) بلکہ یہ لوگ خود ظلم و زیادتی کرنے والے ہیں (۵۰)

تشریح الالفاظ

۱......صافات: صافہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں پر پھیلائے۔

۲......صلوٰۃ: کے لغوی معنی دعا کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں ارکان مخصوصہ پر مشتمل ایک خاص عبادت کا نام ہے۔

۳......یزجی: ازجاء کے معنی ہیں کسی چیز کو آہستہ آہستہ چلانا۔

۴......رکام: کے معنی ہیں تہ بہ تہ

۵......ودق: کے معنی ہیں بارش۔

۶......برد: کے معنی ہیں برف یہاں مراد اولے ہیں۔

۷......دابہ: کے معنی ہیں زمین پر چلنے والا ہر جاندار

Presented by Ziaraat.Com

۸...... یتولی: کے معنی ہیں پیٹھ پھیرنا اور منہ موڑنا۔

۹...... مذعنین: ذعن اور اذعان کے معنی تابع و مطیع ہونے کے ہیں۔

۱۰...... یحیف، حیف: کے معنی کسی پر ظلم و زیادتی کرنے کے ہیں۔

تفسیر الآیات

۴۵) الم تران... الآیۃ

جو کوئی آسمان و زمین میں ہے خدا کی تسبیح کرتا ہے

بظاہر خطاب پیغمبر اسلامؐ سے ہے مگر مراد سب مکلفین ہیں بالکل اسی طرح کی اس آیت جیسی ایک آیت سورہ اسراء میں نمبر ۴۴ پر مع تفسیر گزر چکی ہے۔ جس میں ارشاد قدرت ہے کہ تسبع له السموت السبع والارض ومن فیهن وان من شئی الا یسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم الآیۃ۔ اور اسی مقام پر اس کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ زمین و آسمان اور دوسری بے جان چیزوں کی تسبیح تکوینی کیا ہے اور جن و انس اور ملائکہ کی تسبیح تشریعی کیا ہے؟ اور ہر شئی کے تسبیح کرنے کا مفہوم کیا ہے؟ لہٰذا اس مقام کی طرف رجوع کیا جائے۔

۴۶) والطیر صافات کل قد علم صلوته... الآیۃ

اگر چہ اس آیت کا مطلب و مفہوم وہی ہے جو سورہ اسراء کی ۴۴ کا ہے ہاں البتہ یہاں دو چیزوں کا اضافہ ہے ایک یہ کہ ہوا میں اڑنے والے پرندے بھی پر کھول کر خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کی یہ تسبیح تکوینی ہی ہے وتسبیحها ما یری علیها من اثار الحدوث۔ یعنی ان کی تسبیح کیا ہے؟ یہی ان میں حادث ہونے کے آثار پائے جاتے ہیں جو بتاتے ہیں کہ ان کا کوئی محدث (وجود دینے والا) ہے۔ (مجمع البیان)

دوسرے یہ کہ کل قد علم صلوته و تسبیحه۔ اس میں تھوڑا سا اختلاف ہے کہ علم میں جو ضمیر مضمر ہے اس کا مرجع کیا ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ اس کا مرجع اللہ ہے یعنی اللہ جانتا ہے کہ ہر ایک کی نماز و تسبیح کیا ہے؟ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا مرجع کل ہے جو اس علم سے پہلے موجود ہے بناء بریں معنی یہ ہوں گے کہ ہر ایک اپنی اپنی نماز اور تسبیح کو جانتا ہے اگر چہ صاحب تبیان و مجمع البیان نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے اور دوسرے قول کو قیل کہہ کر ضعیف قول کے طور پر ذکر کیا ہے۔ مگر نظر قاصر میں معاملہ اس کے برعکس ہے اور مجھے دوسرا قول مرجح

Presented by Ziaraat.Com

معلوم ہوتا ہے کیونکہ مذکورہ بالا جملہ کے بعد بلا فاصلہ مذکور ہے کہ **واللہ علیم بما یفعلون** جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے اللہ خوب جانتا ہے تو ایک ہی مطلب کو دو جملوں میں بیان کرنے کا کیا فائدہ؟ تو بموجب التاسیس اولی من التاکید، کسی مطلب کی تاکید سے کسی دوسرے مطلب کی تمہید بہتر ہوتی ہے دوسرے معنی کو ترجیح حاصل ہوگی کہ ہر ایک چیز قانون قدرت اور آئین فطرت کے تحت اپنے مخصوص طریقہ عبادت سے خوب آگاہ ہے۔ ارشاد قدرت ہے **اعطی کل شئی حلقه ثم هدیٰ**۔ خدا نے پہلے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور پھر ہدایت دی ہے اور وہ فطری ہدایت کی روشنی میں اس کی اطاعت تکوینی کر رہی ہے۔

۴۷) الم تر ان اللہ یزجی سحاباً ... الآیة

اس قسم کی بعض آیات قبل ازیں سورۃ رعد میں نمبر ۱۲ سے ۱۳ تک گزر چکی ہیں **ھو الذی یریکم البرق خوفاً وطمعاً وینشی السحاب الثقال الآیة**۔ ان سب آیتوں کا مفہوم ایک ہی ہے کہ قادر مطلق اپنی قدرت کاملہ کے بعض کرشموں کا تذکرہ فرمارہا ہے کہ وہ بادلوں کو ہوا کے ذریعہ سے آہستہ آہستہ چلاتا ہے پھر ان کے متفرق اجزاء یعنی مختلف ٹکڑوں کو باہم جوڑتا ہے اور اسے تہہ بہ تہہ کر دیتا ہے جس سے بادل گہرا ہو جاتا ہے اور پھر بارش برستی ہے۔ بعد ازاں ارشاد ہوتا ہے کہ پھر قادر مطلق آسمان سے پہاڑوں جیسے بادلوں سے برف یعنی (اولے برساتا ہے) اور جس پر چاہتا گراتا ہے اور اسے نقصان پہنچاتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے بچاتا ہے اور جب بجلی کوندتی ہے تو اس کی چمک سے قریب ہے کہ آنکھوں کی بینائی ہی چلی جائے۔ یہ اس آیت کا صاف اور سادہ مفہوم ہے جس کے سمجھنے میں کوئی دقت اور دشواری محسوس نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی یہ موجودہ سائنسی معلومات سے ٹکراتی ہے۔ بالخصوص جب آسمان سے بلندی اور پہاڑوں سے پہاڑ نما بادل اور برف سے اولے مراد لئے جائیں تو ہر قسم کا اشکال وابہام رفع دفع ہو جاتا ہے اور آیت کا مفہوم بالکل بے غبار و اشکار ہو جاتا ہے۔ دوسری بہت سی آیتوں کی طرح یہاں بھی خدا اہل عقل وخرد کو مطالعہ کائنات کی عموماً فلکیات کی خصوصاً دعوت دے رہا ہے تاکہ ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہو جائے۔

۴۸) یقلب اللیل ... آلایة

یعنی شب وروز والی ادل بدل، لیل ونہار کی گردش اور دن رات کی آمدورفت بھی قادر مطلق کی قدرت کاملہ اور حکیم مطلق کی حکمت کاملہ کا ایک کرشمہ ہے۔

۴۹) واللہ خلق کل دابة ... الآیة

Presented by Ziaraat.Com

اس قسم کی ایک آیت سورہ انبیاء (۳۰) میں گزر چکی ہے وجعلنا من الماء کل شئی حی۔ کہ ہم نے ہر جاندار کو پانی سے بنایا ہے اور وہیں اس کی مکمل تفسیر بھی گزر چکی ہے۔ الغرض اگر ماء سے عام پانی مراد لیا جائے تو تمام جانداروں کی ابتدائی خلقت کو شامل ہے حتیٰ کہ ابوالبشر آدمؑ بھی اس میں داخل ہیں کیونکہ ان کی مٹی کو بھی تو اسی پانی سے گوندھا گیا تھا۔ نیز ہر ذی روح کی بقاء بھی پانی کے ہے اور اگر اس سے خاص پانی یعنی نطفہ مراد لیا جائے تو پھر پس اولاد آدم اور دیگر تمام جاندار چیزیں آ جاتی ہیں بہرکیف یہ بھی قادر مطلق کی قدرت کاملہ کا ایک عجیب کرشمہ ہے کہ اس نے بوقلمون اور گوناگوں قسم کی مخلوق پانی کے ایک قطرہ سے پیدا کی ہے مگر سب کی وضع قطع الگ الگ ہے۔ ڈیل ڈول الگ الگ ہے اور شکل وصورت الگ الگ ہے کوئی مخلوق پیٹ کے بل رینگ رہی ہے جیسے سانپ وغیرہ حشرات الارض۔ اور کوئی مخلوق دو (۲) ٹانگوں پر چل رہی ہے جیسے پرندے اور خود حضرات انسان اور کوئی مخلوق چار ٹانگوں پر چل رہی ہے جیسے چوپائے اور گھوڑے اور وحشی جانور وغیرہ یخلق اللہ مایشاء خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جانداروں کا یہ انتظام بتاتا ہے کہ اس کائنات کو کوئی بنانے والا اس نظام کا کوئی چلانے والا قادر وتوانا اور علیم وحکیم خدا ہے۔ ذالك الله رب العالمين

۵۰) لقد انزلنا... الآیة

مبینات مشہور ومتداول قرات کے مطابق اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے حقیقت کو واضح کرنے والی آیتیں نازل کی ہیں جو خدا کی وحدانیت و یکتائی اور اس کی عظمت وکبریائی نیز پیغمبر اسلامؐ کی مصطفائی ومجبتائی اور اسلام کی صداقت وسچائی اور قرآن کی اعجاز نمائی پر واضح دلالت کرتی ہیں۔

وفی کل شئی له آیة
تدل علی انه واحد

یعنی۔

ہر گیا ہے کہ از زمین روئید
وحدہ لا شریک لہ گوید

۵۱) ویقولون آمنا باللہ وبالرسول... الآیة

اس آیت میں کچھ منافقین کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن کے قول وفعل میں تضاد پایا جاتا ہے۔ وہ زبان سے کہتے کچھ اور ہیں اور مقام عمل میں وہ کرتے کچھ اور ہیں اور یہی ان کے نفاق کی بین دلیل ہے کہ وہ زبان سے تو خدا اور رسول پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر جب ان کو خدا اور رسول سے فیصلہ کرانے کو کہا جاتا

Presented by Ziaraat.Com

ہے تو روگردان ہوجاتے ہیں۔ ہاں البتہ وہ اسی صورت میں شرعی فیصلہ پر راضی ہوتے ہیں جب انہیں امید ہو کہ فیصلہ ان کے حق میں ہوگا۔ ورنہ بصورت دیگر رسول کے فیصلہ سے منحرف ہوجاتے ہیں۔ اوران کا یہ عمل اس بات کی نا قابل رد دلیل ہے کہ ابھی ایمان ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا ہے اور یہ لوگ ظالم ہیں۔ جیسا کہ موجودہ دور کے موجودہ مدعیان ایمان کا طرز عمل ہے کہ وہ بڑے سے بڑے متدین اور جید عالم دین سے بھی مسئلہ پوچھتے ہیں تو اس کے فتویٰ کو اسی صورت میں قبول کرتے ہیں جب وہ ان کے مفاد میں ہو اور اگر ان کے مفاد کے خلاف ہو تو پھر وہ اسے ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوتے اور پھر دوسرے عالم کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک انہیں ایسا مدعی علم نہ مل جائے جو انہیں ان کی خواہش کے مطابق فتویٰ دے تو ظاہر ہے کہ یہ مفاد پرستی رہے خدا پرستی نہیں ہے۔

ایضاح:

آیت ۴۸ کے آغاز میں ہے کہ جب انہیں خدا اور رسول کی دعوت دی جاتی ہے تا کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کردے۔ بلایا دو کی طرف جارہا ہے اور فیصلہ ایک کررہا ہے؟ ایسا کیوں ہے؟ یہ اس لئے کہ خدا اور رسول کا فیصلہ الگ الگ نہیں ہے۔ بلکہ ایک ہی ہے۔ یعنی جو پیغمبر اسلامؐ کا فیصلہ ہے وہی خالق دو جہاں کا فیصلہ ہے کیونکہ وہ جو فیصلہ کرتے ہیں حکم الٰہی اور وحی ربانی کے مطابق کرتے ہیں:

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

آیات القرآن

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا

Presented by Ziaraat.Com

حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ
الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ
ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾

ترجمۃ الآیات

اہل ایمان کو جب خدا اور رسول کی طرف بلایا جائے کہ وہ (رسول) ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان کا قول یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور اطاعت کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (۵۱) اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور پرہیز گاری اختیار کرے (اس کی نافرمانی سے بچے) تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں (۵۲) اور یہ (منافق) اپنے مقدور بھر اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ انہیں حکم دیں گے تو وہ (اپنے گھروں سے بھی) نکل کھڑے ہوں گے آپ کہیے کہ تم قسمیں نہ کھاؤ۔ بس معروف و معلوم فرمانبرداری مطلوب ہے۔ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہے (۵۳) آپ کہہ دیجئے! کہ تم اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول کی اطاعت کرو اور اگر تم روگردانی کرو گے تو اس (رسول) کی ذمہ داری ہے جو بار اس پر ڈالا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو بار تم پر ڈالا گیا ہے۔ اور تم اگر اس کی اطاعت کرو گے تو خود ہی ہدایت پاؤ گے۔ ورنہ رسول کے ذمہ واضح طور پر پیغام پہنچانے کے سوا کچھ نہیں ہے (۵۴) جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں اسی

Presented by Ziaraat.Com

طرح جانشین بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنایا تھا۔اور جس دین کو اللہ نے پسند کیا ہے وہ انہیں ضرور اس پر قدرت دے گا۔اوران کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔پس وہ میری عبادت کریں اور کسی کو میرا شریک نہ بنائیں اور جو اس کے بعد کفر اختیار کرے وہی لوگ فاسق ہیں (۵۵) اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو۔اور رسول کی اطاعت کرو۔تا کہ تم پر رحم کیا جائے (۵۶) جو لوگ کافر ہیں ان کے بارے میں خیال نہ کرو کہ وہ زمین میں (خدا کو) عاجز کردیں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے (۵۷)

تشریح الالفاظ

۱......طاعۃ معروفہ۔ عام دستور کے مطابق فرمانبرداری کافی ہے زیادہ ڈینگیں مارنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۲......علیہ ما حمل۔ کے معنی ہیں اس پر وہی ہے جو بار اس پر رکھا گیا ہے یعنی اس کی ذمہ داری یہی ہے

۳...... استخلاف۔کے معنی ہیں کسی کو کسی کا جانشین بنانا۔

۴......تمکین۔کے معنی ہیں قدرت دینا۔

۵......فاسق۔کے معنی ہیں نافرمان۔

۶......مصیر۔کے معنی ہیں جائے بازگشت اور ٹھکانہ۔

تفسیر الآیات

۵۲) انما کان قول المومنین... الآیۃ

حقیقی اہل ایمان کی روش ورفتار کا تذکرہ

منافقین کا تذکرہ کرنے کے بعد کہ بارگاہ رسالت میں اپنا مقدمہ پیش کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں۔اب یہاں مومنین کا ذکر خیر کیا جا رہا ہے کہ جب انہیں خدا اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ لبیک اور سمعاً وطاعۃً کہتے ہوئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ارشاد ہوتا ہے اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون یہ ہے اللہ کا گروہ اور اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۵۳) ومن یطع اللہ و رسولہ ... الآیۃ

دارین کی کامیابی کا راز کس بات میں مضمر ہے؟

یہاں فلاح کونین حاصل کرنے کا قانون بتایا جا رہا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو اسے چاہیے کہ وہ تین کام کرے:

۱۔ ایمان کے بعد خدا اور رسول کی اطاعت کرے۔

۲۔ اللہ سے ڈرے۔

۳۔ اور تقویٰ الٰہی اختیار کرے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ چونکہ اطاعت خدا میں اس کا خوف خشیہ اور تقویٰ داخل ہے کیونکہ اگر کوئی خدا سے ڈرے گا اور تقویٰ اختیار کرے گا تو اس کی اطاعت کرے گا۔ لہذا و یخش اللہ و یتقہ۔ کا اطاعت خدا پر جو عطف ہے وہ عطف تفسیری ہے۔ مگر دوسرے بعض مفسرین ان تینوں صفتوں میں کچھ فرق بیان کرتے ہیں مثلاً یہ کہ اطاعت سے اس کے امر و نہی میں فرمانبرداری مراد ہے اور خوف و خشیہ سے یہ مراد ہے کہ اللہ کی عصیاں کاری اور نافرمانی سے اجتناب کیا جائے اور تقویٰ سے اوامر الٰہیہ کی بجا آوری مراد ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

۵۴) واقسموا اجھد ایمانھم ... الآیۃ

منافقین کی حالت زار کا تذکرہ

ایک بار پھر منافقین کا تذکرہ کیا جا رہا ہے کہ وہ بڑے زور شور سے خدا کے نام کی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر رسول خداؐ ہمیں گھر بار چھوڑنے کا حکم بھی دے دیں تو ہم ایسا کرنے کے لئے آمادہ کار اور تیار ہیں۔ ارشاد ہو رہا ہے کہ (جھوٹی) قسمیں نہ کھاؤ اللہ تمہارے کرتوتوں کو خوب جانتا ہے تم اگر عام دستور کے مطابق عام فرمانبرداری ہی کرو تو وہی کافی ہے جبکہ اس کی بی تم توقع نہیں ہے۔ یہ تمہارا دعویٰ کفر و افتراء اور ریاکاری کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

۵۵) قل اطیعو اللہ واطیعو الرسول ... الآیۃ

ان لوگوں یعنی منافقین کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر ہوسکتا ہے تو منافقت اور ریاکاری چھوڑ کر دل و جان

Presented by Ziaraat.Com

سے ظاہری اور باطنی طور پر خدا ورسول کی اطاعت کرو۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو خود نقصان اٹھاؤ گے کیونکہ رسول کا فرض تبلیغ کرنا ہے اور تمہارا فرض اطاعت کرنا ہے۔ تو جو اپنے فرض میں کوتاہی کرے گا وہی اس کا جوابدہ ہوگا اور اس کا سب ضرر وزیاں اسی پر ہوگا۔ پیغمبر اسلامؐ نے تو اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اب تم اگر اطاعت کرو گے تو خود ہدایت پاؤ گے اور فائدہ اٹھاؤ گے۔ اور اگر نافرمانی کرو گے تو اپنا نقصان کرو گے۔

بر رسولاں بلاغ باشد وبس

(۵٦) وعد الله الذین آمنو... الآیة

آیت استخلاف کی تفسیر

باوجودیکہ برادران اسلامی نصی خلافت کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ اجماعی وشورائی وغیرہ خلافتوں کے قائل ہیں مگر ان کے مناظرین بلکہ اچھے پڑھے لکھے علماء اور مفسرین بڑے شد ومد کے ساتھ اس آیت سے خلفاء ثلاثہ کی خلافت پر استدلال کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر آیت کے سیاق وسباق اس کی شان نزول نیز آیت کے الفاظ میں غور کیا جائے تو ان لوگوں کے استدلال کی عمارت زمین بوس ہوجاتی ہے اور واضح ہوجاتا ہے کہ اس آیت کا متنازعہ مسئلہ کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

یہاں چند امور مہمہ کی تنقیح کرنا ضروری ہے:

اس خلافت سے کیا مراد ہے؟ یہ وعدہ خلافت کن لوگوں سے کیا گیا؟ یہ وعدہ کب پورا ہوا؟ کیا اصحاب و ثلاثہ میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں؟

اس استخلاف سے کیا مراد ہے؟

اگرچہ اسلامی کتابوں میں لفظ خلیفہ یا خلافت سے عموماً اسلامی خلافت مراد ہوتی ہے مگر چونکہ خلافت کے لغوی معنی کسی کی قائم مقامی اور جانشینی کے ہیں۔ اور قرآن میں یہ لفظ کہیں لغوی معنی میں اور کہیں اصطلاحی معنی میں استعمال ہوا ہے لہٰذا اس لفظ کا حقیقی مفہوم متعین کرنے سے پہلے قرآئن حالیہ ومقالیہ کا اور مفسرین اسلام کی تفسیروں کا مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ جب اس آیت کے مفہوم میں غور کیا جاتا ہے تو واضح ہوتا ہے کہ اس لفظ سے یہاں خلافت نبویہ مراد نہیں ہے بلکہ لغوی معنی کے لحاظ سے خلافت ارضی مراد ہے یعنی کسی فرد یا کسی جماعت کی جانشینی۔ اور ان کے دیار وامصار اور ان کے ملک وملکیت پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ چنانچہ تفسیر جلالین میں

Presented by Ziaraat.Com

یستخلفھم فی الارض کے معنی یہ لکھے ہیں ارض الکفار و عدھم ان ینصر الا سلام علی الکفر و یورثھم الارض۔یعنی خدا نے مسلمانوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسلام کی مدد کرے گا اور مسلمانوں کو کافروں کی زمین کا وارث بنائے گا۔ نیز تفسیر ابن جریر ج ۸ ص ۲۲ طبع مصر۔معالم التزیل مع ابن کثیر ج ۶ ۱۳۸ طبع مصر میں بھی یہی لکھا ہے کہ خدا نے مسلمانوں سے وعدہ کیا کہ وہ انہیں کافروں کی زمین کا وارث بنائے گا۔

یہ وعدہ کن لوگوں سے کیا گیا ہے؟

کہا جاتا ہے کہ یہ وعدہ مومنین کی اخص الخواص جماعت سے ہے اور اس اخص الخواص جماعت کا مصداق خلفاء اربعہ کو قرار دیا جاتا ہے مگر مفسرین اسلام کی تفسیروں سے واضح ہوتا ہے کہ یہ وعدہ الٰہی نہ صرف تمام اہل ایمان صحابہ کرام سے ہے بلکہ قیام قیامت تک سارے صحیح العمل مسلمانوں سے ہے چنانچہ اوپر والی تنقیح میں جو حوالے پیش کئے گئے ہیں ان سے اس مدعا پر خوب روشنی پڑتی ہے مزید برآں تفسیر الکشاف ج ۳ ص ۳۳/۷ ۱۱۷ طبع مصر میں لکھا ہے الخطاب للنبی و لمن معه و منکم للبیان۔ یعنی وعد الله الذین الآیۃ۔ میں خطاب پیغمبر اسلامؐ اور ان کے صحابہ کرام کو ہے۔اور منکم میں من بیانیہ ہے۔تفسیر ترجمان القرآن ص ۱۰۷۵ پر لکھا ہے" یہ وعدہ جمیع امت کے لئے ہے بعض نے کہا صحابہ سے خاص اور اس کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ایمان اور اعمال صالحہ کچھ صحابہ ہی کے ساتھ مخصوص نہیں تھے"۔

اس خلافت سے مراد کلی خلافت ہے یا جزوی؟؟

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہاں اس خلافت سے مراد کلی خلافت ہے کہ تمام روئے زمین کے کافروں کا خاتمہ ہو جائے گا اور اہل ایمان ان کے مال و دولت اور ان کی زمین کے وارث و جانشین ہوں گے؟ جیسا کہ آیت مبارکہ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله کا مفاد ہے ۔ یا اس سے مراد جزئی ہے یعنی بعض مسلمان صرف بعض کافروں کی زمین پر قابض ہوں گے؟ سو اگر اس سے خلافت کلی مراد لی جائے تو پھر تو یہ وعدہ ہنوز تکمیل کو نہیں پہنچا بلکہ اس کی تکمیل حضرت مہدی کے ظہور اور حضرت عیسٰی کے نزول کے وقت ہوگی۔ جیسا کہ شیعہ و سنی تفاسیر میں لکھا ہے کہ وذالك عند نزول عیسیٰ و خروج المهدی لا یبقی اهل دین الا دخلوا فی الاسلام کہ یہ وعدہ جناب عیسیٰؑ کے نزول اور جناب مہدیؑ کے ظہور کے وقت پورا ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ وعدہ کب پورا ہوا؟

خداوند عالم نے جو اس آیت میں فرمایا کہ وہ تمہیں اسی طرح زمین میں جانشین بنائے گا جس طرح وہ پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بناتا رہا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ تاریخ عالم گواہ ہے کہ ہمیشہ سے حق و باطل کی جنگ جاری رہی ہے اور رہے گی اگرچہ ابتداء میں کبھی باطل قومیں بھی غالب آئی ہیں۔ اور اہل ایمان کو بڑی اذیتیں بھی پہنچائی گئی ہیں۔ مگر ہمیشہ آخری فتح حق کو ہوئی ہے۔ قوم نوحؑ قوم لوطؑ اور عاد و ثمود وغیرہ کی ہلاکت اس کی زندہ مثالیں۔ بنابریں مسلمانوں کو تسلی دی جارہی کہ جس طرح خدا ہمیشہ کافروں کو نیست و نابود کرکے ان کے دیار و امصار اور مال و جائیداد کا وارث مسلمانان حق کو بناتا ہے اور قادر مطلق اب بھی ایسا ہی کرے گا۔ کہ تمہارے دشمنوں کو تباہ و برباد کرکے ان کی زمینوں اور ان کے املاک و اموال کا وارث تمہیں بنائے گا۔ واذکرو اذ جعلم خلفآء من بعد نوح الآیة۔ وہ وقت یاد کرو جب خدا نے قوم نوح کو برباد کرکے تمہیں ان کا جانشین بنایا۔ واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد عاد۔ وقال موسیٰ عیسیٰ ربکم ان یہلك عدو کم و یسخلفکم فی الارض۔

چنانچہ فتح مکہ کے بعد خدا نے یہ وعدہ پورا کردیا۔ لقد صدق اللہ رسولہ الرئویا بالحق کہ خدا نے اپنے رسول سے یہ وعدہ سچا کردیا۔ (۴۶ س فتح۔ ع ۴) ولقد مکنا کم فی الارض و جعلنا لکم فیہا معائش الایہ ہم نے تمہیں زمین میں تمکین وقدرت عطا کی اور تمہارے لئے اس میں ذرائع معاش بنائے۔

نتیجۃً الکلام:

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہوگئی کہ اس آیت استخلاف کا اصحاب ثلاثہ کی متنازعہ خلافتوں کے ساتھ دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا جماعت مسلمین میں سے صرف اصحاب ثلاثہ کو اور استخلاف سے خلافت نبویہ کو مراد لینا تفسیر بالرائے ہے۔ جو بالاتفاق حرام ہے۔ اور یہ جزئی خلافت مسلمانوں کو پیغمبر اسلامؐ کے حین حیات میں فتح مکہ کے بعد حاصل ہوگئی تھی۔ ان کے ہتھیار اتر گئے تھے اور امن وامان حاصل ہوگیا تھا اور فی الجملہ تمکین دین بھی حاصل ہوگئی تھی۔ والحمدللہ رب العالمین۔

صاحب تدبر قرآن اس مقام پر رقم طراز ہیں "اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ فتح مکہ کے بعد جس طرح پورا ہوا وہ تاریخ کی ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ یہاں تک کہ پورے جزیرہ عرب کے متعلق نبی صلی

Presented by Ziaraat.Com

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اعلان فرمادیا کہ لا یجتمع فیھا دینان (اس میں دو دین جمع نہیں ہو سکتے)''۔(تدبر قرآن ص ۴۲۷۔ج ۵)

۵۷) واقیموا الصلوٰۃ۔۔۔الآیۃ

یعنی اگر آمنو و عملو الصالحات کا عملی نمونہ پیش کرنا ہے اور نفاق، خوف اور شک سے اپنے دل و دماغ کو پاک وصاف رکھنا چاہتے ہو تو مقررہ شرائط و آداب کے ساتھ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ اور ہر امر و نہی میں پیغمبر اسلامؐ کی اطاعت مطلقہ کرو۔ تاکہ تم پر دنیا و آخرت میں رحم و کرم کیا جائے۔

آیات القرآن

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ
لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ
تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ ثَلٰثُ
عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ
عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا
كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا
فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ؕ
وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۶۰﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى
حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤى
اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ

Presented by Ziaraat.Com

اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦١﴾

ترجمۃ الآیات

اے ایمان والو! چاہیے کہ تمہارے غلام اور وہ بچے جو ابھی حد بلوغ تک نہیں پہنچے (گھروں میں داخل ہوتے وقت) تین بار تم سے اجازت طلب کریں۔ نماز صبح سے پہلے اور جس وقت تم دوپہر کو اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین وقت (آرام کرنے کیلئے) تمہارے لئے پردے کے وقت ہیں ان اوقات کے علاوہ تم پر اور ان پر کوئی حرج نہیں ہے تم لوگ ایک دوسرے کے پاس بار بار چکر لگاتے رہتے ہو۔ اسی طرح اللہ آیتوں کو کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا، بڑا حکمت والا ہے (۵۸) اور جب تمہارے لڑکے حد بلوغ کو پہنچ جائیں تو انہیں بھی اسی طرح اجازت لینی چاہیے جس طرح ان سے پہلے لوگ (اپنے بڑوں سے) اجازت لیتے رہے ہیں۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے۔ اور اللہ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے (۵۹) اور وہ عورتیں جو (بڑھاپے کی وجہ سے) خانہ نشین ہوگئی ہوں جنہیں نکاح کی کوئی آرزو نہ ہو ان کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اپنے (پردہ کے) کپڑے اتار کر رکھ دیں بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والیاں نہ ہوں۔ اور اگر اس سے بھی باز رہیں (اور پاک دامنی سے کام لیں) تو یہ اور بہتر ہے اور اللہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے (۶۰) اور اندھے کے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے اور لنگڑے کے لئے کوئی مضائقہ ہے اور نہ بیمار کے لئے اور نہ خود تمہارے لئے کوئی حرج ہے کہ تم اپنے گھروں سے

Presented by Ziaraat.Com

کھاؤ۔ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے تمہارے لئے کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اکٹھے ہو کر کھاؤ۔ یا الگ الگ (ہاں البتہ) جب گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کر لیا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے پاکیزہ اور بابرکت ہدیہ ہے اللہ اسی طرح آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم عقل سے کام لو (۶۱)

تشریح الالفاظ

۱۔ حُلُم...... کے معنی ہیں سن بلوغ۔

۲۔ عورات ......عورت کی جمع ہے جس کے معنی ہیں چھپانے کے قابل چیز جس کا کھل جانا شرم کا باعث ہو۔

۳۔ قواعد......قاعدہ کی جمع ہے یعنی ضعیف العمری کی وجہ سے گھر میں بیٹھنے والی عورتیں۔

۴۔ متبرجات......تبرج کے معنی ہیں کسی چیز کا اظہار کرنا اور اس کی نمائش کرنا۔

۵۔ عفت...... کے معنی ہیں پارسائی، پاکدامنی۔

۶۔ اشات......شت کی جمع ہے جس کے معنی ہیں متفرق اور جدا جدا۔

۷۔ حرج......حرج کے معنی ہیں تنگی اور گناہ۔

۸۔ تحیہ...... کے معنی ہیں تحفہ، ہدیہ اور سلام و دعا۔

تفسیر الآیات

۵۷) یا ایھا الذین آمنو ... الآیۃ

اسلامی طرز معاشرت کا ایک اور آئین

اسی سورہ کی آیت ۲۷ میں خداوند حکیم نے اجازت حاصل کئے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونے کی

Presented by Ziaraat.Com

ممانعت فرمائی ہے اور آیت ۲۸ میں فرمایا ہے کہ اگر اجازت نہ ملے تو واپس لوٹ جاؤ۔ اور آیت ۳۱ میں عورتوں کو پردہ کا حکم دیا ہے اور اپنی زیبائش و آرائش کے اظہار کی مناہی فرمائی۔ اور پھر دو استثناء کئے۔ **اِلَّا ما ظهر منها** جو خود بخود ظاہر ہو۔ دوسرا نسبی و سببی رشتہ داروں کے سامنے اس کے اظہار کی اجازت دی۔ (ان باتوں کی اوپر تفصیل بیان ہو چکی ہے)

الغرض وہاں تو اغیار اور بالغ نامحرموں سے پردہ کا حکم دیا گیا تھا اور انہیں اجازت حاصل کئے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونے کی ممانعت کی گئی تھی۔ مگر یہاں بعض مخصوص اوقات میں گھر کے نابالغ بچوں اور گھر کے خدام یعنی کنیزوں اور غلاموں کو بھی جو ہر وقت گھر میں آتے جاتے ہیں ان کو پابند کیا جا رہا ہے کہ وہ بھی ان اوقات میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہوں اور وہ مخصوص اوقات تین ہیں:

(۱) صبح کی نماز سے پہلے

۲) دوپہر کے وقت جب آدمی قیلولہ کرتا ہے

۳) نماز عشاء کے بعد

کیونکہ یہ تخلیہ کے وہ اوقات ہیں جن میں آدمی اپنی بیوی کے ہمراہ ہوتا ہے یا ستر عورت میں سہل انگیزی سے کام لیتا ہے یا ایسے لباس میں ہوتا ہے کہ کشف عورت کا اندیشہ ہوتا ہے اور اس حالت میں اسے اپنے خدام اور بچوں کو بھی اپنے پاس آنا گوارا نہیں ہوتا۔ ہاں البتہ ان اوقات کے علاوہ ان کے آنے جانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ مخفی نہ رہے کہ یہ حکم نابالغ بچوں کو نہیں دیا جا رہا بلکہ یہ حکم گھر کے سربراہ کو دیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے خدام اور بچوں کو اس کا پابند بنائے اور انہیں اس کی ہدایت کرے۔

۵۸) واذا بلغ الاطفال... الآیۃ

گزشتہ آیت میں نابالغ بچوں کے اوقات مخصوصہ میں اجازت کے بغیر اندر آنے کی مناہی کی گئی تھی اور اس آیت میں بالغ لڑکوں کے احکام بیان کئے جا رہے ہیں کہ ان پر اسی طرح اذن حاصل کرنے کی پابندی لازم ہے جس طرح بڑے لوگوں پر لازم ہے اور اگر وہ محرم نہیں ہیں تو پھر خواتین کے لئے بالغ لڑکوں سے اسی طرح پردہ واجب ہے جس طرح نامحرم مردوں سے واجب ہوتا ہے

لڑکے اور لڑکی کی بلوغت کی پہچان کیا ہے؟

بناء مشہور و منصور لڑکے کا بلوغ چند علامتوں سے ثابت ہوتا ہے:

Presented by Ziaraat.Com

(۱) زیر ناف بالوں کا سخت ہونا۔

(۲) سوتے یا جاگنے کی حالت میں مادہ منویہ کا خارج ہونا جسے احتلام کہا جاتا ہے۔

(۳) کامل پندرہ سال کا ہونا۔

اور جہاں تک لڑکی کا تعلق ہے تو اس کی بلوغت کی بھی چند علامتیں ہیں:

(۱)(۲) پہلی اور دوسری علامتیں تو وہی ہیں جو لڑکے کے بلوغ کے سلسلہ میں مذکور ہیں۔

(۲) تیسری علامت حیض کا آنا۔

(۳) چوتھا علامت حاملہ ہونا۔

(۵) مشہور یہ ہے کہ نو سال کے مکمل ہونے سے بھی لڑکی بالغ متصور ہوتی ہے اور اس پر تمام احکام شریعت کی پابندی لازم ہے مگر بالعموم چونکہ نو سال کی لڑکی بالکل کم سن بچی متصور ہوتی ہے جسے یمین و یسار اور نفع و نقصان کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی نماز پڑھنے اور بالخصوص روزہ رکھنے کی طاقت ہوتی ہے۔ بالاخص سرد علاقوں میں۔ چنانچہ متعدد حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ **وعلى الجاية اذا حاضت الصيام** ۔ کہ لڑکی کو جب حیض آئے تو اس پر روزہ واجب ہوتا ہے **والجارية اذا اتى بها ثلث عشرة او حاضت قبل ذلك فقد وجبت عليها الصلوة قد جرى عليها القلم** ۔ کہ لڑکی جب تیرہ سال کی ہو جائے یا اس سے پہلے اسے حیض آ جائے تو اس پر نماز پڑھنا فرض ہے اور اس پر قلم شریعت جاری ہوگا۔ (الوسائل، الوافی، الحدائق) بناء بریں تیرہ چودہ سال کی لڑکی بالغ سمجھی جائے گی۔ ہاں البتہ احوط یہ ہے کہ تا بامکان قول مشہور کی متابعت کی جائے۔ واللہ العالم

خلاصہ کلام:

۱۔ طفل غیر ممیز سے پردہ نہیں ہے۔

۲۔ جو طفل ممیز ہے مگر ہنوز نا بالغ ہے اس سے عریانی یا نیم عریانی کی حالت میں پردہ ضروری ہے مگر عام حالات میں نہیں ہے۔

۲۔ جب لڑکا بالغ ہو جائے تو پھر اس سے مکمل پردہ لازم ہے۔

۵۹) والقواعد من النساء... الآية

جو عورت کبر سنی میں اور بڑھاپے کی وجہ سے خانہ نشین ہو جائے یعنی یائسہ ہو جائے اور اولاد جننے

کے قابل نہ رہے نہ اسے مردوں کی جنسی خواہش ہو اور نہ کوئی مرد اس میں رغبت کرے تو اس سے برقع یا اوپر اوڑھنے والی چادر کا اتارنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس حالت میں اپنا بناؤ سنگھار کا اظہار مقصود نہ ہو۔ ورنہ اس اوپر والے لباس کا اتارنا جائز نہ ہوگا۔ لیکن ارشاد قدرت ہے کہ بایں ہمہ پیرانہ حالی اگر وہ پارسائی سے کام لے۔ یعنی برقع وغیرہ اوپر کے کپڑے نہ اتارے بلکہ پردہ کی پابندی کرے تو یہ اور بہتر ہے۔ اللہ اللہ۔ کیا پردہ کا اہتمام ہے معلوم ہوا کہ یہ اوپر کے لباس کا اتارنا ایسی ضعیف العمر عورتوں کے لئے بھی پارسائی کے خلاف چیز ہے چہ جائیکہ جوان عورتیں تقریباً نیم برہنہ عالم میں ماری ماری پھرا کریں اور پھر پارسا کی پارسا بھی رہیں۔ (فصل الخطاب)

۶۰) لیس علی الاعمیٰ حرج... الآیۃ

ایک سوال کا جواب

عام طور پر اس آیت کے یہ معنی کئے جاتے ہیں کہ اندھے، لنگڑے اور بیمار پر کوئی گناہ نہیں ہے نہ ہی تم سب پر گناہ ہے کہ اپنے گھروں یا باپ دادا کے گھروں سے یا ماؤں کے گھروں سے کھاؤ۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اندھے اور تندرست سب کا حکم ایک ہے کہ وہ نام بردہ لوگوں کے گھروں سے کھانا کھا سکتے ہیں تو پھر ان کا خصوصیت سے علیحدہ نام لینے کا مقصد کیا ہے؟ اس سوال کے کئی جوابات دیئے گئے ہیں چنانچہ بعض مفسرین نے تو اس سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ اس آیت کا پہلا حصہ ولا علی المریض حرج پر ختم ہو جاتا ہے اور ولا علی انفسکم دوسرا جملہ مستانفہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہر وہ کام جس کے کرنے میں مشقت اور تکلیف ہوتی ہو۔ جیسے نماز جمعہ کا پڑھنا اور جہاد کرنا وغیرہ۔ وہ لنگڑے اور بیمار سے ساقط ہے بناء بریں آیت کا دوسرا حصہ ولا علی انفسکم سے شروع ہوتا ہے اور لعلکم تعقلون پر ختم ہو جاتا ہے مگر جو جواب اقرب الی الصواب ہے وہ یہ ہے کہ بعض صحابہ کرام شدت ورع وتقویٰ کی بناء پر اندھے، لنگڑے اور بیمار کے ساتھ اس لئے اکٹھا کھانے سے اجتناب کرتے تھے کہ ان لوگوں کی معذوری کی وجہ سے ان کی حق تلفی نہ ہو جائے کیونکہ اندھا دیکھ نہیں سکتا اور لنگڑا اچھی طرح زمین پر بیٹھ نہیں سکتا اور بیمار کھانے میں تندرست کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ تو خدا فرماتا ہے کہ ان کے ساتھ کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور نہ اس طرح ان کی کوئی حق تلفی ہوتی ہے۔ نیز جب یہ حکم نازل ہوا تھا کہ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل اپنے مال اپنے درمیان باطل طریقہ پر نہ کھاؤ تو بعض صحابہ کرام ان نام بردہ حضرات کے گھروں سے کھانا کھانے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے تھے کہ

Presented by Ziaraat.Com

شاید یہ اکل المال بالباطل کے زمرہ میں داخل نہ ہوتو خدا نے فرمایا کہ اپنے گھروں یعنی اپنے بیوی بچوں کے گھروں سے، باپ اور ماں کے گھروں سے، بھائی بہنوں کے گھروں سے یا چچاؤں اور پھوپھیوں کے گھروں سے یا ماموؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے (اختیار میں ہیں) جیسے وکیل اور وصی وغیرہ یا بے تکلف مخلص احباب کے گھروں سے۔ گھر والوں کے ساتھ مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ۔ بہرحال اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ یہ اطمینان حاصل ہو کہ یہ نام بردہ لوگ اس کھانا کھانے پر راضی ہیں اور کسی قسم کی ناراضی و ناگواری محسوس نہیں کرتے۔ تو بغیر کچھ طعام ضائع کئے بقدر ضرورت آدمی کھا سکتا ہے۔ لہٰذا یہ حکم تو بہرحال حکم اب باقی ہے مگر زمان ومکان کے بدلنے سے حالات بدلتے رہتے ہیں لہٰذا اگر کبھی ایسی صورتحال پیدا ہو کہ معلوم ہو جائے کہ گھر کا مالک اس طرح آزادانہ اپنے ہاں کسی عزیز کی خورد ونوش پر راضی نہیں ہے تو پھر اس کے ہاں کھانا جائز نہ ہوگا۔ واللہ العالم

(٦١) فاذا دخلتم ... الآیۃ

اس آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کے گھر میں داخل ہو تو اگر وہاں کوئی مسلمان موجود ہو تو اس پر سلام کرکے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اور کوئی نہ ہو تو اپنے اوپر سلام کرے۔ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ اگر وہاں کوئی غیر مسلمان موجود ہو۔ تو پھر یوں سلام کرے السلام علی من اتبع الھدیٰ۔

Presented by Ziaraat.Com

آیات القرآن

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ
جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ
فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾
لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ
اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ
فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

ترجمۃ الآیات

مومن تو صرف وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں اور جب کسی اجتماعی معاملہ میں رسول کے ساتھ ہوتے ہیں تو جب تک آپ سے اجازت نہیں لیتے کہیں نہیں جاتے۔ بے شک جو لوگ آپ سے اجازت مانگتے ہیں وہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس جب وہ آپ سے اپنے کسی کام کے لئے اجازت مانگیں تو آپ ان سے جسے چاہیں اجازت دے دیں اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ بے شک اللہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (۶۲) اے ایمان والو! اپنے درمیان رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی طرح نہ بلاؤ۔ اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ لے کر کھسک جاتے ہیں۔ جو لوگ حکم خدا سے انحراف کرتے ہیں ان کو اس بات

Presented by Ziaraat.Com

سے ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں یا انہیں کوئی دردناک عذاب نہ پہنچ جائے (۶۳) خبردار! جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے تم جس حال میں ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے اور اس دن کو بھی جب لوگ اس کی بارگاہ میں لوٹائے جائیں گے تو وہ انہیں بتائے گا جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔ اور اللہ ہر چیز کا بڑا جاننے والا ہے (۶۴)

تشریح الالفاظ

۱۔ امر جامع ...... کے معنی ہیں وہ اہم معاملہ جس میں لوگوں کا اجتماع ضروری ہے۔

۲۔ دعا ...... کے معنی ہیں بلانا اور پکارنا۔

۳۔ یتسلون ...... کے معنی ہیں مخفی طریقہ پر نکل جانا۔

۴۔ لواذا ...... کے معنی ہیں ایک دوسرے کی آڑ اور پناہ لینا۔

۵۔ فتنہ ...... کے معنی ہیں آزمائش اور کوئی دینوی بلا و مصیبت۔

تفسیر الآیات

۶۲) انما المومنون الذین ... الآیة

ایمان کا معیار اور پیغمبر اسلامؐ سے طریق معاشرت کا اظہار؟

سابقہ آیتوں میں اہل ایمان کو اپنے رشتہ داروں اور دوسرے عام مسلمانوں کے ساتھ طرز معاشرت اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اور یہاں انہیں پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ کیا طریقہ معاشرت اختیار کرنا چاہیے؟ اس کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

پہلا طریقہ معاشرت:

یہ ہے کہ جب انہیں کسی ایسے معاملے کے لئے بلایا جائے جو اجتماع کا تقاضا کرتا ہے جیسے حرب و ضرب یعنی جہاد یا کسی اہم کام میں مشورہ یا نماز جمعہ کا اجتماع وغیرہ۔ تو ان کا فرض ہے کہ جب تک وہ کام اختتام پذیر نہ ہو تب تک واپس نہ جائیں اور اگر کسی اہم کام کی وجہ سے جانا ناگزیر ہو تو پھر پیغمبر اسلامؐ سے اجازت طلب کر کے جائیں، ارشاد ہوتا ہے کہ جو ایسا کرتے ہیں وہ حقیقی مومن ہیں جو اس بات کی پابندی نہیں کرتے وہ منافق ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

نیز اس سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ اگر کوئی شخص میدان کارزار سے بغیر اجازت منہ موڑ کر بھاگ جائے تو وہ منافق ہے اور مومن کہلانے کا حقدار نہیں ہے۔

۶۳) فاذا استاذنوك ... الآية

خداوند عالم نے اجازت مانگنے والوں کو اجازت دینے یا نہ دینے کا اختیار پیغمبر اسلامؐ کو دیا ہے کہ آپ تحقیق کر لیں آیا اجازت مانگنے والے کا عذر معقول ہے اور اس کا انفرادی کام اس اجتماعی کام سے بھی زیادہ اہم تو اسے اجازت دے دیں اور جو بہانہ سازی کر کے کھسکنا چاہتا ہے اپنے انفرادی معمولی کام کو قومی اجتماعی کام پر مقدم جانتا ہے تو اسے اجازت نہ دیں بہرحال ان لوگوں کا پیغمبر اسلامؐ سے اجازت طلب کرنا اور اس کے بغیر نہ جانا ان کے اہل ایمان ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ آنحضرتؐ معقول عذر والے کو اجازت بھی دیں اور اس کے حق میں دعائے مغفرت بھی کریں۔

۶۴) ولا تجعلو دعاء الرسول بینکم ... الآية

دوسرا طریقہ معاشرت

یہ ہے کہ جب پیغمبر اسلامؐ سے خطاب کرنا ہو اور انہیں بلانا ہو تو انہیں اس طرح روکھے پھیکے انداز میں نہ بلائیں جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو نام سے یا کنیت سے بلاتے ہیں بلکہ بڑے ادب و احترام کے ساتھ آپ کے عہدہ و منصب کو عنوان خطاب قرار دے کر بلائیں جیسے یا نبی اللہ! یا رسول اللہ! یا حبیب اللہ! وغیرہ کیونکہ آنحضرتؐ کا ادب و احترام خدا کی شان توحید کے منافی نہیں ہے بلکہ یہ احترام خدا اور اس کے حکم کا احترام ہے جس نے کئی آیتوں میں ان کی اطاعت کا اپنی اطاعت کے ساتھ ملا کر حکم دیا ہے بلکہ ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ اور ان کے ادب و احترام کا حکم دیا ہے جیسے فالذین آمنوا به و عزروو نصروه واتبعو النور الذی انزل معه اولئك هم المفلحون۔ (اعراف۔ ۱۵۶) اور سورہ حجرات میں پیغمبر اسلامؐ کی آواز پر اپنی آواز کو بلند کرنے کو موجب حبط اعمال جرم قرار دیا ہے۔ یا ایها الذین آمنو لا ترفعو اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له کجهر بعضکم لبعض۔ (الحجرات۔ ۲) اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اپنے بڑوں اور بزرگوں کا احترام بھی مدنظر رکھنا چاہیے اور ان کو تعظیمی القاب سے پکارنا چاہیے۔

۶۵) قد یعلم الله الذین ... الآية

کچھ منافق لوگ جن کے دل ہنوز نور ایمان سے منور نہیں ہوئے تھے۔ جب مجلس مشاورت ہوتی یا جمعہ

Presented by Ziaraat.Com

کا خطبہ ہوتا یا کوئی اور اجتماعی معاملہ اور قدرے طوالت ہوجاتی تو وہ ایک دوسرے کی پشت کے پیچھے چھپتے چھپاتے کھسک جاتے تھے۔ تو ایسے لوگوں کو دھمکی دی جا رہی ہے کہ جو خدا اور رسول کے حکم سے روگردانی کرتے ہیں ان کو کسی دنیوی بلا و مصیبت یا اخروی دردناک عذاب الٰہی میں گرفتار ہونے سے ڈرنا چاہیے۔ مخفی نہ رہے عن امرہ کی ضمیر کے مرجع میں قدرے اختلاف ہے اکثر نے اس کا مرجع خدا کو اور بعض نے رسولؐ خدا کو قرار دیا ہے۔

(۶۶) الا ان للہ ما فی السموت ... الآیۃ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اسی کا ہے وہی مالک الملک اور خالق خلق ہے اور ساری کائنات سے بے نیاز نہ کسی اطاعت گزار کی اطاعت اسے کوئی فائدہ پہنچاتی ہے اور نہ کسی نافرمان کی عصیاں کاری اسے کوئی نقصان پہنچاتی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ تم کس حال میں ہو۔ مومن ہو یا منافق اور نیکوکار رہو یا بدکار۔ اور جس دن لوگ اس کی بارگاہ میں لوٹائے جائیں گے تو وہ انہیں آگاہ کر دے گا کہ وہ کیا کچھ کیا کرتے تھے؟ اور پھر سب کو اس کے عقیدہ اور عمل کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ واللہ بکل شئ علیم

سورہ نور کی تفسیر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ والحمد للہ

۵ ستمبر ۲۰۰۲، جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ

بوقت تقریباً تین بجے دن

Presented by Ziaraat.Com

سورۃ الفرقان کا مختصر تعارف

نام:

چونکہ اس سورہ کی پہلی آیت میں لفظ فرقان وارد ہے تبارك الذی نزل الفرقان علی عبدہ۔ اسی مناسبت سے اس سورہ کا نام الفرقان مقرر ہوا۔

عہد نزول:

اس سورہ کے مضامین وموضوعات اور اس کے انداز بیان میں غور وفکر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ اس سورہ کا عہد نزول بھی وہی ہے جو سورہ المومنون کے نزول کا ہے یعنی آنحضرتؐ کے قیام مکہ کے وسطانی دور میں نازل ہوئی ہے۔

اس سورہ کے مضامین وموضوعات کی اجمالی فہرست

۱۔ اس کی ابتدائی چند آیتوں میں پوری سورہ کے مضامین کا جامع خلاصہ یعنی توحید، رسالت اور قرآن کا تذکرہ ہے۔

۲۔ سابقہ موضوعات پر مشرکین کے جملہ اعتراضات اور ان کے موثر انداز میں مکمل جوابات۔

۳۔ دعوت حق سے منہ موڑنے کے برے عواقب ونتائج کا تذکرہ۔

۴۔ انبیاء ورسل کی تکذیب کرنے والوں کی تاریخ کی طرف اجمالی اشارہ اور صحابہ کرام کو صبر و استقامت کی تعلیم۔

۵۔ آتش دوزخ کی کیفیت کا مفصل بیان۔

۶۔ تمام نبیوں کا بشر ہونا اور بشری لوازمات کا پابند ہونا۔

۷۔ حضرت رسول خداؐ کا بارگاہ الٰہی میں امت کے قرآن کو پس پشت ڈالے کی شکایت کرنا

۸۔ قرآن مجید کے تدریجاً نازل کئے جانے کی حکمت ومصلحت؟

۹۔ بدعمل انسانوں کا جانوروں سے بدتر ہونا۔

۱۰۔ پانی کے ذریعہ طہارت کرنے کا بیان۔

۱۱۔ مخالفین کے مطالبہ معجزات کو چھوڑ کر اسی قرآن کے ذریعہ سے لوگوں پر اتمام حجت کرنے کا حکم؟

Presented by Ziaraat.Com

۱۲۔ اللہ کے مخلص بندوں کی شان اور ان کی اخلاقی خوبیوں کا بیان وغیرہ۔

اس سورہ کی تلاوت کرنے کا ثواب

۱۔ پیغمبر اسلامؐ سے مروی ہے فرمایا جو شخص سورہ فرقان کی تلاوت کرے گا۔ وہ اس حال میں مبعوث ہوگا کہ وہ قیامت کی حقانیت کا اقرار کرنے والا ہوگا اور بلا حساب جنت میں داخل ہوگا۔ (مجمع البیان)

۲۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا سورہ تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده کی تلاوت ترک نہ کرو کیونکہ جو شخص ہر رات اس کی تلاوت کرے گا تو اللہ کبھی اسے عذاب نہیں کرے گا۔ اور اس کا محاسبہ نہیں کرے گا اور اس کا مکان فردوس اعلیٰ میں ہوگا۔ (ثواب الاعمال وتفسیر صافی)

۳۔ مصباح کفعمی میں ہے کہ جو شخص یہ سورہ لکھ کر اپنے پاس رکھے تو حشرات الارض اس کے قریب نہیں آئیں گے۔ انشاء اللہ

آیات القرآن

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ تَبٰرَكَ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ عَلٰى عَبۡدِهٖ
لِيَكُوۡنَ لِلۡعٰلَمِيۡنَ نَذِيۡرَا ۙ ۱ الَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلَمۡ
يَتَّخِذۡ وَلَدًا وَّلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ شَرِيۡكٌ فِى الۡمُلۡكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَىۡءٍ فَقَدَّرَهٗ
تَقۡدِيۡرًا ۲ وَاتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخۡلُقُوۡنَ شَيۡـًٔـا وَّهُمۡ يُخۡلَقُوۡنَ
وَلَا يَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا وَّلَا يَمۡلِكُوۡنَ مَوۡتًا وَّلَا حَيٰوةً
وَّلَا نُشُوۡرًا ۳ وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفۡكُ ۨافۡتَرٰٮهُ وَاَعَانَهٗ
عَلَيۡهِ قَوۡمٌ اٰخَرُوۡنَ ۛۚ فَقَدۡ جَآءُوۡ ظُلۡمًا وَّزُوۡرًا ۛۚ ۴ وَقَالُوۡۤا اَسَاطِيۡرُ
الۡاَوَّلِيۡنَ اكۡتَتَبَهَا فَهِىَ تُمۡلٰى عَلَيۡهِ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ۵ قُلۡ اَنۡزَلَهُ الَّذِىۡ
يَعۡلَمُ السِّرَّ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۶ وَقَالُوۡا
مَالِ هٰذَا الرَّسُوۡلِ يَاۡكُلُ الطَّعَامَ وَيَمۡشِىۡ فِى الۡاَسۡوَاقِ ؕ لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ

Presented by Ziaraat.Com

اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝٧ اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ
يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝٨
اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝٩

ترجمۃ الآیات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے بابرکت ہے وہ خدا جس نے اپنے (خاص) بندہ پر فرقان نازل کیا ہے تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے ڈرانے والا بن جائے (۱) جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اس نے کسی کو اولاد نہیں بنایا۔ اور نہ بادشاہی میں اس کا کوئی شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور ہر چیز کا ایک اندازہ (پیمانہ) مقرر کیا ہے (۲) اور ان (مشرکوں) نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے خدا بنائے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں اور وہ خود اپنے لئے نقصان یا نفع کے مالک و مختار نہیں ہیں۔ جو نہ مار سکتے ہیں اور نہ ہی کسی مرے ہوئے کو دوبارہ اٹھا سکتے ہیں (۳) اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) محض ایک جھوٹ ہے جسے اس شخص نے گھڑ لیا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے (یہ بات کہہ کر) خود یہ لوگ بڑے ظالم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں (۴) اور کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی لکھی ہوئی داستانیں ہیں جو اس شخص نے لکھوائی ہیں اور وہ صبح و شام اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں (یا اس سے لکھوائی جاتی ہیں) (۵) آپ کہہ دیجئے! کہ اس (قرآن) کو اس (خدا) نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کے رازوں کو جانتا ہے۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے (٦) اور وہ کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا جو اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا؟ (۷) یا اس پر کوئی خزانہ اتارا جاتا یا اس کے لئے کوئی باغ ہی ہوتا جس سے یہ کھاتا؟ اور ظالموں نے تو (یہاں تک) کہہ دیا کہ تم ایک ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو جس پر جادو کیا گیا ہے (۸) دیکھئے! یہ لوگ آپ کے متعلق کیسی کیسی (کٹ حجتیاں) باتیں بیان کرتے ہیں سو وہ گمراہ ہو گئے ہیں سو اب وہ راہ نہیں پا سکتے (۹)

Presented by Ziaraat.Com

تشریح الالفاظ

ان آیات میں اکثر و بیشتر ایسے الفاظ موجود ہیں جن کی پہلے کئی مقامات پر تشریح کی جا چکی ہے اور باقی الفاظ کی تشریح حاضر ہے۔

۱۔ اکتب...... کے معنی کسی سے درخواست کر کے کچھ لکھوانے کے ہیں۔

۲۔ تملی ...... املا کے معنی لکھوانے کے ہیں اور اس کا صلہ جب علی ہو تو یہ تقراء علیہ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

۳۔ضرب الامثال...... کا محاورہ جس طرح کوئی تمثیل بیان کرنے یا کوئی حکمت آمیز بات کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اسی طرح کسی پر غلط ایراد کرنے، کوئی پھبتی چست کرنے اور کٹ حجتی پیش کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

تفسیر الآیات

۱) تبارك الذی نزل الفرقان ... الآیة

تبارک الذی کا مفہوم

تبارک ایک ایسا فعل ہے جو خداوند عالم کی ذات برکات کے ساتھ مخصوص ہے اور باوجود فعل ماضی ہونے کے اس سے دوسرے مشتقات جیسے مضارع، امر اور اسم فاعل وغیرہ نہیں بنتے اس لفظ کا مادہ ب رک ہے جس کے دو مصدر ہیں برکتہ اور بروک اور جب اس مصدر سے تبارك بنایا گیا تو اب اس میں باب تفاعل کی خصوصیات یعنی مبالغہ وغیرہ بھی اس میں شامل ہو گئے ہیں اب اس کا مفہوم ہو گا بڑا عظیم برکت والا اور بکثرت پائدار برکت والا۔

اور یہ حقیقت ناقابل انکار حد تک ثابت ہے کہ واقعی اس ذات بابرکات کی برکتیں کثیر بھی ہیں اور عظیم بھی۔ اور ہمارا یہ عالم ہست و بو اور اس کی سب چمک و دمک اس کی برکات کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے اور اس کی برکات لامتناہیہ کا ایک ثمر تنزیل فرقان بھی ہے جو حق و باطل، صدق و کذب اور خیر و شر کے درمیان حد فاصل ہے اور اس کے آجانے کے بعد ہدایت و غوایت کا اختلاط و التباس ختم ہو گیا۔ اور رشد و ہدایت کی راہ اپنی پوری

Presented by Ziaraat.Com

تابنا کی اور رعنائی کے ساتھ طالبان ہدایت کے سامنے جلوہ گر ہوگئی ہے۔ قد تبین الرشد من الغی (سورہ بقرہ آیت ۲۰۰) اب کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے معلوم نہیں ہے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ ہدایت کیا ہے اور غوایت کیا ہے؟ اور اسی کا نام اتمام حجت ہے۔

مخفی نہ رہے کہ قبل ازیں سورہ آل عمران کی آیت ۴ من قبل ھدی للناس وانزل الفرقان الآیۃ۔ کی تفسیر میں فرقان کے مفہوم کی وضاحت کی جاچکی ہے لہٰذا وہاں رجوع کیا جائے۔

۲) علی عبدہ۔۔۔ الآیۃ

خداوند عالم نے یہ فرقان اپنے ایک بندہ خاص یعنی پیغمبر اسلامؐ پر نازل کیا ہے عبودیت میں وہ عظمت ہے کہ خدائے حکیم جہاں بھی اپنے رسول کی عظمت شان اور بلندی مقام کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ تو آپ کے لئے ''عبدہ'' کا لفظ استعمال کرتا ہے جیسے سبحان اللہ الذی اسری بعبدہ اور فاوحی الی عبدہ ما اوحیٰ۔ ارباب بصیرت جانتے ہیں:

عبد دیگر عبدہ چیزے دگر

یہی وہ مقام بندگی ہے جسے شاعر دے کر شان خداوندی بھی نہیں لینا چاہتا۔

مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی

واقعی وہ شخص بڑا عظیم ہے جس کی پیشانی صرف اس خالق و مالک کی چوکھٹ پر جھکے جہاں پیشانی جھکانے میں عزت ہے اور وہ شخص بڑا ہی حقیر ہے جس کی گردن اس مخلوق کے سامنے خم ہو۔ جہاں گردن خم کرنے میں ذلت ہے۔

ماسوی اللہ را مسلماں بندہ نیست
پیش فرعونے سرش افگندہ نیست

۳) لیکون للعالمین۔۔۔ الآیۃ

پیغمبر اسلامؐ کی ذات عالمین کے لئے بشیر ونذیر ہیں

دوسری بہت سی آیات وروایات کی طرح اس آیت سے بھی بعبارۃ النص یہ حقیقت واضح وآشکار ہوتی ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی نبوت ورسالت ہر قسم کے زمان ومکان کی حدود وقیود سے ماوراء ہے بلکہ جہاں جہاں تک خداوند عالم کی ربوبیت وخدائی کا تعلق ہے وہاں وہاں تک آپ کی رحمت ورسالت کا تعلق ہے اور یہ حقیقت ہم قبل

Presented by Ziaraat.Com

ازیں آیت مبارکہ وما ارسلنك الا رحمةً للعالمین کی (سورہ انبیاء ۲۷) کی تفسیر میں واضح کر چکے ہیں۔ وہاں رجوع کیا جائے۔ جس سے آشکار ہوتا ہے کہ آپ نہ صرف بنی نوع انسان کے نبی ہیں بلکہ جنوں کے بھی نبی ہیں بلکہ صرف جن وانس کے رسول نہیں ہیں بلکہ ساری کائنات اور تمام جہانوں کے نبی ورسول ہیں۔

۴) الذی له ملك السموٰت ... الآیة

اس آیت مبارکہ میں جہاں یہود ونصاریٰ کی رو ہے جو عزیر اور عیسیٰ کو خدا کا بیٹا قرار دیتے تھے وہاں ان بعض قبائل عرب کی بھی رد ہے جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں جانتے تھے۔ نیز اس میں ان مشرکین کے اس زعم باطل کی بھی رد ہے جو بتوں کو اللہ کے شریک مانتے تھے۔ کیونکہ آسمان ہو یا زمین اور جو کچھ ان میں ہے بلکہ پوری کائنات اللہ کی مملوک ہے اور وہ سب کا مالک اور بادشاہ ہے تو کیا کوئی مملوک بھی اپنے مالک کا شریک ہوسکتا ہے؟ مالکم کیف تحکمون؟

۵) خلق کل شئی ... الآیة

ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے

اس بوقلموں کائنات میں بے شمار مخلوق موجود ہے۔ ویخلق مالا تعلمون۔ مگر ثریٰ سے ثریا تک اور سماک سے سماء تک، چیونٹیوں سے لے کر ہاتھی تک ذرہ سے لے کر پہاڑ تک ہر چیز کا ایک اندازہ ہے جس سے کوئی چیز نہ کم ہوسکتی ہے اور نہ زیادہ۔ وان من شئی الا عندنا خزائنه و ما ننزله الا بقدر معلوم۔ ہر چیز اپنے علل واسباب کے تحت جاری وساری ہے اور اپنا وظیفہ خلقت احسن انداز میں ادا کر رہی ہے۔ الغرض خدائے علیم وحکیم نے ہر مخلوق کا طول وعرض، رنگ وبو اور صحت ومرض اور موت وحیات مقرر کر دی ہے اور لوح محفوظ میں لکھ دی ہے اس موضوع کی دوسری تفصیلات معلوم کرنے کے خواہش مند حضرات ہماری احسن الفوائد کی طرف رجوع کریں۔

۶) واتخذوا من دونه الهة ... الآیة

مشرکین عرب بدیہیات کے منکر تھے

جو چیز بدیہی ہوتی ہے اسے چونکہ اپنی فطرت سلیمہ کی بناء پر سب عالم وجاہل سمجھتے ہیں اور اس کے سمجھنے کے لئے کسی دلیل وبرہان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے آگ کا گرم ہونا، یا برف کا ٹھنڈا ہونا یا بنا کے لئے بانی اور

Presented by Ziaraat.Com

کسی صنعت کے لئے صائع کا ہونا۔ منجملہ ان بدیہیات کے ایک بدیہی بات یہ ہے کہ جو خدا ہوتا ہے وہ پیدا کرنے، مارنے، جلانے اور نفع ونقصان پہنچانے پر قادر ہوتا ہے۔ مگر تعجب کا مقام ہے کہ مشرکین عرب اپنی عقلمندی ودانشمندی کے تمام تر دعووں کے باوجود ان بتوں کو اپنا خدا جانتے تھے حالانکہ وہ ان کاموں میں سے کسی کام پر بھی قادر نہ تھے اور تمام عیبوں اور خامیوں کا مجموعہ تھے۔ مگر بایں ہمہ وہ خدا کو چھوڑ کر ان کو اپنا معبود جانتے تھے یاللعجب؟ واضح رہے کہ یہ دلیل تمام معبودان باطل کو شامل ہے خواہ بت ہوں یا شمس وقمر یا فرشتے ہوں یا انبیاء واولیاء۔ کمالا یخفی

۷) وقال الذین کفروا ... الآیۃ

مشرکین کی کٹ حجتیاں

سابقہ بیان وکلام ایسا واضح برہان تھا کہ تمام مشرکین کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ لہٰذا وہ افتراء پردازی اور بہتان سازی پر اتر آئے اور آئیں بائیں کرنے لگے کہ قرآن ایک جھوٹ ہے جو پیغمبرؐ نے گھڑلیا ہے اس کام میں بعض لوگوں نے ان کی مدد کی ہے۔ یہ پہلے لوگوں کی داستانیں اور ان کے افسانے ہیں جنہیں انہوں نے لکھوایا ہے اور جو صبح وشام لکھوائے جاتے ہیں یا پڑھ کر سنائے جاتے ہیں ان کا مقصد یہ تھا کہ جہاں تک قرآنی احکام، مواعظ یا قصص وحکایات کا تعلق ہے تو یہ پیغمبر اسلامؐ نے اہل کتاب اور ان کی کتابوں توراۃ اور انجیل وغیرہ سے لئے ہیں اور جہاں تک قرآن کے الفاظ وعبارات کا تعلق تو یہ خود ان کے ساختہ وپرداختہ ہیں۔

۸) قل انزلہ الذی ... الآیۃ

خدائے تعالیٰ خبیر وقدیر کا جواب

مشرکین کی اس سوچ اور اس ذہنی پس منظر میں یہ جواب دیا جارہا ہے کہ یہ قرآن نہ خود پیغمبر اسلامؐ کا کلام ہے اور نہ ہی اہل کتاب یا ان کی کتابوں سے ماخوذ ہے۔ بلکہ عالم الغیب خدا نے آپ پر نازل کیا ہے جو آسمان وزمین کے رازوں سے آگاہ ہے۔ یہ کلام نہ پیغمبر کا طبع زاد ہے اور نہ ہی پرانے نوشتوں اور پرانی کتابوں سے حاصل کیا ہوا ہے اور اس بات کی ناقابل رد دلیل یہ ہے کہ اگر تمہارا یہ دعویٰ درست ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے یہ کلام ادھر ادھر سے جمع کیا ہے تو پھر وہ تمہیں چیلنج کر رہے ہیں کہ اگر تمہیں اس کے کلام اللہ ہونے میں شک ہے تو پھر اس جیسی ایک ہی سورہ بنا کر لاؤ تو پھر تم پرانی کتابوں کے نوشتوں سے اور اہل کتاب کی مدد اور یاوری سے اس

Presented by Ziaraat.Com

جیسی ایک ہی سورہ بنا کر کیوں پیش نہیں کر دیتے؟ حق یہ ہے کہ یہ مشرک لوگ ایسی بے پر کی باتیں اڑا کر ظلم و زیادتی اور کذب وافتراء کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

۹) وقالوا امال هذا الرسول... الآیہ

مشرکین پینترا بدلتے ہیں

جب ان کے ہفوات کے جواب میں خدائے علیم وحکیم نے یہ حکیمانہ جواب دیا اور ان کی بہتان تراشیوں کا پردہ چاک کر کے ان کی باتوں کا کھوکھلا پن واضح کر دیا۔ تو اب انہوں نے پینترا بدلا۔ اور وہی بات کہی جو ہمیشہ منکرین حق اور منکرین رسل کہتے رہے ہیں۔ یہ کیسا رسول ہے؟ جو ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ضروری چیزوں کی خرید وفروخت کے لئے بازاروں میں چلتا ہے۔ اس کے ہمراہ کوئی فرشتہ کیوں نہیں ہے؟

کفار ومشرکین کا تصور نبیؐ

کفار ومشرکین کا اصل نظریہ تو یہ تھا کہ نبی ورسول کوئی فرشتہ ہونا چاہیے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ان کا یہ نظریہ پیش کیا گیا ہے اور اگر خدا کو یہی منظور تھا کہ کسی بشر کو ہی نبی بنا کر بھیجے تو پھر اسے کوئی شہنشاہ بنا کر بھیجتا۔ جس کے نوکروں چاکروں اور دربانوں کی ایک فوج ہوتی اور اس کے پاس زر وجواہرات کا قیمتی خزانہ ہوتا تا کہ خود بھی بڑے ٹھاٹ باٹھ اور آرام واطمینان سے زندگی گزارتا اور اپنے کلمہ گوؤں کو بھی فکر معاش سے آزاد کر دیتا۔ یا اگر اس کے پاس اور کچھ نہ ہوتا تو کم از کم ایک ایسا باغ ہی ہوتا جس سے کھاتا اور اس کی آمدنی سے اپنا وقت اچھا گزارتا۔ یا اگر اور کچھ نہیں تو اس کے ہمراہ ایک فرشتہ ہی ہوتا۔ جو تصدیق کرتا کہ یہ اللہ کا رسول ہے اور نہ ماننے والوں کو ڈراتا دھمکاتا کہ اگر تم نے اسے نہ مانا تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔ مگر اس کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ کیسا رسول ہے؟ جو ہماری طرح کھاتا پیتا ہے اور ضروریات زندگی کی خاطر بازاروں میں آتا جاتا ہے؟ یہ احمق لوگ بھول گئے کہ جو خدا کی طرف سے پیغامبر بن کر آتا ہے تو وہ تب ہی اپنا فرض منصبی ادا کر سکتا ہے کہ جب اس کا لوگوں کے ساتھ رہن سہن ہو۔ اگر وہ شہنشاؤں کی طرح عوام سے الگ تھلگ رہے گا۔ یا اس کا تعلق کسی اور نوع یا کسی اور عالم سے ہوگا تو پھر وہ علمی وعملی طور پر فریضہ رسالت کس طرح ادا کرے گا؟

۱۰) وقال الظالمون... الآیۃ

کفار ومشرکین جب انبیاء ومرسلین کی تبلیغ کے اثر وتاثیر کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ ساحر (جادوگر) ہیں یہ اثر و نفوذ ان کے جادو کی تاثیر ہے حق کی تاثیر نہیں ہے اور جب ان کی تعلیمات اور بالخصوص ان کے نظریہ بعث بعد

Presented by Ziaraat.Com

الموت پر نگاہ کرتے تو کہہ اٹھتے کہ یہ مسحور (سحر زدہ) ہیں ان کی عقلیں جادو کے اثر سے ماؤف ہو چکی ہے۔ جبھی تو یہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

۱۱) انظر کیف ضربوا ... الآیۃ

مشرکین کی کٹ حجتیاں

دیکھئے یہ لوگ کس قسم کی کٹ حجتیاں پیش کر رہے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گم گشتہ ہو چکے ہیں کہ ہاتھ پیر تو بہت مارتے ہیں اور پینترے بھی بہت بدلتے ہیں مگر آپ کی نبوت و رسالت کے خلاف کوئی معقول بات نہیں سوجھتی اور انہیں کوئی فرار کا راستہ نہیں ملتا۔ وذالك هو الخسران المبين

آیات القرآن

تَبٰرَكَ الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُۙ وَ یَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ⑩ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ٘ وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ
كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِیْرًاۚ ⑪ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا
وَّ زَفِیْرًا ⑫ وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًاؕ ⑬
لَا تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِیْرًا ⑭ قُلْ اَذٰلِكَ خَیْرٌ
اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِیْرًا ⑮ لَهُمْ
فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ خٰلِدِیْنَؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ⑯ وَ یَوْمَ
یَحْشُرُهُمْ وَ مَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ
هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَؕ ⑰ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَاۤ اَنْ
نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ وَ لٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا
الذِّكْرَۚ وَ كَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ⑱ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَۙ فَمَا

Presented by Ziaraat.Com

تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿۱۹﴾
وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ
وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۗ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ
وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿۲۰﴾

ترجمۃ الآیات

بڑا بابرکت ہے وہ خدا جو اگر چاہے تو آپ کو اس (کفار کی بیان کردہ چیزوں) سے بہتر دے دے۔ یعنی ایسے باغات کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں۔ اور آپ کے لئے (عالیشان) محل بنوادے (۱۰) بلکہ یہ لوگ قیامت کو جھٹلاتے ہیں اور جو لوگ قیامت کو جھٹلاتے ہیں ہم نے ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے (۱۱) اور وہ (آگ) جب انہیں دور سے دیکھے گی تو وہ اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑ نا سنیں گے (۱۲) اور جب انہیں زنجیروں میں جکڑ کر آتش (دوزخ) کی کسی تنگ جگہ میں ڈال دیا جائے گا تو وہاں (اپنی) ہلاکت کو پکاریں گے (۱۳) (ان سے کہا جائے گا کہ) آج ایک ہلاکت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی ہلاکتوں کو پکارو (۱۴) یا آپ ان سے کہیے کہ آیا یہ (آتش دوزخ) اچھی ہے یا وہ دائمی جنت جس کا پرہیز گاروں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ ان (کے اعمال) کا صلہ ہے اور (آخری) ٹھکانا (۱۵) اس میں ان کیلئے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ ایک وعدہ ہے جو آپ کے رب کے ذمہ ہے جس کے متعلق سوال کیا جائے گا (۱۶) اور جس دن اللہ ان لوگوں کو اور ان کے معبودوں کو جنہیں وہ اللہ کو چھوڑ کر پوجتے رہے ہیں۔ اکٹھا کرے گا تو اللہ ان (معبودوں) سے پوچھے گا کہ آیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا؟ یا وہ خود ہی (سیدھے) راستہ سے بھٹک گئے تھے؟ (۱۷) وہ کہیں گے کہ پاک ہے تیری ذات ہمیں یہ حق نہیں تھا کہ ہم تجھے چھوڑ کر کسی اور کو اپنا مولا بنائیں لیکن تو نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو خوب آسودگی اور آسائش عطا کی۔ یہاں تک کہ انہوں نے (تیری) یاد بھلا دی۔ اور اس طرح تباہ و برباد ہو گئے (۱۸) (اے کافرو) اس طرح وہ (تمہارے معبود) تمہاری ان

Presented by Ziaraat.Com

باتوں کو جھٹلا دیں گے جو تم کرتے ہو۔ پھر نہ تو تم (عذاب کو) ٹال سکو گے اور نہ ہی اپنی کوئی مدد کر سکو گے۔ اور تم میں سے جو ظلم کرے گا ہم اسے بڑے عذاب کا مزہ چکھائیں گے (۱۹) (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے اور ہم نے تم کو ایک دوسرے کے لئے ذریعہ آزمائش بنایا ہے کیا تم صبر کرو گے؟ اور آپ کا پروردگار بڑا دیکھنے والا ہے (۲۰)

تشریح الالفاظ

۱۔ تغیظ ...... کے معنی ہیں غیظ و غضب والی جوشیلی آواز۔

۲۔ زفیر...... کے معنی ہیں چنگھاڑتا اور گدھے کی آواز کا ابتدائی حصہ۔

۳۔ مقرنین......مقرن کی جمع ہے جس کے معنی ہیں زنجیروں میں جکڑے ہوئے۔

۴۔ ثبور...... کے معنی ہلاکت کے ہیں۔

۵۔ وعدا مسئولا ...... یہ وہ وعدہ ہے کہ ایک فرمانبردار بندہ خدا سے سوال اور مطالبہ کر سکتا ہے کہ یا اللہ اسے پورا کر

۶۔ متعتم ......اس کے معنی ہیں آسودگی اور آسائش اور مال دولت دینا۔

۷۔ بور...... کے معنی ہیں ہلاک ہونے والا۔ اس میں مذکر و مونث اور واحد و جمع میں کوئی فرق نہیں ہے اور بعض کے نزدیک یہ بائر کی جمع ہے۔

تفسیر الآیات

(۱۲) تبارك الذی ان شاء... الآیة

خدا لوگوں کی تجویز کردہ چیزوں سے زیادہ عطا کرنے کی قدرت رکھتا ہے

کفار نے جو مطالبہ کیا تھا کہ پیغمبر اسلام کے پاس کوئی خزانہ یا کوئی باغ وغیرہ کیوں نہیں ہے؟ اس کے جواب میں کہا جا رہا ہے کہ بے شک خدا قادر مطلق ہے وہ چاہتا تو ان چیزوں سے بھی بہتر چیزیں اپنے نبی کو دنیا میں عطا کر دیتا۔ ان کے پاس شاندار باغات ہوتے ان کے نیچے نہریں رواں دواں ہوتیں اور عالی شان محلات

Presented by Ziaraat.Com

ہوتے جن میں ہر قسم کی زیبائش وآرائش اور ہر قسم کی عیش وآرام کا ساز وسامان ہوتا۔لیکن اللہ کے نزدیک کسی شخص کی عظمت کا معیار مال ودولت کی کثرت وفراوانی نہیں ہے بلکہ ایمان وعمل اور تقویٰ واطاعت ہے۔وبس۔

چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ اگر خدا کے نزدیک دنیا کی مچھر کے ایک پر کے برابر بھی قدرو قیمت ہوتی تو کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا۔لہٰذا پیغمبر اسلامؐ کو دعوت حق اور تبلیغ دین کا فریضہ سونپ کر جو عزت وعظمت بخشی ہے اس کے مقابلہ میں یہ سب دنیوی نعمتیں ہیچ ہیں۔

۱۳) بل کذبوا بالساعة... الآیة

کفار کے انکار کی اصلی وجہ

ساعت کے معنی وقت اور گھڑی کے ہیں اور جب اس کے ساتھ الف ولام عہد کا چسپاں ہو گیا تو اس کے معنی مخصوص گھڑی کے ہوں گے۔جس سے مراد قیامت کی وہ گھڑی ہے جس میں یہ ساری کائنات زیر وزبر ہوجائے گی اور پھر تمام اولین وآخرین کو حساب وکتاب اور جزاوسزا کے لئے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

بہرحال جب یہ حقیقت بیان کی جارہی ہے کہ منکرین رسالت جو کبھی قرآن کو اساطیر الاولین کہتے ہیں اور کبھی اسے کذب وافتراء کا پلندہ (العیاذ باللہ) اور کبھی رسول کو سحر زدہ شخص قرار دیتے ہیں اور کبھی فرشتے کے آپ کے ہمراہ نہ ہونے اور کبھی خزانہ وغیرہ نہ رکھنے اور کبھی کھانا کھانے اور بازاروں میں چلنے پھرنے کے عذر بہانے پیش کرتے ہیں ان میں سے کوئی چیز بھی قرآن کے کلام اللہ نہ ہونے یا آنحضرتؐ کے رسول خدا نہ ہونے کی بنیاد نہیں ہے۔بلکہ اس انکار کا اصلی سبب یہ ہے کہ وہ قیامت کے منکر ہیں اور وہ اپنے دنیاوی مصالح ومفادات سے دست بردار ہو کر قیامت کا اقرار کرنے پر تیار نہیں ہیں ورنہ اگر انہیں قیامت اور اس کے حساب وکتاب پر یقین ہوتا تو ہرگز اس قسم کی ہرزہ سرائیاں اور افتراء پردازیاں نہ کرتے اور خدا نے منکرین قیامت کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے جس سے وہ کبھی بچ نہیں سکیں گے۔

۱۴) واذا القوا... الآیه

جہنم کو تنگ جگہ کہنے کی وجہ؟

یہاں جہنم کو تنگ جگہ قرار دیا گیا ہے حالانکہ وہ بڑی وسیع وعریض ہے جو اپنے تمام مستحقین کو ہڑپ کر جانے کے بعد بھی هل من مزید؟ کا نعرہ لگائے گی۔تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جہنمی لوگ اس میں داخل ہونے میں تنگی محسوس کریں گے۔اور انہیں اس میں زبردستی جھونکا جائے گا۔چنانچہ جب حضرت رسول خداؐ سے اس آیت

Presented by Ziaraat.Com

کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا والذی نفسی بیدہ انهم یستکرھون فی النار کما یستکرہ الوتد فی الحائط۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جہنمیوں کو اس طرح زبردستی دوزخ میں ڈالا جائے گا جس طرح دیوار میں کیل ٹھونکی جاتی ہے۔(تفسیر کاشف)

مخفی نہ رہے کہ اس قسم کی بعض آیات قبل ازیں سورہ ابراہیم میں ۴۱ سے ۵۰ تک گزر چکی ہیں۔اس مقام کی طرف رجوع کرنا اس مقام کے سمجھنے میں معاون ثابت ہوگا۔

مخفی نہ رہے کہ آگ کے دور سے یعنی ایک سال کی مسافت سے دیکھنے کا مطلب ان لوگوں کا آگ کو دیکھنا ہے۔

۱۵) قل اذالك خیر ام جنة الخلد۔۔۔ الآیة

ایک ایراد اور اس کا جواب

جہنم اور اس کی ہولنا کیوں کا تذکرہ کرنے کے بعد اب یہاں جنت کی فرحنا کیوں کا ذکر خیر ہو رہا ہے۔کہ جنتی لوگ اس میں منہ مانگی مراد پائیں گے۔اور جو کچھ چاہیں گے وہ حاضر پائیں گے۔خدا نے پیغمبر اسلام کے ذریعے سے کفار سے سوال پوچھا ہے کہ بتاؤ کہ جہنم بہتر ہے یا جنت الخلد؟ اس پر ایراد کیا جاتا ہے کہ یہ سوال تو ایسا ہے جیسے کوئی کسی سے پوچھے کہ کھانڈ زیادہ میٹھی ہے یا تمہ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سوال و جواب بطور تفریح اور ڈانٹ کے ہے جیسے کوئی آقا اپنے غلام کو خاص رقم دے تاکہ وہ اسے اپنی جائز ضروریات پر صرف کرے مگر وہ اسے فضول خرچی میں اڑا دے اور اس کے نتیجہ میں آقا اسے خوب مارے پیٹے اور پھر پوچھے یہ مار زیادہ لذیذ ہے یا وہ کام؟

۱۶) یوم یحشرھم وما یعبدون۔۔۔الآیة

معبودان باطل سے خدا کا سوال کہ آیا تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا؟

جن چیزوں کی دنیا میں مشرکین نے پرستش کی ہے وہ کئی قسم کی ہیں:

۱۔ کئی تو بے جان ہیں جیسے بت، شمس و قمر اور درخت و آگ وغیرہ۔

۲۔ کئی جاندار ہیں۔ان کی پھر دو قسمیں ہیں کچھ معصوم ہیں جیسے فرشتے اور جناب عزیرؑ اور عیسیٰؑ وغیرہ۔اور کچھ گنہگار و بدکار ہیں جیسے فرعون شداد وغیرہ۔تو قابل غور بات یہ ہے کہ یہاں خداوند عالم مشرکین کے جن معبودوں کا ذکر کر رہا ہے ان سے کون سے معبود مراد ہیں؟ آیات کے سیاق و سباق اور بعض اخبار و آثار سے تو یہی

ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے دوسری
قسم کے معبود مراد ہیں۔یعنی معصوم ہستیاں جو کہیں گی کہ ہم نے انہیں گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ خود گمراہ ہوئے تھے۔یہ اور بات ہے کہ اس موقع پر فرعون جیسے گمراہ کرنے والے مکر جائیں لیکن بعض مفسرین نے اس سے ہر دو قسم کے تمام معبود مراد لئے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ خدائے قدیر اس دن بتوں اور غیر جاندار چیزوں کو بھی قوت گویائی عطا کرے گا اور وہ بول کر جواب دیں گے کہ ہم نے ان لوگوں کو گمراہ نہیں کیا تھا۔

۱۷) فقد کذبو کم... الآیۃ

مشرکین کی بے چارگی کی انتہا

جب معبودان باطل مشرکین کے نظریہ کی صاف صاف تردید کر دیں گے تو خداوند عالم ان سے پوچھے گا کہ تم جس نظریہ کو برحق سمجھے ہوئے تھے وہ تو آج باطل و بے بنیاد ثابت ہوا اور جن کو تم اپنا سفارشی سمجھتے تھے انہوں نے تو تم سے اپنی برأت کا اظہار خیال کر دیا ہے۔

جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے ؟

آج جب کہ تمہاری ہر طرف سے آس و امید قطع ہوگئی ہے تو پھر تم نہ عذاب کو ٹال سکتے ہو اور نہ ہی اپنی مدد آپ کر سکو گے۔لہٰذا عذاب الٰہی کے لئے تیار ہو جاؤ۔

۱۷) ولکن متعتھم و آباء ھم.... الآیۃ

ان معبودان باطل کے ایک جملہ معترضہ کا مفہوم

یہ معبودان باطل اپنی برات ظاہر کرتے ہوئے اور مشرکوں کے شرک سے اپنی لاتعلقی ظاہر کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہاں البتہ یااللہ! تو نے ان لوگوں کو اور ان کے آباؤ اجداد کو آرام و آسائش، آسودگی اور سامان زندگی دیا اور وہ تیری یاد، سبق اور یاد دہانی کو بھول گئے اور گمراہ ہوگئے ہیں۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ خدا پر گمراہ کرنے کا الزام لگا رہے ہیں بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ تو نے تو ان کو یہ نعمتیں اس لئے عطا کی تھیں کہ وہ تیرا شکر ادا کریں تو یہ وانابہ کریں اور تیری اطاعت کریں مگر ان نمک حراموں نے سب کچھ بھلا کر اور کفر و شرک کر کے اپنی ہلاکت کے اسباب خود وضع کئے ہیں۔سچ ہے کہ

خود کردہ راہ علاجے نلیست

۱۹)وما ارسلنا قبلك... الآية

کفار کے ایراد کا جواب

یہ کفار و مشرکین کے ایک مشہور ایراد کا جواب ہے جو اوپر آیت ۷ میں گزر چکا ہے کہ یہ عجیب پیغمبر ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔اس کا جواب دیا جارہا ہے کہ یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے کہ تم تعجب کرو بلکہ آپ سے پہلے جتنے انبیاء و مرسلین آئے ہیں وہ سب ایسے ہی تھے کہ کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے تو ان پر ایمان اور ان کا انکار؟ اس تفریق کی وجہ کیا ہے؟

۲۰) وجعلنا بعضكم... الآية

ہم نے تم کو ایک دوسرے کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے نیک بد کے لئے، بد نیک کے لئے اور شاہ گدا کے لئے اور گدا شاہ کے لئے، تندرست بیمار کے لئے اور بیمار تندرست کے لئے۔الغرض امیر فقیر کے لئے اور فقیر امیر کے لئے۔

۲۱) وكان ربك بصيرا... الآية

خدا سب کو اور ان کے کارہائے خوب و زشت کو اور ان کی روش و رفتار کو خوب دیکھ رہا ہے اور اسی کے مطابق قیامت کے دن انہیں جزا و سزا دے گا۔ وهو احكم الحاكمين۔

الحمدللہ کہ پارہ نمبر ۱۸ کی تفسیر بفضلہٖ و عونہٖ تعالیٰ اختتام پذیر ہوئی۔

ثم الحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد واٰله الطيبين الطاهرين

❁❁❁❁❁

Presented by Ziaraat.Com